قرآنی عربی پروگرام

لیول 5: اعلیٰ عربی زبان

محمد مبشر نذیر

اس لیول کے اختتام پر انشاء اللہ آپ ڈکشنری کے زیادہ استعمال کے بغیر اسلامی لٹریچر سمجھ سکیں گے اور زبان و بیان اور فن بلاغت کی نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

یہ اس کتاب کا بیٹا ورژن ہے۔ اس کتاب کی نظر ثانی کا کام ابھی جاری ہے۔ اس وجہ سے اس کتاب میں زبان، اعراب اور گرامر کی غلطیاں پائی جا سکتی ہیں۔

فہرست

فہرست

تعارف

محترم قارئین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عربی زبان سیکھنے کے لئے "قرآنی عربی پروگرام" کے انتخاب کا بہت بہت شکریہ۔ اس پروگرام میں انشاء اللہ ہم متعدد اسباق کے ذریعے عربی زبان سیکھیں گے۔ اس پروگرام کے اختتام پر انشاء اللہ آپ قرآن و حدیث اور مسلم علماء کی عربی کتب کے مطالعے پر قادر ہو جائیں گے۔ اس پروگرام کو اس طرح سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ آپ نہایت ہی آسانی کے ساتھ درجہ بدرجہ ادبیات اسلامیہ میں استعمال ہونے والی عربی زبان سیکھ سکتے ہیں۔ اس پروگرام کو قرآنی عربی پروگرام کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس پروگرام کا محور و مرکز "قرآن مجید" ہے۔

لوگ عموماً دو وجوہات کی بنیاد پر عربی سیکھتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قرآن مجید، احادیث اور اسلامی لٹریچر کو سمجھا جا سکے اور دوسرے یہ کہ عربوں کے ساتھ جدید عربی میں گفتگو کی جا سکے۔ یہ پروگرام پہلے مقصد کی تکمیل کے لئے وضع کیا گیا ہے البتہ دوسرے مقصد کے لئے عربی سیکھنے والے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

عربی دنیا کی منظم ترین زبان ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا سیکھنا بہت آسان ہے۔ اس کے قواعد و ضوابط بہت واضح ہیں۔ اگر آپ یہ قواعد و ضوابط سیکھ لیں تو چند ہی ہفتوں میں آپ اس زبان کا بڑا حصہ سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن و حدیث اور اسلامی لٹریچر میں استعمال ہونے والی عربی زبان سے واقفیت حاصل کریں۔ اس کے اسالیب کو پہچانیں اور اس کے محاوروں سے واقفیت حاصل کریں۔

اس پروگرام میں عربی سیکھنے کا طریقہ کار نہایت ہی سادہ ہے۔ روزانہ ایک سبق کا مطالعہ کیجیے۔ ہر سبق میں "اپنی صلاحیتوں کا امتحان لیجیے!" کے تحت مشقوں کو حل کیجیے۔ مشقوں کو حل کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے جوابات ہرگز نہ دیکھیے۔ بعد میں جوابات کو چیک کیجیے۔ چند ہی ہفتوں میں آپ محسوس کریں گے کہ آپ عربی زبان سمجھنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کی دلچسپی برقرار رکھنے اور معلومات ذہن نشین کروانے کی خاطر بعض معلومات کو الگ باکس کی صورت میں درج کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تعمیر شخصیت: اس پروگرام کا مقصد محض عربی سکھانا ہی نہیں ہے بلکہ اپنی شخصیت کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنا بھی ہے۔ اس لئے ہر سبق کے آغاز میں آپ کو یہ باکس ملے گا جس میں تعمیر شخصیت سے متعلق ٹپس دیے جائیں گے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ عربی زبان اور عربوں سے متعلق دلچسپ معلومات آپ کو اس باکس میں ملیں گی۔

آج کا اصول: زبان کے قوانین اس باکس میں دیے جائیں گے تاکہ آپ انہیں آسانی سے یاد کر سکیں۔

چیلنج! آپ کی زبان دانی کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے آپ کو چیلنج دیا جائے گا جس کی مدد سے آپ عربی زبان کی صلاحیت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

مطالعہ کیجیے! اس باکس میں اچھی کتب اور تحریروں کے لنک فراہم کئے جائیں گے۔

تعارف

اس پروگرام کو اس انداز میں منظم کیا گیا ہے کہ آپ تدریجاً عربی سیکھتے چلے جائیں گے:

- لیول 0: اس لیول کا مقصد آپ کو عربی رسم الخط سکھانا ہے۔ اگر آپ پہلے ہی عربی پڑھ سکتے ہیں تو آپ براہ راست لیول 1 سے آغاز کر سکتے ہیں مگر اس لیول کا طائرانہ جائزہ مفید رہے گا۔
- لیول 1: اس لیول کا مقصد یہ ہے کہ آپ روز مرہ مذہبی معمولات میں استعمال ہونے والی عربی سیکھ لیں۔
- لیول 2: اس لیول کا مقصد آپ کی زبان کی صلاحیت کو بڑھانا ہے۔ اس میں آپ بنیادی عربی گرامر سیکھتے ہیں اور اپنے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس لیول کے اختتام پر آپ ڈکشنری کی مدد سے 30-40% عربی سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔
- لیول 3: یہ لیول آپ کی زبان کی صلاحیتوں کو مزید بہتر بناتا ہے۔ اس آپ گرامر کے اعلیٰ مباحث کا مطالعہ کرتے ہیں اور آپ کے ذخیرہ الفاظ میں مزید اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لیول کے اختتام پر آپ ڈکشنری کی مدد سے 75-80% عربی سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔
- لیول 4: اس لیول پر پہنچ کر آپ عربی گرامر کا مطالعہ مکمل کر لیتے ہیں۔ آپ کا ذخیرہ الفاظ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اب آپ ڈکشنری کی مدد سے 100% عربی سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔
- لیول 5: یہ اس پروگرام کا آخری لیول ہے۔ اس لیول پر پہنچ کر آپ علم بلاغت (بشمول علم المعانی، علم البیان اور علم البدیع) کا مطالعہ کرتے ہیں اور زبان میں نازک احساسات کو سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اب آپ ڈکشنری کا زیادہ استعمال کیے بغیر آرام سے پچھلے ڈیڑھ ہزار سال میں لکھی گئی عربی کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

لیول 1 سے اس پروگرام اسباق کو دو سیریز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اے سیریز میں گرامر اور بلاغت کے قوانین سکھائے گئے ہیں۔ ان قوانین کے استعمال کے لئے قرآن مجید سے پریکٹس کروائی گئی ہے۔ بی سیریز میں زبان کے ذخیرہ الفاظ میں اضافے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے قرآن مجید، حدیث اور ادبیات اسلامیہ سے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ آپ نے اس کے ذخیرہ الفاظ اور اسالیب کو سیکھتے ہوئے ان اقتباسات کا ترجمہ کرنا ہے۔ آپ کو قوانین یا الفاظ کو رٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مشقوں کو اس طریقے سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ یہ قوانین اور الفاظ خود بخود آپ کے ذہن میں راسخ ہوتے چلے جائیں گے۔

اس پروگرام کے ذریعے آپ عربی بول چال پر نہ تو قادر ہو سکیں گے اور نہ ہی عربی زبان کے ادیب بن سکیں گے مگر یہ پروگرام آپ کو یہ مقاصد حاصل کرنے میں مدد ضرور کرے گا۔ عربی بول چال پر قدرت کے لئے آپ کو عرب ماحول اور تحریر سیکھنے کے لئے ایک استاذ کی ضرورت رہے گی جو آپ کی تحریروں کی اصلاح کر سکے۔

اس پروگرام کا بنیادی مقصد آپ کو زبان سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں کسی بھی سبق سے متعلق کوئی سوال پیدا ہو تو آپ براہ راست مصنف کو ای میل کر کے اپنے سوال کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے تاثرات بھی ای میل کیجیے۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب میں جہاں کوئی غلطی دیکھیں تو مصنف کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ مصنف کا ای میل ایڈریس ہے: mubashirnazir100@gmail.com

تعارف

اپنے کمپیوٹر کو عربی زبان کے سیٹ اپ کر لیجیے۔ طریقہ کار یہ ہے:

Enable the Arabic Language in your computer. Follow these steps:

For Windows Vista Users

- Open "Regional and Language Options" from Control Panel
- Press “Keyboards and Languages” tab.
- Press “Change keyboards…” button
- Press “Add” button
- Select “Input Language: “Arabic“

The system may ask you to provide Windows CD during this process.

Warning: If you are using an unlicensed version of Windows, it may corrupt.

For Windows XP Users

- Open "Regional and Language Options" from Control Panel
- Choose Language tab.
- Check the "Install files for Complex Script and right-to-left languages (Including Thai)".
- Press Apply to proceed
- Press Details button.
- Press Add button.
- Select the “Arabic (Saudi Arabia)” in Input Language drop down list.
- Select the default “Arabic (102)” keyboard.
- Press “OK” and then “Apply”.

درج ذیل لنک سے مزید وسائل بھی ڈاؤن لوڈ کر لیجیے۔

www.mubashirnazir.org/Courses/Arabic/Level01/AR000-01-Contents-U.htm

- قرآن مجید اور اس کی ڈکشنریاں
- عربی اور اردو فانٹ
- صخر عربی انگریزی ڈکشنری: اسے اپنے کمپیوٹر پر انسٹال بھی کر لیجیے۔ انسٹال کرنے کے بعد یہ کام کر لیجیے۔

- Open "Regional and Language Options" from Control Panel
- In Regional Options change the standard format to Arabic (Saudi Arabia), and the location to be Saudi Arabia
- Press the 'Advanced' card (The third card up) and then change the language to Arabic (Saudi Arabia), then ok and restart your computer.
- Check that Sakhr Dictionary is working.
- Go back to the Regional Settings and change the settings to your normal settings.

اہم نوٹ

یہ اس کتاب کا بیٹا ورژن ہے۔ اس کتاب کی نظر ثانی کا کام ابھی جاری ہے۔ اس وجہ سے اس کتاب میں زبان، اعراب اور گرامر کی غلطیاں پائی جا سکتی ہیں۔

سبق 1A: فصاحت وبلاغت

تعمیر شخصیت
اپنے والدین کا خیال رکھیے۔ انہوں نے آپ کا اس وقت خیال رکھا تھا جب آپ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

محترم قارئین!

مبارک ہو کہ آپ نے عربی گرامر کے قوانین کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے۔ اب آپ ڈکشنری کی مدد سے عام عربی کتب کا مطالعہ آرام سے کر سکتے ہیں۔

انشاء اللہ ذخیرہ الفاظ میں اضافے کے ساتھ ساتھ ڈکشنری پر آپ کا انحصار کم ہوتا چلا جائے گا۔

اس سبق سے ہم عربی زبان کے اعلی مباحث کا مطالعہ شروع کریں گے۔ قرآن مجید کے نزول کے دور میں فصاحت و بلاغت کو کلیدی حیثیت حاصل تھی بلکہ اب بھی ہے۔ عرب شاعری اور نثر کے مقابلے منعقد کیا کرتے تھے۔ ان مقابلوں میں ان کے خطیب خطبے دیتے جبکہ شاعر اپنی نظمیں سناتے۔ جیتنے والے شاعر کو انعام یہ ملتا کہ اس کے تخلیقی شاہکار کو خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکا دیا جاتا۔ خطیب اور شاعر معاشرے میں بلند ترین مقام کے حامل سمجھے جاتے تھے۔

اسی زمانے میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ تمام عرب، خواہ وہ قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے تھے یا نہ تھے، اس بات پر یقین کرنے پر مجبور ہو گئے کہ قرآن مجید کی زبان، فصاحت وبلاغت کے اعلی ترین معیار سے بھی بلند ہے اور اس معیار کو پا لینا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اسی زمانے میں اللہ تعالی نے قرآن کے مخالفین کو یہ چیلنج دیا کہ وہ سب مل کر قرآن کی زبان کے درجے کا کوئی شہ پارہ ادب تخلیق کرنے کی کوشش کریں:

وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ. (البقرة 2:23)

"اگر تمہیں اس کے بارے میں کوئی شک ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا، تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ اللہ کے مخالف اپنے تمام حمایتیوں کو بھی بلا، اگر تم سچے ہو۔"

اپنی زبان دانی کی تمام تر خصوصیات کے باوجود، عرب قرآن جیسی ایک آیت بھی تخلیق کرنے میں ناکام رہے۔ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی قرآن کی زبان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ولید بن مغیرہ، جو کہ ابو جہل کا قریبی ساتھی اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا، کہہ اٹھا: "مجھ سے زیادہ کوئی شخص رزمیہ شاعری، صفاتی شاعری، وجدانی شاعری اور عمومی شاعری نہیں جانتا۔ مگر اللہ کی قسم، قرآن کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ اس کی خوبصورتی اور حلاوت کا کوئی مقابلہ نہیں۔"

اس سبق میں ہم کلاسیکی عربی کی فصاحت وبلاغت کے معیار کا مطالعہ کریں گے۔

آج کا اصول: اگر فعل مضارع سے پہلے لفظ "کَانَ" لگا دیا جائے تو یہ اسے ماضی کے ہمیشگی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ مثلاً یَاکُلُ (وہ کھاتا ہے یا کھائے گا) کے ساتھ کان لگانے سے یہ "کَانَ یَاکُلُ" (یعنی وہ کھایا کرتا تھا) کے معنی میں تبدیل ہو جائے گا۔

سبق 1A: فصاحت وبلاغت

فصاحت

فصاحۃ کا لغوی معنی ہے "واضح ہونا"۔ الکلام الفصیح وہ کلام ہے جو کہ اپنے معنی میں واضح ہو۔ جس کے الفاظ گرامر کے اصولوں کے مطابق ہوں اور جس کا معنی آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔ اور الفاظ کو اس انداز میں استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ اس زبان کے اچھے ادیب اور شاعر اسے استعمال کرتے ہیں۔

کسی زبان کی فصاحت کو جانچنے کے لئے اہل زبان کا ادبی ذوق بہت اہم ہے۔ یہی ذوق ہے جو کہ اچھی اور بری زبان میں فرق کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بارش والے بادلوں کے لئے عرب مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے مُزنَۃٌ، دَیْمَۃٌ، بُعاقٌ۔ ان میں سے پہلے دو آسانی سے بولے جا سکتے ہیں۔ کانوں کو ان کا تاثر اچھا لگتا ہے۔ اس کے برعکس لفظ بُعاقٌ کو بولنا بھی مشکل ہے اور یہ کانوں کو بھی بھلا نہیں لگتا۔

زبان و بیان کے ماہرین کے نزدیک فصیح کلام کی خصوصیات یہ ہیں:

- کلام گرامر کے مروجہ اصولوں کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو، سوائے اس کے کہ اہل زبان کسی مقام پر خود گرامر کے کسی قانون پر عمل نہ کرتے ہوں۔ ایسی صورت کو "استثناء" کہا جاتا ہے۔
- کلام مشکل سے بولے جانے والے اور کانوں کو بھلے نہ لگنے والے الفاظ سے پاک ہو۔
- کلام میں الفاظ کو اس طرح سے استعمال نہ کیا جائے کہ اسے بولنا یا سننا مشکل ہو۔ مثلاً اس عربی شعر کو تیزی سے پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

و قَبْرُ حَربٍ بِمَکَانٍ قَفْرُ : و لَیسَ قُربَ قَبْرِ حَربٍ قَبْرُ

(جنگ کی قبر صحرا میں ہے۔ جنگ کی قبر کے پاس جانا بذات خود قبر (موت) نہیں ہے۔)

امید ہے کہ آپ اس شعر کو پڑھتے ہوئے اٹکے ہوں گے۔ اس وجہ سے یہ شعر فصاحت کے درجے سے گرا ہوا ہے۔

- کلام میں الفاظ کی ترتیب مناسب ہو۔ اگر ترتیب درست نہ ہو گی تو اس سے مراد واضح نہ ہو گی۔ جیسے اگر یہ کہا جائے کہ "اگر ٹوپی تمہارے سر پر پوری نہ آئے تو اسے چھوٹا ہونا چاہیے۔" اس جملے میں یہ واضح نہیں ہے کہ چھوٹا کس چیز کو ہونا چاہیے: ٹوپی کو یا سر کو؟ صحیح ترتیب یہ ہو گی: "ٹوپی کو چھوٹا ہونا چاہیے اگر یہ تمہارے سر پر پوری نہ آئے۔"
- الفاظ مناسب استعمال کیے جائیں جو معنی کو پوری طرح واضح کرتے ہوں۔ الفاظ ایسے ہونے چاہییں جو اس زبان کے ادیب اور شاعر عام استعمال کرتے ہوں۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر مشکل الفاظ استعمال کرنا زبان کی خوبی نہیں بلکہ خامی ہے۔
- زبان میں بے جا تکرار یا الفاظ کا ضرورت سے زیادہ استعمال نہ ہو۔

بلاغت

بلاغۃ کا لغوی معنی ہے "مناسب ہونا"۔ الکلام البلیغ وہ کلام ہے جو کہ فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی ہو کہ اس میں مخاطبین کی رعایت سے مناسب الفاظ استعمال کیے گئے ہوں تا کہ درکار نتائج پیدا ہو سکیں۔ مثلاً اگر کسی اشتہار کا مقصد یہ ہو کہ لوگ اس میں بیان کردہ پراڈکٹ کو خریدیں اور لوگ اس اشتہار کو پڑھ کر یا دیکھ کر بور ہونے لگیں تو اسے بلیغ نہیں کہا جائے گا۔

بلاغت ایسا آرٹ ہے جسے سیکھنے کے لئے طالب علم میں جمالیاتی حس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اس آرٹ کو سیکھ کر ایک طالب علم اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ مناسب اور غیر مناسب میں تمیز کر سکے۔ بلاغت ایک پینٹنگ کی طرح ہے۔ جیسے کوئی آرٹسٹ رنگوں کی مناسب آمیزش کر کے اپنے مخاطبین کی جمالیاتی اور عقلی حسوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے، بالکل ویسے ہی ایک بلیغ ادیب الفاظ اور جملوں کا مناسب استعمال کر کے مخاطب کے جذبات و احساسات کے تاروں کو چھیڑ سکتا ہے۔ ایک بلیغ ادیب اپنے خیالات کو مناسب الفاظ، جملوں اور اسالیب میں اس طریقے سے پیش کرتا ہے کہ مخاطب کی جمالیاتی، عقلی اور جذباتی حالت متاثر ہوتی ہے۔

ممکن ہے کہ ایک لفظ، مرکب یا جملہ ایک مقام پر اچھے نتائج مرتب کرے مگر وہی لفظ یا جملہ دوسرے مقام پر اچھے نتائج مرتب نہ کر سکے۔ جیسے خوشی کی تقریب میں ایک مزاحیہ نظم زبردست قہقہے بکھیر سکتی ہے مگر جنازے کی تقریب کے لئے وہی نظم بالکل ہی غیر مناسب ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بلیغ ادیب کو الفاظ، محاوروں اور جملوں کا انتخاب کرتے ہوئے سامعین کی ذہنی سطح، جذبات، رجحانات، جگہ اور زیر بحث موضوع جیسے پہلوؤں کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

بلاغت کا تعلق صرف الفاظ کے مناسب استعمال ہی سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کلام کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے جن میں الفاظ، معانی، اسالیب، جگہ، موقع و محل اور مخاطبین کی نفسیات سبھی شامل ہیں۔

علم بلاغت

جیسا کہ آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ علم الصرف وہ علم ہے جس میں کسی مادے سے سینکڑوں الفاظ کو اخذ کرنے کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح علم النحو وہ علم ہے جس میں الفاظ کے رفع، نصب اور جر اعراب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح سے فصاحت و بلاغت کی تفصیل کے لئے تین دیگر علوم ایجاد کیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

- علم المعانی: اس میں ان قواعد و ضوابط کا بیان ہے جن کی مدد سے کوئی شخص معانی کے تعین میں غلطی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔
- علم البیان: اس میں وہ قواعد و ضوابط بیان کیے جاتے ہیں جن کی مدد سے کلام کو واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔
- علم البدیع: اس میں وہ طریقے بیان ہوتے ہیں جو کسی کلام کو خوبصورت بناتے ہیں۔

اس لیول پر ہم انشاء اللہ ان تینوں علوم کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

اسلوب

اسلوب (جمع اسالیب) کا مطلب ہے انداز یا اسٹائل۔ زبان کے اسلوب سے مراد کسی بات کو بیان کرنے کا انداز ہوتا ہے۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں جن میں الفاظ کا انتخاب اور ان کی ترتیب، جملوں کی ترکیب، اور اعلی احساسات کو بیان کرنے کے طریقے شامل ہیں۔ اس کی تفصیل ہم انشاء اللہ اگلے اسباق میں پڑھیں گے۔ اسلوب کی تین اقسام ہیں: الأسلوب العِلمي، الأسلوب الأدبِي اور الأسلوب الخطابِي۔

علمی اسلوب: یہ کسی بات کو بیان کرنے کا سادہ انداز ہے جس میں مخاطبین کی عقل کو ہدف بنایا جاتا ہے۔ عام طور پر اس اسلوب میں شاعروں جیسا تخیل نہیں پایا جاتا ہے۔ علمی مباحث اور ان کے دلائل کو واضح الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس اسلوب کی سب سے اہم خصوصیت کلام کا "واضح ہونا" ہے۔ زبان سادہ استعمال کی جاتی ہے۔ الفاظ ایسے استعمال کیے جاتے ہیں جو سامعین کے لئے اجنبی نہ ہوں تاکہ انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ زیادہ تر نصابی کتب اس اسلوب کی مثال ہیں۔

ادبی اسلوب: یہ شاعروں اور ادیبوں کا اسلوب ہے۔ اس کی اہم ترین خصوصیت "تخیل" اور "فنٹیسی" ہے۔ نت نئے خیالات ایجاد کیے جاتے ہیں اور انہیں تمثیلی اور مجازی انداز میں پیش کیا جاتا ہے اور نازک خیالات و احساسات کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شاعر یا ادیب کے سوچنے کا انداز سائنسدانوں جیسا نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک سائنسدان کے نزدیک "گلاب کا پھول" محض پودے کا ایک عضو ہے جو کہ پودے کی نسل کشی میں کام آتا ہے۔ اس کے برعکس ایک ادیب کے لئے یہ محبت کی علامت ہے۔ اسی طرح سائنسدان کے خیال میں "چاند" آسمان پر محض ایک سیارہ ہے جبکہ شاعر کے لئے یہ محبوب کی خوبصورتی بیان کرنے کا ایک انداز ہے۔ سائنسدان کے خیال میں "آگ" ایسی چیز ہے جو جلا دیتی ہے جبکہ شاعر اسے نفرت، غصے اور حسد کے مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے۔

خطابی اسلوب: یہ خطیبوں کا انداز بیان ہے جس میں وہ علمی و ادبی اسالیب کی خصوصیات اکٹھی کر دیتے ہیں۔ وہ الفاظ، معانی، دلائل، عقل، اور جذبات کی طاقت کو استعمال کر کے اپنے سامعین پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی خصوصیت "تاثیر" ہے۔ اگر خطیب سامعین کے ذہنوں میں تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کا کلام موثر ہے ورنہ نہیں۔ کلام کی اس تاثیر کا انحصار خطیب کے مقام و مرتبے، انداز بیان، حلیے، دلائل کی قوت، آواز کے زیر و بم اور باڈی لینگوج پر ہوتا ہے۔ خطیب عام طور پر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس میں وہ سامعین کو قائل کر سکیں۔ وہ مختلف انداز میں اپنی بات کو پیش کرتے ہیں۔ کبھی وہ سوال کرتے ہیں، کبھی کسی کو پکارتے ہیں، کبھی دلائل دیتے ہیں، اور کبھی پل بھر کے لئے خاموشی بھی اختیار کرتے ہیں۔ ان کی یہ خاموشی بھی سامعین پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس سب کا مقصد سامعین کو کسی مقصد کے لئے تیار کرنا ہوتا ہے۔

چیلنج! فصیح و بلیغ کلام کی دس خصوصیات بیان کیجیے۔

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے!

علمی، ادبی اور خطابی اسالیب میں فرق بیان کیجیے۔ ان تینوں کی پانچ پانچ خصوصیات کو تلاش کیجیے۔ اس معاملے میں صرف سبق میں بیان کردہ خصوصیات پر اکتفانہ کیجیے۔ اس کے بعد درج ذیل عبارتوں کا ترجمہ کر کے ان کا اسلوب متعین کیجیے۔

أسلوب	عربِي
	القُرآنُ هو كلامُ اللهِ، الْمُنَزَّلُ على نَبيِّه، الْمَكتوبُ بيْنَ دَفتَي الْمُصحَف، و هو مُتواتِرٌ بَيْنَ الأُمَّة ... و أمّا التفسيْرُ: فاعلَمْ أنّ القرآنَ نَزَلَ بلُغَة العَرَب و على أسَالِيبِ بَلاغَتِهِم. فكَانُوا كلّهم يَفهَمُونَهُ و يعلَمون معانِيَهُ فِي مُفرَدَاته و تَرَاكِيبِه.
	فإنْ كنتَ إنّما تَجمَعُ الْمالَ لِوَلَدِكَ فقد أرَاكَ اللهُ عِبَراً فِي الطِّفلِ يَسقُطُ من بَطنِ أمِّه ما لَهُ على الأرضِ مالٌ، وما من مال إلا ودُونَهُ يدٌ شَحِيحَةٌ تَحْوِيه. فما يَزالُ اللهُ يَلطُفُ بذلك الطفلَ حتّى تَعْظُمَ رغبةُ الناسِ إليه. ولستَ الذي تُعطِي بل الله الذي يُعطِي من يشاءُ ما يشاءُ.
	فإذا كان الاعتدَاءُ كثيْرًا عامًا فِي جَمِيع أبواب الْمَعَاش، كان القُعُودُ عن الكسب. كذلك لذَهَابه بالآمال جُملة بدخوله من جَميع أبوابها. و إن كان الاعتداءُ يسيْرًا كان الانقباضُ عَن الكسبِ عَلى نسبَته. والعُمرانُ و وُفُورُهُ و نَفَاقُ أسواقه إنّما هو بالأعمال و سعي الناسِ فِي الْمصَالِح و الْمكاسب ذَاهبيْنَ و جائِيْنَ. فإذا قَعُدَ الناسُ عن الْمعاشِ و انقبضَتْ أيديهم فِي المكاسب، كَسَدَتْ أسواقُ العمران و انتَفَضَتْ الأحوالُ و ابذَعَرَ الناسُ فِي الآفاقِ من غيْرِ تلكَ الإيَالَة فِي طلبِ الرِّزق فيما خَرَجَ عن نطاقها.
	ولَم يَكُنْ أبو عُبيدَة أميناً فَحَسْبُ، وإنَّما كان يجمعُ الْقُوَّةَ إلى الأمانة، وقَدْ بَرَزَتْ هذه الْقُوَّةُ فِي أكثَر من مَوْطَن: بَرزَت يَوْمَ بَعَثَ الرسولُ جَماعَةً من أصْحابه ليَتَلَقَّوْا عِيْراً لقريش، وَأمَّرَ عليهم أبا عُبيدَة رَضي اللّه عنهُمْ وعَنْه، وَزَوَّدَهُمْ جِرَاباً من تَمْر، لَمْ يجدْ لهم غَيْرَهُ

أسلوب	عربي
	فلمّا طال ذلك عليه من الذُباب وشَغَلَهُ وأوجَعَهُ وأحْرَقَهُ، وقصدَ إلى مكان لا يَحتمِلُ التّغافُلَ، أطبَقَ جَفنَهُ الأعْلى عَلَى جفنه الأسفلِ فلم يَنهَضْ. فدَعاهُ ذلك إلى أنّ وَالَى بينَ الإطباق والفتْحِ، فتَنَحَّى ريثَمَا سَكَنَ جَفنُهُ، ثُمَّ عاد إلى مؤقه بأشدَّ من مرَّته الأولى فَغمَسَ خُرطُومَهُ فِي مكان كان قد أوهاهُ قبلَ ذلك. فكان احتمَالُهُ له أضعَفُ، وعجْزُهُ عن الصَّبْرِ فِي الثانية أقوَى، فحَرَّكَ أجفانَهُ وزاد فِي شِدَّةِ الْحَركَةِ وفِي فَتحِ العينِ، وفِي تَتَابُعِ الفتْحِ والإطباقِ.
	فإنْ قلتَ إنّما تَجْمَعُ الْمالَ لتَشُدَّ به السُّلطَانَ، فقد أراكَ اللهُ عِبَرًا فِي بني أُمَيَّة ما أغنَى عنهم جَمعُهُم من الذَّهَبِ وما أعدُّوا من الرِّجالِ والسَّلاحِ والكُرَّاعِ حيْن أراد اللهُ بِهم ما أرادَ. وإن قلتَ إنّما تَجمع المالَ لطلب غاية هي أجْسَمُ من الغاية التّي أنت فيها، فواللهِ ما فَوقَ ما أنت فيه إلا منْزِلَةٌ لا تُدْرِكَ إلّا بِخِلافِ ما أنتَ عليه.
	لِكُلِّ شَيءٍ إذا ما تَمَّ نُقْصَانُ فلا يُغَرَّ بِطِيبِ العَيْشِ إنسانُ فَجَائِعُ الدهرِ أَنواعٌ مُنَوَّعَةٌ و لِلزَّمان مَسَرّاتٌ و أَحزانُ ولِلْحَوَادِث سُلْوانٌ يُسَهِّلُها ومَا لِمَا حَلَّ بالإسلام سُلْوَانُ
	أقْبَلَ عَبْدُ اللهِ بنُ سلام على الإسلامِ إقبالَ الظامئِ الذي شاقَه المَوْرِدُ. وأولَعَ بالقُرَانِ، فكانَ لسانهُ لا يَفتأ رَطباً بآياته البَينات. وتَعَلَّقَ بالنبيِّ صَلَواتُ اللهِ وسلامُه عليه حتّى غدا ألْزَمَ له من ظِلِّه. ونَذَرَ نَفْسَه للعَمَلِ لِلْجَنَّة
	وفِي العلم وجهان: الإجْمَاعُ والاختِلافُ. وهُما موضوعان فِي غيْرِ هذا الْمَوضَع. ومن جمَاعِ علمُ كتاب اللهِ: العلمُ بأنّ جَميعَ كتاب اللهِ إنّما نَزَّلَ بِلسَانِ العَرَبِ. والْمعرِفَةُ بِنَاسِخِ كتابِ اللهِ، ومَنسُوخَةِ، والفرْضِ فِي تَنْزِيلِه، والأدَبِ، والإرشادِ، والإباحةِ.

سبق 1B: سورۃ الفرقان تا سورۃ القصص

اس سبق میں ہم قرآن مجید کا مطالعہ جاری رکھیں گے۔ سبق 1B & 2B میں دی گئی سورتیں مل کر ایک مکمل پیغام بناتی ہیں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ اس پیغام کو دریافت کرنے کی کوشش کریں اور قرآن کے اس حصے کا مرکزی مضمون متعین کریں۔

تعمیر شخصیت
کامیاب شخص وہ ہے جو ان پتھروں سے عمارت تعمیر کر لے جو دوسروں نے اس کو ماری ہوں۔

سُورَةُ الْفُرْقَانَ	بسم الله الرحمن الرحيم

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ[1] لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا. الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا. وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا. وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا[2] فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا. وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ[3] يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا. أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا.

انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا. تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا. بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا. إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا. وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا. لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا.

(۱) عبدہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ مشرکین کے سردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی اذیت دیا کرتے تھے۔ یہ آیات آپ کے دل کو حوصلہ دینے کے لئے نازل ہوئیں۔ (۲) اکتتب میں باب افعال کے استعمال سے یہ معنی پیدا ہوتا ہے: "انہوں نے اسے لکھنے کے لئے کہا"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین جانتے تھے کہ حضور لکھنا نہیں جانتے تھے۔ (۳) مشرکین نے یہ سوال بطور طنز پوچھا تھا۔

إِفْكٌ	جھوٹ	زَفِيرًا	چنگھاڑ	ثُبُورًا	موت

قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا. لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا. وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ؟ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا. فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا.

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ [1] إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ [2] ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا. وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا.

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا [3]. وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا. أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا. وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا. الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا. وَيَوْمَ يَعَضُّ [4] الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا. يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا. لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا.

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا. وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا. وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا [5]. وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا. الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ [6] وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا.

(۱) یہاں کلام کا رخ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے مگر اصل خطاب کفار سے ہے جن کے سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔
(۲) جب حکم کو بیانیہ انداز میں لایا جائے تو اس کا مقصد مخاطبین کو ترغیب دلانا ہوتا ہے۔ اگر اس پر حرف استفہام کا اضافہ کر دیا جائے تو اس ترغیب میں مزید زور پیدا ہو جاتا ہے۔ (۳) اس لفظ کے دو معنی ہیں: بڑا سا پردہ یا کور اور "میں پناہ مانگتا ہوں"۔ یہاں یہ دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۴) دانتوں سے ہاتھ کاٹنا افسوس و غم کا اظہار ہے۔ (۵) ترتیل کا معنی ہے اہتمام سے پڑھنا۔ یہ اس میں خود پڑھنا یا پڑھ کر سنانا شامل ہے۔ (۶) یحشرون کے بعد لفظ "علی" نے اسے یسحبون کے معنی میں کر دیا ہے جس کا معنی ہے "گھسیٹنا"۔

بُورًا	بے کار، بے وقعت	هَبَاء	مٹی	مَهْجُورًا	بے کار، احمقانہ کام

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا. فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا [1]. وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا. وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا. وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا [1]. وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا.

وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا. إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا. أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا؟ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا. [2]

أَلَمْ تَرَ [3] إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا؟ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا. وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا. وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا. لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا. وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ [4] بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا. وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا. فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا.

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا [5]. وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا. وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا. وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا.

(۱) مصدر کے استعمال سے فعل میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔(۲) مشرکین پر اس عتاب میں ان ڈائرکٹ انداز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شفقت بیان ہوئی ہے۔(۳) جب کسی گروہ کو واحد مذکر حاضر کے صیغے میں خطاب کیا جائے تو اس میں گروہ کا ہر ہر شخص انفرادی حیثیت سے مخاطب ہوتا ہے۔(۴) ولقد صرفناہ .... جھادا کبیرا جملہ معترضہ ہے جس میں خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ہر زبان میں یہ اصول ہے کہ بات کرتے کرتے اچانک درمیان میں کوئی اہم نکتہ بیان کر دیا جاتا ہے۔ اسے جملہ معترضہ کہتے ہیں۔(۵) یہاں یہ "پردہ" یا "کور" کے معنی میں ہے۔

تَدْمِيرًا	مکمل تباہی	تَتْبِيرًا	تباہی	صِهْرًا	سسرالی رشتہ

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا. الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا. وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا. (سجدة)

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا. وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا.

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا.

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا.

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا.

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا.

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا [1]. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا. إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا [1] فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا. وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا.

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا.

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا.

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا [2].

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا. خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا. قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا.

(۱) یہاں دو چیزوں میں موازنہ یا مقابلہ کیا جارہا ہے۔ (۲) یہ لیڈر بننے کی دعا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ میرے اہل و عیال اور میری بات ماننے والوں کو نیک بنادے۔

غَرَامًا	چمٹ کررہ جانے والا	لَمْ يَقْتُرُوا	وہ بخل نہیں کرتے	ما يَعْبَأُ	اسے پرواہ نہیں ہے

سُورَةُ الْشُعَرَآءِ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طسم. تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ. لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ. إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ. وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ. فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ. أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ؟ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ... قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ.

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ. وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ. وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ [1] فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ. قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ. [2]

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ.

قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ؟ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ.

قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ [3]. فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ. وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ.

(۱) ایک مرتبہ ایک قبطی مصری ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔ اپنا دفاع کرتے ہوئے آپ نے اسے ایک مکہ مار دیا جو کہیں نازک مقام پر لگا اور وہ شخص مر گیا۔ فرعون کے قانون میں یہ بہت بڑا جرم تھا کہ کوئی اسرائیلی کسی مصری کے خلاف اپنا دفاع بھی کرے۔ یہی واقعہ یہاں زیر بحث ہے۔ (۲) یہاں ایک جملہ حذف کر دیا گیا ہے، "اللہ سے ہدایت وصول کرنے کے بعد موسی ہارون سے ملے اور ان کے ساتھ فرعون کے دربار میں گئے۔" بلیغ عربی میں ایسی بات کو، جو مخاطب اپنی ذہانت سے سمجھ لے، حذف کر دیا جاتا ہے۔ (۳) اس لفظ کے دو معنی ہیں: گمراہ یا تلاش کرنے والا۔ یہاں یہ دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بَاخِعٌ	پریشانی سے ہلاک ہونے والا	يَنْطَلِقُ	یہ فصیح و بلیغ چلتی ہے	عَبَّدْتَ	تم نے غلام بنایا

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ.

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ.

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ.

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ.

قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ؟

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ.

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ. وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ. قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ. يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ؟

قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ. يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ.

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ. وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ؟ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ.

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ؟ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ. فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ. فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ. فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ.

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ. رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ.

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ. [1]

(۱) ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ کر سولی چڑھادینا فرعون کی خاص سزا تھی جو وہ اپنے مجرموں کو دیا کرتا تھا۔

قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ. إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ.

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ. فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ. إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ. وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ. وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ. فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ. كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ.

فَأَتْبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ. فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ. قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ. فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ. وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ. وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ. ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ. إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ؟ [1] قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ. قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ؟ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ؟ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ.

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ؟ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ. الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ. وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ. وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ. وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ. وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ. رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ. [2] وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ. وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ. وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ. وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ.

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ [3]. إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ. وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ. وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ. وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ. مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ. فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ. وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ.

(۱) یہاں سوال کا مقصد معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ بتوں کی تذلیل ہے۔ یہ اسلوب اردو میں بھی عام ہے۔ (۲) یہاں لوگوں سے خطاب کرتے کرتے اللہ تعالیٰ سے براہ راست خطاب شروع ہو گیا ہے۔ کلام کا یہ اسلوب نہایت ہی موثر ہے۔ (۳) یہ ایک جملہ معترضہ کی ایک مثال ہے۔

لَا ضَيْرَ	کوئی مسئلہ نہیں، پرواہ نہیں	غَائِظُون	غصہ دلانے والے	الطَّوْدِ	پہاڑ
شِرْذِمَةٌ	گروہ	مُشْرِقِينَ	طلوع آفتاب کے وقت	كُبْكِبُوا	انہیں ایکدوسرے پر گرادیا گیا

قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ. تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ. وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ. فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ. وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ. فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ.

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ؟

قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ. وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ. إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ.

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ.

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ. فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ. ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ؟ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ [1]. وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ. وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ. أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ. وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ.

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ.

إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ. وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ. فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

(۱) قوم عاد اپنی تعمیراتی سرگرمیوں کے باعث بہت مشہور تھی۔ اپنی آرٹسٹک صلاحیتوں کے اظہار کے لئے یہ لوگ مختلف مقامات پر ستون بنادیا کرتے تھے۔ ان کے جو آثار عمان اور یمن میں دریافت ہوئے ہیں، ان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

سبق 1B: سورۃ الفرقان تا سورۃ القصص
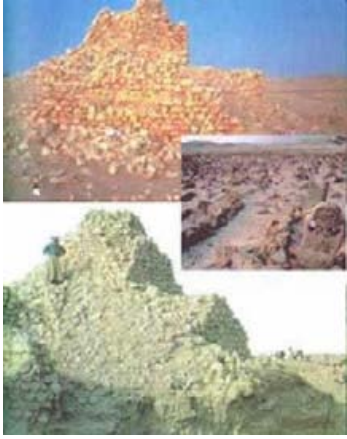
قوم عاد کے آثار، ظفار، عمان

(بشکریہ www.55a.net)

قرآن مجید میں بیان کردہ اقوام کے مقامات

نوح علیہ السلام کا پہاڑ، ترکی

(بشکریہ www.panoramio.com)

سورج دیوتا کا مندر، سبا، مآرب، یمن

(بشکریہ www.eltwhed.com)

قوم شعیب علیہ السلام کے آثار، البدع، سعودی عرب

قوم ثمود کے چٹانوں میں تراشے گھر، مدائن صالح، العلاء، سعودی عرب

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ؟ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ؟ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ؟ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ؟ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ [1]؟ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ. الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ.

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ. مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ.

قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ. وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ.

فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ. فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ [2] مِنَ الْعَالَمِينَ؟ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ؟ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ.

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ.

قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ. رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ.

فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ. إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ. ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ. وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَوْفُوا الْكَيْلَ [3] وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ. وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ. وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ. وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ.

(۱) قومِ ثمود چٹانوں میں تراشے ہوئے گھروں کے لئے مشہور تھی۔ (۲) سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی کے لئے مشہور تھی۔ (۳) قوم شعیب علیہ السلام کاروباری بد دیانتی کے لئے مشہور تھی۔

هَضِيمٌ	رس بھرا	الْغَابِرِينَ	پیچھے رہ جانے والے	الْجِبِلَّةَ	نسلیں

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ. وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ. فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ.

قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ. فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ. نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ. عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ. بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ. وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ. أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ. فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ. كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ. لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ.

فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ. فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ؟ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ؟ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ؟ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ. مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ. وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ. ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ. وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ. وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ. إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ.

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ. وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ. وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ. وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ. الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ. وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ. إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ؟ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ. يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ. وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ. أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ؟ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ. إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ.

مطالعہ کیجیے! حسد کیا ہے اور اس کا انسانی شخصیت پر کیا اثر ہوتا ہے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0012-Jealousy.htm

مَعْزُولُونَ	الگ کئے گئے	الْغَاوُونَ	گمراہ ہونے والے	يَهِيمُونَ	وہ بھٹکتے ہیں

سُورَةُ النَّمَل	بسم الله الرحمٰن الرحيم

طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ. هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ. الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ [1]. إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ. وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ.

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ. فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ. إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ. وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ. فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً [2] قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ. وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ [3] فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ. وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ. وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ. حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ. فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا [4] مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ.

(۱) دو مرتبہ اسم ضمیر لانے کا مقصد زور پیدا کرنا ہے۔ (۲) اس کا معنی ہے "آنکھیں کھول دینے والی۔" (۳) ظلما اور علوا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ ترجمہ یہ ہوگا: "انہوں نے ظلم و تکبر کی حالت میں انکار کیا جبکہ ان کے دل یقین رکھتے تھے۔" (۴) مسکراہٹ بطور طنز بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن تَبَسَّمَ ضَاحِكًا کا معنی ہے کہ "آپ خوشی سے مسکرائے۔"

آنَسْتُ	میں نے محسوس کیا	تَصْطَلُونَ	تم گرم ہو جاؤ	يُوزَعُونَ	انہیں پابند رکھا جاتا ہے
شِهَابٍ قَبَسٍ	جلتی لکڑی	تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ	اس نے سانپ کی طرح بل کھایا	نَمْلَةٌ	چیونٹی

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ [1] أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ. لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ. فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ [2] يَقِينٍ. إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ. وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ [3] لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ. أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ. اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ؟ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ؟ [4] قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ. إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ. أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ [5]."

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ. قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ. قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ. وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ.

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ [6] فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ. ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ.

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ. قَالَ عِفْرِيتٌ [7] مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ. قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ.ت

(۱) پرندوں کو پیغام رسانی کے لئے استعمال کرنے کا فن قدیم دور سے موجود تھا۔ (۲) یہ تکلف کے بغیر قافیہ ملانے کی خوبصورت مثال ہے۔ سبا ایک مملکت تھی جو موجودہ یمن اور جنوبی سعودی عرب پر مشتمل تھی۔ سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام فلسطین کے حکمران تھے اور گردونواح کی مملکتیں آپ کے سامنے سرنگوں تھیں۔ (۳) زین لھم ... العرش العظیم ایک جملہ معترضہ ہے۔ (۴) بوریت سے بچنے اور سبق پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے واقعے کی غیر ضروری تفصیلات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ (۵) لفظ مُسلم اپنے اصل معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی فرمانبردار۔ (۶) سوال کا مقصد ناپسندیدگی ظاہر کرنا ہے۔ (۷) عفریت کا معنی ہے بہت طاقتور اور مکار شخص۔

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ. فَلَمَّا جَاءَتْ [1] قِيلَ أَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ. وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ. قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. [2]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ. قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ ۚ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ. وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ. قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ. وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ. فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ. فَتِلْكَ [3] بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ.

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ؟ أَئِنَّكُمْ [4] لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ؟ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ. فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ. فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ. وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ.

(۱) یہ قدیم عربی کا اسلوب ہے کہ واقعے کی غیر ضروری تفصیلات کو حذف کر دیا جائے۔ (۲) جو بات مخاطب سمجھ سکتا ہو، اسے الفاظ میں بیان کرنا بلاغت کے خلاف ہے۔ قدیم عربی میں ایسا کرنا مخاطب کی ذہانت پر طنز کرنے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے واقعے کا سبق الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا۔ جب ملکہ سبا نے سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کی دولت اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ دنیادار نہیں بلکہ مکمل خدا پرست ہیں تو وہ متاثر ہو کر توحید پر ایمان لے آئی۔ یہ واقعہ بائبل کی کتاب "سلاطین" میں درج ہے۔ ان تمام واقعات کا مجموعی سبق سورت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے۔ (۳) لفظ "تلک" کا مقصد ثمود کے گھروں کو مخاطبین کے ذہنوں کے سامنے حاضر کرنا ہے۔

نَكِّرُوا	اسے مشتبہ بنا دو	مُمَرَّدٌ	سجایا ہوا	(۴) سوال نفرت کے اظہار کے لئے ہے۔	
الصَّرْحَ	محل	قَوَارِيرَ	شیشے	رَهْطٍ	گروہ، خاندان
لُجَّةً	تالاب، سوئمنگ پول	اطَّيَّرْنَا بِكَ	ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں	لَنُبَيِّتَنَّهُ	ہم ضرورات کو حملہ کریں گے

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ؟ 1

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ؟ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ. 2

أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ؟ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. 2

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ؟ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ.

أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ؟ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ. 2

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ؟ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ.

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ. بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۖ بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ؟ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ. قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ. وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ.

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ؟ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ. وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ. وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ.

(۱) اس جملے "اللہ بہتر ہے یا ان کے مزعومہ شریک؟" کا تعلق ہر اس سوال سے ہے جو آگے أَمَّنْ کے لفظ کے ساتھ آ رہا ہے۔

(۲) ان سوالات میں کلام کا رخ غائب سے مخاطب اور اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ عربی خطبات میں یہ اسلوب عام ہے۔

بَهْجَةٍ	مزے کرنا	ادَّارَكَ	اس نے مجھے کنفیوز کر دیا ہے	رَدِفَ لَكُم	تمہارے پیچھے آ لگا ہو

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ. إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ. فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ. إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ [1] الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ. وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ.

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ [2] تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ. وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ. حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ.

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا [3]؟ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ. وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ. وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ. وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ.

(۱) مادہ "س م ع" کا معنی ہے سننا۔ جب یہ باب افعال سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے "دوسرے کو سنانا"۔ (۲) احادیث میں ذکر آیا ہے کہ قیامت سے پہلے اللہ تعالی لوگوں کو ایک آخری وارننگ دینے کے لئے ایک چلنے والے جانور کو نکالے گا جو کہ کلام کرے گا۔ بعض لوگوں نے اس سے مراد انفارمیشن ٹیکنالوجی کو لیا ہے۔ (۳) عربی میں یہ عام اسلوب ہے کہ دو چیزوں کا موازنہ کرتے ہوئے دونوں جانب کے کچھ الفاظ کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ انہیں سمجھنا سامع کے لئے آسان ہوتا ہے۔ یہاں مکمل جملہ یہ ہے أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ مُظْلِمًا لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا لِيَعْمَلُوا فِيهِ : یہاں الفاظ مُظْلِمًا اور لِيَعْمَلُوا فِيهِ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک "رات" اور دوسرا "دن" سے متعلق ہے۔

يَنْطِقُونَ	وہ بولتے ہیں	دَابَّةً	چلنے والا جانور	دَاخِرِينَ	ذلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	# سُورَةُ القصص

طسم. تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ. نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ. وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ [1] وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ.

وَأَوْحَيْنَا [2] إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ. فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ. وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي [3] وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ.

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ. وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ. فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ [4] وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ. قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ.

(۱) ہامان، فرعون کا قریبی ساتھی تھا اور اسرائیلیوں پر جبر میں پیش پیش تھا۔ (۲) یہاں لفظ ''وحی'' اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے ''ذہن میں خیال ڈال دینا۔'' (۳) سورۃ تحریم میں ہے کہ فرعون کی زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا ایک صاحب ایمان خاتون تھیں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک کا معنی ہے خوشی۔ (۴) یعنی جب آپ جسمانی و ذہنی بلوغ کی عمر کو پہنچے۔

فَالْتَقَطَهُ	اس نے اسے اٹھالیا	شِيعَتِه	اس کا گروہ	وَكَزَ	اس نے مارا

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ. فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ. وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ. فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ. وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا [1] ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ. فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ. فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ [2] قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ. قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ. قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ.

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ.

(۱) مَا خَطْبُكُمَا کا معنی ہے تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تمہیں کیا ہے؟ (۲) قرآن مجید نے ان خواتین کی حیاء کو بہت نمایاں کیا ہے تا کہ خواتین ان سے سبق سیکھیں۔ مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے سورۃ نور۔

مطالعہ کیجیے! گلیمر کے رنگ انسان کی زندگی پر کس طرح اثرانداز ہوتے ہیں؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0011-Glamor.htm

يَتَرَقَّبُ	اس نے خطرہ محسوس کیا	يَأْتَمِرُونَ	انہوں نے باہم مشورہ کیا	الرِّعَاءُ	چرواہے، راعی کی جمع
يَسْتَصْرِخُ	اس نے پکارا	تَذُودَانِ	تم دونوں چلے جاؤ	جَذْوَةٍ	جلتی لکڑی، آگ

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ. وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ. اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ.

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ. وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ. قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ [1] وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِآيَاتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ.

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ. وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ. وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ.

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ. فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ. وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ. وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ. وَمَا كُنْتَ [2] بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَلَٰكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ. وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِنْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ.

(۱) ہاتھ مضبوط کرنا ایک محاورہ ہے جس کا معنی ہے تقویت دینا۔ یہ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔(۲) خطاب کا رخ اچانک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گیا ہے۔ کلام کے رخ کی ایسی تبدیلی کو "التفات" کہا جاتا ہے۔

شَاطِئِ	کنارہ، ساحل	رِدْءًا	مدد گار کے طور پر	ثَاوِيًا	موجود
الْبُقْعَةِ	جگہ، مقام	مَقْبُوحِينَ	بدصورت		

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ. قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ.

فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ. الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ. وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ. أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ.

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ. إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ. وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا [1] ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ. وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ.

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ؟ أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ. وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ؟ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ. وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ؟

(۱) اس کا معنی ہے کہ انہوں نے اپنی معیشت یعنی دولت کی کثرت کے باعث تکبر کیا۔

نُتَخَطَّفْ	ہمیں اچک لیا گیا	يُجْبَىٰ إِلَيْهِ	اسے اس جانب مائل کیا گیا	بَطِرَتْ	اس نے غرور کیا

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ؟ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ [1] يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ. فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ [2] أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ. وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ. وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ.

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ؟ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ؟

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ؟ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ؟ [3] وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ؟ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ.

إِنَّ قَارُونَ [4] كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ. وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ. قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ [5] عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ.

(۱) عَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ کا معنی ہے کہ "وہ اتنے کنفیوز ہو گئے کہ بات بھی نہ کر سکے۔" (۲) جب لفظ "عسیٰ" اللہ تعالیٰ کے کسی فعل کے لئے استعمال ہو تو اس کے مفہوم میں وعدہ شامل ہوتا ہے۔ (۳) لفظ تسمعون کو رات کے ساتھ استعمال کیا اور تبصرون کو دن کے ساتھ۔ رات کو آدمی واضح طور پر دیکھ نہیں سکتا البتہ سن سکتا ہے۔ دن میں وہ دیکھ بھی سکتا ہے۔ الفاظ کا یہ انتخاب معنی خیز ہے۔ (۴) بائبل کی کتاب "گنتی" میں اس شخص کا نام "قورح" آیا ہے۔ یہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا قریبی عزیز تھا مگر اس نے آپ کے خلاف بغاوت کر دی۔ یہی معاملہ ابو لہب کا تھا۔ اس کی کہانی بیان کرنے کا مقصد ابو لہب کے کردار کو نمایاں کرنا ہے۔ (۵) یہاں متکبر لوگوں کی نفسیات بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ کے فضل کا کریڈٹ خود لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

سَرْمَدًا	ہمیشہ کے لئے	لَتَنُوءُ	وہ اٹھاتے ہیں	الْفَرِحِينَ	خوش (دولت کے بل پر)

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ [1] فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ. وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا [2] إِلَّا الصَّابِرُونَ. فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ. وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ [3] ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ.

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ. وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

(۱) قارون اپنے ساتھ اپنے غلاموں اور نوکروں کو لے کر چلتا تھا تاکہ اپنی دولت کی نمائش کر سکے۔ ایسی ہی مثالیں ہمارے لیڈروں میں بھی ملتی ہیں۔ (۲) یُلَقَّاهَا میں ضمیر هَا کا تعلق "علم" سے ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ (۳) الفاظ لمن يشاء کو یہاں حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ انہیں سمجھنا آسان ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اہل علم کے مابین "ادب" کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض ماہرین ادب میں ہر لکھی ہوئی چیز کو شمار کر لیتے ہیں۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق سائنس، ریاضی، گرامر وغیرہ کی کتابیں بھی ادب میں شمار ہوتی ہیں۔ بعض دوسرے اہل علم صرف اس تحریر کو ادب مانتے ہیں جو پڑھنے والے کے دل و دماغ کی دنیا ہی بدل دے۔ ادب کے ایک شہ پارے کو واضح، مکمل، مختصر، جامع، درست اور اچھے تاثر کا حامل ہونا چاہیے۔ اس میں اسلوب کی ندرت، منطقی ارتباط، فکری گہرائی، تخیل کی بلندی اور پرکشش الفاظ کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہی چیز ادب کی تاثیر کہلاتی ہے۔ ادب کے شہ پارے کی تاثیر دیگر فنون لطیفہ جیسے مصوری، موسیقی، شاعری وغیرہ کے شہ پاروں جیسی ہوتی ہے۔

خَسَفْنَا	ہم نے اسے دھنسا دیا	وَيْ كَأَنَّ	ہاں!! گویا کہ	لَرَادُّكَ	ہم تمہیں ضرور لیجائیں گے

سبق 2A: تشبیہ

نازک احساسات کو بیان کرنے کے لئے تمام زبانوں میں تشبیہ استعمال کی جاتی ہے۔ تشبیہ کا مطلب ہے کسی چیز کو دوسری چیز سے مشابہت کے باعث اس کی مانند قرار دے دینا۔ مثلاً أنت كالشَّمْسِ فِي الضِياء۔

تعمیر شخصیت
اپنی بیوی یا شوہر کا خیال رکھیے۔ تمام رشتے دار آپ کو چھوڑ دیتے ہیں سوائے آپ کے شریک حیات کے جو موت تک آپ کے ساتھ ہوتا / ہوتی ہے۔

یہاں زیر بحث شخص کا موازنہ سورج سے کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کا چہرہ سورج کی مانند چمکتا ہو گا یا پھر وہ سورج کے روشنی بکھیرنے کی طرح علم کی روشنی بکھیرتا ہو گا۔ اسی طرح (وہ بہادری میں شیر کی طرح ہے)۔ اس جملے میں زیر بحث شخص کا موازنہ شیر سے بہادری میں مشابہت کے باعث کیا گیا ہے۔ تشبیہ کے چار حصے ہوتے ہیں:

- مُشَبَّة : وہ شخص یا چیز جس کا موازنہ دوسرے شخص یا چیز سے کیا جا رہا ہے۔ اوپر والی مثالوں میں أنت اور هُوَ ، مُشَبَّة ہیں۔ بعض اوقات مُشَبَّة کو الفاظ میں بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ جیسے اگر پوچھا جائے كيفَ علي؟ تو جواب ہو گا، كالأسَدِ في الشُجَاعَةِ۔ جواب میں چونکہ معلوم ہے کہ بات علی کی ہو رہی ہے، اس وجہ سے اس کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔
- مُشَبَّة به : وہ شخص یا چیز جس سے مُشَبَّة کو تشبیہ دی گئی ہو۔ اوپر والی مثالوں میں الشمس اور الأسد، مُشَبَّة بِه ہیں۔
- وَجهُ الشبْه : وہ خصوصیت جو مُشَبَّة به اور مُشَبَّة میں مشترک ہو۔ اوپر کی مثالوں میں الضياء اور الشجاعة، وجه الشبه ہیں۔ اگر مشترک خصوصیت معلوم و معروف ہو تو اسے الفاظ میں بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ جیسے زَيدٌ كالأسَدِ میں شجاعت کا وصف اتنا مشہور ہے کہ اسے الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- أداة التشبيه : یہ وہ لفظ ہے جو موازنے کے لئے آتا ہے۔ اردو میں ہم اس کے لئے "کی طرح" یا "کی مانند" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں كَ، أداة التشبيه ہے۔ اسے بعض اوقات حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔

یہاں ایک اہم بات نوٹ کر لیجیے۔ جدید زبانوں میں ہر بات کو الفاظ میں بیان کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز الفاظ میں بیان نہیں کی گئی تو کلام کے "واضح ہونے" کی صلاحیت پر اثر پڑتا ہے اور ایسے کلام کو فصیح و بلیغ قرار نہیں دیا جاتا۔

قرآن مجید کے نزول کے زمانے میں الٹا اصول تھا۔ جو باتیں پہلے سے مخاطب کے علم میں ہوتیں، انہیں الفاظ میں بیان کرنے کو کلام کی خامی سمجھا جاتا تھا۔ ایسے شاعر یا ادیب کے بارے میں سمجھا جاتا کہ وہ اپنے مخاطبین کی ذہانت پر طنز کر رہا ہے۔ اس وجہ سے مخاطبین ایسے کلام کو اپنی توہین سمجھا کرتے اور کلام بے اثر ہو کر رہ جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی زبان میں ہمیں ایسے بہت سے مقامات ملتے ہیں جہاں پہلے سے طے شدہ باتوں کو الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ پچھلے سبق میں آپ اس کی کئی مثالیں دیکھ چکے ہیں۔

سبق 2A: تشبیہ

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کے ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور تشبیہ کے چاروں حصوں کو واضح کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق وسباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي	تجزیہ	
مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَاراً فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لا يُبْصِرُونَ. صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لا يَرْجِعُونَ. (2:17)	مشبه	وہ منافقین جو زیر بحث ہیں۔
	مشبه به	آگ جلانے والا
	وجه الشبه	جیسے آگ جلانے والے کی آگ بجھ کر بے کار ہو گئی ویسے ہی منافقین کے اعمال ضائع ہو گئے۔
	أداة التشبيه	ك مثل
وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لا يَسْمَعُ إِلاَّ دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لا يَعْقِلُونَ. (2:171)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	
مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً. (5:32)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	
إِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ. (7:171)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	

سبق 2A: تشبیہ

عربي	تجزيه	
مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّه فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنْ السَّمَاءِ. (22:32)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ مَثَلُ نُورِه كَمِشْكَاة فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَة الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ. (24:35)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	
وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ. كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ. (37:49)	مشبه	
	مشبه به	
	وجه الشبه	
	أداة التشبيه	

مطالعہ کیجیے! قوموں کی تعمیر میں کردار کی اہمیت کیا ہے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0001-Character.htm

آج کا اصول: اگر اسم الاشارہ کو مشار الیہ کے ساتھ ملا کر مرکب اضافی یا توصیفی بنانا مقصود ہو تو اس صورت میں اسم الاشارہ کو مشار الیہ کے بعد لایا جاتا ہے۔ جیسے كِتَابُ التَارِيخِ هَذا (تاریخ کی یہ کتاب)۔ اگر اسم الاشارہ کو پہلے لایا جائے تو پھر یہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے هذا كتَابُ التاريخِ (یہ تاریخ کی کتاب ہے)۔ اسی طرح كِتَابِي هَذا کا معنی ہے "میری یہ کتاب" جبکہ کا معنی ہے هذا كِتَابي "یہ میری کتاب ہے"۔ اس وجہ سے ترجمہ کرتے وقت، اسم الاشارہ کی جگہ کو غور سے دیکھیے۔

سبق 2B: سورۃ العنکبوت یا سورۃ الاحزاب

اس سبق میں بھی ہم قرآن مجید کا مطالعہ جاری رکھیں گے۔ سبق 1B & 2B میں دی گئی سورتیں مل کر ایک مکمل پیغام بناتی ہیں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ اس پیغام کو دریافت کرنے کی کوشش کریں اور قرآن کے اس حصے کا مرکزی مضمون متعین کریں۔

تعمیر شخصیت
محض سوچنے سے ہی کردار بہتر نہیں ہوتا۔ اچھے کردار کو تخلیق کرنے کے لئے عملی اقدام کرنا پڑتا ہے۔

سُورَةُ الْعَنكَبُوت	بسم الله الرحمٰن الرحيم

الْم. أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ؟ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ. أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ؟ مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ.

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ. وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ. وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ.

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ.

چیلنج! سبق 1B اور 2B میں دی گئی سورتوں میں سے ہر ایک کا مرکزی خیال متعین کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس کے بعد ان تمام سورتوں کے مرکزی مضامین کا آپس میں باہمی تعلق دریافت کیجیے۔

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ.

أَوَلَمْ [1] يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ. قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ. وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ. وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ. فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ.

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ. أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ. قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ.

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ. قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ.

(۱) یہ ایک طویل جملہ معترضہ ہے أَوَلَمْ يَرَوْا ... عذاب أليم سے لے کر۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ السلام کے الفاظ کے درمیان اللہ تعالی نے اپنے الفاظ شامل کر دیے ہیں۔ اسے بلاغت کی اصطلاح میں "تضمین" کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح اس صورت میں استعمال کی جاتی ہے جب کلام کرنے والا دوسرے کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ شامل کر دے۔

وَلَمَّا أَنْ [1] جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا [2] وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ. إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ. وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ.

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ [3] أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ. فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ. وَعَادًا [3] وَثَمُودَ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ. وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ. فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ.

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ. خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ. اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ.

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ. وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ. وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ ۖ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ. بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ.

(۱) جب لفظ "أن"، لما کے بعد آئے اور اس کے بعد ایک فعل بھی ہو، تو یہ سبب بیان کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ ترجمہ ہوگا: "لوط سخت پریشان ہوئے اور انہوں نے دل میں تنگی محسوس کی کیونکہ ان کے پاس ہمارے قاصد آئے۔" ان کی پریشانی کا سبب یہ تھا کہ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت میں آئے تھے اور ان کی قوم کے ہم جنس پرست ان لڑکوں کو حوالے کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ (۲) اس محاورے کا معنی ہے: "انہوں نے تنگی محسوس کی۔" (۳) فعل "ارسلنا" محذوف ہے۔

الرَّجْفَةُ	زلزلہ	حَاصِبًا	تیز و تند آندھی جو پتھر اکھاڑ پھینکے	لَارْتَابَ	اس نے ضرور شک کیا

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ. أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ.

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ. يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ. يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ [1] فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ. كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ. الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ؟ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ. وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ.

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ. لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ. وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ؟

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ.

(۱) ان آیات کا مضمون یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری ایام میں نازل ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسری جگہ ہجرت کرنے کی بشارت دی گئی اور اس کے لئے کوشش کرنے کا حکم دیا گیا۔

بَغْتَةً	اچانک	لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	ہم انہیں ضرور ضرور آباد کریں گے	لِيَتَمَتَّعُوا	تاکہ وہ لطف اٹھالیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم	سُورَةُ الرُّومِ

الم. غُلِبَتِ الرُّومُ 1. فِي أَدْنَى الْأَرْضِ 2 وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ. فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ. بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ. وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ.

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ. أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ؟ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ. ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ.

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ. وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ. فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ. وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ. فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ.

(۱) مستقبل کے یقینی واقعات ماضی کے صیغے میں بیان ہوتے ہیں۔ (۲) قریبی زمین یعنی شام اور فلسطین۔ (۳) لفظ بضع کا اطلاق ۳ تا ۹ کے کسی عدد پر ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں رومی اور ایرانی سلطنتوں کے مابین جنگوں کا ایک بڑا سلسلہ جاری رہا۔ اس سورت کے نزول کے وقت ایرانی رومیوں پر غلبہ پا چکے تھے اور انہوں نے موجودہ ترکی، شام، فلسطین اور مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا مذاق اڑایا کہ جیسے ہمارے مشرک بھائیوں یعنی مجوسیوں نے تمہارے اہل کتاب بھائیوں پر غلبہ پا لیا ہے، ویسے ہی ہم بھی تمہارے مذہب کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے۔ چند ہی برس میں رومی شہنشاہ ہرقل نے اپنی فوجیں اکٹھی کر کے ایرانیوں کو شکست دے دی۔

وہ سخت مایوس ہوتا ہے	يُبْلِسُ	انہوں نے اسے آباد کیا	عَمَرُوهَا	وہ استعمال میں لائے	أَثَارُوا

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ.

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ. وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ ۖ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ. بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ.

فَأَقِمْ [1] وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ.

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ [2] ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ. لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ. أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ؟ [3] وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ. أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ.

(۱) خطاب کا رخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور مسلمانوں کے قائد کے ہے۔(۲) یہ حال ہے جو صورتحال کی تصویر کشی کرتا ہے۔(۳) سوال کا مقصد اللہ تعالیٰ کے غضب کا اظہار ہے۔

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا [1] لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ.

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ. ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ.

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ. مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ. لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ.

وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَانتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ. اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۖ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ. وَإِن كَانُوا مِن قَبْلِ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْهِم مِّن قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ.

فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ.

(۱) یہ سود اور زکوۃ کے موازنہ ہے جو زبان میں مقابلہ کرنے کی مثال ہے۔

مطالعہ کیجیے! کسی کا تمسخر اڑانے کے بارے میں قرآن کی تعلیمات کیا ہیں؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0006-Defamation.htm

لِيَرْبُوَ	تا کہ وہ اسے بڑھائے	تُثِيرُ	وہ حرکت میں لاتی ہے	الْوَدْقَ	بارش کے قطرے
لَا مَرَدَّ لَهُ	بچنے کا کوئی طریقہ نہیں	كِسَفًا	ٹکڑے ٹکڑے	يُسْتَعْتَبُونَ	ان سے توبہ کا کہا گیا

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ. وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ.

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ. وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ. وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ.

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ. كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ.

آج کا اصول: بعض اوقات مبتدا پر زور دینے کے لئے مبتدا اور خبر کے درمیان ایک ضمیر داخل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے هذا رَجُلٌ (یہ کوئی مرد ہے) میں ضمیر داخل کرنے سے هذا هُوَ الرَّجُلُ (یہی تو وہ مرد ہے) ہو جائے گا۔ اسی طرح أُولَٰئِكَ مُفْلِحُونَ (وہ کامیاب لوگ ہیں) میں ضمیر داخل کرنے سے أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (وہی تو کامیاب لوگ ہیں)۔ اسی طرح ذَلِكَ فَوْزٌ عَظِيمٌ (وہ بڑی کامیابی ہے)، ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (وہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اس ضمیر کو "ضمیر الفصل" کہا جاتا ہے۔

آج کا اصول: جب کسی گروہ میں مذکر اور مونث دونوں قسم کے اسم ہوں تو ان دونوں کے لئے مذکر کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جیسے أبنَائي و بَنَاتي يَدْرُسُونَ (میری بیٹے اور بیٹیاں پڑھتے ہیں)، المسجدُ والمَدرَسَةُ قَريبان (مسجد اور اسکول قریب ہیں)۔ اردو کے برعکس عربی میں مسجد مذکر اور اسکول مونث ہے۔ ان دونوں کے لئے قَريبتان کی بجائے قَريبان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سُورَةُ لُقْمَانَ	بسم الله الرحمٰن الرحيم

الْم. تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ. هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُحْسِنِينَ. الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ. أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي [1] لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ. وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ. خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ. هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ. وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ. وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ. يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ. وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ. وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ.

(۱) لفظ "اشتراء" خریدنے کے علاوہ مجازی معنی میں ترجیح دینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ. وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ. وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ. وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ [1] عَذَابٍ غَلِيظٍ.

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ. وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ.

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ. ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ.

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ. وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ [2] ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ.

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ [3] جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ. إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ.

(۱) یہ لفظ زور سے گھسیٹنے کی تصویر کشی کرتا ہے۔ (۲) بعض طے شدہ الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں۔ ترجمے میں ہم نے انہیں سرخ رنگ میں ظاہر کیا ہے۔ ترجمہ یہ ہے: ”جب ہم انہیں خشکی کی جانب نجات دیتے ہیں تو ان میں سے بعض سیدھے راستے پر آ جاتے ہیں **مگر ان میں سے اکثر کفر کی روش پر جمے رہتے ہیں**، ہماری آیتوں کا انکار سوائے مکار ناشکرے کے کوئی نہیں کرتا۔“ (۳) ڈبل مبتدا سے بات کے زور میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کا معنی ہے: ”اس دن باپ بیٹے کے لئے کچھ نہ کر سکے گا اور نہ ہی بیٹا باپ ہرگز ہرگز اپنے باپ کے لئے کچھ کر سکے گا۔“

سُورَةُ السَّجْدَة	بسم الله الرحمٰن الرحيم

الْم. تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ. اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ. يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ. ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ.

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ. ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ. وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ.

قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ. وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ. وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ [1] لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ. (سجدة) تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ. فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

(۱) لفظ "نسی" کا معنی بھولنے کے علاوہ نظر انداز کرنا بھی ہوتا ہے۔

مطالعہ کیجیے! عقل اور وحی کا باہمی تعلق کیا ہے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0007-Revelation.htm

سُلَالَةٍ	مادہ	وُكِّلَ بِكُمْ	وہ تمہاری روح قبض کرتا ہے	نَاكِسُو	انہوں نے نیچا کیا

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ. أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ. وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ [1] فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ. وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ. إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ.

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ؟

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ؟

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ. فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ.

(۱) جملہ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ، ایک جملہ معترضہ ہے۔ اس میں ان ڈائرکٹ طریقے سے کفار سے اظہار ناراضی ہے۔

آج کا اصول:

اگر مبتدا اور خبر دکھائی دینے والے دونوں الفاظ پر "ال" ہے یا دونوں پر "ال" نہیں ہے تو یہ مرکب توصیفی ہے۔ اگر صرف مبتدا پر "ال" ہے اور خبر پر نہیں ہے تو یہ جملہ اسمیہ ہے۔

مِرْيَةٍ	شک	الْجُرُزِ	بنجر

بسم الله الرحمن الرحيم	سُورَةُ الأَحْزَابَ [1]

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا. وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا. وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا.

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ. ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا.

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا. لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا. إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ [2] وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا. هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا. وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا. وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ [3] وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا.

(۱) یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب مختلف قبائل کے لشکروں نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے خندق کھود کر شہر کا دفاع کیا۔ (۲) یہ محاورہ ہے جو شدید خوف اور پریشانی کو ظاہر کرتا ہے۔ اردو میں ہم کہتے ہیں: "کلیجہ منہ کو آگیا۔" (۳) عورت کا لفظی معنی ہے جسم کے وہ حصے جو چھپائے جاتے ہیں۔ یہ لفظ یہاں "خطرے" کے مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ منافقین نے اپنے گھر خطرے میں ہونے کو جنگ سے جان چھڑانے کے لئے بطور بہانہ استعمال کیا تھا۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا. وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا. قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا. قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ [1] أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا.

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا. أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ [2] أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا.

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا.

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا. مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا. لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا. وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا. وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا. وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا.

(۱) یہاں چند الفاظ حذف ہیں۔ مکمل ترجمہ ہے: ”اللہ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے، اگر وہ تمہیں سزا دینا چاہے اور اس کی رحمت کو کون روک سکتا ہے اگر وہ تم پر رحمت کرنا چاہے۔“ (۲) زبان قینچی کی طرح چلنا اردو میں بھی محاورہ ہے۔ منافقین اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لئے زبان کو قینچی کی طرح چلایا کرتے تھے۔

أَقْطَارِهَا	اس کے اطراف	أَشِحَّةً	بہت ہی کنجوس	بَادُونَ	دیہاتی، بدو
تَلَبَّثُوا	وہ جھجکے	سَلَقُوا	انہوں نے مکاری سے بات کی	نَحْبَهُ	اس کی قسم
الْمُعَوِّقِينَ	مسائل پیدا کرنے والے	حِدَادٍ	لوہا، قینچی	صَيَاصِيهِمْ	ان کے قلعے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا. وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا.

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ [1] مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا. وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا.

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا. وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ [2] ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا. وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا.

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا.

(۱) یہ ازواج مطہرات کے لئے خاص ہدایات ہیں۔ (۲) دنیاوی ملکائیں فخر و غرور سے اپنی سج دھج کی نمائش کرتی ہیں۔ ازواج مطہرات کو اس سے روک دیا گیا۔ ان کے کردار کو ان آیات میں تفصیل سے بیان کیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ان آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایک خاص اسٹیٹس دیا گیا ہے۔ انہیں اہل ایمان کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لئے لازم قرار دیا گیا کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی سے شادی نہ کریں۔ اس کے بدلے انہیں آخرت میں دوگنا بدلہ ملے گا۔ اگر وہ گناہ کریں گی تو ان کی سزا بھی دوگنا ہو گی۔ اگر وہ اس خاص امتحان میں نہ پڑنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت دی گئی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق لے کر عام عورت کی زندگی گزاریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو یہ اختیار دیا مگر ان سب نے بالاتفاق اس ذمہ داری کو قبول کیا۔ اس سے ان کے کردار کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ ان آیات میں الفاظ کی سختی کا رخ ان منافقین کی جانب ہے جو اس معاملے میں کوئی اسکینڈل کھڑا کرنا چاہتے تھے۔

أُمَتِّعْكُنَّ	میں تمہیں دولت دوں	أُسَرِّحْكُنَّ	میں تمہیں چھوڑ دوں	تَبَرُّج	سج دھج کا دکھاوا

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ [1] وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا [2] زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا. مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا [3]. الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا. مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ [4] النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا. وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا. تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا.

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا. وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا. وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا.

(۱) سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ (۲) اس کا معنی ہے: "جب زید نے ان سے اپنا تعلق ختم کر لیا" یعنی انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی۔" (۳) یہ آیت بیان کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں کے لئے مثال بنانا ہے، اس لئے آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ (۴) یہ آیت ختم نبوت کا ثبوت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی مہر قرار دیا یعنی آپ پر نبوت کو ختم کر کے اس سلسلے کو ہمیشہ کے لئے "سیل بند" کر دیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ عربوں میں یہ عام رواج تھا کہ کوئی بچہ گود لے لیتے اور اسے وہی حقوق حاصل ہوتے جو ان کے حقیقی بچوں کو حاصل ہوتے۔ اس کے نتیجے میں حقیقی اولاد کے حقوق متاثر ہوتے۔ اس رواج کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طلاق یافتہ بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیں۔ اب مسلمان بچہ گود لے تو سکتے ہیں مگر اس سے حقیقی اولاد کے حقوق متاثر نہیں ہونے چاہییں۔

وَطَرًا	تعلق، ضرورت	أَدْعِيَائِهِمْ	ان کے منہ بولے بچے	أَذَاهُمْ	ان کی اذیت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ [1] مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا. لَا يَحِلُّ [2] لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ [3] ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا. إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا.

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

(۱) غلام خواتین۔ (۲) اس واقعے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کرنے سے منع فرما دیا گیا۔ (۳) مسلمانوں کو یہ ہدایات دی جا رہی ہیں کہ انہیں اپنی ماؤں یعنی امہات المومنین کے ساتھ کیسے معاملہ کرنا چاہیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ اسلام نے غلام خواتین کو اپنے آقا کی بیوی قرار دیا اور ان کے حقوق مقرر کیے۔ ان کے ہاں بچہ ہوتے ہی انہیں آزادی مل جاتی۔ اس کی تفصیل آپ اس کتاب میں دیکھ سکتے ہیں:
http://www.mubashirnazir.org/ER/Slavery/L0018-00-Slavery.htm

تُرْجِي	تم الگ رکھو	تُؤْوِي إِلَيْكَ	تم اپنے ساتھ رکھو	يُصَلُّونَ	وہ درود بھیجتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا. وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا. يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ [1] مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا. لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا. مَلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا [2]. سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا.

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا. إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا. خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا. يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا. وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا. رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ [3] فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا.

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ [4] عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا. لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

(۱) منافقین مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے مسلم خواتین پر حملے بھی کئے اور ان کے بارے میں جھوٹے اسکینڈل بھی کھڑے کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ان کا خاص نشانہ تھا۔ ان آیات میں ان پر غضب کا اظہار ہے۔ (۲) مادہ "ق ت ل" جب باب تفعیل سے آتا ہے تو اس میں شدت کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ ترجمہ یوں ہو گا: "انہیں ضرور عبرت ناک طریقے سے قتل کیا جائے گا۔" احادیث سے واضح ہے کہ اس سزا کو ان منافقین پر عملاً نافذ بھی کیا گیا۔ (۳) بائبل میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں یہود کا موسیٰ علیہ السلام سے رویہ سامنے آتا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے روکا گیا ہے۔ (۴) اس میثاق کا ذکر سورۃ کے آغاز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ امانت یعنی صحیح و غلط کے انتخاب کی آزادی کو آسمان، زمین اور دیگر مخلوقات پر پیش کیا مگر انہوں نے اس سے معذرت کر لی۔ انسان نے اپنی آزادانہ مرضی سے اسے قبول کر لیا۔ انسان اپنی مرضی سے امتحان میں پڑا اور اسے جزا و سزا اسی میثاق کی بنیاد پر دی جائے گی۔

مُرْجِفُونَ	اسکینڈل کھڑا کرنے والے	لَنُغْرِيَنَّكَ	ہم ضرور کھڑا کر دیں گے	يُجَاوِرُونَكَ	وہ تمہارے پڑوسی ہیں

سبق 3A: تشبیہ کی اقسام

تعمیر شخصیت
اللہ تعالیٰ ہماری ہر ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ اس نے ہوا و پانی سے لے کر ہر چیز ہمارے لئے پیدا کی ہے۔ ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

پچھلے سبق میں ہم نے تشبیہ کا مطالعہ کیا تھا۔ اس سبق میں ہم اس کی اقسام کا مطالعہ کریں گے۔ تشبیہ کی اس تقسیم کی بنیاد اس کے مختلف حصوں کو حذف کر دینے سے متعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ تشبیہ کے مختلف حصے ہوتے ہیں۔ مخاطب کے علم کی بنیاد پر ان میں سے بعض حصوں کو کبھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تشبیہ کی مختلف صورتیں وجود میں آتی ہے۔ اس طریقے سے تشبیہ کی اقسام پانچ ہیں:

- التشبيهُ الْمُرسَلُ : یہ وہ تشبیہ ہے جس میں أداة التشبيه کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہو۔ جیسے مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ (اس کی روشنی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغ ہو)۔ یہاں لفظ كَ موجود ہے جو کہ أداة التشبيه ہے۔
- التشبيهُ الْمُؤكَّدُ : تشبیہ کی اس قسم میں أداة التشبيه کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس حذف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کلام کرنے والا اس بات پر زور دے رہا ہوتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت بہت مضبوط ہے۔ جیسے أنتَ نَجمٌ في الضياء و الرفعَة۔ یہاں أداة التشبيه کو حذف کر کے یہ معنی پیدا کیا گیا ہے کہ "تم روشنی اور بلندی میں ستارے کی طرح نہیں بلکہ خود ستارے ہی ہو۔" اس طرح بات میں زور پیدا ہو گیا ہے۔
- التشبيهُ الْمُفَصَّلُ : تشبیہ کی اس قسم میں تشبیہ کی وجہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے هُوَ كالأسَدِ في الشُجَاعَةِ۔ یہاں تشبیہ کی وجہ "بہادری" کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔
- التشبيهُ الْمُجمَلُ : تشبیہ کی اس قسم میں تشبیہ کی وجہ کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ وجہ مخاطب پہلے ہی جانتا ہے۔ مثلاً كَأنَّ الشَمسَ دينَارٌ (سورج گویا کہ دینار ہے)۔ یہاں تشبیہ کے سبب کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ سب کو معلوم ہی ہے کہ نیا سکہ چمک میں سورج جیسا لگتا ہے۔
- التشبيهُ البَلِيغُ : تشبیہ کی اس قسم میں أداة التشبيه و وجه التشبيه دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے تشبیہ میں غیر معمولی زور پیدا کر دیا جاتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت اتنی زیادہ ہے کہ گویا دونوں ایک ہی ہیں۔ مثلاً الإسلامُ حَيَاتُنا۔ یہاں اسلام کو زندگی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چونکہ اسلام کی ہدایت کے بغیر زندگی کچھ نہیں، اس وجہ سے بات میں زور پیدا کرنے کے لئے تشبیہ کی علامت اور وجہ دونوں کو حذف کر دیا گیا ہے کہ "بس اسلام ہی ہماری زندگی ہے۔"

تشبیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مشبہ، یعنی جسے تشبیہ دی جائے، کے کسی خاص وصف جیسے بہادری، سخاوت، بزدلی، کنجوسی وغیرہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اس وصف کی شدت کو بھی بیان کیا جائے۔ اس کا مقصد مشبہ کی تعریف یا تذلیل مقصود ہوتی ہے۔

چیلنج! أداة التشبيه و وجه التشبيه میں فرق بیان کیجیے۔ اس سبق میں دی گئی مثال کے علاوہ التشبيه الْمفصل و التشبيه البليغ کے فرق کی ایک ایک مثال اور بیان کیجیے۔

سبق 3A: تشبیہ کی اقسام

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور تشبیہ کی قسم کو بیان کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق وسباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي	قسم
مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَاراً (الجمعة 62:5)	التشبيه المُرسل و المُجمل
مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ (البقرة 2:261)	
الَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً (البقرة 2:264)	
إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ. (آل عمران 3:59)	
مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ. (آل عمران 3:117)	
وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ. (الأعراف 7:176)	
مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ. (العنكبوت 29:41)	
اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الأَمْوَالِ وَالأَوْلادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً. (الحديد 57:20)	

آج کا اصول: اگر ہمزہ استفہام کے بعد "ال" ہو تو انہیں آپس میں ملا دیا جاتا ہے جیسے أ اليوم کو آليوم اور أ الله کو آلله لکھا جاتا ہے۔

سبق 3A: تشبیہ کی اقسام

عربي	قسم
ذَلكَ بأَنَّهُمْ قَوْمٌ لا يَعْقلُونَ. كَمَثَلِ الَّذينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيباً ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ. (الحشر 59:14-15)	
نَبَذَ فَرِيقٌ منْ الَّذينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لا يَعْلَمُونَ. (البقرة 2:101)	
مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَميعاً. (المائده 5:32)	
مَنْ يُرِدْ أَنْ يُضلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقاً حَرَجاً كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ. (الأنعام 6:125)	
يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا. (الأعراف 7:188)	
يُجَادلُونَكَ في الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ. (الأنفال 8:6)	
وَالَّذينَ كَسَبُوا السَّيِّئَات جَزَاءُ سَيِّئَة بمثْلهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذلَّةٌ مَا لَهُمْ منَ اللَّه مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعاً مِنْ اللَّيْلِ مُظْلِماً. (يونس 10:27)	
أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ. (نمل 27:10)	
فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُك قَالَتْ كَأَنَّهُ. (نمل 27:42)	
وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْه آيَاتُنَا وَلَّى مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بعَذَابٍ أَلِيمٍ. (لقمان 31:7)	
إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ. طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءوسُ الشَّيَاطِينِ. (الصافات 37:64-65)	
ادْفَعْ بالَّتي هيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. (حم سجده 41:34)	

سبق3A: تشبیہ کی اقسام

قسم	عربي
	يَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ. (طور 52:24)
	يَخْرُجُونَ مِنْ الأَجْدَاث كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنتَشِرٌ. (القمر 54:7)
	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً صَرْصَراً فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ. تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ. (القمر 20-54:19)
	فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلا جَانٌّ. فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ. كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ. (الرحمان 58-55:56)
	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفّاً كَأَنَّهُمْ بُنيَانٌ مَرْصُوصٌ. (الصف 61:4)
	إِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ. (المنافقين 63:4)
	لا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ. (الحجرات 49:12)
	كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ. (المدثر 74:50)
	إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ. كَأَنَّهُ جِمَالَةٌ صُفْرٌ. (مرسلات 77:32-33)
	العالِمُ سِرَاجُ أُمَّتِه فِي الهِدَايَة و تَبدِيد الظلاَم
	كَانَ أخِي شَجرًا لا يُخلَفُ ثَمرُهُ: و بَحرًا لا يُخَافُ كَدرُهُ
	إجعَلنِي زِمَامًا من أزِمَّتكَ التِي تَجُرّ بِها الأعدَاءَ

آج کا اصول:

مجہول صیغے کو وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں بات کرنے والا کسی وجہ سے کام کے کرنے والے کا ذکر نہ کرنا چاہتا ہو۔

اس سبق میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ایک مجموعے کا مطالعہ کریں گے۔

تعمیر شخصیت
مثبت ذہنی رویہ ہر چیز سے بڑھ کر کرشمے دکھا سکتا ہے۔

كتاب الإيْمان

عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "الإيْمان بِضعٌ وستّون شُعبة، والْحياءُ شعبةٌ من الإيْمان."

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "المسلمُ من سلم المسلمونَ من لسانه ويدِه، والمهاجرُ مَن هَجَرَ ما نَهى الله عنه."

عن أنس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "لا يؤمن أحدكم حتّى يُحبّ لأخيه ما يُحب لنفسِه."

عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "فوالذي نفسِي بيدِه، لا يُؤمِن أحدُكم حتّى أكونَ أحبُّ إليه من والدِه وولدِه والناسِ أجْمعيْن."

عن أنس، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "ثلاثٌ مَن كن فيه وجدَ حلاوةَ الإيْمان: أن يكونَ الله ورسوله أحبّ إليه مِما سواهُما، وأن يُحبَّ المرءَ لا يُحبه إلا لله، وأن يكرهَ أن يعودَ فِي الكُفر كما يكره أنْ يقذف في النار."

عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "آيةُ الإيْمانِ حبُّ الأنصارِ، وآية النفاقِ بغض الأنصار."

عن أبي هريرة، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "إن الدينَ يسرٌ، ولن يُشادَّ الدينَ أحد إلا غلَبَهُ، فسدِّدُوا وقارِبُوا، وأبشروا، واستعينُوا بالغُدوة والروحةِ وشيء من الدلْجة."

عن عبد الله أن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "سِبابُ المسلم فسوقٌ، وقتالُه كفرٌ."

يُشادَّ	وہ شدت پسندی اختیار کرتا ہے	سدِّدُوا	سیدھے اور میانہ رو بنو	الدلْجة	رات

عن النعمان بن بشيْر يقول: سَمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "الحلال بيّنٌ، والحرام بيّن، وبينهما مُشبَهات لا يعلمُها كثيْرٌ من الناس. فمَن اتَّقَى المشبهات استبْرَأَ لدينه وعرضه. ومن وقع في الشبهات: كراعٍ يَرعَى حولَ الحمى يُوشك أن يواقعَه. ألا وإنّ لكلّ ملك حمى. ألا وإنّ حِمى الله في أرضه مَحارِمُه. ألا وإنّ في الجسد مُضغةٌ: إذا صلحتْ صلحَ الجَسَدُ كلّه، وإذا فَسدتْ فسد الجسدُ كله. ألا وهي القلب." (بُخاري، كتاب الإيْمان)

عن معاذ بن جبل؛ قال: كنتُ رِدْف النبي صلى الله عليه وسلم. ليس بيني وبينه إلا مؤخّرَةُ الرحل. فقال: "يا معاذ بن جبل!" قلتُ: "لبيك رسول الله وسعديك." ثُم سَارَ ساعةً. ثُم قال: "يا معاذ بن جبل!" قلتُ: "لبيك رسول الله وسعديك." ثم سار ساعة. ثم قال: "يا معاذ بن جبل!" قلت: "لبيك رسول الله وسعديك."

قال: "هل تدري ما حقّ الله على العباد؟" قال قلت: "الله ورسوله أعلم." قال: "فإنّ حقَّ الله على العبادِ أن يعبدُوه ولا يشركوا به شيئا." ثُم سار ساعة. ثم قال: "يا معاذ بن جبل!" قلتُ: "لبيك رسول الله وسعديك." قال: "هل تدري ما حقّ العباد على الله إذا فعلوا ذلك؟" قال قلت: "الله ورسوله أعلم." قال: "أن لا يعذّبَهم."

عن العباس بن عبدالمطلب؛ أنه سَمع رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ذاقَ طعمَ الإيْمان، من رضي بالله رَبًّا وبالإسلام دينًا وبِمحمدٍ رسولاً."

عن زيد بن خالد الجهني؛ قال: "صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاةَ الصبح بالحديبية في إثرِ السماءِ كانتْ من الليل. فلما انصَرفَ، أقبل على الناسِ فقال: "هل تدرُون ماذا قال ربكم؟" قالوا: "الله ورسوله أعلم." قال، قال: "أصبح من عبادي مؤمنٌ بي وكافرٌ. فأمّا من قال: مَطرنَا بفضلِ الله ورحْمته، فذلك مؤمن بِي كافرٌ بالكَوكَبِ وأما من قال: مطرنَا بِنَوءِ كذا وكذا، فذلك كافرٌ بِي مُؤمِنٌ بالكواكب."

عن أبِي هريرة؛ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الإيْمان بضع وستون شعبة. فأفضلُها قولُ لا إله إلا الله. وأدناها إماطَةُ الأذى عن الطريق. والحياء شُعبة من الإيْمان."

رِدْف	پیچھے بیٹھنا	إماطَةُ	ہٹانا	في إثرِ السماءِ	بارش کے بعد

قال علي: "والذي فَلَقَ الحبّة وبرأ النسمةَ! إنّه لَعهِدَ النبِي الأمي صلى الله عليه وسلم إلى "أن لا يُحبُّنِي إلا مؤمنٌ، ولا يبغضُنِي إلا منافق."

عن عبدالله قال: سألتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم: "أي الذنبِ أعظمُ عند الله؟" قال: "أن تَجعلَ لله ندًّا وهو خَلَقَكَ." قال، قلت له: "إنّ ذلك لعظيمٌ." قال، قلت: "ثم أي؟" قال: "ثم أن تقتلَ ولدَكَ مَخافةً أن يطعمَ معك." قال، قلت: "ثم أي؟" قال: "ثُم أن تزانِي حليلةَ جارِك."

أخبرنا عبيدالله بن أبي بكر، عن أنس، عن النبِي صلى الله عليه وسلم، فِي الكبائر قال: "الشركُ بالله. وعُقُوقُ الوالدين. وقتلُ النفسِ. وقولُ الزُورِ."

عن أبي هريرة؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "اجتنِبُوا السبعَ الْمُوبقات." قيل: "يا رسول الله! وما هن؟" قال: "الشرك بالله. والسحر. وقتل النفس التِي حرّم الله إلا بالْحقّ. وأكلُ مال اليتيم. وأكلُ الرِبَا. والتولّي يومَ الزَحفِ. وقذفُ الْمحصناتِ الغافلاتِ الْمُؤمنات."

عن عبدالله بن مسعود، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "لا يدخل الجنةَ من كان فِي قلبه مثقالُ ذرة من كِبْرٍ." قال رجل: "إنّ الرجلَ يُحبّ أن يكونَ ثوبه حسنًا ونعلُه حسنة. قال: "إنّ الله جَميلٌ يُحب الجَمالَ. الكِبْرُ بَطَرُ الحق وغمْطُ الناس."

عن أبي هريرة؛ أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من حَمَلَ علينا السلاحَ فليس منّا. ومن غَشَّنا فليسَ منّا."

عن عبدالله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليس منّا مَن ضَرَبَ الْخدودَ. أو شقَّ الجيوبَ. أودعا بدعوى الجاهلية".

عن أبي هريرة؛ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله تَجاوزَ لأمتّي ما حدثتْ به أنفسَها ما لَم يتكلّموا أو يعملوا به."

حليلةَ	بیوی، جو حلال ہو	يومَ الزَحفِ	جنگ کا دن	الْخدودَ	گال
التولّي	منہ پھیرنا	قذفُ	بدکاری کی تہمت	شقَّ الجيوبَ	گریبان پھاڑنا (بے صبری کرنا)

عن أبي هريرة؛ قال: جاء ناسٌ من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فسألوه: "إنا نَجدُ في أنفسنا[1] ما يَتَعاظَمُ أحدُنا أن يتكلمَ به." قال: "وقد وجدتُموه؟" قالوا: "نعم." قال: "ذاك صريحُ الإيْمان."

عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من اقتَطَعَ حق امرئٍ مسلمٍ بيمينه، فقد أوجَبَ الله له النار، وحرّم عليه الجنة." فقال له رجل: "وإن كان شيئًا يسيْر، يا رسول الله؟ قال: "وإن قضيبًا مِن أراك."

عن حذيفة؛ قال: حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثَيْن. قد رأيتُ أحدَهُما وأنا أنتظر الآخر. حدثنا: "أنّ الأمانةَ نزلتْ في جذرِ قلوبِ الرجالِ." ثُم نزل القرآن. فعلِمُوا من القرآن وعلِمُوا من السنة. ثم حدثنا عن رفعِ الأمانة قال: "ينامُ الرجلُ النومةَ فتُقبضُ الأمانةُ من قلبه. فيظَلّ أثرُها مثل الوكتِ. ثُم ينام النومةَ فتقبض الأمانة من قلبه. فيظل أثرها مثل الْمَجلِ. كجمْرٍ دَحرَجتْهُ على رجلِك. فنَفِطَ فتراه منتبرًا وليس فيه شيءٌ."

ثُم أخذ حصًى فدحرجَه على رجله. فيصبحُ الناسُ يتبايعون. لا يكادُ أحدٌ يُؤدّي الأمانةَ حتّى يُقال: "إن في بني فلان رجلاً أمينًا." حتّى يُقال للرجل: "ما أجلَدَه! ما أظرفه! ما أعقله!" وما في قلبِه مثقال حبّة مِن خردلٍ مِن إيْمان."

ولقد أتَي عليّ زمانٌ وما أُبالِي أيكم بايَعتُ. لئِن كان مسلمًا ليَرُدَّنّه عليّ دِينُه. ولئن كان نصرانيًا أو يهوديًا ليَردنه على ساعِيه. وأما اليوم فما كنتُ لأبايِعُ منكم إلاّ فلانا وفلانا. (مسلم، كتاب الإيْمان)

(۱) اس کا مطلب ہے کہ شیطان مومن کے دل میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ ایک مومن کو ان وسوسوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

يَتَعاظَمُ	وہ شدید ہوتا ہے	جَمْرٍ	کوئلہ	ما أظرفه!	کیا شاندار آدمی ہے!!!
الوكتِ	دانہ، دھبہ	دَحرَجتْ	وہ لڑھک گیا	على ساعِيه	حکومت کی طاقت سے
الْمَجلِ	نقطہ	ما أجلَدَه!	کیا مضبوط شخص ہے!!!		

كتاب العلم

عن أنسٍ، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "يَسِّروا ولا تُعسّروا وبشّروا ولا تُنَفِّروا."

عن أبي وائل قال: كان عبد الله يُذكِّر الناسَ في كل خَميس، فقال له رجلٌ: "يا أبا عبد الرحْمن! لوَددتُ أنّك ذكَّرتَنا كل يومٍ؟" قال: "أمّا إنه يَمنعنِي من ذلك أنّي أكرَهُ أن أُملِّكُم، وإنّي أتَخوَّلكم بالْموعظةِ، كما كان النبِي صلى الله عليه وسلم يتخوّلَنا بِها، مَخافةَ السآمَةِ علينا."

عن معاوية: سَمعت النبِي صلى الله عليه وسلم يقول: "مَن يُرِد الله به خيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدين، وإنّما أنا قاسمٌ والله يُعطي. ولن تزالَ هذه الأمةُ قائمة على أمرِ الله، لا يضرّهم مَن خالَفَهم، حتّى يأتِيَ أمرُ الله."

عن عبد الله بن مسعود قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا حسَدَ إلا في اثنتيْن: رجلٌ آتاه الله مالاً فسُلِّط على هَلَكَتِه في الحقّ، ورجلٌ آتاه الله الحكمةَ فهو يقضي بِها ويعلّمها."

عن أبي موسى، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "مثل ما بعثنِي الله به من الهدى والعلم، كمثلِ الغيث الكثِيْر أصاب أرضًا، فكان منها نَقيَّةٌ، قبِلَتْ الْماء، فأنبتتْ الكلأ والعُشبَ الكثِيْر. وكانت منها أجادِبُ، أمسكتْ الْماء، فنفَعَ اللهُ بِها الناس، فشربُوا وسقُوا وزرعوا. وأصابتْ منها طائفةٌ أخرى، إنّما هي قِيعانٌ لا تُمسك ماء ولا تُنبت كلأً.

فذلك مثلُ من فَقُهَ في دينِ الله، ونفعه ما بعثنِي الله به فعَلِمَ وعلّم. ومثل من لَم يرفعْ بذلك رأسًا، ولَم يقبلْ هدي اللهِ الذي أرسلتْ به.

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن من أشراطِ الساعة: أن يرفع العلم ويثبت الجهل، ويشرب الخمر، ويظهر الزنا."

أن أُملِّ	کہ میں بور کروں	السآمَةِ	بوریت	الكلأ والعُشبَ	گھاس پھوس
أتَخوَّل	میں نصیحت کرتا ہوں	سُلِّط	اسے مسلط کیا گیا	قِيعانٌ	ابھرا ہوا

عن أبي مسعود الأنصاري قال، قال رجل: "يا رسول الله! لا أكاد أدرِكُ الصلاة مما يَطُول بنا فلانٌ." فما رأيتُ النبِيَ صلى الله عليه وسلم في موعظةٍ أشدّ غضبًا مِن يومئذ. فقال: "أيها الناس! إنّكم مُنَفِّرون، فمَن صلّى بالناسِ فلْيُخففْ، فإن فيهم المريضَ والضعيف وذا الحاجة."

حدثني أبو بردة، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ثلاثة لهم أجران: رجلٌ مِن أهل الكتاب، آمن بنبيِّه وآمن بمحمد صلى الله عليه وسلم، والعبدُ المملوك إذا أدّى حقَ الله وحقّ مواليه، ورجلٌ كانت عنده أمَةٌ يَطؤُها، فأدبَّها فأحسَنَ تأدِيبها، وعلّمَها فأحسن تعلِيمها، ثُم أعتَقَها فتزوَّجَها، فله أجران."[1]

عن أبي سعيد الخدري: قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم: "غلبنا عليك الرجال، فاجعلْ لنا يومًا من نفسك." فوَعَدَهُنَّ يوما لَقِيَهن فيه، فوعظهن وأمرَهن، فكان فيما قال لهن: "ما منكن امرأةٌ تقدِم ثلاثةً من ولدها، إلا كان لها حِجابًا مِن النار." فقالت إمرأة: "واثنين؟" فقال: "واثنين."[2]

عن علي قال: كنتُ رجلا مذاءً[3]، فأمرتُ الْمقدادَ أن يسأل النبِي صلى الله عليه وسلم فسألَه، فقال: "فيه الوضوء." (بُخاري، كتاب العلم)

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن أبغض الرجالِ إلى الله الألدُّ الخصمِ."

عن عبدالله بن عمرو بن العاص: سَمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إنّ الله لا يقبضُ العلمَ انتزاعًا ينتزِعُه مِن الناس. ولكنّ يقبض العلمَ بقبضِ العُلماء. حتّى إذا لم يتركْ عالِمًا، اتّخذ الناسُ رؤسًا جهالاً، فسئَلُوا فأفتُوا بغيْرِ علمٍ. فَضلُّوا وأضلُّوا."

(۱) غلامی کے خاتمے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام خواتین کو آزاد کر کے ان سے شادی کرنے کا حکم دیا۔ (۲) بچوں کی تعلیم وتربیت ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ ماؤں کو اس کا اجر ملے گا۔ (۳) مذاء ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے جنسی اعضا میں منی کے علاوہ دیگر مادے بہت زیادہ ہوں۔ چونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، اس لئے آپ نے بطور حیاء خود سوال نہ کیا بلکہ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کے ذریعے جواب حاصل کیا۔

عن عائشة. قالت: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ." [آل عمران: 7]. قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتُم الذين يتَّبِعُون ما تشَابَهَ منه، فأولئك الذين سَمَّى الله، فاحذرُوهم."

أنّ عبدالله بن عمرو قال: هجرتُ إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يومًا. قال فسمِعَ أصواتَ رجلَيْنِ اختلَفَا في آية. فخرج علينا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم. يُعرَفُ في وجهِه الغضب. فقال: "إنّما هَلَكَ من كان قبلَكم باختلافِهم في الكتابِ."

عن جرير بن عبدالله. قال: جاءَ ناسٌ من الأعراب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. عليهم الصوفُ. فرأى سوءَ حالِهم قد أصابتهم حاجةٌ. فحَثّ الناس على الصدقة. فأبطَؤُا عنه. حتّى رُئِيَ ذلك في وجهه. قال: ثُم إن رجلاً من الأنصارِ جاء بِصُرّةٍ من ورقٍ. ثم جاء آخر. ثُم تتابَعُوا حتّى عُرِفَ السرور في وجهه. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن سَنَّ في الإسلام سُنةً حسنةً، فعملَ بِها بعده، كُتِبَ له مثلُ أجرِ من عملٍ بِها. ولا ينقصُ من أجورِهم شيءٌ. ومن سن في الإسلام سنة سيئة، فعمل بِها بعده، كُتب عليه مثل وزرٍ مَن عمل بِها، ولا ينقص من أوزارِهم شيء." (مسلم، كتاب العلم)

آج کا اصول:

مادے کے درمیان والے حرف "ع کلمہ" پر زبر، زیر یا پیش کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ اہل زبان کسی لفظ کے ع کلمہ پر زبر پڑھتے ہیں، کسی پر زیر اور کسی پر پیش۔ جیسے فَتَحَ کے ع کلمہ پر زبر ہو گی، سَمِعَ کے ع کلمہ پر زیر اور قَرُبَ کے ع کلمہ پر پیش۔ یہی معاملہ دیگر حروف کا ہے۔ ڈکشنری میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس لفظ کے ع کلمہ پر کیا ہو گا۔

الصوفُ	اون	رُئِيَ	اسے دیکھا گیا	ورقٍ	چاندی (کے سکے)
أبطَؤُا	انہوں نے دیر کی	صُرّةٍ	پیکٹ		

كتاب الفتَن

عن أسْماء، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أنا على حوضِي أنتظِرُ من يرد عليَّ، فيؤخذ بناسٍ من دونِي، فأقول: أمتّي، فيقول: لا تَدرِي، مشوا على القَهقَرَى."

عن ابن عباس، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "من كُرِه مِن أميْره شيئاً فليصبِرْ، فإنه مَن خرج مِن السلطان شبْرًا مات ميتةَ جاهليةِ."

عن الحسن"إذا تواجَهَ المسلمان بسيفَيهما فكلاهُما مِن أهل النار." قيل: "فهذا القاتل، فما بالُ المقتول؟" قال: "إنّه أراد قتلَ صاحبِه."

عن حذيفة بن اليمان يقول: كان الناسُ يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخيْرِ، وكنتُ أسألُه عن الشرّ، مَخافة أن يدركنِي. فقلت: "يا رسول الله! إنا كنا فِي جاهليةٍ وشرّ، فجاءنا الله بِهذا الخيْر، فهل بعد هذا الخيْرِ مِن شر؟" قال: "نعم."

قلت: "وهل بعد ذلك الشر من خير؟" قال: "نعم، وفيه دُخن."

قلت: "وما دخنه؟" قال: "قومٌ يَهدون بغيْرِ هَديِي، تعرِفُ منهم وتُنكر."

قلت: "فهل بعد ذلك الخيْر من شر؟" قال: "نعم! دُعاةٌ على أبوابِ جهنم، من أجابَهم إليها قذفُوه فيها."

قلت: "يا رسول الله! صفْهم لنا." قال: "هُم من جِلدتنا، ويتكلّمون بألسنتنا."

قلت: فما تأمرنِي إن أدركنِي ذلك؟" قال: "تلزم جَماعة المسلمين وإمامَهم."

قلت: فإن لم يكن لهم جَماعة ولا إمام؟" قال: "فاعتزلْ تلك الفِرَقِ كلّها، ولو أن تَعَضَّ بأصلِ شجرةٍ، حتّى يدركَكَ الْموت وأنت على ذلك."

القَهقَرَى	ایڑیوں پر پلٹنا	اعتزلْ	علیحدہ رہو	أن تَعَضَّ	کہ تم چباؤ

عن أبا بكرة قال: بينا النبي صلى الله عليه وسلم يَخطُب، جاء الحسنُ، فقال النبي : "ابنِي هذا سيِّدٌ، ولعلّ الله أن يصلحَ به بين فئتَيْنِ مِن المسلمين." (بخاري، كتاب الفتن)

عن ثوبان، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "إنّ الله زَوَى لي الأرض. فرأيت مشارقَها ومغاربَها. وإن أمتّي سيبلغُ مُلكُها ما زَوَى لي منها. وأعطيتُ الكنْزينِ الأحْمرَ والأبيض. وإنّي سألت ربّي لأمتّي أن لا يهلكَها بسَنَةٍ عامةٍ. وأن لا يسلطَّ عليهم عدوًا من سَوَى أنفسهم. فيَستَبِيحُ بَيضَتَهم.

وإن ربّي قال: "يا محمد! إنّي إذا قضيتُ قضاءً فإنّه لا يُرَدّ. وإنّي أعطيتُك لأمّتك أن لا أهلكَهم بسنة عامة. وأن لا أُسلّط عليهم عدوًا من سوى أنفسهم. يستبيح بيضتهم. ولو اجتمَعَ عليهم مِن بأَقطارِها، أو قال من بين أقطارها حتّى يكون بعضُهم يُهلِك بعضا، ويُسبِي بعضهم بعضا".

عن أبي هريرة؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقوم الساعةُ حتّى يَمرّ الرجل بقبرِ الرجل فيقول: يا ليتنِي مكانُه."

عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "والذي نفسي بيده! ليأتيَنّ على الناسِ زمانٌ لا يدري القاتلُ في أيِّ شيء قتَلَ. ولا يدري المقتولُ على أي شيءٍ قُتِل."

عن أبي هريرة؛ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتّى تُقَاتِلوا قومًا كأن وجوهَهم الْمجانُ الْمطرقةُ. ولا تقوم الساعة حتّى تقاتلوا قومًا نعالُهم الشعر."

(مسلم، كتاب الفتن)

مطالعہ کیجیے! ریاکاری کیا ہے۔ یہ کسی مذہبی شخص کے اچھے اعمال کو کیسے تباہ کرتی ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0002-Ostentation.htm

زَوَى لي	مجھے دکھایا گیا	بَيضَتَهم	ان کا انڈہ، یعنی زندگی	الْمجانُ	ڈھال
يَستَبِيحُ	اس نے مباح کر لیا	يُسبِي	وہ جنگی قیدی بناتا ہے	الْمطرقةُ	ہتھوڑے سے کوٹی ہوئی

كتاب الرقاق

عن سهل قال: سَمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "موضعُ سوطٍ في الجنّةِ خيْرٌ من الدنيا وما فيها، ولغدوة في سبيلِ الله أو روحة خيْرٌ من الدنيا وما فيها."

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: أخَذَ رسول الله صلى الله عليه وسلم بِمنكبَي فقال: "كُن في الدنيا كأنّك غريبٌ أو عابِرُ سبيل." وكان ابن عمر يقول: "إذا أمسَيتَ فلا تنتظرْ الصباحَ، وإذا أصبحتَ فلا تنتظرْ المساء، وخُذ من صحتِك لِمرضِك، ومن حياتِك لِموتِك."

عن عقبة بن عامر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوماً، فصلّى على أهلِ أُحد صلاته على الميت، ثم انصرف إلى المنبَرِ، فقال: "إنّي فَرَطُكم، وأنا شهيد عليكم، وإنّي والله لأنظُرُ إلى حوضِي الآن، وإنّي قد أُعطِيتُ مفاتيحَ خزائن الأرض، أو مفاتيح الأرض، وإنّي والله ما أخاف عليكم أن تُشرِكُوا بعدي، ولكنّي أخاف عليكم أن تنَافَسُوا فيها."

عن عائشة قالت: ما شَبَعَ آلُ محمد صلى الله عليه وسلم منذ قَدِمَ المدينة، من طعامِ بُرٍّ ثلاث ليالٍ تَباعاً، حتّى قُبِض.

عن عبد الله رضي الله عنه قال: خطّ النبيُ صلى الله عليه وسلم خطاً مربّعاً، وخطَّ خطاً في الوسطِ خارجاً منه، وخطّ خُطَطاً صغاراً إلى هذا الذي في الوسطِ من جانبه الذي في الوسطِ، وقال: "هذا الإنسان، وهذا أجلُه مُحيطٌ به - أو: قد أحاط به - وهذا الذي هُو خارجٌ أمَلُه، وهذه الخططُ الصغار الأعراضُ، فإن أخطأَه هذا نَهَشَه هذا، وإن أخطأه هذا نَهشه هذا."
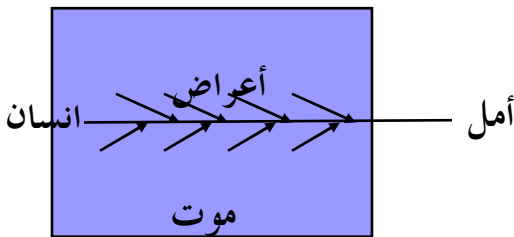
سوط	کوڑا	أمَلُه	اس کی امید	الأعراضُ	دنیا کی عارضی چیزیں
فَرَطُكم	تمہارے لئے حساس	الخططُ الصغار	چھوٹی لکیریں	نَهَشَه	اس نے اسے نقصان دیا

عن عبد الله رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خيْرُ الناسِ قرني، ثم الذين يلونَهم، ثم الذين يلونَهم، ثُم يَجيء من بعدِهم قومٌ: تسبقُ شهادتُهم[1] أَيْمانَهم، وأَيْمانُهم شهادتَهم.

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "تَعِسَ عبدُ الدينار والدرهم والقطيفةِ والخميصة، إن أُعطِيَ رضي، وإن لَم يُعط لَم يرض."

عن حكيم بن حزام قال: سألتُ النبي صلى الله عليه وسلم فأعطانِي، ثم سألتُه فأعطاني، ثم سألته فأعطانِي، ثم قال: "هذا المال." وربّما قال سفيان: قال لي: "يا حكيم! إنّ هذا الْمالَ خضرةٌ حلوةٌ، فمن أخذه بطيبِ نفسٍ بُورك له فيه، ومن أخذَه بإشرافِ نفسٍ لَم يباركْ له فيه، وكان كالذي يأكُلُ ولا يَشبَعُ، واليد العليا خيْر من اليد السفلى."

سَمعت مسروقاً قال: سألتُ عائشةَ رضي الله عنها: "أي العمل كان أحب إلى النبي صلى الله عليه وسلم؟" قالت: "الدائم." قال: قلت: "فأي حيْن كان يقوم؟ قالت: "كان يقوم إذا سَمع الصارخ."

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سَمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن الله خلقَ الرحْمةَ يوم خلقَها مائةَ رحْمة، فأمسَكَ عنده تسعاً وتسعينَ رحْمة، وأرسَلَ في خلقه كلّهم رحْمة واحدة، فلو يعلم الكافرُ بكلّ الذي عند الله من الرحْمة لَم يَيأسْ مِن الجنة، ولو يعلَمُ المؤمنُ بكل الذي عند الله من العذابِ لَم يَأمنْ مِن النار."

عن أبا سعيد الخدري: أن ناساً من الأنصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلم يسألْه أحدٌ منهم إلا أعطاه حتّى نَفَدَ ما عنده، فقال لهم حين نفد كل شيءٍ أنفق بيديه: "ما يكون عندي من خيْرٍ لا أدَّخره عنكم، وإنه من يستعفَّ يعفَّه الله، ومن يتصبَّر يصبِّره الله، ومن يَستغنِ يغنه الله، ولن تعطوا عطاءً خيْرًا وأوسعُ مِن الصبْر."

تَعِسَ	وہ تباہ ہوا	الصارخ	صبح بانگ دینے والا مرغا	يستعفَّ	وہ معافی مانگتا ہے

عن الْمغيْرة بن شعبة يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلّي حتّى ترمَ، أو تنتَفِخَ قدمَاه، فيقال له. فيقول: "أفلا أكونُ عبداً شكوراً."

عن سهل بن سعد، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "مَن يضمّن لي ما بين لَحيَيهِ [1] وما بين رِجليه [2] أُضمّن له الجنة."

عن أبي شريح الخزاعي قال: سَمع أُذُناي ووعاه قلبي النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "الضيافةُ ثلاثة أيامٍ، جائزته." قيل: "ما جائزته؟" قال: "يومٌ وليلة، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرمْ ضيفَه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقلْ خيْرًا أو ليسكت."

عن أبي موسى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مثلي ومثل ما بعثني الله، كمثل رجل أتى قومًا فقال: "رأيتُ الجيشَ بعَينيّ، وإنّي أنا النذيرُ العُريان[3]، فالنجاءُ النجاء، فأطاعَهُ طائفةٌ فأدلَجُوا على مَهلهم فنجوا، وكذّبتْه طائفةٌ فصبَّحهم الجيشُ فاجتَاحَهم."

عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "حُجِبَتِ النار بالشهواتِ، وحجبت الجنّة بِالْمكارِهِ."

عن عبد الله رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "الجنةُ أقربُ إلى أحدكم مِن شِراكِ نعلِه، والنار مثل ذلك."

عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إذا نظر أحدُكم إلى مَن فضل عليه في المالِ والخلق فلينظرْ إلى مَن هو أسفلُ منه."

کیا آپ جانتے ہیں؟ عربوں میں یہ عام رواج تھا کہ اگر قبیلے کا کوئی فرد کسی دشمن وغیرہ کے خطرے کو محسوس کرتا تو وہ اپنے کپڑے پھاڑ کر عریاں حالت میں کسی پہاڑی پر چڑھ جاتا اور اپنے قبیلے کو اس خطرے سے خبردار کرتا۔ اس شخص کو "نذیر عریاں" کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے خطرے سے خبردار کرنے کے لئے یہی طریقہ اختیار فرمایا البتہ آپ نے کپڑے پھاڑنے جیسی بے ہودگی سے پرہیز کیا کیونکہ یہ آپ کی شان کے لائق نہیں تھی۔

تنتَفِخَ	وہ سوج گیا	فأدلَجُوا	وہ رات کو فرار ہو گئے	اجتَاحَهم	انہوں نے ان پر حملہ کیا
النجاءُ	بھاگو! فرار ہو جاؤ!	مَهلهم	آہستہ آہستہ	شِراكِ	تمہارے تسمے (جوتے کے)

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبِي صلى الله عليه وسلم، فيما يروي عن ربّه عز وجل. قال: قال: "إن الله كَتَبَ الحسنات والسيئات ثُم بيَّن ذلك. فمن همَّ بِحسنة فلم يعملْها كتبها الله له عنده حسنةً كاملةً. فإن هو همَّ بِها وعملَها كتبَها الله له عنده عشرَ حسنات إلى سَبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيْرة. ومن همَّ بسيئة فلم يعملْها كتبها الله له عنده حسنةً كاملة، فإنْ هو همَّ بِها فعملها كتبها الله له سيئةً واحدة."

عن أبِي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا ضيّعتْ الأمانة فانتظر الساعة." قال: "كيف إضاعتها يا رسول الله؟" قال: "إذا أُسند الأمر إلى غيْرِ أهلِه فانتظر الساعة."

عن جندب يقول: قال النبِي صلى الله عليه وسلم، "من سَمَّع سَمَّع الله به، ومن يُرَائي يرائي الله به).

عن أنس قال: كانت ناقةٌ لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم تُسمّى "العضباء". وكانت لا تُسبَق. فجاء أعرابِيّ على قعود له فسبَقَها. فاشتَدّ ذلك على المسلمين، وقالوا: "سُبقَت العضباء." فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن حقاً على الله أن لا يَرفع شيئًا مِن الدنيا إلا وضعه."

عن عبادة بن الصامت، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "من أحبّ لقاءَ الله أحبّ الله لقاءَه، ومن كرِهَ لقاءَ الله كره الله لقاءه." قالت عائشة أو بعض أزواجه: "إنا لَنُكرهُ الْموتَ." قال: "ليس ذاك، ولكنَّ الْمُؤمن إذا حضرَهُ الموت بُشِّر برضوانِ الله وكرامته، فليس شيءٌ أحبُّ إليه مما أمامَه. فأحبّ لقاء الله وأحب الله لقاءه، وإن الكافرَ إذا حَضَرَ بُشِّر بعذابِ الله وعقوبتِه. فَليس شيءٌ أكره إليه مِما أمامه، فكره لقاء الله وكره الله لقاءه."

عن عائشة قالت: قال النبِي صلى الله عليه وسلم: "لا تسبُّوا الأموات، فإنّهم قد أفضوا إلى ما قدَّموا."

همَّ	اس نے ارادہ کیا	سَمَّع	اس نے سنایا	يرائي	اس نے ریاکاری کی

عن أبي قتادة بن ربعي الأنصاري أنه كان يُحدث: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مَرَّ عليه بِجنازة، فقال: "مستريحٌ ومُستراح منه." قالوا: "يا رسول الله! ما المستريح والمستراح منه؟" قال: "العبد المؤمنُ يستريحُ مِن نُصُبِ الدنيا وأذاها إلى رحْمة الله، والعبدُ الفاجر يستريح منه العبادُ والبلاد، والشجرُ والدواب."

أن أبا هريرة قال: استبّ رجلان، رجلٌ من المسلمين ورجل من اليهود، فقال المسلم: "والذي اصطفى مُحمدًا على العالَميْن." فقال اليهودي: "والذي اصطفى موسى على العالَمين." قال: فغَضِبَ المسلمُ عند ذلك فلَطَمَ وجهَ اليهودي، فذهب اليهوديُّ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فأخبَره بِما كان من أمرِه وأمرِ المسلم. فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: "لا تُخَيِّروني على موسى. فإنّ الناس يَصعَقُون يوم القيامة، فأكون في أوّل من يُفيق، فإذا مُوسى باطشٌ بِجانب العرش. فلا أدري أكان موسى فِيمن صَعِقَ فأفاق قبلي، أو كان مِمن استثنَى الله."

عن عبد الله رضي الله عنه: قال النبِي صلى الله عليه وسلم: "أول ما يُقضى بين الناسِ بالدماء."

عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من كانت عنده مظلمةٌ لأخيه فليتحلّله منها، فإنه ليس ثَمَّ دينار ولا درهم، من قبل أن يُؤخذ لأخيه من حسناتِه، فإن لم يكن له حسناتٌ أخذ من سيئات أخيه فطرِحَتْ عليه."

عن عائشة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ليس أحد يُحاسَب يوم القيامة إلا هلك." فقلتُ: يا رسول الله، أليس قد قال الله تعالى: "فأما من أوتِيَ كتابه بيمينه فسوف يُحاسب حساباً يسيْراً." فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنّما ذلك العرض، وليس أحد يُنَاقَشُ الحساب يوم القيامة إلا عُذِّب."

صَعِقَ	وہ بے ہوش ہوا	فليتحلّله	تو اسے خود کو آزاد کرنا چاہیے	العرض	پیش کرنا
أفاق	اسے افاقہ ہوا	طرِحَتْ	اس لاد دیا گیا	يُنَاقَشُ	وہ بحث کرے گا

عن أنس بن مالك رضي الله عنه: عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: يقول الله تعالى لأهونِ أهل النار عذاباً يوم القيامة: "لو أن لك ما في الأرض من شيء أكنت تفتَدي به؟" فيقول: "نعم." فيقول: "أردتُ منك أهوَنُ من هذا، وأنت في صُلب آدم: أن لا تشركْ بِي شيئًا، فأبَيتَ إلا أن تُشركَ بِي."

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تبارك وتعالى يقول لأهل الجنة: "يا أهل الجنة؟" فيقولون: "لبيك ربنا وسعديك." فيقول: "هل رضيتم؟" فيقولون: "وما لنا لا نرضى وقد أعطيتنا ما لم تُعط أحداً من خلقك." فيقول: "أنا أعطيكم أفضلَ من ذلك." قالوا: "يا رب، وأي شيء أفضل من ذلك؟" فيقول: أحلّ عليكم رضوانِي، فلا أسخطُ عليكم بعده أبداً."

عن سهل، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "إن أهل الجنةِ ليُتراءُونَ الغرفُ في الجنة، كما تتراءون الكوكب في السماء."

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه: أن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا دَخَلَ أهل الجنة الجنة، وأهل النارِ النارَ، يقول الله: "من كان في قلبه مثقالَ حبّة مِن خردلٍ من إيْمان، فأخرِجُوه." فيُخرجون قد امتُحِشُوا وعادوا حُمَمًا، فيلقون فِي نَهر الحياة، فينبُتُون كما تنبُتُ الحبة في حَميلِ السيل." أو قال: حِمية السيلِ. وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "ألَم تروا أنّها تَخرُجُ صفراءَ ملتويةً."

عن عدي بن حاتم: أن النبِي صلى الله عليه وسلم ذكر النارَ فأشاح بوجهه فتعوّذَ منها، ثُم ذكر النارَ فأشاح بوجهِ فتعوذ منها. ثم قال: "اتقُوا النار ولو بشقّ تَمرة، فمن لَم يَجدْ فبكلمةٌ طيّبة."

عن أبي هريرة: قال النبِي صلى الله عليه وسلم: لا يدخل أحد الجنةَ إلا أري مقعدَه من النار لو أساءَ ليزداد شُكرًا. ولايدخل النار أحد إلا أري مقعدَه من الجنة لو أحسن، ليكونَ عليه حسرةٌ.

امتُحِشُوا	انہیں تپایا گیا	حَميلِ السيل	سیلاب کے بعد کا سبزہ	أشاح	آپ نے منہ پھیرا
حُمَمًا	لاوے کی طرح گرم	صفراءَ ملتويةً	لپٹا ہوا زرد		

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يَجمع الله الناسَ يوم القيامة، فيقولون: "لو استشفعْنا على ربّنا حتّى يُريْحُنا مِن مكاننا." فيأتون آدمَ فيقولون: "أنت الذي خلقَك الله بيدِه، ونفَخَ فيك من روحِه، وأمر الملائكةَ فسجدوا لك، فاشفعْ لنا عند ربنا."

فيقول: "لستُ هناكم." ويُذكُرُ خطيئتَه، ويقول: "ائتوا نُوحًا، أوّل رسولٌ بَعَثَه الله، فيأتونَه.

فيقول: "لست هناكم." ويذكر خطيئته. "ائتُوا إبراهيمَ الذي اتّخذه الله خليلاً."

فيأتونه فيقول: "لست هناكم." ويذكر خطيئته. "ائتوا موسى الذي كلّمَه الله."

فيأتونه فيقول: "لست هناكم." فيذكر خطيئته. "ائتوا عيسى."

فيأتونه فيقول: "لست هناكم. ائتوا محمداً صلى الله عليه وسلم. فقد غَفَرَ له ما تقدم من ذنبِه وما تأخر.

فيأتونِي، فأستأذنُ على ربّي، فإذا رأيتُه وقعتُ ساجداً، فيدعنِي ما شاء الله، ثُم يقال لي: "ارفع رأسك. سَلْ تُعطه، وقُل يُسمع، واشفعْ تُشَفَّع." فأرفعُ رأسي، فأحْمدُ ربّي بتحميد يُعلّمني، ثُم أشفعُ فيحُدُّ لي حدًّا، ثُم أُخرِجُهم من النار، وأُدخلُهم الجنة، ثُم أعُودُ فأقَعُ ساجدًا مثلَه في الثالثة، أو الرابعة، حتّى ما يبقى في النار إلا مَن حَبَسَهُ القرآن." وكان قتادة يقول عند هذا: "أي وَجَبَ عليه الخلود."

عن عبد الله رضي الله عنه: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "إنّي لأعلم آخرُ أهلِ النار خروجاً منها، وآخر أهل الجنة دخولاً. رجلٌ يُخرجُ من النار كبوًا، فيقول الله: "اذهب فادخل الجنة." فيأتيها، فيُخيِّل إليه أنّها ملأى، فيَرجعُ فيقول: "يا رب! وجدتُها ملأى." فيقول: "اذهب فادخل الجنة." فيأتيها فيخيل إليه أنها ملأى، فيَرجع فيقول: "يا ربّي! وجدتُها ملأى." فيقول: "اذهب فادخل الجنة، فإنّ لك مثلُ الدنيا وعشرةُ أمثالها." أو: "إن لك مثل عشرة أمثال الدنيا." فيقول: "أتسخَرُ منّي." أو: "تضحَكُ منّي وأنت الْملَكَ." فلقد رأيتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم ضَحِكَ حتّى بدتْ نواجذَه، وكان يقال: "ذلكَ أدنَى أهل الجنة منْزِلة."

استشفعْنا	ہم نے شفاعت مانگی	كبوًا	رینگتا ہوا	نواجذَ	نوک والے دانت

عن عبد الله بن عمرو: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "حوضي مسيْرةُ شهرٍ، ماؤه أبيضُ من اللبَنِ، وريْحُه أطيبُ مِن المسك، وكيزانُه كنجومِ السماء، مَن شرِبَ منها فلا يَظمَأُ أبدًا."
عن عقبة رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج يومًا، فصلّى على أهلِ أُحد صلاتُه على الْميّت، ثم انصرف على المنبَر، فقال: "إنّي فَرَطٌ لكم، وأنا شهيد عليكم، وإنّي واللهِ لأنظر إلى حوضِي الآن. وإنّي أُعطِيتُ مفاتيحَ خزائن الأرض، أو مفاتيح الأرض، وإنّي والله ما أخاف عليكم أن تُشرِكُوا بعدي، ولكن أخاف عليكم أن تَنَافَسُوا فيها." (بُخاري، كتاب الرقاق)
عن أبي هريرة؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يقول العبد: مالي. مالي. إنّما له من ماله ثلاث: ما أكَلَ فأفنَى، أو لبِسَ فأبلَى، أو أعطى فاقتنَى. وما سوى ذلك فهو ذاهبٌ، وتاركُهُ للناس."
عن عبدالله بن عمر يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأصحاب الحجر[1]: "لا تدخلوا على هؤلاء القوم الْمُعذّبِيْن. إلا أن تكونُوا باكِيْن. فإن لَم تكونوا باكينَ فلا تدخلوا عليهم، أنْ يصيبَكم مثل ما أصابَهم."
عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "الساعي على الأرملة والمسكين، كالْمجاهدِ في سبيل الله." وأحسَبَه قال: "وكالقائم لا يفتر؛ وكالصائم لا يفطر."
عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله تبارك وتعالى: "أنا أغنَى الشركاءِ عن الشرك. من عمِلَ عملا أشرَكَ فيه معِيَ غيْرِي، تركتُه وشِركُه."
عن أسامة بن زيد: سَمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "يُؤتَى بالرجل يومَ القيامة. فيُلقى في النار. فتَندَلِقُ أقتابَ بطنه. فيدُورُ بها كما يدور الحمارُ بالرَحَى. فيجتمع إليه أهلُ النار. فيقولون: "يا فلان! مالك؟ ألَم تكنْ تأمُرُ بالمعروف وتنهى عن المنكر؟" فيقول: "بلى. قد كنتُ آمِرُ بالمعروف ولا آتِيه، وأنْهى عن المنكر وآتيه."

كيزانُ	مگ، پانی کے برتن	تَندَلِقُ أقتابَ	وہ آنتیں کھینچ لے گا	الرَحَى	چکی

أن أبا هريرة حدثه؛ أنه سَمع النبِي صلى الله عليه وسلم يقول: إنّ ثلاثة في بنِي إسرائيل. أبرَصُ وأقرَع وأعمَى. فأراد الله أن يبتليهم. فبعث إليهم ملكًا. فأتى الأبرص فقال: "أيّ شيءٍ أحبّ إليك؟" قال: "لونٌ حسنٌ وجِلدٌ حسن ويذهَبُ عنّي الذي قد قذرِني الناس." قال فمَسَحَه فذهب عَنه قذرُه. وأعطي لونا حسنا وجلدا حسنا. قال: "فأي المال أحب إليك؟" قال: "الإبل." (أو قال البقر. شك إسحاق إلا أنّ الأبرَصَ أو الأقرع قال أحدهُما: "الإبل." وقال الآخر: "البقر." قال: "فأعطى ناقةً عشراءَ." فقال: "بارك الله لك فيها."

قال فأتى الأقرعَ فقال: "أي شيء أحب إليك؟" قال: "شعرٌ حسنٌ ويذهب عنّي هذا الذي قذرِني الناس." قال فمسحه فذهب عنه. وأعطي شعرا حسنا. قال: "فأي المالَ أحبّ إليك؟" قال: "البقر." فأعطي بقرة حاملا. فقال: "بارك الله لك فيها."

قال فأتى الأعمى فقال: "أي شيء أحبّ إليك؟" قال: "أن يردَّ الله إليّ بصري فأبصِرُ به الناس." قال: فمسحه فرد الله إليه بصره. قال: "فأي المال أحب إليك؟" قال: "الغنم." فأعطي شاة والدا. فأنتَجَ هذان وولد هذا.

قال: فكان لِهذا وادٍ من الإبلِ. ولهذا واد من البقر. ولهذا واد من الغنم. قال ثُم إنّه أتى الأبرصَ في صورتِه وهيئته فقال: "رجلٌ مسكين. قد انقطعتْ بِي الحبال في سفري. فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثُم بك. أسألك، بالذي أعطَاك اللونَ الحسن والجلد الحسن والْمال بعيْرًا. أتُبَلّغ عليه في سفري؟" فقال: "الحقوق كثيْرةٌ." فقال له: "كأنّي أعرفك. ألَم تكن أبرص يقذرك الناس؟ فقيْرًا فأعطاك الله؟" فقال: "إنّما ورثتُ هذا المال كابِرًا عن كابرٍ." فقال: "إن كُنتَ كاذبا، فصيَّرَك الله إلى ما كنتَ."

قال: وأتى الأقرعَ في صورته فقال له مثل ما قال لهذا. ورد عليه مثل ما ردّ على هذا. فقال: "إن كنت كاذبا فصيّرك الله إلى ما كنت."

أبرَصُ	برص یا پھل بہری کا مریض	أقرَع	گنجا	كابرٍ	آباؤاجداد

قال وأتى الأعمى في صورته وهيئته فقال: "رجل مسكين وابن سبيل. انقطعتْ بي الحبال في سفري. فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثُم بك. أسألك، بالذي ردّ عليك بصرَك، شاةٌ أتبلغ بها في سفري؟" فقال: "قد كنتُ أعمى فردّ الله إليّ بصري. فخُذْ ما شئتَ. ودَعْ ما شئت. فوالله! لا أجهَدُك اليوم شيئًا أخذتَه لله." فقال: "أمسكْ مالَك. فإنّما ابتلَيتُم. فقد رُضِيَ عنك وسُخِطَ على صاحبيك."

عن أبي هريرة، عن النبِي صلى الله عليه وسلم قال: "لا يُلدغُ المؤمن، مِن جَحرٍ واحدٍ، مرّتين."

عن أبي بكرة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم؛ أنه ذُكر عنده رجلٌ. فقال رجل: "يا رسول الله! ما مِن رجلٍ، بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، أفضل منه في كذا وكذا." فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "ويْحك! قطعتَ عُنُقَ صاحبك." مرارًا يقول ذلك. ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن كان أحدكم مادحًا أخاه، لا مَحالة، فليقلْ: أحسَبُ فلانا، إن كان يَرى أنّه كذلك. ولا أزكّى على الله أحدًا."

عن صهيب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "عجبًا لأمر المؤمن. إنّ أمَرَه كلّه خيْر. وليس ذاك لأحدٍ إلا للمؤمن. إن أصابتْه سراءٌ شَكَرَ. فكان خيْرا له. وإن أصابته ضراءٌ صبَرَ. فكان خيْرا له."

عن أبِي هريرة يقول: سَمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "كل أمتِي معافاةٌ إلا الْمجاهرين. وإنّ من الإجهارِ أن يعملَ العبدُ بالليل عملا، ثُم يصبَحُ قد ستَرَه ربه. فيقول: "يا فلان! قد عملتُ البارحةَ كذا وكذا. وقد بات يَستره ربه. فيَبِيتُ يستره ربه، ويصبح يكشف ستر الله عنه." (مسلم، كتاب الرقاق)

مطالعہ کیجیے! تخلیقی صلاحیت کو بہتر کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ طے شدہ باتوں سے ہٹ کر سوچیے:
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0013-Pineye.htm

معافاةٌ	جسے معاف کیا گیا	الْمجاهرين	کھلے عام گناہ کرنے والے	البارحةَ	گزرا ہوا کل

سبق 4A: تمثیل

تعمیر شخصیت
ہمیں پہنچنے والی تکالیف دراصل ہمارے صبر کا امتحان ہے۔ اللہ ہمیں ان تمام تکالیف کا اجر دے گا۔

پچھلے اسباق میں آپ نے تشبیہ کا مطالعہ کیا تھا۔ اس سبق میں ہم تشبیہ کی ایک خاص قسم کا مطالعہ کریں گے، جسے تمثیل کہا جاتا ہے۔ تمام زبانوں میں ایک صورتحال کا دوسری صورتحال سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ ان میں ہر صورتحال کے کچھ اجزا ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر جز سے ملتا جلتا کوئی جز دوسری صورت حال میں پایا جاتا ہے۔ جب ان کا موازنہ کیا جاتا ہے تو دونوں صورتیں ایک دوسرے پر منطبق نظر آتی ہیں۔ مثلاً اس آیت کو دیکھیے:

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَاراً. (الجمعة 62:5)

"وہ لوگ جنہیں تورات دی گئی، پھر انہوں نے اس کی ذمہ داری نہ اٹھائی، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہو۔"

اس مثال میں یہود کا ایک گروہ مشبہ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تورات میں بیان کردہ احکام کو پورا کرنے کی ذمہ داری دی تھی۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی بجائے انہوں نے خیال کیا کہ ہم تو بس خدا کی چہیتی نسل ہیں۔ عمل وغیرہ کچھ نہیں، بس بزرگوں سے اسی تعلق کے باعث ہماری نجات ہو جائے گی۔

اس آیت میں مشبہ بہ ایک گدھا ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہو۔ جیسے گدھے کو ان کتابوں کے علم و حکمت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا مگر وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس نے کتابیں اٹھا کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ بالکل اسی طرح محض "اہل کتاب" ہو جانے سے کوئی اللہ تعالیٰ کا چہیتا نہیں بن جاتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا جائے۔ ورنہ محض کتاب کا بوجھ اٹھا کر وہ گدھے کی مانند ہو جائے گا۔ افسوس کہ یہی صورتحال آج کل کے مسلمانوں کی بھی ہے جن کے نزدیک اللہ کی کتاب کو پڑھ کر سمجھنا اور سمجھ کر عمل کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انہوں نے اس کتاب کو محض تبرک کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔

اس مثال میں ایک صورتحال کا موازنہ دوسری صورتحال سے کیا گیا ہے۔ یہ موازنہ تشبیہ ہی ہے مگر یہ تشبیہ کی ایک خاص قسم ہے جسے تمثیل کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع تماثیل ہوتی ہے۔ عام تشبیہ اور تمثیل میں فرق یہ ہے کہ عام تشبیہ میں ایک چیز یا شخص کا موازنہ دوسری چیز یا شخص سے کیا جاتا ہے جبکہ تمثیل میں ایک صورتحال کا موازنہ دوسری صورت حال سے کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ زیادہ تر مثالیں تماثیل ہی ہیں۔

آج کا اصول: بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جن میں مفعول کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جیسے كَتَبَ زَيدٌ رِسالَةً (زید نے خط لکھا)۔ یہ جملہ "رسالہ" یا خط کے بغیر مکمل نہیں سمجھا جائے گا۔ ایسے افعال کو "فعل متعدی" کہتے ہیں۔ بعض ایسے افعال ہوتے ہیں جن میں مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے جاءَ زَيدٌ (زید آیا)۔ یہ جملہ بغیر کسی مفعول کے مکمل ہے۔ ایسے افعال کو "فعل لازم" کہتے ہیں۔

سبق 4A: تمثیل

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کے ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرح تمثیل کی دونوں صورتوں میں مشترک نکات تلاش کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق و سباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربی	تجزیہ
مَثَلُ الَّذينَ يُنفقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبيلِ اللّه كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ (البقرة 2:261)	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو ایسے پودے سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں سو بالیاں ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اس طرح ایک دانہ ۱۰،۰۰۰ دانے پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی آخرت میں اسی طرح ہزاروں گنا نتائج پیدا کر سکتا ہے۔
الَّذي يُنفقُ مَالَهُ رئَاءَ النَّاس وَلا يُؤْمنُ باللّه وَالْيَوْم الآخر فَمَثَلُهُ كَمَثَل صَفْوَانٍ عَلَيْه تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً (البقرة 2:264)	
مَثَلُ مَا يُنْفقُونَ في هَذه الْحَيَاة الدُّنْيَا كَمَثَل ريحٍ فيهَا صرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ. (ال عمران 3:117)	
اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعبٌ وَلَهْوٌ وَزينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ في الأَمْوَال وَالأَوْلاد كَمَثَل غَيْث أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً. (الحديد 57:20)	
وَاضْربْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاة الدُّنْيَا كَمَاء أَنزَلْنَاهُ منْ السَّمَاء فَاخْتَلَطَ به نَبَاتُ الأَرْض فَأَصْبَحَ هَشيماً تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدراً. الْمَالُ وَالْبَنُون زينَةُ الْحَيَاة الدُّنْيَا وَالْبَاقيَاتُ الصَّالحَاتُ خَيْرٌ عنْدَ رَبِّكَ ثَوَاباً وَخَيْرٌ أَمَلاً. (الكهف 18:45-46)	

چیلنج! تشبیہ و تمثیل کے فرق کو ایک ایک مثال کے ذریعے بیان کیجیے۔

سبق4A: تمثیل

عربي	تجزیہ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئاً وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ. أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ اللَّهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ. (النور 24:39-40)	
وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ وَتَثْبِيتاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ. (البقرة 2:265)	
يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ. (الأنفال 8:6)	
نَبَذَ فَرِيقٌ مِنْ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لا يَعْلَمُونَ. (البقرة 2:101)	
يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنْ الأَجْدَاثِ سِرَاعاً كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ. (المعارج 70:43)	

مطالعہ کیجیے! مایوسی سے نجات کیسے؟ مصنف نے اس تحریر میں مایوسی کی وجوہات اور ان سے نجات کا طریقہ بیان کیا ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/ER/L0002-00-Frustration.htm

اس سبق میں ہم دور جاہلیت اور دور اسلام کے کچھ خطبات کا مطالعہ کریں گے۔ ان کا مطالعہ بہت ضروری ہے کیونکہ انسانوں کے کلام کی یہ صنف سخن قرآنی سورتوں کی صنف سخن کے قریب ترین ہے۔

تعمیر شخصیت
اگر آپ تنقید سے بچنا چاہتے ہیں تو نہ کچھ کیجیے، نہ کچھ کہیے اور نہ کچھ بن کر دکھائیے۔

خُطُبُ النَبِيِّ صلى الله عليه وسلم

خُطَبُها بِمكةَ حينَ دعا قومَه (السيْرة الحلبية، الكامل لإبن الأثيْر)

حَمِدَ اللهَ وأثنَى عليه ثُم قال: إنّ الرَائدَ لا يَكذِبُ أهلَه. واللهِ! لو كَذَبْتُ الناسَ جَميعًا ما كذَبْتُكُم. ولو غَرَرتُ الناسَ جَميعا ما غررتُكم. واللهِ الذي لا إلهَ إلا هوَ! إنّي لَرَسُولُ اللهِ إليكم خاصَّةً وإلى الناسِ كافَّةً. واللهِ! لتَمُوتُنَّ كما تَنَامُونَ ولتُبعَثُنَّ كما تَستَيقظُونَ، ولتُحَاسِبَنَّ بِما تعمَلُون، ولتُجزَونَ بالإحسانِ إحسانًا وبالسُوءِ سُوءًا. وإنّها لَجَنَّةٌ أبدًا أو لَنَارٌ أبدًا.

أوّلُ خُطبَةِ خُطُبِهَا بِالْمَدِينَةِ (سيْرة ابن هشام)

حَمِد اللهَ وأثنى عليه بما هو أهلُه ثُم قال: أمّا بعدُ أيّها الناس! فَقَدِّمُوا لأنفسكم، تَعلَمُنَّ.

واللهِ لَيُصعَقُنَّ أحدُكم، ثُم لَيُدعَنَّ غَنَمَهُ ليسَ لَهَا رَاعٍ، ثُم ليقولُنَّ له ربُّه وليس له تَرجُمَانٌ ولا حَاجِبٌ يُحجبُهُ دُونَهُ: ألَمْ يأتِكَ رسولِي؟ فبَلَغَكَ وأتَيتَكَ مالاً وأفضَلتَ عليك. فمَا قَدَّمتَ لنفسِك؟ فلْيَنظُرَنَّ يَمينًا وشِمالاً فلا يَرَى شيئًا ثُم لينظرن قُدَّامَهُ فلا يرى غيْرَ جهنمَ.

فمَن استَطَاعَ أنْ يَقِي وجهَهُ مِن النارِ ولو بِشقٍّ من تَمرة، فليَفعَلْ. ومن لَم يَجدْ فبِكلمة طَيِّبَة فإنّ بِها تُجزَى الحسنةُ عَشرَ أمثالِها إلى سَبعُ مِائَةِ ضِعفٍ. والسلام عليكم وعلى رسولِ اللهِ ورحْمةِ اللهِ وبركاته.

کیا آپ جانتے ہیں؟ پہلے زمانوں کے بادشاہ حکومت کی ملکیت جانوروں کے لئے چراگاہیں مختص کر لیا کرتے تھے۔ کسی اور شخص کو یہ اجازت نہ ہوتی کہ وہ اپنے جانوروں کو وہاں چرائیں۔ ایسی چراگاہوں کو عربی میں "الحمی" کہا جاتا ہے۔

الرَّائِدَ	چرواہا، ذمہ دار	لَيُصعَقُنَّ	اسے ضرور تنگی ہو گی	قُدَّامَ	سامنے

خُطبَتُهُ فِي أوّلِ جُمعَةٍ جُمُعِهَا بالْمدينةِ (سيرة ابن هشام، تاريخ طبَري)

الحمد لله أحْمَدُهُ وأستعينُهُ وأستغفِرُهُ وأستَهدِيه وأُومنُ به ولا أُكَفِّرُهُ وأُعَادى مَن يَكفُرُهُ. وأشهَدُ أنّ لا إلهَ إلا اللهُ وحدَهُ لا شريكَ له وأنّ مُحمدًا عبدُه ورسولُه أرسلَهُ بالْهُدَى والنُور والْمَوعظَة على فَترَةٍ منَ الرُسُلِ وقِلَّةٍ مِن العلمِ وضلالةٍ مِن الناسِ وانقِطَاعٍ مِن الزمَانِ. ودَنُو مِنَ السَاعَةِ وقُربٍ مِنَ الأجَلِ.

مَن يُطِعِ اللهَ ورسولَه فقد رَشَدَ، ومن يَعصِهمَا فقد غَوِيَ وفَرَّطَ وضلَّ ضلالاً بعيدًا. وأوصيكُم بتقوَى اللهِ فإنّه خيْرٌ ما أَوصَى به المسلمَ المسلمُ أنْ يَحُضَّهُ على الآخرة وأن يأمُرَه بتقوَى اللهِ. فاحذَرُوا مَا حَذَّرَكُم اللهُ من نفسِه. ولا أفضلُ مِن ذلك نَصيحةٌ ولا أفضلُ من ذلك ذكرًا.

وإنّ تَقوَى الله لمَن عَمِلَ به على وجلٍ ومُخَافَةٍ من ربِّه. عَونُ صدق على ما تَبغُونَ من أمرِ الآخرة. ومَن يُصلِحُ الذي بينَهُ وبينَ اللهِ من أمرِه فِي السرِّ والعلانيَة، لا يَنوِي بذلك إلا وجه اللهِ، يَكُن له ذكرًا فِي عَاجلِ أمرِه وذُخرًا فيما بعدَ الموت، حيْنَ يَفتَقِرُ المرءُ إلى ما قدَّمَ وما كان مِن سوَى ذلك يَوَدُّ لو أنّ بينَه وبينَه أمَدًا بعيدًا. ويُحذِّرُكُمُ اللهُ نفسَه واللهُ رَءُوفٌ بالعِباد. والذي صَدَّقَ قولَه وأنْجزَ وعدَهُ لا خَلفَ لذلك. فإنّهُ يَقُولُ عزّ وجل ما يُبَدِّلُ القولَ لَدَى وما أنا بظلّامٍ للعبيد.

فاتقوا اللهَ فِي عاجلِ أمرِكم وآجله فِي السرّ والعلانية. فإنّه من يَتَّقِ اللهَ يُكفِّر عنه سيّئاته ويُعظِّم له أجرًا. ومن يتّقِ اللهَ فقد فاز فوزًا عظيما. وإنّ تَقوَى اللهِ يُوقِي مَقتَهُ ويوقي عُقُوبَتَه ويوقَي سَخطَهُ. وإنّ تقوَى اللهِ يُبَيِّضُ الوجوهَ ويَرضِي الربَّ ويرفَعُ الدرجةَ. خُذُوا بحَظِّكُم ولا تُفرِّطُوا فِي جَنبِ اللهِ. قد عَلَّمَكُمُ اللهُ كتابَه ونَهجَ لكُم سبيلَهُ ليعلَمَ الذين صَدَقُوا ويَعلمَ الكاذبِيْنَ. فأحسنُوا كما أحسَنَ اللهُ إليكم وعَادُوا أعداءَهُ وجَاهَدُوا فِي اللهِ حقّ جهَاده هو اجتَبَاكُم وسَمَّاكُم المسلميْنَ لِيَهلكَ من هَلَكَ عن بَيِّنة ويَحيَا من حَيٍّ عَن بيّنة ولا قُوّةَ إلا باَللهِ. فأكثَرُوا ذكرَ اللهِ واعمَلُوا لما بَعْدَ اليومَ فإنّه مَن يُصلِحُ ما بينَه وبينَ اللهِ، يَكفِه اللهُ ما بينَه وبين النَاسِ. ذلك بأنّ اللهَ يَقضِي على الناسِ ولا يَقضُونَ عليه. يَملِكُ من الناسِ ولا يَملكون منه اللهُ أكبَر، ولا قوّةَ إلا باللهِ العظيمِ.

فترَةٍ	نبی سے خالی دور 620-1ء	فَرَّطَ	وہ حد سے گزر گیا	ذُخرًا	زادِ راہ اکٹھا کرنے والا

خطبةُ لَهُ يومَ أُحَد

قام عليه الصلاة والسلام فخطب الناسَ فقال: أيّها الناس! أُوصيكُم بما أوصَاني اللهُ في كتابه من العملِ بطاعته والتناهي عن مَحَارمه. ثُم إنّكم بمَنْزِلِ أجرٍ وذَخرٍ لمن ذكرَ الذي عليه ثُم وَطَنَ نفسَه على الصبْرِ واليقيْنِ والجدِّ والنشاط. فإنّ جهادَ العَدُوِّ شديدُ كربه، قليلٌ من يُصبرُ عليه إلا من عَزَمَ له على رُشده. إن الله مع مَن أطاعَهُ وإنّ الشيطانَ مع من عَصَاهُ، فاستفتَحُوا أعمالَكم بالصبْرِ على الجهادِ.[1] والتَمسُوا بذلك ما وَعَدَكُم الله وعليكم بالذي أمَرَكُم به. فإنّي حَرِيصٌ على رُشدِكُم. إنّ الاختلافَ والتنازُعَ والتَثبيطَ مِن أمرِ العِجزِ والضُعف. وهو مما لا يُحبّه الله ولا يُعطى عليه النَصر.

أيها الناس! إنّه قَذَفَ في قلبي أنّ من كان على حرامٍ فرغبَ عنهُ ابتغاءَ ما عندَ الله غفر له ذنبَه. ومن صلى على محمد وملائكته عشرًا. ومن أحسَنَ وقع أجرُه على الله في عاجلِ دنيَاه أو في آجلِ آخرته. ومن كان يُؤمِن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعةُ يومَ الجمعة إلا صبيًا أو امرأةً أو مريضًا أو عبدًا مَملوكًا[2]. ومن استغنَى عنها ساتغنِى الله عنه والله غنيٌّ حَميدٌ.

ما أعلمُ من عملٍ يقربُكم إلى الله إلا وقد أمرتُكم به. ولا أعلَمُ من عمل يقربُكم إلى النار إلا وقَد نَهيتُكُم عنه. وإنه قد نَفَثَ الروحُ الأميْنُ في رُوعِي. أنّه لن تَموتَ نفسٌ حتّى تستوفِيَ أقصَى رزقِها. لا ينقُصُ منه شئٌ وإنْ أبطَأَ عنها. فاتقوا الله ربَّكم وأجْمَلُوا في طلبِ الرزقِ. ولا يَحملنَّكُم استبطَاؤُهُ على أن تطلَبُوه بمعصيةِ ربّكم. فإنه لا يقدر على ما عندَه إلا بطَاعته.

قد بيَّنَ لكم الحلالَ والحرامَ غيْر أن بينَهما شبهًا مِن الأمرِ لَمْ يعلمْها كثيْرٌ من الناسِ إلا من عَصَمَ فمن تركَها، حفظَ عرضَه ودينَه. ومن وَقَعَ فيها كان كالراعي إلى جَنْبِ الْحَمى، أوشَكَ أن يَقعَ فيه وليس مَلكٌ إلا وله حمَى ألا وإنّ حمى الله محارمُه. والمؤمنُ من المؤمنينَ كالرأسِ من الجسدِ، إذا اشتَكَى تداعِى إليه سائرُ جَسَدُهُ. والسلام عليكم.

(۱) جنگ احد میں مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ جنگ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی جو کہ پانچ سال میں پوری ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ (۲) غلاموں پر ان کی غلامی کے باعث مذہبی ذمہ داریاں کم تھیں۔

النشاطِ	چستی	التَثبيطَ	مایوسی	الْحَمى	محفوظ چراگاہ

خطبتُهُ بالْخيفِ (إعجاز القرآن)

وخَطَبَ بالخيف من منَى فقال: نَضَّرَ الله عبدًا سَمِعَ مقالتي، فوَعَاهَا، ثُم أَدَّاها إلى مَن لم يَسمَعْها. فرُبّ حَامِلِ فقه لا فقْهُ له. ورُبّ حاملِ فقه إلى من هو أفقه منه ثلاثٌ لا يَغلُّ عليهن قلبَ المؤمنِ إخلاصَ العملِ لله والنصيحة لأولي الأمرِ ولُزُومِ الجماعة. إنّ دعوتَهم تكونُ من ورائه .ومن كان هَمُّهُ الآخرةَ، جَمعَ الله شَملَهُ وجعل غِناهُ في قلبه وأتَتْهُ الدُنيَا وهي رَاغمَةٌ. ومن كانَ هَمّه الدنيا، فرّقَ اللهُ أمرَه وجعل فَقرَهُ بيْنَ عَينَيْهِ. ولم يَأته مِن الدُنيَا إلا ما كَتَبَ له.

خطبة له عليه الصلاة والسلام (إعجاز القرآن)

ومن خُطُبه أيضًا أنّه خطب بعدَ العصرِ فقال: "ألا إنّ الدُنيا خَضرَةٌ حُلوَةٌ. ألا وإنّ الله مستخلفُكم فيها فناظرٌ كيف تعمَلون؟ فاتَّقُوا الدُنيا واتقُوا النساءَ. ألا لا يَمنَعْنَ رُجَلاً مَخافةُ الناسِ أن يقولَ الحَقَّ إذا عَلِمَهُ." ولَم يزلْ يَخطُبُ حتّى لَم تَبقَ مِن الشَمسِ إلا حَمرةٍ على أطرافِ السَعفِ فقال: "إنه لم يبقِ من الدنيا فيما مَضَى إلا كَمَا بَقِيَ مِن يَومِكُم هذا فيما مَضَى."

خطبة له عليه الصلاة والسلام (إعجاز القرآن)

إنّ الحمدَ لله أحْمَدُهُ وأستَعينُهُ نَعُوذُ بالله من شُرُورِ أنفسنا وسيئات أعمالنَا. من يَهدِ الله فلا مُضلَّ له ومن يُضللْ فلا هادي له. وأشهد أنّ لا إله إلا الله وحده لا شريكَ له. إنّ أحسَنَ الحديثِ كتابُ الله. قد أفلَحَ من زيَّنَه الله في قلبه وأدخَلَهُ في الإسلامِ بعدَ الكُفرِ. واختَارَهُ على ما سواه. من أحاديث الناس إنّه أصدَقَ الحديث وأبلَغَهُ أُحبُّوا مَن أحَبَّ اللهُ وأُحبّوا اللهَ من كُلِّ قلوبكم. ولا تَملُّوا كَلامَ اللهِ وذكرَه. ولا تَقْسُو عليه قلوبَكم. اعبُدُوا الله ولا تُشرِكُوا به شيئًا. اتقُوا اللهَ حقَّ تُقَاتِهِ وصَدِّقُوا صالِحٌ ما تعمَلُونَ بأفواهِكُم وتَحَابُّوا بِرُوحِ الله بَينَكم."

شَملَهُ	اس کا گروہ	رَاغِمَةٌ	زبردستی	حَمرة	سرخی
السَعفِ	کھجور کی شاخیں	لا تَملُّوا	نہ تھکاؤ	لا تَقْسُو	سخت نہ کرو

خطبة له عليه الصلاة والسلام (تهذيب الكامل، إعجاز القرآن)

أيها الناس! إنَ لكم معالِمَ، فانتَهُوا إلى معالمكم. وإن لكم نهايةٌ فانتَهُوا إلى نِهايتكم. فإن العبدَ بين مَخافَتَيْنِ أجَلٍ قد مَضَى، لا يدري ما اللّهُ فاعلٌ فيه. وأجَلٌ باقٍ لا يدري ما الله قاضٍ فيه. فليأخُذ العبدُ مِن نفسه لنفسه ومن دُنيَاه لآخرته، ومن الشَبِيبَة قَبلَ الكِبَرِ ومن الْحَيَاةِ قبل الْمماتِ. فوالذي نفسُ مُحمدٍ بِيَدِهِ ما بعدَ الموتِ مِن مُستَعتَبٍ. ولا بعدَ الدنيا من دارٍ إلا الجنةِ أوِ النارِ.

خطبة له عليه الصلاة والسلام (صح الأعشى)

أيها الناسّ كَأَنَّ الموتَ فيها على غَيْرِنا، قد كَتَبَ وكان الحقُ فيها على غيْرِنا قد وجَبَ. وكأنّ الذي نُشَيِّعُ من الأموات سَفرٌ عمّا قليلٌ إلينا راجعون. نُبَوِّئُهُم أجداثَهم، ونأكُلُ مِن تُراثِهم كأنّا مُخَلَّدُونَ بَعدَهُم. ونَسِينَا كلّ واعظةٍ وأَمِنَّا كلّ جائحة.

طُوبَى لمن شَغَلَهُ عيبُه عن عُيُوب الناسِ. طوبَى لمن أنفَقَ مالاً اكتَسَبَهُ من غيْرِ معصية، وجالَسَ أهل الفِقه والحكمة، وخالَطَ أهلَ الذُّلِّ والْمَسكنَة. طوبى لمن زَكَتْ وحسُنَت خليقَتُهُ وطابَتْ سريرتُهُ وعَزلَ عنِ الناس شرَّهُ. طوبى لِمن أنفقَ الفضَلَ مِن مالِه وأمسَكَ الفَضلَ مِن قولِه ووَسِعَتْهُ السُّنَّةُ ولم تَستهوِهِ البِدعَةُ.

خطبة له عليه الصلاة والسلام (إعجاز القرآن)

ألا أيّها الناس! توبوا إلى ربكم قبل أن تَمُوتوا، وبَادِرُوا الأعمالَ الصالحة قبل أن تشغَلُوا. وصِلُوا الذي بينَكم وبيْنَ ربّكم بكَثْرَةِ ذكرِكم له وكثرةِ الصدقة في السِّرِّ والعلانية، تُرزَقُوا وتُؤجَرُوا وتُنصَرُوا. واعلَمُوا أن اللهَ عز وجل قد افترَضَ عليكم الجمعةَ، فِي مقامِي هذا، فِي عامِي هذا، فِي شَهري هذا، إلى يومِ القيامةِ حياتِي ومِن بعدِ مَوتِي.

معالِمَ	شریعت	نُشَيِّعُ	ہم ساتھ ہیں	جائحة	مصیبت، آفت
الشَبِيبَةِ	جوانی	نُبَوِّئُهُم	وہ تیار کر دی گئیں		

فمَن تَرَكَها وله إمامٌ فلا جَمَعَ اللهُ له شَمله، ولا بَارَكَ له في أمرِه. ألا ولا حجَّ له ألا ولا صَومَ له، ألا ولا صدقةَ له، ألا ولا بِرَّ له. ألا ولا يَؤُمَّ أعرابِيٌّ مُهاجرًا. ألا ولا يُؤم فاجرٌ مُؤمنًا إلا أن يَقهَرَهُ سلطانٌ يَخَافُ سيفَهُ أو سَوطَهُ.

خطبته يوم فتح مكة (تهذيب الكامل، إعجاز القرآن)

وَقَفَ على باب الكعبة ثُم قال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له. صَدَقَ وعدَهُ، ونصر عبدَه، وهَزَمَ الأحزابَ وَحدَهُ. ألا كُلُّ مَأثُرَة أو دَمٍ أو مَال يُدَّعَى فهو تَحتَ قَدَمَي هَاتَيْنِ إلاّ سدَانَةُ البَيت وسِقَايَةُ الحاجِّ. ألا وقَتلُ الخطأ مثلُ العَمَدِ بالسَوطِ والعَصَا، فيهما الدِيَةُ مُغَلَّظَةٌ منها أربَعُون خلِفَةً في بُطُونِها أولادُهَا.

يا مَعشَرَ قُرَيشٍ! إنّ الله قد أذهَبَ عنكم نَخْوَةَ الجاهلية وتَعَظُّمَهَا بالآباء، الناسُ من آدَمَ وآدمُ خُلقَ من تُراب. ثم تلا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ. الآية

يا معشر قريش أو يأهل مكةَ! ما تَرَونَ إنّي فاعلٌ بِكم؟ قالُوا: خَيْرًا، أخٌ كريْمٌ وابنُ أخٍ كريْمٍ. قال: اذهَبُوا فأنتُمُ الطُلَقَاءُ.

خطبته في الاستسقاء

فقام النبيُ يَجُرُّ رداءَه حتّى صعُدَ المنبرَ فحمدَ اللهَ وأثنَى عليه وقال: "اللّٰهُمَّ اسقنَا غَيثًا مَغيثًا مَرِيئًا هَنِيئًا مُرِيعًا سَحًا سجَالاً غدقًا طَبَقًا دَيْمًا دَرَرًا تُحيِي به الأرضَ وتُنبتُ به الزرعَ وتَدُرُّ به الضَرعَ. واجعلْهُ سُقيًا نافعةً عاجلاً غيْرَ رَائث." فوالله ما رَدَّ رسولُ الله وآله يَدَهُ إلى نَحره حتّى ألقَت السماءُ أرواقَها. وجاء الناسُ يَضجُّونَ الغَرقَ الغَرقَ يا رسول الله! فقال: اللهمّ حَوَالَينَا ولا علينا. فانْجَابَ السحَابُ عن المدينة حتّى استَدَارَ حولَها كالإكليلِ.

سدَانَةُ	صفائی ستھرائی	مُرِيعًا سَحًا	زرخیزی والی اور بہتی ہوئی بارش	يَضجُّونَ	وہ چلائے
خلِفَةً	اونٹ	سجَالاً غدقًا	بہتات سے پیدا کرنے والی	استَدَارَ	اس نے دائرہ بنایا
مَرِيئًا هَنِيئًا	خوش وخرم	دَيْمًا دَرَرًا	مسلسل اور زرخیزی والی	الإكلِيلِ	تاج

خطبته في حجة الوداع (تهذيب الكامل، إعجاز القرآن)

الحمد لله نحمدُه ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه ونعوذ بالله من شرورِ أنفسنا ومن سيِّئات أعمالنا. مَن يَهد اللهُ فلا مُضلَّ له ومن يُضلِلْ فلا هاديَ له. وأشهد أنْ لا إلهَ إلا اللهُ وَحدَهُ لا شريكَ لهُ وأشهَدُ أنّ مُحمدًا عبدُه ورسولُه.

أُوصيكُم! عبادَ الله! بتَقوَى الله وأُحثُّكُم على طاعته. وأستَفتحُ بالذي هو خيْرٌ. أمّا بعدُ:

أيها الناس! اسْمَعُوا منّي، أُبَيِّنُ لكم. فإنّي لا أدري لعَّلي لا ألقَاكُم بعد عامي هذا، في موقفي هذا. إيها الناس! إنّ دماءَكم وأموالَكم حرامٌ عليكم إلى أن تَلقَوا ربَّكُم، كحُرمةِ يومِكم هذا، في شهرِكم هذا، في بَلَدِكم هذا. ألا هَل بَلغتُ. اللّهم اشهَد!

فمن كانتْ عنده أمانةٌ فَليُؤَدِّهَا إلى مَن ائتَمَنَهُ عليها. وإنّ رِبَا الجاهلية موضوعٌ. وإنّ أوّلَ رِبَا أبدَأُ بهِ رِبَا عَمِّي العباسُ بن عبد الْمُطَّلب. وإنّ دماءَ الجاهلية موضوعةٌ. وَإنّ أوّل دمٍ نَبدَأُ به دَمُ عامرِ بنِ ربيعة بن الحارث بنِ عبد المطلب [1]. وإنّ مَآثِرَ الجاهلية [2] موضوعةٌ غيْرَ السِّدَانَة والسقَايَة. والعَمَدُ قُوَدٌ وشبهُ العمدُ ما قَتَلَ بالعَصَا والحَجَرِ وفيه مائَةُ بَعيْر. فمَن زَادَ فهو من أهلِ الجاهليّة. أيها الناس! إنّ الشيطانَ قد يَئِسُ أنْ يُعبَدَ فِي أرضِكم هذه، ولَكنّه قد رَضِيَ أنْ يُطَاعَ فيما سِوَى. ذلك مِما تَحقِرُونَ من أعمالكم.

أيها الناس! إنّما النَسيءُ زيادةٌ في الكُفرِ، يُضلُّ به الذين كفروا. يُحلُّونَه عَامًا ويُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُواطئُوا عدَّةَ ما حَرَّمَ اللهُ. وإنّ الزَمَانَ قد استدَارَ كهَيئَته يومَ خَلَقَ اللهُ السموات والأرضَ. وإنّ عدَّةَ الشُهُور عند الله اثنَا عَشَرَ شَهرًا في كتَابِ الله، يَومَ خلق السموات والأرض، منها أربعةٌ حُرُمٌ. ثلاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ وواحدٌ فَردٌ: ذو القَعدة وذو الحَجة والْمُحَرَّم ورَجَبٌ ــ الذي بيْنَ جَمَادَى وشَعبانَ. ألا هل بلغت؟ اللهم اشهد.

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود اور قصاص سے متعلق احکام کا نفاذ پہلے اپنے خاندان پر کیا تاکہ دوسروں کے لئے یہ مثال بنے۔ (۲) قریش کے مختلف خاندانوں نے اپنے مابین کچھ عہدے بانٹ رکھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد سوائے خانہ کعبہ کی صفائی اور حجاج کو پانی پلانے کے عہدوں کے ان عہدوں کو ختم کر دیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ قریش نے ہر تین سال بعد قمری کیلنڈر میں ایک تیرہویں مہینے کا اضافہ کر لیا تھا تاکہ حج فصل کاٹنے کے موسم میں رہے اور انہیں نذرانے زیادہ ملیں۔ اس مہینے کو "نسی" کہا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔

أيها الناس! أنّ لنسائكم عليكم حقًا، ولكم عليهنّ حقٌ. لكم عليهن ألاّ يُوطئنَ فَرشَكم غيْرَكم، ولا يُدخلْنَ أحَدًا تُكرِهُونَهُ بيوتَكم إلا بإذنكم، ولا يأتيْنَ بفاحشة. فإنْ فَعَلنَ فإنّ الله قد أذَّنَ لكم أن تَعضَلُوهُنَّ وتَهجُرُوهُنَّ في الْمَضَاجِعِ وتَضرِبُوهُنَّ ضَربًا غيْرَ مُبرَّحٍ. فإن انتَهيْنَ وأطَعنَكم فعليكم رزقُهنّ وكسوتُهن بالمعروف. وإنّما النساءُ عندكم عَوَان، لا يَملكْنَ لأنفسهِنّ شيَئًا [1]، أخَذتُمُوهُنَّ بِأمانة الله واستَحلَلتُم فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ. فاتقوا الله فِي النساءِ واستوصوا بِهنّ خيْرًا. ألا هل بلغت؟ اللهم اشهد.

أيها الناس! إنّما المؤمنون إخوةٌ. ولا يَحِلُّ لامرئٍ مالَ أخيه إلاّ عن طَيبِ نَفسٍ مِنه. ألا هل بلغت؟ اللّهم اشهد.

فلا تَرجعنَ بَعدي كُفَّارًا يَضرِبُ بعضُكم رِقَابَ بَعضٍ. فإنّي قد تَركتُ فيكم ما إنْ أخَذتُم به، لَم تُضِلُّوا بَعدَهُ: كتابَ اللهِ. ألا هل بلغت؟ اللهم اشهد.

ايها الناس! إنّ ربَّكم واحدٌ، وإنّ أبَاكُم واحدٌ. كلّكم لآدمَ وآدمُ مِن تُرَاب. أكرمُكُم عندِ الله أتقَاكُم. وليس لعربي على عَجَميٍّ فضلٌ إلا بِالتَقْوَى. الا هل بلغت؟ اللهم اشهد.

قالوا نعم. قال: فَليُبلِغْ الشاهدُ الغائبَ.

أيها الناس! إنّ الله قد قَسَّمَ لكلِ وارث نصيبَهُ من المِيْرَاث. ولا يَجُوزُ لوارث وصيةٌ، ولا يَجُوزُ وصيةٌ فِي أكثَرِ من الثُلُث. والوَلَدُ للفِرَاشِ وللعَاهِرِ الحَجَرُ [2]. مَن ادَّعَى إلى غيْرِ أبيه أو تَوَلَّى غيْرَ مواليه، فعليه لَعنَةُ الله والمَلائكةِ والناس أجْمعيْن. لا يُقبَلُ مِنه صَرفٌ ولا عَدلٌ. والسلام عليكم ورحْمَة الله.

(۱) اس کا مطلب ہے کہ خواتین پر اس سے زیادہ کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

(۲) یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شادی شدہ عورت بدکاری کا ارتکاب کرے اور اس سے بچہ بھی ہو جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری کس کی ہے۔ ان الفاظ کے مطابق اس بچے کا الحاق اس عورت کے خاوند سے کیا جائے گا اور بدکاری کرنے والے شخص کو سزا دی جائے گی۔

عَوَانٍ	حفاظت میں	الفِرَاشِ	بستر (بستر کا مالک یعنی خاوند)	العَاهِرِ	بدکاری کرنے والا

خطبته فِي مرضِ موتِه (الكامل لإبن الأثيْر)

عن الفضلِ بن عباسٍ قال: جاءنِي رسولُ الله فخرَجْتُ إليه، فوَجدتُهُ موعُوكًا. قد عَصَبَ رأسُهُ فقال: خُذْ بِيَدِي يا فضلُ! فأخَذْتُ بيدِهِ حتّى جَلَسَ على الْمِنبَرِ، ثُم قال نَادُ فِي الناسِ، فاجتمعوا إليه فقال:

"امّا بعد: أيها الناس! فإنّي أحْمَدُ إليكم اللهَ الذي لا إله إلا هو. وإنه قد دَنَا منّي خُفُوقٌ من بيْنِ أظهُرِكم. فمَن كنتُ جَلَدتُ له ظَهرًا، فهذا ظَهرِي، فليَستَقِدْ منه. ومن كنتُ شَتَمتُ له عَرضًا، فهذا عَرضِي، فليستقِدْ منه. ومن أخذتُ له مالاً، فهذا مالِي فليأخذْ منه. ولا يَخشَ الشَحنَاءُ من قَبلِي، فإنّها ليستْ من شَأنِي. ألا وإنّ أحُبَّكُم إلي مَن أخذ منّي حقًا، إنْ كان لَه أو حَلِّلنِي. فلَقِيتُ ربّي وأنا طَيِّبُ النَفسِ. وقد أرَى أنّ هذا غيْرُ مُغنٍ عنّي حتّى أقُومَ فِيكم مِرَارًا."

ثُم نزل فصلّى الظُهرَ، ثُم رَجَعَ، فجَلَسَ على الْمِنبَرِ، فعَادَ لِمَقَالَتِهِ الأولى. فادَّعَى عليه رَجُلٌ بِثلاثة دِرَاهِمَ، فأعطَاهُ عِوَضَها. ثُم قال:

"أيها الناس! من كان عندَه شيءٌ فليُؤَدِّه ولا يَقُلْ فُضُوحُ الدنيا. ألا وإنّ فضوحَ الدنيا أهوَنُ من فضوحِ الآخرة." ثم صَلّى على أصحاب أُحَد واستغفرَ لَهم. ثُم قال: "إنّ عَبدًا خَيَّرَهُ اللهُ بين الدُنيا وبيْنَ ما عِنده، فاختَارَ ما عِندَه." فبَكَى أبو بكرٍ وقال: "فَدَينَاكَ بأنفُسِنا وآبائِنَا."

آج کا اصول:
بعض اوقات وقت یا سمت کے کسی اسم اور کسی فعل کے درمیان ایک "ما" آجاتا ہے۔ یہ "ما" مصدری معنی دیتا ہے۔ جیسے بَعْدُ مَا جَاءَكَ (تمہارے آنے کے بعد) یا بَعْدُ مَا ظُلِمُوا (ان پر ظلم کیے جانے کے بعد)۔ اس کو "ما المصدریہ" کہا جاتا ہے۔

مَوعُوكًا	بیمار	فليَستَقِدْ	اسے انتقام لینا چاہیے	حَلِّلنِي	مجھے بری کردو
عَصَبَ	اس نے باندھا	عَرضًا	عزت	مِرَارًا	وقت گزرنے کے ساتھ
خُفُوقٌ	نیچے آنے والی (موت)	الشَحنَاءُ	بغض	فُضُوحُ	فضیحت، بے عزتی

الْخُطَبُ والوصايا لصحابَةِ رضوان الله عليهم

خطبة أَبِي بكرٍ الصديق: يومَ قُبِضَ الرسولُ صلى الله عليه وسلم

دَخَلَ أبو بكر الصديق رضوان الله عليه على النبي وهو مُسَجَّى بثوب، فكَشَفَ عنه الثوبَ وقال: "بأبِي أنْتَ وأمّي. طِبتَ حَيًّا وطِبتَ مَيِّتًا. وانقَطَعَ لِمَوتِكَ ما لم ينقطعْ لموت أحَد من الأنبياء من النبوة، فعَظُمْتَ عن الصفة، وجَلَلْتَ عن البُكاء، وخَصَصْتَ حتّى صرتَ مَسلاةً، وعَمَمْتَ حتّى صِرنَا فيك سوَاءٌ. ولولا أنّ موتَك كان اختيَارًا منك، لَجُدنَا لموتكَ بالنُفُوس. ولولا أنّك نَهَيْتَ عن البكاء، لأنفَدْنَا عليك ماءَ الشُئُون. فأما ما لا نَستَطِيعُ نَفْيَهُ عنّا فكمَدٌ وإدنَافٌ يتخالفَان ولا يَبْرحَانَ. اللهم فأبلغْهُ عنّا السلامَ. اذكُرنا يا محمد عند ربِّك. ولنَكُنْ مَن بَالَك. فلولا ما خَلفْتَ مِن السكينةِ، لَمَ نَقُمْ لِما خلفتَ من الوحشةِ. اللهم أبلِغْ نبيِّكَ عنّا واحفَظْهُ فينا."

ثُم خَرَجَ إلى الناس وهم في شديدِ غَمَراتِهم وعظيمِ سَكَرَاتِهم. فخَطَبَ خطبةً قال:

فيها أشهدُ أن لا إلهَ إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله. وأشهد أنّ الكتابَ كما نَزَلَ وأنّ الدينَ كما شَرَعَ وأن الحديثَ كما حَدَثَ وأن القولَ كما قال. وأنّ الله هو الحقُ المبينُ في كلامٍ طويلٍ. ثم قال:

أيها الناس! مَن كان يعبُدُ محمدًا، فإنّ محمدًا قد مات. ومن كان يعبُدُ اللهَ فإن اللهَ حيٌّ لا يَمُوتُ. وإن اللّه قد تَقَدَّمَ إليكم في أمره فلا تدعُوهُ جَزَعًا. وإن اللّه قد أختارَ لنبيِّه ما عنده على ما عندَكُم وقَبَضَهُ إلى ثوابه وخَلَفَ فيكم كتابَهُ وسنةَ نبيه. فمن أخَذَ بهمَا، عَرَفَ ومن فَرَّقَ بينهُما أنَكَرَ. يا أيها الذين آمنوا! كُونُوا قَوَّامِيْنَ بالقسط ولا يَشغلَنَّكُم الشيطانُ بِموتِ نبيِّكم ولا يفتِنَنَّكُم عن دينِكم. فعاجِلُوه بالذي تُعجِزُونَهُ، ولا تستَنظِرُوهُ فَيَلحَقُ بِكُم.

مُسَجَّى	لپٹا ہوا	لَجُدنَا	تم نے ہم سے اچھا کیا	كمدٌ	اداسی
مَسلاةً	کامل، پرفیکٹ	لأنفَدْنَا	ہم یقیناً ختم ہو جاتے	إدنَافٌ	سخت بیماری

وصِيَّةُ أبِي بكرٍ لأسامةِ بن زَيدٍ رضي الله عنهم

وأوصى أسامةَ بن زيد وجيشَه حيْنَ سَيَّرَهُ إلى أُبْنَى فقال:

يا أيها الناس! قفُوا! أُوصيكم بعشرٍ فاحفظُوها عنّى: لا تَخُونُوا، ولا تَغَلُّوا ولا تغدرُوا ولا تَمْثُلُوا، ولا تَقتُلُوا طفلا صغيْرًا ولا شَيخًا كَبيْرًا ولا امرأةً، ولا تَقعُرُوا نَخلاً، ولا تُحرِّقُوهُ، ولا تَقَطَّعُوا شجرةً مُثمَّرَةً، ولا تذبَحُوا شاةً ولا بقرةً ولا بعيْرًا إلا لِمَأكَلِه.

وسوف تَمرُّون بأقوامٍ قد فَرَّغُوا أنفسَهم فى الصَوَامِعِ، فدَعُوهم وما فرّغوا أنفسهم لهُ. وسوف تُقَدِّمُون على قومٍ يأتونَكُم بآنيَة فيها ألوانُ الطعامِ، فإذا أكَلْتُم منها شيئًا بعدَ شيئٍ، فاذكُرُوا اسمَ الله عليها. وتلقَونَ أقوامًا قد فَحَصُوا أوسَاطَ رُءُوسِهِم، وتَرَكُوا حولَها مِثل العَصَائِبِ، فاخفِقُوهُم بِالسَيفِ خَفقًا، اندَفَعُوا باسمِ الله.

وصيةُ أبِي بكرٍ لعمرِو بن العاص والوليد بن عقبة رضي الله عنهم

وشَيَّعَ عمرَو بن العاص والوليد بن عقبة مبعثَهما على الصدقةِ وأوصى كلّ واحدٍ منهما بوَصِيّةٍ واحدة:

اتقِ الله في السِّرِّ والعلانية، فإنّه مَن يَتَّقِ الله يَجعل لهُ مَخرجًا ويَرزُقُه من حيثُ لا يَحتَسبُ. ومَن يتّقِ الله يُكَفِّر عنه سيئآته ويُعَظِّم له أجرًا. فإنّ تَقوى الله خيْرٌ ما تُوَاصَى به عباد الله. إنك فى سبيلٍ من سُبُلِ الله، لا يَسعَكَ فيه الإدهانُ والتفريطُ والغفلةُ عمّا فيه قوامُ دينِكم وعِصمةُ أمرِكم. فلا تَنِ ولا تفترْ.

لا تَغَلُّوا	کینہ نہ رکھو	فَحَصُوا	انہوں نے منڈوایا	الإدهانُ	دھوکہ
لا تَمْثُلُوا	دشمن کی لاشوں کو نہ بگاڑو	العَصَائِبِ	سر کا پٹکا	لا تَنِ	دور نہ جاؤ
لا تَقعُرُوا	کھوکھلا نہ کرو	اخفِقُوهُم	انہیں مارو	لا تَفتَرْ	بے پرواہ نہ ہو جاؤ
الصَوَامِعِ	گرجا گھر	شَيَّعَ	وہ رخصت کرنے گیا		

وصية أبِي بكرٍ لعُمَرَ رضي الله عنهما عند موته

إنّي مُستَخلفُكَ مِن بعدي ومُوصيك بتقوى الله. إنْ لله عملاً بالليلِ لا يُقبلُهُ بالنهارِ وعملا بالنهارِ لا يقبله بالليل. وإنّه لا تُقبَلُ نَافلَةً حتّى تُؤَدِّى الفريضةَ. فإنّما ثَقُلَتْ موازينُ مَن ثقلتْ موازينُهُ يومَ القيامة بأتباعِهم الحقِّ في الدُنيا وثِقَلِهُ عليهم. وحَقُّ الْميزان لا يُوضَعُ فيه إلا الحقِّ أن يكونَ ثَقيلاً. وإنّما خَفَّتْ موازينُ من خفت موازينُهُ يومَ القيامة باتباعِهم الباطلِ وخِفَتِهِ عليهم. وحقُّ الْميزان لا يوضَعُ فيه إلاّ الباطلِ أن يكون خفيفًا.

إنّ الله ذكر أهلَ الجنةِ فذكرهم بأحسَنِ أعمالِهم وتَجَاوُزِ عن سيئاتِهم. فإذا ذكرتُهم قُلتُ إنّي أخافُ ألاّ أكونَ مِن هؤلاءِ. وذَكَرَ أهلَ النَّارِ فذكرهم بأسوأ أعمالِهم، ولم يذكرْ حسناتَهم، فإذا ذكرتُهم قلتُ: إنّي لأرجُو ألاّ أكونَ من هؤلاءِ. وذكر آيةَ الرحْمة مع آية العذاب ليكونَ العبدُ راغبًا راهبًا ولا يَتمَنّى على الله غيْرَ الحقِّ ولا يَلقى بيده إلى التهلُكَة، فإذا حَفظْتَ وصيتِي، فلا يكنْ غائبٌ. أُحبُّ إليك من الْموتِ وهو آتيكَ. وإنْ ضَيَّعتَ وصيتِي فلا يكنْ غائبٌ. أبغَضُ إليك من الْموتِ ولَستَ بمُعجزِ الله.

وصيَّةُ عمرَ لِسعدِ بن أبِي وقاصٍ رضي الله عنهما

وصّى سعدَ بن أبِي وقاص حيْنَ أمَّرَهُ [1] على حَربِ العِرَاق، فقال: يا سَعدُ! سَعدُ بني وُهَيب! لا يَغُرَّنَّكَ مِن الله أنْ قيلَ خَالُ رسول الله وصاحبُ رسول الله. فإنّ الله عزّ وجلّ لا يَمحُو السَّيِّئَ بالسَّيِّئِ ولكنّه يَمحُو السيئَ بالْحَسَنِ. فإن اللّه ليس بَينَهُ وبيْنَ أحد نَسَبٌ إلا طاعته. فالناسُ شريفُهُم ووضيعُهم في ذات الله سواءٌ. الله ربُّهم وهم عبادُه، يُتفَاضَلُون بالعافيَة ويُدرِكُونَ ما عندَه بالطاعَةِ. فانظُرِ الأمرَ الذي رأيتَ النبي مُنذُ بُعثَ إلى أن فارَقَنا، فالزِمْهُ فإنّه الأَمرُ هذه عظَتِي. إيّاك إنْ تَرَكتَهَا ورَغبْتَ عنها، حَبطَ عَمَلَكَ وكُنتَ من الْخَاسرين.

(۱) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم صحابی ہیں۔ آپ حضور کے رشتے کے ماموں تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو عراق پر حملہ کرنے والی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا۔

مُستَخلفُ	پیچھے رہ جانے والا	نَافلَةً	اضافی	يُتفَاضلُون	انہیں فضیلت دی جاتی ہے
مُوصِي	وصیت کرنے والا	راهبًا	خدا خوفی والا	عِظَتِي	میرا وعظ

خطبةُ عمرَ رضي الله عنه عَامَ الرَّمَادَة [1]

وخَطَبَ عامَ الرمادةِ بالعَبَّاسِ رحِمَهُ الله. حَمِدَ الله وأثنَى عليه وصلّى على نَبيِّه، ثُم قال:

أيّها الناسُ! استَغفِرُوا ربَّكم، إنّه كان غفَّارًا. اللّهم إنّي أستَغفِرُكَ وأتُوبُ إليك. اللّهم إنّا نَتقَرَّبُ إليك بِعَمِّ نَبيِّكَ وبَقِيَة آبائه وكِبَارِ رِجَاله. فإنّك تَقُولُ: وقولُكَ الْحَقّ: "وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً." فحَفِظتَهُمَا لِصَلاحِ أبيهما، فاحفظ اللّهم نبيّك في عَمِّه. اللّهم اغفِرْ لنا إنّك كُنتَ غَفّارًا. اللّهم أنتَ الرَاعِي، لا تُهمِلِ الضَالَّة، ولا تَدَعْ الكَسِيْرَةَ بِمُضَيَّعَة.

اللهمّ قد ضَرَعَ الصغِيْرَ و رَقَّ الكَبِيْرَ وارتَفَعَت الشكوَى، وأنتَ تَعلَمُ السِرَّ وأخفَى. اللّهم أغِثهُم بِغِيَاثك قَبلَ أن يَقنَطُوا فيُهلِكُوا. فإنّه لا يَيأَسُ مِن روحِ الله إلا القومُ الكافرون."

وصيةُ عمرَ رضي الله عنه للخليفةِ مَن بَعدَهُ

وأوصى عمرُ الخليفةَ من بعده فقال:

أوصِيكَ بِتقوى الله لا شريكَ له.

وأوصِيكَ بالمهاجرين الأوّلينَ خيْرًا أنْ تعرِفَ لَهُم سابِقَتُهم.

وأوصيك بالأنصارِ خيْرًا، فاقبل من مُحسِنِهم وتَجَاوَزْ عَن مُسيئِهم.

وأوصيك بأهلِ الأمصَارِ خيْرًا، فإنّهم رِدءُ العُدُوِّ وجُبَاةُ الفَيءِ، لا تَحملْ فَيئَهُم إلا عَن فَضلٍ منهم.

وأوصيكَ بأهلِ البادِيَة خيْرًا، فإنّهم أصلُ العربِ ومَادَّةُ الإسلامِ أن تَأخُذَ مِن حواشِي أموالِ أغنيَائِهم فتَرُدُّ على فُقَرائِهم.

(۱) ۱۸ھ میں ایک عظیم قحط آیا۔ خشکی اور گرمی کے باعث ریت راکھ کی مانند لگنے لگی۔ اس وجہ سے اس سال کو عام الرمادۃ کہا گیا۔

الرَّمَادَة	راکھ	كَسِيْرَة	ٹوٹی ہوئی	رَقَّ	وہ کمزور / پتلا ہوگیا
لا تُهمِلْ	نظر انداز نہ کرو	مُضَيَّعَة	ضائع شدہ	جُبَاةُ الفَيءِ	ٹیکس اکٹھا کرنے والے
الضَالَّة	بھٹکی ہوئی، گم شدہ	ضَرَعَ	اس نے عاجزی کی	حواشِي	اضافی

وأوصيك بأهلِ الذمَّة خيْرًا، أنْ تُقاتلَ من ورائِهم ولا تُكلِّفْهُم فَوقَ طاقتِهم، إذا أدَّوا ما عليهم للمؤمنينَ طَوعًا أو عَن يَدٍ وهم صاغِرُون.

وأوصيك بتقوى الله وشدَّة الْحَذرِ منه ومَخافَة مَقته أن يَطَّلِعَ مِنك على رِيبَةٍ.

وأوصيك أن تَخشَى الله في الناسِ وتخشَى الناسَ في الله.

وأوصيك بالعدلِ في الرَعِيَّة والتَفرُّغِ لِحَوَائجهم وثُغُورِهم ولا تُؤثِرْ غنيَّهم على فقيْرِهم. فإنّ ذلك بإذنِ الله سلامةٌ لقلبك وحَطٌّ لوزرِك وخيْرٌ في عاقبةِ أمرِك حتّى تُفضِيَ مِن ذلك إلى مَن يَعرِفُ سريرَتَك ويُحَوِّلُ بينك وبين قلبك.

وآمرُكَ أنْ تَشتَدَّ في أمرِ الله وفي حُدُوده ومَعاصيه على قريبِ الناس وبعيدِهم. ثم لا تأخُذْك في أحَدٍ رَأفَة حتّى تَنتَهِكَ منه مثل ما انتهَكَ مِن حرمةِ الله. واجعل الناسَ عندكَ سواءٌ لا تُبالِي على مَن وَجَبَ الحقّ ثم لا تأخُذُكَ في اللهِ لومةُ لائمٍ.

وإيّاك والأثَرَةَ والْمُحَابَاةَ فيما ولاَّكَ الله مما أفَاءَ اللهُ على المؤمنيْنَ. فَتجُورُ وتَظلِمُ وتُحَرِّمُ نفسَك من ذلك ما قَد وسَّعَهُ الله عليك. وقد أصبَحْتَ بمَنْزِلَة من منازل الدنيا والآخرةِ وأنت إلى الآخرة جِدٌّ قريبٌ. فإنْ اقتَرَفْتَ لدنياك عَدلاً وعِفَّةً عمّا بَسَطَ الله لك، اقترفتَ به إيْمانًا ورضوانًا. وإنْ غَلَبَكَ الْهَوَى اقترفتَ به سَخطَ الله.

وأوصيك ألاّ تَرخُصْ لنفسك ولا لغيْرك في ظُلمِ أهل الذمة. وقد أوصِيتُكَ وخَضَضْتُكَ ونَصَحتُكَ فابتَغِ بذلك وجهَ الله والدارَ الآخرة.

کیا آپ جانتے ہیں؟ اہل الذمہ وہ غیر مسلم ہیں جو کسی مسلم ملک میں رہتے ہوں۔ یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور انہیں مکمل مذہبی آزادی فراہم کریں۔ ان پر دفاع کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس کے بدلے انہیں "جزیہ" کا ٹیکس ادا کرنا ہے۔ انہیں وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے خلاف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش فرمائیں گے۔

ثُغُورِهم	ان کی سرحدوں کی حفاظت	وزرِك	اپنا بوجھ	الْمُحَابَاةَ	تعصب، اقرباء پروری
لا تُؤثِرْ	ترجیح نہ دو	لومةُ	ملامت	اقترَفْتَ	تم نے کیا
حَطٌّ	علیحدہ کرنا	الأثَرَةَ	انا پرستی، خود غرضی	خَضَضْتُ	میں نے ترغیب دی

واختَرتُ من دلالتك ما كنتُ دالاًّ عليه نفسِي وولدي، فإنْ عملتُ بالذي وعظتُك وانتهيتُ إلى الذي أمرتُك، أخذتُ به نصيبًا وافِرًا وحَظًّا وَافيًا. وإن لَم تقبلْ ذلك ولَم يَهُمَّك ولَم تَنْزِلْ معاظِمَ الأمورِ عند الذي يرضى الله به عنك، يكن ذلك بك انتقَاصًا.

ورأيك فيه مدخولاً لأن الأهواءَ مشتركةٌ. ورأسُ كلِّ خطيئة إبليسٌ وهو داعٍ إلى كل هَلَكَة وقد أضَلَّ القُرُونَ السالِفَةَ قبلَك، فأورَدَهُم النارَ. ولبئس الثمَنِ أن يكونَ حظُّ امرِئٍ موالاةَ عدوِ الله، الداعي إلى معاصِيه.

ثُم اركَبَ الحقَّ وخُضْ إليه الغَمَرات وكن واعِظًا لنفسِك، أنشَدَكَ الله لِما تَرَحَّمْتَ على جَمَاعةِ المسلميْنَ، فأجلَلْتَ كبيْرَهم ورحِمْتَ صغيْرَهم ووقرْتَ عالِمَهم.

ولا تضربْهم فيُذلُّوا ولا تَستَأثِرْ عليهم بالفَئِ فتبغَضهم.

ولا تُحَرِّمْهم عطايَاهم عند مَحَلِّها فتُفقِرَهم.

ولا تُجَمِّرْهم في البَعُوثِ، فتقطَعُ نسلَهم [1].

ولا تَجعلِ الْمالَ دُولةٌ بيْنَ الأغنياءِ منهم [2] ولا تَغلَقْ بابَك دُونَهم، فيَأكُلُ قويُّهُم ضعيفَهم.

هذه وصيتِي إياك وأشهَد الله عليك وأقرأ عليك السلام.

خطبة عثمانَ رضي الله عنه في الردّ على الثُّوارِ [3]

وقال يَرُدُّ على الثوار: الحمد لله أحْمده وأستعينُه وأومن به وأتوكّل عليه. وأشهد أن لا إله الا الله وحده لا شريك له وأن مُحمدًا عبده ورسوله. أرسله بالْهُدى ودينِ الحق لِيُظهِرَهُ على الدينِ كلّه ولو كَرِهَ المشركون. أمّا بعدُ: فإنّكم لَم تعدِلُوا في المنطقِ، ولَم تُنصِفُوا في القَضَاءِ. أما قولُكم تَخلَعُ نفسَك. ولا أعُوذُ لشَئٍ عَابَّهُ الْمُسلمونَ فإنّي واللهِ الفقيْرُ إلى اللهِ الْخَائِفُ مِنه.

(۱) اس کا معنی ہے کہ لمبے عرصے کے لئے لشکروں کو بھیج کر خاندانوں کو تباہ نہ کرو۔ (۲) یہ اسلامی معاشیات کا اصول ہے کہ دولت کو صرف امیروں کے مابین گردش نہیں کرتے رہنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عراق و شام کی زرخیز زمینوں کو سرکاری کنٹرول میں رکھا تا کہ ان کی آمدنی کو عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ (۳) حملہ آور۔

معاظِمَ	اکثریت	انتِقَاصًا	ذلیل کرتے ہوئے	تُجَمِّرْهم	تم انہیں لمبے عرصے کے لئے دور دراز بھیجو

قالوا: "إنّ هذا لو كان أوّلُ حَدَث أحدثتَهُ، ثُم تُبتَ منه ولَم تَقُمْ عليه. لكان علينا أن نَقبُلَ منك وأن نَنصَرِفَ عنك." إلى آخر ما قالوا.

فقال عثمان: "أمّا أن أتَبَرَّأَ من الإمارة، فأن تُصَلِّبُوني أحب الي من أن أتبرأَ من أمرِ الله عزّ وجل وخلافته. وأما قولُكم تقاتلونَ من دوني، فإنّي لا آمُرُ أحدًا بقتالكم. فمَن قَاتَلَ دوني، فإنّما قاتَلَ بغيْرِ أمري. ولَعَمرِي، لو كنتُ أريدُ قتالَكُم، لقد كُنتُ كَتَبتُ إلى الأجنَادِ. فقَادُوا الجُنُودَ وبَعَثُوا الرجالَ أو لَحقتُ بِبعضِ أطرافِي بِمصرَ أو عراق.

فالله الله في أنفسكم. فأبقُوا عليها إن لَم تَبقُوا عليّ، اتقوا الله جلّ وعزّ، فإن تقواه جُنّةٌ من بأسه، ووسيلةٌ عنده، واحذرُوا من الله الغيْرَ. والزمُوا جَمَاعتكمْ، لا تصيْرُوا أحزابًا، واذكروا نعمةَ الله عليكم إذ كنتم أعداءً فألَّفَ بينَ قلوبِكم، فأصبحتم بنعمة إخوانًا."

خطبة علي رضي الله عنه

خَرَجَ حُجْرُ بن عَديّ وعمرُو بنُ الْحَمِقَ، يظهِرَانِ البَرَاءةَ من أهلِ الشَأمِ. فأرسَلَ عليٌّ رضي الله عنه إليهما أن كُفَّا عما يُبلغُني عنكُما. فأتيَاهُ فقالا: يا أميْرَ المؤمنين! ألسنَا مُحقِّيْنَ؟" قال: "بلى." قالا أولَيسُوا مُبطِلِيْنَ؟" قال: "بلَى." قالا: "فلِمَ مَنَعتَنَا مِن شَتمِهم؟"

قال: "كَرِهْتُ لكم أن تكُونُوا لَعَّانِيْنَ شَتَّامِيْنَ، تَشتمُونَ وتُبْرَءُونَ ولكن لَو وَصَفْتُم مساويَ أعمالِهم، فقلتم: من سيرتِهم كذا وكذا ومن أعمالِهم كذا وكذا، كان أصوَبُ في القولِ وأبلَغُ في العُذرِ. وقلتُم: مكانُ لَعنكُم إيّاهم وبراءتكُم منهم. اللّهم احقِنْ دماءَهم ودماءَنا، وأصلِحْ ذَاتَ بينِهم وبينَنَا واهدِهم من ضلالتِهم حتّى يَعرِفُ الْحَقَّ منهم مُن جَهِلَهُ، ويَرعَوا عَن الغي والعُدوانِ منهم، من لِهجِ به." لكان أحَبُّ إلي وخيْرًا لكم."

فقالا: "يا أميْرَ المؤمنين! نَقبُلُ عِظَتَك ونَتَأَدَّبُ بأدَبِك."

شَتَّامِيْنَ	گالیاں دینے والے	احقِنْ دماءَ	خون بہانہ چھوڑ دو	لِهَجِ	اس سے ملحق ہونا

خطبةُ الْمُغيْرَةِ بن شُعبة رضي الله عنه في حَضرَةِ رُستَمَ [1]

وبعث إليه أيضًا المغيْرة بن شعبة فتكلَّمَ بِحضرته: فحمِد الله وأثنَى عليه، ثُم قال:

إنّ اللهَ خالقُ كلِّ شيءٍ ورازِقُه. فمَن صَنَعَ شيئًا، فإنّما هو يَصنَعُه. والذى له وأمّا الذي ذَكَرتَ به نفسَك وأهلَ بلادكَ مِن الظهورِ على الأعداء، والتَمكُّنِ في البلاد، وعِظَمِ السلطانِ في الدُنيا، فنَحنُ نَعرِفُهُ، ولَسنَا نُنكِرُهُ. فاللهُ صَنَعَهُ بِكُم ووَضَعَهُ فيكم وهُوَ له دُونَكم.

وأمّا الذي ذكرتَ فِينَا مِن سُوءِ الحالِ وضَيقِ الْمَعيشَة واختلاف القُلُوب، فنَحنُ نَعرفُه ولَسنَا نُنكرُهُ. والله ابتَلانَا بذلك وصَيَّرَنا إليه. والدُنيا دُوَلٌ. ولَم يَزَلْ أَهلَ شدائدِهَا يتوقَّعُونَ الرَخَاءَ حتّى يصيْرُوا إليه. ولَم يزلْ أهل رخائِها يتوقّعون الشدائدَ حتّى تَنْزِلَ بِهم ويصيْروا إليها.

ولو كُنتُم فيما آتَاكُمُ اللهُ ذَوِي شُكرٍ، كان شُكرُكُم يَقصُرُ عمّا أوتيتُم وأسلَمَكُم ضعفَ الشُكرِ إلى تغيُّرِ الْحَالِ. ولو كُنّا فيما ابتَلَينَا به أهلَ كُفرٍ، كان عظيمٌ ما تَتَابَعَ علينا، مستجلبًا من الله رحْمةً يُرَفِّهُ بِها عَنّا. ولكن الشأنَ غيْرَ ما تذهبون إليهِ، أو كُنتم تَعرِفُونَنا به، إنّ الله تبارك وتعالى بَعَثَ فينا رسولاً.

خطبة خالدِ[1] بن الوليد رضي الله عنه يوم اليرموك

ووجَّهَ هِرَقلُ إلى كلّ جيشٍ من جيوشِ المسلمِيْنَ جَيشًا يَفُوْقُهُ. فأشَارَ عمرُو[2] بن العاص على الأُمَرَاءِ بالاجتماعِ. فأرسَلُوا إلى أبِى بكرٍ فى ذلكَ فأشار عليهم بِمثلِ رَأيِ عمرٍو. فاجتَمَعُوا باليَرْمُوكَ وكلّ واحدٍ من الأمراءِ أميْرٌ على جيشه. والرُومُ أمامَهُم وبين الفريقَيْنِ خَندَقٌ. فكان الرومُ يقاتلونَ باختِيَارِهم، وإنْ شَاءوا احتَجَزُوا بِخَنَادقِهم.

(۱) شام اور عراق کے کچھ حصے کے فاتح اور مسلم تاریخ کے عظیم جرنیل۔(۲) آپ اس لشکر کے سربراہ تھے جس نے مصر فتح کیا۔جب ہرقل نے اپنی افواج بھیجیں تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شام میں مسلم افواج کو اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام جانے کا حکم دیا۔

الظهورِ	طاقت	مستجلِبًا	حاصل کرنے والا	يَفُوْقُهُ	وہ اس سے بڑا تھا
التَمَكُّنِ	قوت،صلاحیت	يُرَفِّهُ	وہ اسے نوازتا ہے	احتَجَزُوا	وہ چھپ گئے

فأرسَلَ الأمراءُ ألى أبي بكرٍ يَستَمِدُّونَهُ. فكَتَبَ إلى خالد بن الوليد، أميْرُ جُند العراق يَأمُرُهُ أنْ يَستَخلفَ على جُنده بَعدَ أنْ يَأخُذَ معه نصفَهُ، ويَتَوَجَّهَ إلى الشأمِ مَدَدًا لأُمَرَائه. فسَارَ إلى الشام ووَافَى المسلمينَ، وهُم مُتَضَايقُونَ إذ وَصَلَ بَاهَانَ بجَيشٍ مَدَدًا للرُومِ. فوَلَّى خالدٌ قتالُه وقَاتَلَ كلَّ أميْرٍ من بإزَائه مُتَسَاندينَ. فرَأَى خالدٌ أنّ هذا القتلَ لا يَجدَى نَفعًا، ما دَامَتْ كلّ فرقةٌ مِن الجيشِ لَها أميْرٌ. فجَمَعَ الأمراءَ وخَطَبَهم فحمد الله وأثنى عليه وقال:

إنّ هذا اليومَ من أيّامِ اللهِ. لا يَنبَغِي فيه الفَخرُ ولا البَغيُ. أخلصُوا جِهادَكُم وأُرِيدُوا اللهَ بعَمَلكم. فإنّ هذا يومَ له ما بعدَهُ. ولا تقاتلُوا قَومًا على نَظَامٍ وتَعبيَة على تَسَانُد وانتشَار. فإن ذلك لا يُحلُّ ولا يَنبَغِي. وإنّ من وراءكُم لو يَعلَمُ علمُكم، حالٌ بينكم وبيْنَ هذاَ. فاعملُوا فيما لَم تُؤمَرُّوا به بالذي تَرَونَ أنّه الرَأيِ مِن واليكم ومَحَبَّتُهُ.

قالوا: "فهَاتِ فما الرأي؟"

قال: إنّ أبا بكرٍ لَم يَبعثْنَا إلا وهُوَ يَرَى أنّا سَنَتَيَاسرُ. ولو عَلمَ بالذي كان ويكونُ لما جَمَعَكُم. إنّ الذي أنتُم فيه أشَدُّ على المسلمينَ ممّا قد غَشيَهم، وأنفعُ للمشركيْنَ من أمدَادهم. ولقد علمتُ أنّ الدنيا فَرَقَتْ بينكم. فاللهَ! اللهَ! فقَد أفرَدَ كلّ رجلٍ منكم ببَلَد من البُلدَان. لا يَنتَقصُ منه أنّ دَانَ لأحد من أُمَرَاءِ الجنود. ولا يَزِيدُه عليه أن دَانُوا له. إنّ تأميْرَ بعضكم لا يَنقصُكم عند اللهِ ولا عِندَ خليفة رسولِ اللهِ.

هَلُمُّوا فإن هؤلاءِ قد تَهَيَّأُوا. وهذا يومٌ له ما بعدَه. إن رَدَدنَاهُم إلى خندقهم اليومَ، لَم تَزَلْ نَردُّهُم. وإنْ هَزَمُونَا لَم نَفلَحْ بعدَهَا. فهلُمّوا فلنَتَعَاوِرَ الإمارةَ. فليكنْ عليها بعضُنَا اليومَ والآخر والآخر غدًا بَعدَ غَدٍ، حتّى يَتَأمَّرُ كلّكم ودعُوني، أتَأَمَّرُ اليومَ."

فأمَّرُوه وانتهَتِ الْمَوقعةُ بِهزيْمَةِ الرومَ شَرَّ هزيْمة سنةٍ.

إزَائه	اس کے سامنے	سَنَتَيَاسرُ	سست ہونا	تَهَيَّأُوا	وہ تیار ہوئے
مُتَسَاندِينَ	ایکدوسرے کی حمایت کرنے والے	دَانَ	وہ فرمانبردار رہوا	فلنَتَعَاوِر	ہم نے فیصلہ کیا

الْخُطَبُ والوصايا في العصرِ الْجاهِلي

خُطبةُ كَعبِ بن لُؤي [1]

روى أبو نعيم من طريق محمد بن الحسن بن زبالة، عن محمد بن طلحة التيمي، عن محمد بن إبراهيم بن الحارث، عن أبي سلمة قال: كان كعب بن لؤي وهو الْجَدُّ السابِعِ للنَبي، يَجمَعُ قومَه يومَ الْجُمُعَةِ، وكانَتْ قريشٌ تُسَمَّيهُ العُرُوبَةَ، فيخطبهم فيقول:

اسْمَعُوا وَعُوا، وتَعلّموا تعلَمُوا، و تفهّموا تفهَموا. ليلٌ سَاجٌ، ونهارٌ صَاحٌ، والأرضُ مهَادٌ، والجبالُ أوتادٌ. والأوّلُون كالآخرين. كلّ ذلك إلى بَلاء. فصلُوا أرحامَكم وأصلحُوا أحوالَكم. فهل رأيتُم مَن هَلَكَ، رَجَعَ أو ميتًا نُشرَ. الدارُ أمامَكم. والظَنُّ خلافٌ ما تقولون. زيِّنُوا حَرَمَكُم وعظِّمُوه وتَمَسّكُوا به ولا تفارِقُوه. فسيأتِي له نَبَأٌ عظيمٌ. وسَيَخرُجُ منه نبِيٌ كريْمٌ. ثم قال:

نهارٌ وليلٌ واختلافُ حوادثٍ .... سواءٌ علينا حُلُوُّهَا ومَرِيرُها

يئُوبَانِ بالأحداث حتّى تَأَوَّبَا .... وبالنِعَمِ الضَافِي علينا سُتُورُهَا

صُرُوفٌ وأنباءٌ تَقَلَّبَ أهلُهَا ...... لَها عُقَدٌ ما يَستَحيلُ مريرُها

على غفلةٍ يأتِي النبي مُحمّدٍ ..... فيُخبِرُ أخبارًا صُدُوقًا خبيْرُها

ثُم قال: يا ليتَني! شاهِدٌ فَحْوَىُ دعوتِه حِيْنَ العشيْرةَ تبغي الْحَقَّ خُذلانًا.

(۱) کعب بن لوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں پشت کے پڑ دادا تھے۔ ان کا زمانہ ۳۵۰ء کے لگ بھگ ہے۔ اگر اس خطبے کی نسبت ان کی طرف درست ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریش اس وقت تک دین ابراہیمی کے سیدھے راستے پر تھے۔ یہ لوگ اس وقت جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبریں ان میں موجود تھیں۔

وَعُوا	انہوں نے سمجھ لیا	يئُوبَانِ	وہ دونوں واپس آتے ہیں	صُرُوفٌ	واپسی
سَاجٌ	خاموش	تَأَوَّبَا	وہ دونوں واپس آئے	فَحْوَى	مددگار
صَاحٌ	کمائی کا وقت	الضَافِي	وافر	خُذلانًا	مایوس
مَرِيرُ	کڑوا	سُتُورُ	پردے، کور		

خطبةُ هاشِمِ [1] بن عبدِ مُنافٍ

يَحثُّ قريشًا على إكرامِ زُوَّارِ بيت اللهِ الحرامِ. كان هاشمُ بن عبد مناف يَقُومُ أوّل نِهارِ اليَومِ الأوّل مِن ذي الحجّة. فيُسندُ ظهرَه إلى الكعبةِ مِن تلقاءِ بابها فيخطُبُ قريشًا فيقول:

يا معشرَ قريشٍ! أنتُم سادَّةُ العَرَبِ، أحسَنُها وُجُوهًا، وأعظَمُها أحلامًا، وأوسَطُها أنسابًا، وأقربُهَا أرحَامًا.

يا معشر قريش! أنتُم جيْرَانُ بيت اللهِ، أكرَمَكُم بولايته وخَصَّكُم بجَوارِه دُون بني إسْماعيلَ. وحَفظَ منكم أحسَنَ ما حَفظَ جارٌ من جاره. فأكرِمُوا ضَيفَهُ وزُوّارَ بيته. فإنّهم يأتُونكم شَعثًا غِبْرًا مِن كُلِّ بَلَدٍ. فوَ رَبِّ هذه البِنْيَةِ! لو كان لي مالٌ يَحملُ ذلك لكَفَيتُكُمُوهُ.

ألا! وإنّي مُخرِجٌ من طَيِّب مالي وحلاله ما لَم يَقطَعْ فيه رحِمٌ ولَم يُؤخَذْ بظلمٍ ولَم يَدخُلْ فيه حرامٌ، فواضِعُهُ. فمَنْ شَاءَ منكم أن يفعَلَ مثل ذلك فعلِ، وأسأَلُكُم بحُرمَة هذا البيت ألاّ يَخرجْ رجلٌ منكم مِن ماله لكرامَةِ زوّار بيتِ اللهِ ومُعَوَّنَتِهم إلاّ طيّبًا، لَم يؤخَذْ ظلمًا ولَم يُقطَعْ فيه رحمٌ ولَم يغتَصِبْ.

خطبةُ عبدُ الْمُطَّلبِ [2] بن هاشمٍ

يُهَنِّئُ سيفُ [3] بن ذي يَزن باستردَاد مَلَكه منَ الْحَبشَة. لَمّا ظَفرَ سيفُ بن ذي يزن بالْحبشَة، أتَتهُ وفودُ العرب وأشرافُها وشُعَراؤُهَا تُهَنِّئُهُ وتَمدَحُه. ومنهم وفدُ قريشٍ وفيهم عبدُ المطلبِ بن هاشمٍ. فاستَأذَنَهُ فِي الكلامِ فأذَّنَ له فقال:

(١) ہاشم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑداداہیں۔ ان کا زمانہ 550 – 464 ء ہے۔ ان کے زمانے میں قریش کو شدید مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے قریش کو یمن وشام کے درمیان تجارت کی ترغیب دلائی جس کے نتیجے میں قریش مالدار ہوئے۔
(٢) عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اور قریش کے سردار تھے۔ آپ کا زمانہ 578 – 497 ء ہے۔ (٣) یہ یمن کے حمیری خاندان کا بادشاہ تھا جس نے حبشہ کے لوگوں سے جنگ کر کے یمن کو آزاد کروایا۔ اس کا زمانہ 574 – 516ء ہے۔

زُوَّارِ	زیارت کرنے والے	شعثًا	کنگھی کئے بغیر بکھرے بال	مُعَوَّنتهم	ان کی مدد کرنا
تلقاءِ	جانب سے	غُبْرًا	غبار سے اٹے ہوئے	لَم يغتَصِبْ	غصب نہ کیا
جِيْرَانُ	پڑوسی	البِنْيَة	عمارت	يُهَنِّئُ	وہ مبارک دیتا ہے

إنّ الله تعالى، أيّها الْمَلك! أحلَّكَ مَحَلاًّ رفيعًا صَعْبًا مُنيعًا باذِخًا شامِخًا. وأنبَتَكَ مَنبتًا طَابَتْ أرومَتُه، وعَزَّتْ جَرثُومَتُه، وثَبَتَ أصلُه وبَسَقَ فرعُه فِي أكرَمِ مَعدَنٍ وأطيَبِ موطِنٍ. فأنت ــ أبَيتَ اللَعنِ ــ رأسُ العربِ وربيعُها الذي به تُخصبَ. وملكُها الذي به تَنقَادُ. وعمودُها الذي عليه العِمَادُ. ومعقِلُها الذي إليه يَلجأُ العبادُ. سَلَفُكَ خيْرُ سلفٍ.

وأنت لنا بعدَهم خيْرُ خلفٍ. ولن يُهلكَ مَن أنت خلفَه ولن يَخمُلَ من أنت سَلفَهُ. نَحن، أيها الملك! أهلُ حَرَمِ الله وذمَّته وسَدَنَة بيته. أشخَصنْا إليك الذي أبْهَجَكَ بكشفِ الكَربِ الذي فَدَحنَا. فنحنُ وفدُ التَهنِئَةِ لاَ وَفدَ الْمَرزِئَةِ.

خطبةُ أبِي طالبٍ فِي زواجِ الرسولِ بالسيِّدَة خديْجَةَ

خطبَ أبو طالبٍ[1] حيْنَ زواج النبِي صلى الله عليه وسلم بالسيدة خديْجة رضي الله عنها، فقال:

الحمدُ لله الذي جعَلَنَا من زَرعِ إبراهيمَ وذُرِيَّةِ إسْماعيلَ، وجعل لنا بَلدًا حَرامًا وبَيتًا مَحجُوجًا وجعلَنا الْحكامَ على الناسِ. ثُم إنّ مُحمدَ بن عبد الله ابنُ أخي مَن لا يُوَازِنُ به فتًى من قريشٍ إلاّ رَجَحَ عليه برًّا وفضلاً وكَرمًا وعَقلا ومَجدًا ونُبلاً. وإن كان فِي الْمالِ قَلٌّ، فإنّما الْمالُ ظَلٌّ زائل، وعارِيَةٌ مُستَرجَعَةٌ. وله فِي خديْجة بنتُ خُوَيلَدِ رَغبَةٌ ولَها فيه. مِثلُ ذلك وما أحبَبتُم مِنَ الصِداقِ، فعَلَيَّ.

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، جنہوں نے آپ کے والدین کی وفات کے بعد آپ کی پرورش کی۔ ۶۲۰ء میں وفات پائی۔

مُنيعًا	ناقابل شکست	أبيَتُ اللَعنِ	لعنت سے دور ترین	فَدَحنَا	ہمارا بوجھ
باذِخًا	عظیم	ربيعُها	اس کی بہار	الْمَرزِئَة	لالچی
شامِخًا	شاندار	تُخصبَ	وہ پھل دیتا ہے	مَحجُوجًا	ادا کیا گیا حج
أرومَتُه	اس کی بنیاد	تَنقَادُ	انہیں قیادت ملتی ہے	نُبلاً	ذہانت
جَرثُومَتُه	اس کا جرثومہ یعنی اصل	يَلجأُ	وہ ٹھکانہ بناتے ہیں	عارِيَةُ	قرض لینا
بَسَقَ	وہ بلند ہوا	لن يَخمُلَ	وہ دھندلا نہیں ہوتا	مُستَرجَعَةُ	قرض واپس لینا
مَعدَنٍ	کان	أبْهَجَكَ	سب سے خوش	الصِداقِ	مہر

خطبةُ قُسٍّ بن ساعدَةَ الإِيّادي [1]

خطب قُس بن ساعدةِ الإيادي بسوقِ عُكّاظ، فقال:

أيها الناس! اسْمَعُوا وَعُوا، مَن عَاشَ مَاتَ ومن مات فَاتَ، وكلّ ما هو آت آت لَيلِ دَاجٍ، ونهارٍ سَاجٍ. وسَماءِ ذَاتَ أبراجٍ ونُجُومٍ تَزهَرُ، وبِحَارٍ تَزخَرُ، وجبالٍ مُرساة، وأرضٍ مُدحَاة، وأنْهارٍ مُجرَّاة، إنّ فِي السماءِ لعبَرًا وإن فِي الأرضِ لعبَرا. ما بَالَ النَاسِ يذهبون ولا يرجعون. أ رَضُوا فأقامُوا أم تَركُوا فنامُوا؟ يُقسِمُ قسٌّ بالله قسمًا، لا إثْمَ فيه. إنّ لله دينًا هو أرضَى لَه، وأفضَلُ مِن دينِكم الذي أنتم عليه. إنّكم لتأتُونَ مِن الأمرِ مُنكرًا.

ويُروَي أن قسًّا أنشأ بعد ذلك يقول:

في الذاهِبِيْنَ الأولِيْــ ....ن من القرون لنا بصائِر

لِما رأيتُ مواردًا ...... للموت ليس لَها مصادر

ورأيتُ قومي نَحوها .... تَمضي الأكابرَ والأصاغر

لا يرجِعُ الماضي إلَيَّ .... ولا من الباقيْنَ غابر

أيقَنْتَ أنّي لا محا .... لة حيث صار القوم صائر

(۱) قُس بن ساعدہ عرب کے بہت بڑے خطیب تھے۔ یہ نجران کے بشپ تھے جو کہ جنوبی عرب کا ایک شہر ہے۔ ان کی تقاریر توحید اور آخرت کی فکر سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے پیروکار تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے ان کی بعض تقاریر سنی تھیں۔ آپ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ۶۰۰ء کے لگ بھگ فوت ہوئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ عکاظ طائف کے قریب ایک میلہ تھا جہاں دور جاہلیت میں حج کے فوراً بعد ایک بڑا تجارتی اور تفریحی میلہ لگا کرتا تھا۔ اس کا مقام طائف ائرپورٹ کے قریب ہے۔ اس مقام پر اب بھی میلہ لگتا ہے۔

دَاجٍ	تاریک	تَزخَرُ	وہ بھرا ہوا ہے	موارِدًا	پانی کی جگہ
سَاجٍ	خاموش	مُرسَاة	مضبوطی سے گڑا ہوا	صائر	ہونے والا
تَزهَرُ	وہ چمکتے ہیں	مُدحَاة	پھیلا ہوا	غابر	پچھلا، گزرا ہوا

سبق 5A: حقیقت و مجاز

تعمیر شخصیت
ہمارے تمام اعمال کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے۔ اس لئے محتاط رہیے۔

پچھلے اسباق میں ہم نے تشبیہ و تمثیل کا مطالعہ کیا تھا۔ ہم نے یہ سیکھا تھا کہ مشترک خصوصیات کی بنیاد پر کسی چیز، شخص یا صورتحال کا موازنہ دوسری چیز، شخص یا صورتحال سے کیا جاتا ہے۔

ایک لفظ کو عام طور پر اسی معنی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کے لئے اسے وضع کیا گیا ہو۔ علم بلاغت کی اصطلاح میں اسے "حقیقت" یا "لغوی معنی" کہا جاتا ہے۔ تقریباً سب ہی زبانوں میں لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اسے "مجاز" کہا جاتا ہے۔ مثلاً زَيْدٌ أَسَدٌ۔ یقینی طور پر کوئی شخص شیر نہیں ہو سکتا۔ یہاں کلام کرنے والے نے زید کو اس کی بہادری کی وجہ سے شیر قرار دیا ہے۔ یہاں لفظ اسد (یعنی شیر) اپنے لغوی یا حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ان مثالوں کو دیکھیے:

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقاً مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلاثٍ. (زمر 39:7)

"وہ تمہیں ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں کے اندر مختلف مرحلوں میں تخلیق کرتا ہے۔"

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ. (إبراهيم 14:1)

"(اے نبی!) یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ اپنی رب کی اجازت سے آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں یعنی اس راہ کی طرف جو زبردست طاقتور اور قابل تعریف (رب) کی راہ ہے۔"

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ. (الأنعام 6:97)

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی و تری کی تاریکیوں میں اپنی راہ تلاش کرو۔"

پہلی آیت میں لفظ "ظلمات" اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ماں کے پیٹ میں حقیقتاً اندھیرا ہی ہوتا ہے۔ دوسری آیت میں قرآن مجید کے نزول کا مقصد ہی یہ بیان ہوا ہے کہ اس کی مدد سے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا جائے۔ یہاں "ظلمات و نور" کے الفاظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے۔ یہاں تاریکی سے مراد حقیقی تاریکی نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے اخلاقی غلاظت اور راہ حق سے بھٹک جانا۔ بالکل اسی طرح روشنی سے مراد حقیقی روشنی نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے سیدھا راستہ جو انسان کو رب کریم کی طرف لے جائے۔ ہدایت و ضلالت اور روشنی و تاریکی میں جو مشابہت پائی جاتی ہے، وہ بیان کی محتاج نہیں ہے۔

تیسری آیت میں لفظ "ظلمات" کا استعمال حقیقی یا مجازی دونوں اعتبار سے ممکن ہے۔ سمندر یا خشکی میں سفر کرتے ہوئے حقیقتاً رات کا اندھیرا بھی مسافر کو پیش آ سکتا ہے اور راستوں کے علم کی کمی کا اندھیرا اسے بھٹکا سکتا ہے۔ راستوں کے علم کی اس کمی کو مجازی اعتبار سے تاریکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سبق 5A: حقیقت و مجاز

مجاز کے پانچ اجزا ہیں جو یہ ہیں:

- **لفظ الْمَجَازِ** : یہ وہ لفظ ہے جسے مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے دوسری اور تیسری آیت میں لفظ "ظلمات"۔
- **المعنَى الْمَجَازِي** : یہ مجازی معنی ہے۔ جیسے لفظ "ظلمات" کو "گمراہی" یا "لاعلمی" کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔
- **السَبَبُ** : کسی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنے کی کوئی وجہ ہونی چاہیے۔ چونکہ گمراہ شخص یا لاعلمی میں بھٹکنے والے شخص کی کیفیت اس شخص سے بہت مناسبت رکھتی ہے جو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو، اس وجہ سے لفظ "ظلمات" کا گمراہی یا لاعلمی کے معنی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔
- **العلاقَة** : لفظ المجاز اور المعنی المجازی میں کوئی تعلق ہو۔ یہی تعلق ہی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنے کا سبب بنتا ہے۔
- **القَرِينَة** : جملے میں کوئی ایسی علامت ہونی چاہیے جو یہ ظاہر کرے کہ لفظ کو اپنے حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسے "قرینہ" کہا جاتا ہے۔ یہ علامت الفاظ کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور جملے کے معنی میں بھی پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً دوسری آیت میں الفاظ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ موجود ہیں جو اس بات کا قرینہ ہیں کہ یہاں بات حقیقی تاریکی و روشنی کی نہیں ہو رہی بلکہ اخلاقی گمراہی یا ہدایت زیر بحث ہیں۔ اس آیت میں ایک اور پوشیدہ یا معنوی قرینہ بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو اس وجہ سے نہیں بھیجتا کہ وہ لوگوں کو رات کے اندھیرے سے بچانے کے لئے چراغوں اور روشنیوں کا انتظام کرتا پھرے۔ پیغمبر خدا کا جلیل القدر نمائندہ ہوتا ہے جس کی تشریف آوری کا مقصد عقلی اور اخلاقی گمراہیوں سے نکال کر لوگوں کو سیدھی راہ پر گامزن کرنا ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے کسی لفظ کو اس کے مجازی معنی میں مراد لینے کے لئے دو شرائط ہیں:

- جملے میں کوئی قرینہ اور سبب موجود ہو۔ اس کے بغیر مجازی معنی مراد لینے سے گمراہیوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور
- نزول قرآن کے زمانے کے عرب اس لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرتے ہوں۔ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ اگر وہ اپنی اسٹینڈرڈ زبان میں کسی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال نہیں کرتے، تو ایسا ممکن نہیں ہے کہ قرآن میں وہ لفظ مجازی معنی میں استعمال ہونے لگے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ماضی میں بہت سے فرقوں نے مجاز کے اس تصور کو قرآن کی تحریف کے لئے استعمال کیا ہے۔ قرآن مجید کی جو آیت ان کے کسی عقیدے کے خلاف ہوتی، وہ جھٹ سے اسے مجاز قرار دے کر اس سے اپنی مرضی کے معنی نکالنے لگ جاتے۔ مثلاً قرون وسطی کے ایک فرقے باطنیہ نے قرآن کے الفاظ کو وہ معنی پہنائے جو کبھی کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آتے ہوں۔ جیسے صلوۃ کا معنی باطنیہ کے مذہبی لیڈر کی زیارت کیا گیا۔ اس مذہبی لیڈر کی منع کردہ چیزوں سے باز رہنے کو صوم (روزہ) قرار دیا گیا۔ حج کا مطلب یہ بتایا گیا کہ فرقے کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی جائے۔ مذہبی لیڈر کو اپنی دولت کا ایک حصہ دینے کو زکوۃ قرار دے دیا گیا۔

سبق 5A: حقیقت ومجاز

کسی لفظ کے مجازی معنی میں استعمال ہونے کے متعدد اسباب ممکن ہیں:

- ایک چیز دوسری کی وجہ ہو۔ جیسے يُنَزِّلُ لَكُمْ مِنْ السَّمَاءِ رِزْقاً (اس نے تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارا)۔ یہاں لفظ "رزق" کو بارش کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ بارش ہی زرعی پیداوار یعنی رزق کا سبب بنتی ہے۔
- ایک چیز دوسری کی چیز کا کوئی حصہ ہو۔ ایسی صورت میں حصے کو بول کر پوری چیز مراد لی جاتی ہے یا پوری چیز کا ذکر کر کے حصہ مراد لیا جاتا ہے۔ مثلاً مَنْ قَتَلَ مُؤْمناً خطأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمنَة (جس نے کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دیا ہو تو وہ ایک مومن گردن آزاد کرے)۔ یہاں لفظ "گردن" سے مراداً پورا غلام ہے جسے آزاد کرنا ضروری ہے۔ یہ جز بول کر کل مراد لینے کی مثال ہے۔ اسی طرح يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ (وہ اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈالتے ہیں)۔ یہاں "انگلیوں" سے مراد پوری انگلیاں نہیں بلکہ ان کے پور ہیں کیونکہ پوری انگلیاں گھسیڑنے کے لئے ہاتھی کے کان درکار ہیں۔ یہ کل بول کر جز مراد لینے کی مثال ہے۔ اردو میں اس کی مثالیں بکثرت ہیں۔
- ایک چیز کا دوسری چیز سے ایسا گہرا تعلق ہو جو کبھی ختم نہ ہوتا ہو۔ جیسے طَلَعَ الضَوء (روشنی طلوع ہوئی)۔ یہاں روشنی سے مراد سورج ہے کیونکہ ان دونوں میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ یہ ٹوٹ نہیں سکتا ہے۔
- جو لفظ کسی کام کے آلے کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، اس لفظ کو اس کام کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ (ہم نے انہیں قابل تعریف بنادیا)۔ چونکہ لفظ "لسان" کو تعریف کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس وجہ سے اس آیت میں لفظ "لسان صدق" کو قابل تعریف کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔
- ایک عمومی لفظ کو کسی خاص چیز یا شخص اور ایک خصوصی لفظ کو عمومی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً الَّذِينَ قَالَ لَهُمْ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (وہ جن سے لوگوں نے کہا، یقیناً لوگ تمہارے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو)۔ یہاں لفظ "الناس" سے مراد پوری دنیا کے انسان نہیں ہیں بلکہ کچھ مخصوص لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہ بات کہی۔ اسی طرح وہاں پوری دنیا کے لوگ اکٹھے نہیں ہو گئے تھے بلکہ کچھ مخصوص لوگ ہی اکٹھے تھے۔ اس استعمال کو نہ سمجھنے کے باعث قرآن و سنت کے کچھ ایسے احکام جو کسی مخصوص صورتحال سے متعلق ہوں، کو قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے لازم قرار دے دیا جاتا ہے یا عمومی احکامات کو خصوصی بنادیا جاتا ہے۔
- ماضی سے متعلق الفاظ کو بسا اوقات حال یا مستقبل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے آتُوا الْيَتَامَى أَمْوَالَهُمْ.. إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (یتیم بچوں کو ان کے اموال دے دو جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں)۔ یہاں لفظ "یتامی" کو جوان لڑکے اور لڑکیوں کے لئے استعمال کیا ہے حالانکہ اس کا لفظی معنی یتیم بچے ہیں مگر مجازی طور پر یتیم بچوں سے مراد وہ لڑکے لڑکیاں ہیں جو ماضی میں یتیم بچے تھے۔
- بعض اوقات اسم فاعل کو مفعول کے معنی میں یا فاعل و مفعول دونوں کو مصدر کے معنی میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔ جیسے (چھپانے والا پردہ)۔ یہاں "مستور" مفعول ہے جسے مصدری معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کے ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرز پر مجاز کے مختلف اجزاء کا تجزیہ کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق و سباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي		تجزیہ
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ (2:257)	لفظ	ظُلُمَات، نور
	معنى حقيقي	تاریکیاں، روشنی
	معنى مجازي	راہ ہدایت سے بھٹکنا، راہ ہدایت پانا
	علاقة	گمراہ شخص اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے کی طرح ہے۔ ہدایت یافتہ شخص اس کی طرح ہے جو روشنی میں اپنا راستہ واضح طور پر دیکھ کر سیدھا جا رہا ہو۔
	قرينة	حقیقی معنی مراد لینے سے بات معقول نہیں لگتی۔ طاغوت یعنی شیطان لوگوں کو گمراہ ہی کرتے ہیں، انہیں محض اندھیرے میں کسی کو پھینک دینے سے کیا سروکار۔
قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (5:15)	لفظ	نور، مبين
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ (5:44)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

آج کا اصول: اگر فعل ماضی کے ساتھ لفظ "لیت" لگا دیا جائے تو ماضی میں کسی خواہش یا حسرت کرنے کا معنی دیتا ہے جیسے فَهِمَ کا معنی ہے "اس نے سمجھا" جبکہ لَيتَ فَهِمَ کا معنی ہے "کاش وہ سمجھ جاتا۔"

سبق 5A: حقیقت و مجاز

عربي	تجزیہ	
كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتاً أَوْ هُمْ قَائِلُونَ (7:4)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا (10:98)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا (27:34)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

آج کا اصول: لفظ "انّما" کا استعمال کسی چیز کو محدود کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ لفظ "لو" کا استعمال کسی فرضی صورت یا شرط کو بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ لو کے بعد والے حصے کو "شرط" کہتے ہیں جبکہ اس حصے کے بعد آنے والے کو "جواب شرط" کہا جاتا ہے۔

سبق 5A: حقیقت و مجاز

عربي	تجزیہ	
أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (2:16)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (2:53)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (2:10)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

آج کا اصول:

اگر فعل مضارع سے پہلے لفظ "لَمَّا" لگا دیا جائے تو یہ اسے فعل ماضی میں "ابھی تک نہیں" کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے یَفْهَمُ (وہ سمجھتا ہے یا سمجھے گا) مگر لَمَّا يَفْهَمُ کا معنی ہے (وہ ابھی تک سمجھا ہی نہیں۔)

سبق 5A: حقیقت ومجاز

عربي	تجزیہ	
إِنْ كُنتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لامَسْتُمْ النِّسَاءَ (4:43)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (5:90)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ (6:145)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

آج کا اصول:

اگر فعل ماضی سے پہلے لفظ "یکون" کا اضافہ کر دیا جائے تو یہ ماضی میں شک کا مفہوم پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے أکَلَ (اس نے کھایا) جبکہ یَکُونُ أکَلَ کا معنی ہے (شاید اس نے کھایا ہو گیا)۔

سبق 5A: حقیقت ومجاز

عربي	تجزیہ	
أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْساً إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ (9:125)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (49:10)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
إِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالاً وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ (4:176)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلانِ الطَّعَامَ (5:75)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

سبق 5A: حقیقت و مجاز

عربي	تجزيه	
وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا (6:92)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ (13:39)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	
خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (2:7)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	علاقة	
	قرينة	

مطالعہ کیجیے! بدگمانی انسان کو مار دیتی ہے۔ کیسے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0007-Suspicion.htm

آج کا اصول: اپنی اصل حالت میں، تمام اسم حالت رفع میں ہوتے ہیں اور ان پر تنوین ہوتی ہے۔ اگر کسی اسم پر الف لام لگایا جائے تو اس کی تنوین غائب ہو کر ایک فتحہ، کسرہ یا ضمہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اس سبق میں ہم ابو حامد غزالی (م ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) کی ایک تحریر کا مطالعہ کریں گے۔ مصنف ایک بہت بڑے ماہر نفسیات تھے۔ ان کی تحریروں کا موضوع نفسیات کا مذہبی پہلو تھا۔ نفس انسانی کی یہ تفصیلات دور جدید سے بھی پوری طرح متعلق ہیں۔

تعمیر شخصیت
تخلیقی قوت ایک ایسی تعلیم ہے جس میں استاذ و شاگرد دونوں ایک ہی شخص کے اندر پائے جاتے ہیں۔

أصنَافُ الْمَغْرُورِينَ لِمحمد بن محمد أبو حامد الغزالي (المتوفى : 505هـ)

الصنف الأول: من المغرورين العلماءِ

والمغرورون منهم فِرَقٌ:

الفرقة الأولى

فرقة منهم لَمّا أحكَمتْ العلومَ الشرعيةِ والعقليةِ تَعَمَّقُوا فيها واشتَغلوا بها وأهْمَلُوا تَفقُّدَ الْجوارِحَ وحفظَهَا عن المعاصى، وإلزامَها الطاعَات، فاغتَرُّوا بعلمِهم وظنُوا أنّهم عند الله بِمَكان. وأنّهم قد بلغُوا من العلمِ مبلغًا لا يُعَذِّبُ الله تعالى مثلَهم، بل يَقبَلُ عليهم ويقبَلُ فِى الخلقِ شَفَاعَتَهم، ولا يُطالِبُهم بِذنوبِهِم وخطاياهم. وهو مغرُورُونَ فإنّهم لو نظروا بِعَيْنِ البصيْرةِ علموا أنّ العلمَ علمان:

(1) علم معاملة.

(2) وعلم مكاشفة.

وعلم المكاشفة وهو العلمُ بالله تعالى وبصفاته. ولا بُدَّ من علمِ المعاملة لِتَتِّمَ الحكمةَ المقصودةَ وهى العلمُ بِمعرفةِ الحلالِ والحرامِ ومعرفةِ أخلاقِ الناسِ المذمُومَةِ والْمَحمُودَةِ.

الفرقة	گروہ (نہ کہ مذہبی فرقہ)	تَعَمَّقُوا	وہ گہرائی میں اترے	الْجوارِح	جسم کے ظاہری اعضا
مَغْرُورِينَ	دھوکے میں مبتلا	أهْمَلُوا	انہوں نے نظر انداز کیا	اغتَرُّوا	وہ دھوکے میں پڑے
أحكَمتْ	اس نے مستحکم کیا	تَفقُّدَ	تحقیق و تفتیش	مكاشفة	دریافت

ومثالُهم مثالَ طبيبِ طَبَّ غيْرَه وهو عَليلٌ قادرٌ على طبِّ نَفسِه ولَم يَفعَلْ. وهل ينفَعُ الدواءُ بالوَصفِ؟ هَيهَات لاَ ينفعُ الدواءُ إلاّ مَن شَربِه بعدَ الْحِميَة.

وغَفَلُوا عن قوله سبحانُه وتَعالَى: " قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا". ولَم يَقُلْ من يَعلَمُ تَزكِيَتَهَا وأَهْمَلَ علمَهَا وعلمها الناس. وغفلوا عن قوله صلّى الله عليه وسلّم: "إنّ أشَدَّ الناسِ عذابًا يومَ القيامةِ عالِمٌ لَم يَنْفَعْهُ اللهُ بعلمه." وغيْرُ ذلك كثيْرٌ.

وهؤلاءِ المغرورنَ، نعوذ بالله منهم، وإنّما غَلَبَ عليهم حبُّ الدُنيَا وحُبُّ الآخرةِ وحب الرَاحَةِ. وظَنُّوا أنّ علمَهم يُنحِيهِم فِي الآخرةِ من غيْرِ عَمَلٍ.

الفِرقَةُ الثانيَةُ

وفرقةٌ أُخرَى أحكَمُوا العلمَ والعَمَلَ الظَاهرَ وتَرَكُوا المعاصيَ الظاهرةَ وغفلوا عن قُلُوبِهِم فلَم يَمحُو منها الصفاتُ المذمومة عند الله كالكِبرِ والرِيَاءِ والْحَسَدِ وطَلَبِ الرِيَاسَةِ والعُلا وإرادَةَ الثَنَاءِ علَى الأقرَانِ والشُرَكاءِ وطَلبِ الشُهرَةَ فِي البلادِ والعبادِ. وذلك غرورٌ سَبَبُهُ غَفلَتُهم عن قوله عليه الصلاةَ والسلامِ: "الرِيَاءُ الشركُ الأصغَرِ." وقوله: "الحسدُ يأكل الحسنات كما تأكُلُ النارُ الْحَطَبَ." وقوله: "حُبُّ المال والشرف يُنبتَان النفاقَ في القلب كما يُنبتُ الْماءُ البَقَلَ." إلى غير ذلك من الأخبارِ. وغفلوا عن قوله تعالَى: " إِلاَّ مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ."

فغفلُوا عن قلوبِهم واشتَغلُوا بظَوَاهِرِهِم. ومن لا يُصَفِّي قلبَه لا تَصِح طاعتُه. ويكونُ كمَرِيضٍ ظَهَرَ به الْجَرَبُ فأمَرَهُ الطبيبُ بالطلاءِ وشَربِ الدَوَاءِ. فاشتَغَلَ بالطلاءِ وترك شَرْبَ الدواءِ. فأزَالَ ما بظاهِرِه. ولَم يَزَلْ ما بباطنه. وأَصلُ ما علَى ظاهِرِه مما فِي باطنه. فلا يزالُ جَرَبَهُ يَزدَادُ أبَدًا مما فِي باطنه. فكذلك الْخَبائثُ إذا كانَت كامِنَةٌ فِي القَلبِ يَظهَرُ أثَرُها على الجوارحِ، فلو زال ما فِي باطنه استَرَاحَ الظاهر.

طَبَّ	طب، میڈیکل سائنس	الرِيَاءِ	ریاکاری	يُصَفِّي	وہ صاف کرتا ہے
هَيهَات	یہ کیسے ممکن ہے!!!	الرِيَاسَةِ	لیڈرشپ، قیادت	الْجَرَبُ	جلد کا مرض
الْحِميَة	وائرس کا انفیکشن	الأقرَانِ	ہم عصر، معاصر	الطلاءِ	معجون، پیسٹ، کریم
يُنحِيهِم	وہ انہیں محفوظ رکھتا ہے	البَقَلَ	سبزی	كامِنَةٌ	چھپی ہوئی

الفرقة الثالثة

وفرقةٌ أُخرَى عَلمُوا هذه الأخلاقَ. وعلموا أنّها مذمومةٌ من وَجه الشَرعِ إلاّ أنّهم لعُجْبِهِم بأنفُسهِم يظُنُّونَ أنّهم مُنفكّونَ. وأنّهم أرفَعُ عند الله من أنْ يبتَليهم بذلك. وإنّما يَبتَلِى به العوامَ دُونَ مَن بَلَغ مَبلَغَهُم فِى العلمِ. فأمّا هم فإنّهم أعظَمُ عند الله مِن أن يبتليهم.

فظَهَرَتْ عليهم مَخَايلُ الكِبَرَ والرِيَاسَة. وطلبُوا العُلُوَّ والشَرَفَ. وغرورُهم أنّهم ظنُوا ذلك ليس تَكَبُّرًا. وإنّما هُو عزُّ الدينَ، وإظهَارُ لشَرف العلمِ، ونُصرَةُ الدينِ. وغفلوا عن فَرحِ إبليسَ به. ونُصرةُ النبي صلّى الله عليه وسلّم لِمَاذَا كَانَت؟. وبماذا أرغَمَ الكافرين؟ وغفلوا عن تَوَاضعِ الصحابةِ رضوان الله عليهم أجْمعَيْن وتَذَلُّلِهِم وفَقرهم ومَسكنَتِهم حتّى عُوتبَ عُمَرُ رضى الله عنه فِى بِذَاذَته عِند قدومه إلى الشامِ فقال: إنا قومٌ عَزَّنَا الله بالإسلامِ. ولا نَطلِبُ العزةَ فِى غيْره.

ثُم هذا المغرورُ يطلبُ العزَّ للدين بالثِيَاب الرفيعة. ويزعَمُ أنّه يطلبُ عز الدينِ وشرفَه. ومَهمَا أطلَقَ اللسانُ فِى الحسد فِى أقرانه أو فِيمَن رَدَّ عليه شيئًا من كلامه لَم يَظُن بنفسه أنّ ذلك حسدٌ. ويقول: إنّما هو غضبٌ للحَقِّ ورَدٌّ على الْمُبطلِ فِى عُدوَانه وظُلمه. وهَذَا مَغرورٌ. فإنّه لو طَعَنَ في غيْره من العلماءِ من أقرانه رُبَّمَا لَم يَغضَبْ، بل ربّما يَفرَحُ. وإنْ أظهَرَ الغضبُ عند الناسِ بأنّه يُحِبُّهُ. وربّما يظهرُ العلمُ ويقول: غَرضِى به أن أُفِيدَ الْخلقَ. وهو هُرَاءٌ لأنّه لو كان غرضُه صلاحَ الخلقِ لأحبُّ صلاحهِم على يدِ غيْرِه ممن هو مثلُه أو فوقُه.

وربما يدخلُ على السلطانِ ويَتَوَدَّدُ إليه ويُثنِى عليه. فإذا سُئِلَ عن ذلك قال: إنّما غرضِى أن أنفَعَ المسلمين. وأنْ أرفعَ عنهم الضررَ. وهو مغرورٌ. ولو كان غرضه ذلك فَرِحَ به إذا جَرَى على يدِ غيْرِه ولو رَأَى مَن هو مثلُه عند السلطانِ يَشفَعُ فِى أحَدٍ يَغضبُ.

عُجْبِ	خودپسندی، فخر وغرور	مَخَايِلُ	خیالات	بِذَاذَة	گندا مندا رہنا
مُنفِكّونَ	رک جانے والے	أرغَمَ	اس نے زبردستی کی	يَتَوَدَّدُ	وہ نظر کرم کا طلبگار رہتا ہے
العوامَ	عام لوگ، عوام	عُوتِبَ	اس پر عتاب کیا گیا		

وربّما أخَذَ من أموالهم فإنْ خَطَرَ بباله أنّه حرامٌ قال له الشيطانُ: هذا مالٌ لا مَالكَ لهُ وهو لمَصَالحِ المسلميْنَ وأنت إمامُ المسلمينَ وعالِمُهم وبك قَوَّامُ الدينِ. وهذه ثلاثةُ تَلبيسَاتٍ: أحدها: أنه مالٌ لا مالك له. والثاني: أنه لِمصالحِ المسلمين. والثالث: أنه إمام.

وهل يكونُ إمامًا إلاّ مَن أعرَضَ عن الدُنيا كالأنبياءِ والصحابة. ومثلُه: قولُ عيسَى عليه السلام: العالمُ السوءُ كَصَخرَةٍ وَقَعَتْ فِي الوادى فلا هى تَشربُ الْماءَ ولا هى تَترُكُ الْماءَ يَخلُصُ إلى الزَرعِ. وأصنافُ غرورِ أهلِ العلمِ كثيرةٌ. وما يُفسِدُ هؤلاءِ أكثر مِما يُصلِحُونَهُ.

الفرقة الرابعة

وفرقةٌ أُخرى حَكَمُوا العلمَ وطَهُرُوا الجوارحَ وزَيَّنُوها بالطَاعات. واجتَنَبُوا ظاهرَ المعاصى، وتَفَقَّدُوا أخلاقَ النفسِ وصِفاتَ القلبِ مِن الرياءِ والْحَسَدِ والكِبَرِ والْحُقُدِ وطلبِ العُلُوِّ. وجاهدوا أنفسَكم فِي التَبرى منها وقَلَعُوا مِن القلبِ مَنابَتَها الْجَلِيَةَ القَوِيَّة. ولكنّهم مغرورونَ إذْ بَقَى فِي زَوَايَا القَلبِ بقايا مِن خِفَايَا مَكايِدِ الشيطانِ، خَبَايَا خَدعِ النفسِ ما دَقَّ وغَمَضَ. فلم يَفطِنُوا لَها وأهْمَلُوها.

ومثالُهم كمثلِ من يُريدُ تَنقيَةَ الزرعِ مِن الْحَشِيشِ فدَارَ عليه. وفَتَشَ عن كلِ حشيشٍ فقَلَعَهُ إلاّ أنه لَم يَفتشْ عما لَم يَخرُجْ رأسَهُ بعدَ من تَحتِ الأرضِ وظَنَّ أنّ الكلَ قد ظهر وبَرَزَ فلمّا غَفَلَ عنها ظَهَرَتْ وأفسَدَتْ عليه الزرعُ. وهؤلاءِ إنْ غَيَّرُوا تَغَيَّرُوا. وربّما تَرَكُوا مُخَالَطَةَ الخلقِ استِكبَارًا. وربّما نظروا إليهم بِعَيْنِ الْحِقَارَةِ. وربّما يَجتَهِدُ بعضهم فِي تَحسِيْنِ نَظمِه لِئَلا يَنظُرُ إليه بِعيْنِ الركَاكَةِ.

چیلنج! مجاز کیا ہے؟ اس کے پانچ اجزا کون کون سے ہیں؟ کسی لفظ کے مجازی معنی میں استعمال کی تین مثالیں دیجیے۔

تَلبيسَاتٍ	ملمع کاری	الْجَلِيَةَ	واضح	دَقَّ غَمَضَ	وہ پیچیدہ اور غیر واضح ہو گیا
التَبرى منها	جان چھڑانا	زَوَايَا	کونے	لم يَفطِنُوا	اس نے احساس نہ کیا
مَنابَتَ	ماخذ	خَبَايَا	چھپی چیزیں	الْحَشِيشِ	نشہ آور دوا، حشیش

الفرقة الخامسة

وفرقة أخرى تركوا الْمُهِمَّ من العلوم. واقتَصَرُوا على علومِ الفَتَاوَى في الحُكُومات والخُصُومات وتفصيلُ المعاملاتِ الدُنيَوِيَةِ الجارِيَةِ بين الخلقِ لِمصالِحِ الْمعايِشِ. وخَصَّصُوا اسمَ الفقيه. وسَمَّوهُ: الفقيهُ وعِلمُ المذهَبِ.

وربّما ضَيَّعُوا مع ذلك علمَ الأعمالِ الظاهرةِ والباطنةِ ولَم يتفقَّدُوا الجوارحَ ولَم يَحرُسُوا اللسانَ من الغِيبَةِ والبَطَنِ عن الْحَرَامِ والرِجْلَ عَن السعيِ إلى السلاطِيْنَ وكذلك سائر الجوارح. ولم يَحرسوا قلوبَهم عن الكبر والرياء والحسد وسائر المهلكات.

وهؤلاء مغروروں من وجهَيْنِ: احدُهُما: من حيثُ العملِ وقد ذكرتُ وجهُ علاجه في الإحيَاءِ (العلوم: كتاب لغزالي). وأنّ مثالَهم كمثلِ المريضِ الذى تعلَم الدواءَ من الحُكَماءِ ولم يعلَمْه أو يَعمَلْهُ. وهؤلاء مُشرِفُونَ على الْهلاكِ حيث أنّهم تركوا تَزكِيَةَ أنفسِهم وتَخلِيَتَها. فاشتَغلُوا بكتابِ الْحَيضِ والدِيَاتِ والدَعَاوِى والظِهَارِ واللعَان[1]. وضَيَّعُوا أعمارَهُم فيها. وإنّما غَرَّهُم تعظيمُ الخلقِ لَهم وإكرامُهم ورجوعُ أحدِهم قاضيًا ومُفتِيًا. ويطعَنُ كل واحدٍ فى صاحبِه. وإذا اجتمعوا زَالَ الطَعنَ.

والثانى: من حيثُ العلمِ وذلك لظنهم أنّه لا علمَ إلا بذلك وأنّه الْمُنجى الْمُوصِلُ. وإنّما المنجىُ الموصلُ حُبُّ الله. ولا يَتَصَوَّرُ حبَ الله تعالى إلاّ بمَعرِفَته. بمن تَتَحقَّقُ معرفةُ الله؟ ومعرفتُهُ ثلاثٌ: معرفةُ الذاتِ، ومعرفةُ الصفاتِ، ومعرفةُ الأفعالِ. ومثَالُ هؤلاء مثالٌ من اقتَصَرَ على بيعِ الزَادِ فِى طريقِ الْحَاجِّ[2]. ولم يعلمْ أنَّ الفقهَ هو الفقهُ عن الله تعالى ومعرفة صفاته الْمُخَوَّفَة والزاجِرَة لِيَستَشعَرَ القلبُ الْخوفَ. ويُلازِمُ التَقوى كما قال تعالى: ”لَوْلا نَفرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتفَقَّهُوا فِي الدِّينِ.“

(۱) یہ سب فقہ کے مختلف ابواب ہیں۔ (۲) جو شخص ظاہری مذہبی رسومات تو ادا کرتا ہے مگر دل میں اللہ کا خوف اور اس کی محبت پیدا نہیں کرتا، وہ اس کی طرح ہے جو حج کرنے تو جائے مگر حج کرنے کی بجائے خرید و فروخت میں اپنا وقت ضائع کر دے۔

الخُصُومات	جھگڑے، مقدمے	مُشرِفُونَ	نزدیک	لِيَستَشعَرَ	تا کہ وہ شعور حاصل کرے

ومِن هؤلاء مَن اقتصر من علمِ الفقه على الخلافِيَات ولا يُهِمُّهُ إلا العلمَ بطريقِ الْمُجَادَلَة والإلزامِ وإقحَامِ الخَصَمِ، ودفعُ الحقِّ لأجلِ الْمُبَاهَاة. وهو طَوَّلَ الليلَ والنهارَ فى التفتيشِ فى مناقضاتِ أربابِ المذاهبِ، والتفقد لعيوب الأقران. وهؤلاء لم يقصدُوا العلمَ. وإنما قصروا مباهاةُ الأقرانِ ولو اشتغلُوا بتصفيَة قلوبِهم كانَ خيْرًا لَهم من علمٍ لا ينفعُ إلا فى الدنيا. ونَفَعَه فى الدنيا التَكبُّر. وذلك ينقلِبُ فى الآخرةِ نارًا تَلَظَّى.

وأما أدلةُ المذاهبِ فيشتَمِلُ عليها كتابَ الله تعالى وسُنَّةَ رسولِ الله صلّى الله عليه وسلّم، وما أقبَحُ غرورٍ هؤلاء.

الفرقة السادسة

وفرقة أخرى اشتغلوا بعلمِ الكلامِ والْمجادلة والردِّ على المخالفيْنَ وتَتَبُّعِ مُنَاقَضَاتِهم. واستكثروا من علمِ الْمَقُولات الْمُختلفَة. واشتغلوا بتَعَلُّم الطريقِ فى مناظرةِ أولئك وإفحامِهم. ولكنهم على فرقتيْنِ: إحداهُما: ضَالَّةٌ مُضلَّةٌ، والأخرى مُحقَّةٌ.

أما غرور الفرقة الضالة فلغفلتها عن ضلالتها وظنِّها بنفسها النجاةُ. وهو فِرَقٌ كثيْرةٌ يُكَفِّرُ بعضُهم بعضًا. وإنّما ضلّوا من حيثُ أنّهم لَم يَحكَمُوا شروطَ الأدلةِ ومناهجَها. فرَأَوْا الشُبهَ دليلاً والدليلُ شُبْهَةً.

وأما غرور الْمحققة، فمن حيث أنّهم ظنُوا بالجدال أنه أهَمَّ الأمورِ وأفضلَ القُرُبَات فى دينِ الله تعالى. وزَعَمَتْ أنّه لا يَتِمُّ لأحد دينُه ما لم يَتَفحَّصْ ويَبْحَثْ. وإنَّ مَن صَدَّقَ الله تعالى من غيْرِ بَحث وتَحريرِ دليلٌ فليس ذلك بِمُؤمنٍ وليس بكاملٍ ولا بِمُقَرَّب عند الله، ولَمْ يَلتَفتُوا إلى القرنِ الأول. وأنَّ النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم شهدَ لَهم بأنّهم خيْرُ الخلقِ ولَم يطلُبْ منهم الدليل. وروى أبو أمامة عن النبي صلّى الله عليه وسلّم. أنه قال: "ما ضَلَّ قومٌ قطٌّ بعد هُدَى كانوا عليه إلا أوتُوا الْجَدَل."

إقحَامُ	متعارف کرانا	إفحام	بحث میں میدان مارنا	لَمْ يَلتَفِتُوا	وہ مائل نہ ہوئے
الْمُبَاهَاةِ	دوسروں پر فخر کرنا	لم يَتَفحَّصْ	اس نے تفتیش نہ کی	الْجَدَل	بحث ومناظرہ

الفرقة السابعة

اشتغلوا بالوعظ. وأعلاهُم نِيَّةَ مَن يتَكَلَّمُ فِی أخلاقِ النفسِ وصفاتِ القَلب: من الخوفِ والرجَاءِ والصبْرِ والشكرِ والتوكُّلِ والزُهدِ واليقيْنِ والإخلاصِ والصدق. وهم مغرورون لأنّهم يظنُّون بأنفسهم إذا تَكَلَّمُوا بهذه الصفات. ودَعَوا الخلق إليها فقد اتَّصَفُوا بِها. وهم مُنفَكُّونَ عنها إلا عن قدرٍ يسيْرٍ لا يَنفَكُّ عنه عوامُ المسلميْنَ. وغرورُهم أساسُ الغرورِ لأنّهم يُعجِبُونَ بأنفسِهم غايَةُ الإعجَابِ.

ويظنون أنّهم ما تَبَحَّرُوا فی علمِ الْمُحَبَّةِ إلا وهُم مِن الناجيْنَ عند الله تعالى وأنّهم مغفورٌ لَهم بحفظِهم لكلامِ الزُهَادِ مع خُلُودِهم مِن العملِ وهؤلاء أشدّ غرورًا مِمن كان قبلُهم لأنّهم يظنون أنّهم يُحبِبُونَ فی الله ورسولِه. وما قدرُوا على تَحقيقِ دقائقِ الإخلاصِ إلا وهم مُخلصونَ.[1] ولا وَقَفُوا على خطايَا عُيُوبِ النفسِ إلا وهُم عنها مُنَزِّهُونَ. وكذلك جَميع الصفات. وهم أحَبُّ فی الدنيا من كلِ أحدٍ. ويُظهِرُونَ الزهدَ فی الدنيا لشدّةِ حرصِهم على الدنيا وقوةِ رَغبَتِهم فيها.

ويَحثُّونَ على الإخلاصِ وهم غيْر مُخلصيْنَ. ويظهرون الدعاءَ إلى الله وهم منه فَارُّونَ. ويَخُوفون بالله وهم منه آمنُونَ. ويذكرون بالله وهم له نَاسُونَ. ويقرّبون إلى الله تعالى وهم منه مُتباعَدون. ويذْمُون الصفاتَ المذمومةَ وهم بِها مُتَّصِفُونَ.

ويصرِفُون الناسَ عن الخلقِ وهم على الخلقِ أشدُّهُم حرصًا. لو مَنَعُوا عن مَجالسِهم التی يدعُون فيها الناس إلى الله لضَاقَتْ عليهم الأرضُ بما رَحِبَتْ ويزعَمُون أن غرضَهم إصلاحُ الخلقِ. ولو ظَهَرَ مِن أقرانه أحَدُهُم ممن أقبَلَ الخلقُ عليه ومن صَلَحُوا على يَدَيه لَمَاتَ غمًّا وحَسَدًا. ولو أثنَى واحدٌ مِن الْمُتَرِدِّدِينَ إليه على بعضِ أقرانه لكان أبغَضُ خلقِ الله تعالى إليه. فهؤلاء أعظمُ الناس غرورًا وأبعدُهم عنِ التَنبيه والرُجُوعِ إلى السَدَاد.

(۱) زبان و بیان کے اس اسلوب میں بات کو منفی پیرائے میں بیان کر کے اس کی نفی کی جاتی ہے۔ اس طرح نفی اور نفی مل کر مثبت معنی پیدا کرتے ہیں۔ ان جملوں کا معنی یہ ہو گا: "اگر وہ مخلص ہوتے، تو اخلاص کی تفصیلات کو پا لیتے۔ اگر وہ شخصیت کی کمزوریوں پر رک کر غور کرتے تو ان سے بچ سکتے تھے۔"

تَبَحَّرُوا	انہوں نے گہرا علم حاصل کیا	مُنَزِّهُونَ	بچنے والے	الْمُتَرِدِّدِينَ	تردد کرنے والے

الفرقة الثامنة

وفرقة أخرى منهم عَدَلُوا عَن المنهجِ الواجبِ فى الوعظِ وهم وِعَاظٌ أهلِ هذا الزَمَانِ كَافَّةٌ إلا مَن عَصَمَهُ الله تبارك وتعالى. فاشتغلوا بتَلفِيقِ كَلِمَاتٍ خَارِجَةٍ عن قانونِ الشرعِ والعَدلِ طَلَبًا للإغرَابِ.

وطائفة اشتغلوا بِطَيَارَات النُكت وتَسجِيعِ الألفاظ وتَلفيقها. وأكثر هَمُّهُم فِى الإسجَاعِ والاستشهَادِ بأشعارِ الوِصَالِ والفِرَاقِ. وغرضُهم أنْ يَكثُرَ فى مَجلسهم التَوَاجُدُ والزَعقَاتُ ولو على أغراضٍ فاسدةٍ. وهؤلاء شياطيْنَ الإنسِ ضَلُّوا وأضَلُّوا. فإنّ الأَولَيْنَ إنْ لم يَصلحُوا أنفسَهم فقد أصلَحُوا غيْرَهم وصَحَّحُوا كلامَهم ووعظَهم. وأما هؤلاء فإنّهم يَصُدُّونَ عنِ السبيلِ. ويُجرُونَ الخلقَ إلى الغرورِ بالله بلفظِ الرِجَاءِ فيُزيدُهُم كلامَهم جُرأَةً على الْمَعَاصِى ورَغبَةً فى الدُنيا لا سِيَّمَا إذا كانَ الواعظُ مُتَزَيِّنًا بالثيابِ والْخيلِ والْمَرَاكِبِ ويُقنِطُهُم مِن رحْمة الله تعالى.

الفرقة التاسعة

وفرقة أخرى منهم فَتَنُوا بكلامِ الزُهَّاد وأحاديثهم فى ذَمِّ الدُنيا فيُعيدُونَها على نَحوٍ ما يَحفظُونَهُ من كلامٍ حَفِظُوهُ مِن غيْرِ إحاطَة بمَعَانيهَا. فيَعظُهُم بفعلٍ ذلك على الْمَنَابِرِ، وبعضُهم فِى الْمَحَارِيب، وبعضهم فى الأسواقِ مع الْجُلَسَاءِ. ويظن أنّه ناجٍ عند الله. وأنّه مغفورٌ له بِحفظهِ لكلامِ الزُهَادِ مع خُلُوِّهِ مِن العَمَلِ. وهؤلاء أشَدُّ غرورًا ممن كانَ قبلُهم.

کیا آپ جانتے ہیں؟ اگر آپ نے کبھی مذہبی اجتماعات میں شرکت کی ہو تو آپ مصنف کی بیان کردہ تفصیلات کا خود جائزہ لے سکتے ہیں۔ خطیب حضرات لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرتے ہیں۔ اس کے لئے راگ لگا کر تقریر کرتے ہیں۔ شاعری کا بے محابا استعمال کرتے ہیں۔ وہ ایسے ایسے نکات بیان کرتے ہیں جو عقل و دانش سے کوسوں دور ہوں۔ ان کا مطمع نظر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو کسی طرح وجد میں لا کر رقت طاری کی جائے۔ یہ جذبات کو ایسا مشتعل کرتے ہیں کہ بعض لوگ جوش میں آکر جھوم اٹھتے ہیں۔

عَدَلُوا عَن	وہ راہ سے بھٹکے	الإغرَابِ	عجیب و غریب بنانا	تَسجِيعِ	قافیہ بندی کرنا
وِعَاظٌ	وعظ کرنے والے	طَيَارَات	اڑنا (مجازی معنی گھڑنا)	التَوَاجُدُ	وجد دلانا، حال کھیلنا
تَلفِيقِ	تکلف، بناوٹ	النُكتِ	نکتے	الزَعقَاتُ	رونا، چیخنا

الفرقة العاشرة

وفرقة أخرى شغلوا أوقاتَهم فى علم الحديث، أعنِى سمَاعه وجَمعِ الروايات الكثيْرة منه، وطلبِ الأسانيدِ الغريبَة العالِيَة. فَهمَةُ أحدهم أنْ يَدُورَ فى البِلادِ ويَروِى عن الشُيُوخِ لِيَقُولَ: أنَا أروِى عن فلان ورأيتُ فلانا ولقيتُ فلانا ومَعِى من الأسانِيد مع ما ليس مع غيْرِى. وغرورُهم من وجوه: منها أنّهم كَحَملَةِ الأسفارِ فإنّهم لا يَصرِفُون العنايَةَ إلى فهمِ السنةِ وتَدَبُّرِ معانيها. وإنّما قاصِرُونَ على النَقلِ. ويظنون أن ذلك يَكفيهم. وهَيهَات؟ بل المقصودُ من الحديثِ فهمٌ وتدبرُ معانِيه. فالأول فى الحديثِ السماعُ، ثم التفَهَام، ثم الحفظُ، ثم العملُ، ثم النَشر.

وهؤلاء اقتصروا على السماعِ لا عمل. ثُم لم يُحكمُوه. وإن كان لا فائدةَ فى الاقتصارِ عليه. والحديث فى هذا الزمانِ يَقرئُونَهُ الصبيانُ وهم غَرَّةً غافلون. والشيخُ الذى يَقْرأ عليه ربّما كان غافلا بِحيثُ لو صَحَّفَ وغَيَّرَ الحديثَ لا يعلمُ. وربّما يَنَامُ ويروِى عنه الحديثُ وهو لا يعلم. وكل ذلك غرور.

وإنّما الأصلُ فى استماعِ الحديثِ أن يسمعَه من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أو من الصحابة أو من التابعيْنَ رضوان الله عليهم أجْمعيْن. ويَصيْرُ سماعُه من الصحابة كسماعه مِن رسولِ اللّهَ صلّى الله عليه وسلّم. وهو يَصغِى ويَحفِظُ. ويرويه كما حفِظَه حتّى لا يَشُكُّ فى حرفٍ واحدٍ منه. وإن شَكَّ فيه لم يَجُزْ له أن يروَيه.

وحفظ الحديثَ يكون بطريقتين. إحداهُما: بالقلبِ مع الاستدَامَة بالتكرار والذكر. والثانية: يَكتُبُ كما يَسمَعُ ويُصَحِّحُ المكتوبَ. ويَحفظُ كيلاً تَصلُ إليه يَدٌ مَن يُغَيِّرُهُ. ويَكونُ حفظُهُ الكتابَ أن يكونَ فى خزانته مَحروسًا حتّى لا تَمتَدُّ عليه يَدٌ غيره أصلا. ولا يجوز أن يكتبَ سماعَ الصبِيُ والغافلُ والنائمُ ولو جاز ذلك أن يكتبَ سماع الصبِى فى المهدِ. وللسماع شروط كثيْرة. والمقصودُ من الحديثِ العملُ به ومعرفتِه.

التفَهَام	سمجھنا	يَصغِى	اس نے توجہ دی	الصبِىُ	بچہ
صَحَّفَ	اس نے غلطی کی	الاستِدَامَة	جاری رکھنا	المهدِ	گود

الفرقة الحادية عشرة

وفرقة أُخرى اشتغلوا بعلمِ النحوِ والشِّعرِ واللُّغَةِ وغيْرِها. واغترُّوا به وزَعَمُوا أنه غَفَرَ لَهم. وأنّهم من عُلَمَاءِ الأمَّة، إذ قَوَّامُ الدينِ والسنة بعلمِ اللغة والنَحو. فأفنُوا أعمَارُهم فى دقائقِ النَحوِ واللُغة. وذلك غرورٌ. فلو عَقَلُوا لعَلِمُوا أنَّ لغةَ العربِ كلُغَةِ التُرك. والْمُضيعُ عُمرِه فِى لُغَةَ العربِ كالْمضيعِ عُمرِه فِى لغةِ الترك والْهند. وإنّما فارقُهم لوُرُودِ الشَرعِ، فيكفى فِى اللغة علمُ الغريبَيْنِ فِى الأَحاديثِ والكتابِ. ومن النحو ما يتعَلَّقُ بالحديثِ والكتابِ. وأما التَعمُّقُ إلى درجاتٍ لا تَتَنَاهِى فهو فضولٌ مستغنِى عنه. وصاحبُه مغرور.

الصنف الثانى: مِن المغرورينَ أربابِ العباداتِ والأعمالِ

والمغرورون فِرَقٌ كثيرة. فمنهم مِن غرورِه فى الجهادِ، ومنهم من غرورِه فى الزُهدِ.

الفرقة الأولى

فمنهم فرقة أهْمَلُوا الفرائضَ واشتغلوا بالنوافِل. وربّما تَعَمَّقُوا حتّى خرجوا إلى السَرفِ والعُدوان كالذى تَغَلَّبَ عليه الوسوَسَةُ فى الوضوءِ فيُبَالِغُ فيه. ولا يَرضِى الْماءَ الْمحكومَ بطهارتِه فى فتوَى الشرعِ. ويُقَدِّرُ الاحتمالاتَ البعيدةَ قريبَةٌ من النجاسة. وإذا آل الأمرُ إلى أكلِ الحلالِ قَدَّرَ الاحتمالاتَ القريبةَ، [1] بعيدةٌ وربّما أَكَلَ الحرامَ الْمحضَ. ولو انقلَبَ بهذا الاحتياط من الْمَاءِ إلى الطعامِ لكان أولى وتَشبَهُ بسيْرةِ الصحابةِ رضى الله عنهم. إذ تَوَضَّأَ عمرُ رضى الله عنه بماءٍ فِى جَرَّةِ نصرانيَةِ [2] مع ظُهُورِ احتمالِ النجاسةِ. وكان مع هذا يَدَعُ أبوابًا من الحلالِ وخوفًا من الوقوعِ فى الحرام.

(۱) مصنف نے ان ظاہر پرست لوگوں کا مسئلہ بیان کی ہے جو عبادات پر تو بہت زور دیتے ہیں مگر زندگی کے معاملات میں دین کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ وضو میں تو بڑی احتیاط کرتے ہیں کہ جسم میں بال برابر جگہ دھلنے سے نہ رہ جائے مگر حلال کمائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ نوافل پر تو بڑا زور دیتے ہیں مگر زندگی کے بڑے فرائض جیسے حقوق العباد کو بھول جاتے ہیں۔ سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے پہاڑی کے وعظ میں ایسے رویے پر کڑی تنقید فرمائی ہے۔ (۲) اسلام بہت آسان دین ہے اور انسان کو وہمی اور شکی ہونے سے منع کرتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم کے سفر میں عیسائیوں سے پانی کی ایک بوتل لے کر اس سے وضو کر لیا اور اس بارے میں کسی شک یا تردد کا اظہار نہیں فرمایا۔

الفرقة الثانية

وفرقة أخرى غلب عليهم الوسوسةُ فى نيَّة الصلاة فلا يَدَعُهُ الشيطانُ يعتقدُ نيةً صحيحةً. بل يُوَسوِسُ عليه حتّى تَفُوتَهُ الجماعةُ وتُخرِجُ الصلاةُ عن الوقت. وإنْ تَمَّ تكبيْرةُ الإحرامِ فيكونُ فِى قلبه تَرَدُّدٌ فى صحة نيته. وقد يَتَوَسوَسُ فى التكبيْرة فيكون قد تغيَّرَ صفةَ التكبيْرِ لشدَّة الاحتياط. ويُفوتُهُ سماعُ الفاتحَة. ويفعلون ذلك فى أوّل الصلاة. ثُم يفعلونَ فى جَميع الصلاة. ولا يُهَزُّونَ قلوبُهم ويَغتَرُّونَ بذَلك. ولم يعلموا أنّ حُضُورَ القلبِ فى الصلاة هو الواجب. وإنما غَرَّهُم إبليسٌ وزيّن لَهم. وقال لَهم: هذا الاحتياطُ تَتَميَّزُونَ به عن العوامِ وأنتم على خيْر عند ربكم.

الفرقة الثالثة

وفرقة أخرى غلب عليها الوسوسة فى إخراجِ حروفِ الفاتحة وسائرِ الأذكارِ من مَخارجها. فلا تَزَالُ تَحتَاطُ فى التَشديدات، والفرق بيْن الضادِ والظاءِ. لا يَهِمُّهُ غيْر ذلك ولا يَتفَكَّرُ فى أسرارِ الفاتحة ولا فى معانيها. ولَم يعلمْ أنه لم يُكَلِّفْ الخَلقَ فى تلاوةِ القرآن من تَحقيقِ مَخارجِ الحروفِ إلا ما جَرَّتْ به عادتُهم فِى الكلامِ.

وهذا غرورٌ عظيم. ومثالُهم مثالٌ من حَمَلَ رسالةٌ إلى مَجلسِ السُلطان وأُمِرَ أن يُؤدِّيها على وَجهِهَا. فأَخذَ يُؤَدِّى الرسالةُ ويَتَأَنَّقُ فِى مَخارجِ الْحُرُوف ويُكَرِّرُهَا ويُعيدُها مَرَّةً بعد أُخرى وهو مع ذلك غافلٌ عَن مقصودِ الرسالةِ ومراعاةِ حُرمَةِ الْمَجلسِ. وبِهذا يَرُدُّ إلى دار الْمجانِيْنَ ويَحكُمُ عليه بِفقدِ العَقَلِ.

الفرقة الرابعة

وفرقةٌ أخرى اغتروا بقراءَة القرآن. فيَهدرُونَه هَدرًا. وربّما يَختمُونَه فى اليومِ والليلة ختمًا. وألسنَتُهُم تَجرى به. وقلوبُهم تَتَرَدَّى فى أُوديَة الأماني والتفكر فى الدنيا. ولا يتفكرُ فى معانى القرآنَ. لِيَنْزَجرَ بزَوَاجِره، ويَتَّعَظ بمواعظه، ويَقفُ عند أوامِره ونواهيه، ويعتَبرُ بِمواضعِ الاعتِبَارِ منه. ويَتَلَذَّذُ به من حيثَ الْمعنَى لا من حيثُ النَظمِ.

يُهَزُّونَ	وہ ہل کر رہ جاتے ہیں	يَتَأَنَّقُ	وہ خوبصورت بناتا ہے	يَهدِرُونَ	وہ اہتمام سے پڑھتے ہیں

ومن قرأ كتاب الله تعالى فى اليوم والليلة مائة مرة. ثُم تَرَكَ أوامره ونواهيه فهو مستحقُ العُقُوبَة. وربّما قد يكون له صوتٌ لِيْنٌ فهو يَقرأُ ويَتَلَذّذُ به ويَغتَرُّ باستلذَاذه. ويظن أنّ ذلك مناجاةُ الله سبحانه تعالى وسماعُ كلامه. وهيهات ما أبْعَدَهُ. إذًا لذاته فى صوته. ولو أدرَكَ لَذّةُ كلامِ الله تعالى ما نَظَرَ إلى صوتِه وطَيّبِه. ولا تَعَلَّقَ خاطِرُه به. ولذّة كَلامِ الله إنّما هى من حيثُ المعنَى.

الفرقة الخامسة

وفرقة أخرى اغتروا بالصومِ. وربّما صاموا الدَهر. وصاموا الأيّامَ الشريفةَ وهم فيها لا يَحفظُون ألسِنَتَهم مِن الغيبة، ولا خَوَاطِرَهم مِن الرِبَا. ولا بطونَهم من الحرامِ عند الإفطارِ ولا من الْهَذَيَان من أنواعِ الفُضُولِ. وذلك غرورٌ عظيمٌ. وهؤلاءِ تركوا الواجبَ وأبقُوا الْمَندُوبَ. فظنّوا أنَهم يُسلِمُون. وهيهات. إنما يُسلِمُ من أتى الله بقلبٍ سليمٍ.

الفرقة السادسة

وفرقة أخرى أخذتْ فى طريق الخشيةِ والأمرِ بالمعروف والنهى عن المنكرِ يُنكِرُ على الناسِ. ويأمرهم بالْخيْرِ وينسَى نفسه. وإذا أمرهم بالْخيْرِ عَنُفَ وطَلَبَ الرياسةَ والعزةَ. وإذا بَاشَرَ منكرًا أنكَرَ عليه وغضبَ وقال: "أنا الْمُحتَسِبُ. فكيف تُنكرَ عليَّ؟" وقد تَجمَعُ الناسُ فى مَجلسه أو مسجده. ومن تَأخّرَ عنه أغلَظَ عليه القَول. وإنّما غَرضُهُ الرياءُ والسَمعَةُ وحبّ الرئاسةِ. وعلامةٌ أنّه لو قَام بالمسجد غيْرُه تَجرأُ عليه.

بل منهم من يُؤَذِّنُ ويظنُ أنّه يؤذنُ لله تعالى. ولو جاء غيْرُه وأذَّنَ فى وقت غَيبته، قامَتْ عليه القيَامةُ. وقال: "لِمَ أخَذَ حَقِّى؟ وزُوحَمْتُ؟ ومنهُم مَن يَتَقَيَّدُ إمامَ مسجد ويظن أنه على خيْرٍ. وإنّما غرضُه أن يقالَ: إنه إمامُ المسجدِ. وعلامته: أنّه لو قَدمَ غيْرُه وإن كان أروَعُ منه وأعلَمُ، ثَقُلَ عليه ذلك.

يَتَلَذّذُ	وہ لذت محسوس کرتا ہے	الْهَذيَان	بکواس کرنا	عَنُفَ	وہ سخت غصے ہوا
صاموا الدَهر	انہوں نے ہمیشہ روزہ رکھا	الْمَندُوبَ	مستحب	أروَعُ	زیادہ متقی و پرہیز گار

الفرقة السابعة

وفرقة أخرى جَاوَرُوا بمكةَ والمدينةِ واغتَرّوا بهما. ولم يُرَاقِبُوا قلوبَهم. ولم يَطَّهِرُوا ظواهرَهم وبواطنَهم. وربّما كانت قلوبُهم متعلقةٌ ببلادهم. وتراهم يَتَحَدَّثُونَ بذلك. ويقولون: جَاوَرْنا بمكة كذا كذا سنةً. وهم مغرورون لأنّ الأَقوَمُ لَهم أن يكونوا ببلدة وقلوبُهم متعلقةٌ بمكةَ. وإن جَاوَرَ أحدُهم يَجبُ عليه أن يَحفظَ حقَّ الْجَوَارِ. فإن جاور بمكةَ حفظ حقَّ الله تعالى. وإن جاور بالمدينة حَفظَ حق النبى صلّى الله عليه وسلم. ومن يَقدرُ على ذلك؟ وهؤلاء مغرورون بالظواهرِ. وظنّوا أنّ الْحَيطَانَ تُنجِيهم. وهيهات. وربّما لا تَسمَحُ نفسُه بلُقمَة يتصدق بها على فقيْرِ. وما أصعَبَ الْمُجَاوَرَةِ فى حق الخلق. فكيف بمجاورةِ الخالق؟ وما أحسَنُ مجاورته بِحفظِ جَوَارِحه وقلبه.

الفرقة الثامنة

وفرقة أخرى زَهدَتْ فى المالِ وقَنعَتْ من الطعامِ واللباسِ بالدُون ومن السَكَنِ بالْمساجد. وظنَّتْ أنّها أدركَتْ رتبَةَ الزُهَّاد. وهم مع ذلك راغبُون فى الرياسة والْجاه. والزهادةُ إنّما تَحصُلُ بأحد أشياء: إمّا بالتَعلُّم أو بالوعظ أو بمُجَرَّد الزُهد. فلقد تركوا أَهوَنُ الأمرينِ. وبَاءُوا بأعظَمِ الْمهلكات. فإنّ الجاهَ أعظمُ من المالِ. ولو أخذ المالَ وتَركَ الجاهَ، كان إلى السلامة أقرَبُ. وهؤلاء مغرورون بظنّهم أنّهم من الزهادِ فى الدنيا. ولم يفهموا كيف مَكَرَ بِهم. وربّما تَقدَّمَ الأغنياءُ على الفقراءِ.

ومنهم من يُعجبُ بعلمه. ومنهم من يُؤثِرُ الْخَلوَةَ[1] وهو عن شروطها خال. ومنهم من يُعطَى المالُ فلا يأخذُه خيفَةَ أن يقالَ بطل زهده وهو راغبٌ فى الدنيا. خائفٌ من ذَمِّ الناسِ. ومنهم من شَدَّدَ على نفسه فى أعمال الْجوامعِ. حتّى يُصَلّى فى اليومِ مَثَلاً ألفَ ركعة ويَختمُ القرآنَ وهو فى جَميعِ ذلك لا يَخطرُ له مراعاةُ القلبِ وتفقده وتطهيْرِه من الرياءِ والكبَرِ والعُجب وسائر الْمهلكاتِ.

(۱) راہبانہ مزاج رکھنے والوں کا یہ معمول ہے کہ یہ لوگ جنگل کی تنہائی میں عبادت کو ترجیح دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا اور عبادت کے علاوہ اپنی ذات، بیوی بچوں اور دیگر لوگوں کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا۔

لم يُرَاقِبُوا	انہوں نے حفاظت نہ کی	تَسمَحُ	وہ دیتا ہے	قَنعَتْ	اس نے قناعت کی
الْحَيطَانَ	دو دیواریں (مکہ و مدینہ)	زَهِدَتْ	اس نے زہد اختیار کیا	شَدَّدَ	اس نے شدت اختیار کی

وربما يظن أنّ العبادةَ الظاهرة ترجحُ بها كَفَةَ الحسنات. وهيهات ذرةٌ من ذى تقوى. وخُلُقُ واحد من خلقِ الأكيَاسِ أفضلُ مِن أمثال الجبالِ عَمَلاً بالجوارِحِ. ثم قد يَغتَرُّ بقولِ من يقول له: إنك من أوتَادِ الأرض[1] وأولياء الله وأحبَّائه. فيفرح لذلك. ويَطهُرُ له تَزكِيَةُ نَفسه. ولو شُوتِمَ يومًا واحدًا ثلاثَ مرّاتٍ أو مرّتيْن لكفرٍ وجاهد من فعل ذلك به. وربّما قال لِمن سَبَّهُ: لا يَغفِرُ الله لك أبدًا.

الفرقة التاسعة

وفرقة أخرى حَرَصَتْ على النوافل، ولم يُعَظِّمْ اعتدادَها بالفرائضِ. فتارةً يَفرحُ بصلاةِ الضُحَى، وصلاةِ الليلِ وأمثالِ هذه النوافلِ. فلا يَجدُ لصلاة الفريضة لَذَّةً. ولا خيْرَ من الله تعالى، لشدَّة حرصه على الْمُبَادَرَةِ فى أوّلِ الوقتِ. وينسَى قولَه صلّى الله عليه وسلّم: "مَا تُقَرِّبُ المتقربون بأفضَلِ ما افتَرَضَهُ الله عليهم."

وتركُ الترتيبِ بيْن الْخيْرَات مِن جُملة الغرورِ. بل قد يَتعَيَّنَ على الإنسانِ فرضان: أحدهُما يفُوتُ والآخر لا يَفُوت. أو نفلان أحدهُما يُضَيِّقُ وقتُه والآخر مُتَّسعٌ وقتُه. فإن لم يحفظ الترتيبَ كانَ مغرورًا. ونظائرُ ذلك أكثر مِن أن تَحصَى. فإنّ المعصيةَ ظاهرةٌ. وإنّما الغَامضُ تقديْمُ بعضِ الطاعاتِ على بعضٍ، كتقديمِ الفرائضِ كلها على النوافلِ، وتقديمِ فروضِ الأعيَانِ[2] على فروض الكفاياتِ التى لا قائمَ بِها على ما قدم بِها غيْره.

وتقديمِ الأهمِّ من فروضِ الأعيانِ على ما دونَه. وتقديم ما يفُوت مثل تقديمِ حقِ الوالدةِ على الوالدِ. وتقديمُ الدينِ على القُرُوضِ غيره. وما أعظَمَ العبدُ أن يَنفَذَ ذلك ويُرَتِّبَهُ. ولكن الغرورُ فى الترتيبِ دقيقٌ خفيٌ لا يقدر عليه إلا العلماءِ الراسخونَ فى العلمِ رضى الله عنهم وغفر لهم.

(۱) بعض صوفیاء میں یہ غلط عقیدہ پھیلا ہوا ہے کہ زمین پر کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو زمین کی میخیں کہلاتے ہیں۔ انہیں ابدال و اوتاد کہا جاتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوں تو زمین تباہ ہو جائے۔ (۲) مذہبی ذمہ داریاں دو طرح کی ہیں: فرض العین اور فرض الکفایہ۔ فرض العین وہ فرض ہے جس کی ادائیگی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے جیسے نماز۔ فرض الکفایہ وہ فرض ہے جس کی ادائیگی اگر چند مسلمان بھی کر دیں تو یہ باقی سب پر ساقط ہو جاتا ہے جیسے نماز جنازہ۔

كِفَةَ	ترازو	الأكيَاسِ	لفافے	أوتَادِ	کیلیں، میخیں

الصنف الثالث: مِن المغرورينَ أربابِ الأموالِ وفِرَقُهم

الفرقة الأولى

فرقة منهم يَحرِصُون على بنَاءِ المساجد والمدارسِ والرِبَاطَات والصَهَارِيجَ للماءِ. وما يَظهُرُ للناسِ. ويكتُبون أسْماءَهم بالآجرِ عليه لِيَتَخَلَّدَهُ ذكرُهم، ويبقى بعد الموتِ أثرُهم. وهم يظنون أنّهم استحقوا المغفرةَ بذلك. وقد اغتروا فيه من وجهين:

أحدهُما: أنّهم قد اكتَسبُوها من الظلمِ والشُبهَاتِ والرَشَا والْجهات الْمَحظُورةِ. وهم قد تعرَّضوا لسخطِ الله فى كسبِها. فإذَنْ قد عصوا اللهَ فى كسبِها. فالواجب عليهم فى التوبةِ رَدَّهَا إلى ملاكِها إن كانوا أحياءٌ أو إلى وَرثَتهم. فإن لم يبقِ منهم أحدٌ وانقرضوا فالواجبُ صرفُها فى أهمِّ المصالحِ. وربّما يكونُ الأهمُ التَفرِقَةُ على المساكِيْنَ وأىُّ فائدةٍ فى بنيانٍ يستغنِى عنه ويترُكُه ويَمُوتُ. وإنّما غَلَبَ على هؤلاء الرياءُ والشهرةُ ولذّةُ الذكرِ.

والوجه الثانى: أنّهم يظنون بأنفسِهم الإخلاصَ وقَصدَ الْخَيْرَ فى الإنفاق، وعُلُوِّ الأبنيَةِ. ولو كَلَّفَ أحدٌ منهم أن يُنفِقَ دينارًا على مسكينٍ لَم تَسمَحْ نفسه بذلك. لأنّ حبَّ المدحِ مُستَكِنٌ فى باطنِه.

الفرقة الثانية

وفرقة أخرى ربّما اكتسبوا الحلالَ واجتَنَبُوا الحرامَ وأنفَقُوه على المساجد، وهى أيضا مغرورةٌ من وجهين: أحدهُما: الرياء وطلبُ السَمْعَة والثناء. فإنه ربّما يكون فى جوارِه أو بلده فقراءٌ، وصرْفُ المالَ إليهم أهمٌّ. فإنّ المساجدَ كثيرةٌ والغرضُ منها الجامعُ وَحدَهُ فيُجزِئُ عن غيْرِه. وليس الغرضُ بناء المسجد فى كلّ سكَّة وفى كل دَربٍ والمساكِيْنَ والفقراءُ مُحتاجونَ. وإنّما خَفَّ عليهم دفعُ المالِ فى بناءِ المساجدِ لظُهُورِ ذلك بين الناسِ. ولَمّا يَسمَعُ من الثناء عليه منَ الْخَلقِ، فيظُن أنّه يَعمَلُ للهِ وهو يعملُ لِغيرِ اللهِ. واللهُ أعلم بذلك. وإنّما نِيَّتُهُ عليهِ غَضَبٌ وإنّما قال: قَصَدتُ أنّه لله تعالى.

الرِبَاطَات	خانقاہیں	الرَشَا	رشوت	سِكَّة	سڑک
الصَهَارِيجَ	پانی کے تالاب، کنویں	السَمْعَة	شہرت، اچھی ساکھ	دَربٍ	راستہ

والثاني: أنّه يُصرِّفُ ذلك في زُخرفَة المساجد وتَزيينهَا بالنُقُوشِ الْمُنهَى عنها الشاغلَةُ قُلُوبَ الْمُصَلِّيْنَ لأنّهم يَنظُرُون إليها وتَشغَلُهم عنِ الْخُشُوعِ فِي الصلاة، وعن حُضُورِ القلبِ. وهُوَ الْمَقصُودُ. وكلّما طرَأَ على المصليْنَ فى صلاتِهم وفى غيْرِ صلاتِهم فهو فى رَقبَة البَانى للمَسجد. إذ لا يَحِلُّ تَزيِيْنَ المسجد بِوَجه. وغرورُ هؤلاءِ أنّهم رَأَوا الْمُنكرَ معروفًا فاتَّكلُوا عليه.

الفرقة الثالثة

وفرقة أخرى ينفقُون الأموالَ فى الصدقات على الفقراء والمساكين. ويطلبون بها الْمَحَافِلَ الجامعةَ. ومن الفقراء مَن عَادَتُهُ الشكرُ والإفشاء للمعروف. ويكرَهون التصدقُ فى السرِّ. ويرون إخفاءَ الصدقة للفقيْرِ لِمَا يأخُذُه منهم خيانةٌ عليهم وكفرانًا. وربّما تركوا جيْرَانُهم جائعيْن. ولذلك قال ابن عباس رضى الله عنهما: فى آخر الزمان يكثُرُ الحاجُّ بلا سَبَب. يُهوَى لَهُم السفرُ ويُبسَطُ لَهم فى الرزقِ ويُرجَعُون مُجرميْنَ مسلوبيْنَ. يُهوَى بأحدِهم بعيْرُه بيْن القِفَارِ والرِمَالِ. وجارُهُ مَأسورٌ إلى جَنَبِه، فلا يُوَاسِيه ولا يَتَفَقَّدُهُ.“

الفرقة الرابعة

وفرقة أخرى من أرباب الأموال. يَحفظون الأموالَ ويُمسكونَها بحكمِ البخلِ ويشتغلون بالعبادات الدينية التى لا يَحتاجونَ فيها إلى نفقة. كصيامِ النهار وقيام الليل وختم القرآن، وهؤلاء مغرورن لأنّ البخلَ المهلكَ قد استَولى على باطنِهم. فهم محتاجون إلى قَمعه بإخراجِ المال. فاشتغلوا بطلبِ فضائلٍ وهم مشتغلون عنها. ومثالُهم مثالُ مَن دخلتْ فى ثوبه حَيَّةٌ. وقد أشرَفَ على الْهلاكَ. وهم مشغولٌ عنها بطَلبِ السُكَنْجَبِيْنَ لِيَسكُنَ به الصَفرَاءُ. ومن لَدغَته الحية كيفَ يَحتاجُ إلى ذلك؟ ولذلك قيل لبشرِ الْحَافِى: إنّ فلانًا كثيْرَ الصومِ والصلاة. فقال: المَسكِينَ تَركَ حالَهُ ودَخَلَ فى حال غيْرِه. وإنّما حالُ هذا إطعامُ الطعامِ للجائع، والإنفاقُ على المساكيْنِ. فهو أفضلُ له من تَجوِيعِ نفسه، ومن صلاته مع جَمعه للدُنيا ومنعه للفقراء.

زُخرفَة	سجاوٹ	مَأسورٌ	مصیبت میں مبتلا	أشرَفَ على	وہ زیادہ قریب ہے
اتَّكلُوا	انہوں نے تکیہ کیا	يُوَاسِي	اس نے آرام دیا	السُكَنْجَبِيْنَ	لیموں کا جوس
القِفَارِ والرِمَالِ	صحرا اور ریت	استَولى	اس نے قبضہ کیا	الصَفرَاءُ	یرقان

الفرقة الخامسة

وفرقة أخرى غلب عليهم البخل. فلا تسمحُ نفوسَهم إلا بأداءِ الزكاة فقط. ثم إنّهم يخرجونَها من المال الخبيثِ الرَدِيءِ الذى يَرغَبُون عَن ويطلُبون من الفقراء مَن يَخدمُهم ويَتَرَدَّدُ فى حاجاتهم. أو مَن يَحتاج إليه فِى المستقبلِ للاستئجَارِ لَهم فى الخدمة. ومَن لهم فيه غرَضٌ. ويُسلِّمُونَها إلى شخصٍ بعَينه واحد من الكبار، ممّن يَستَظهِرُ بخشيَته، لِيَنَالَ بذلك عنده منْزِلةٌ. فيقومُ بحاجَته. وكل ذلك مُفسدٌ للنيَّة ومُحبطٌ للعَمَلِ. وصاحبُه مغرورٌ. يظن أنّه مطيعٌ لله تعالى. وهو فاجِرٌ. إذا يطلُب بعبادةِ اللهِ تعالى عِوَضًا من غيْرِه. فهذا وغيره وأمثاله مغرورون بالأموال.

الفرقة السادسة

وفرقة أخرى من عوام الخلق وأرباب والأموال والفقراء. اغتروا بحضورِ مجالسِ الذكرِ. واعتقدوا أنّ ذلك يُغنيهم ويُكفيهم. فاتّخذوا ذلك عادةٌ ويظنّون أن لَهم على مُجَرَّد سمَاعِ الوَعظِ دُون العَمَلِ ودونَ الاتعَاظُ أجرًا. وهم مغرورن لأنّ فضل مجالس الذكر لكونها رغبةٌ فى الخيْر. وإذا لم تَهجِ الرغبةُ فلا خير فيها. والرغبةُ محمودةٌ. لأنّها تَبعَثُ على العمل. وإن لم تبعثْ على العمل فلا خيْرَ فيها. وربّما يغتَر بما يسمعُه من الوعظ. وإنما يُدَاخِلُهُ رِقُهُ كرقةِ النساءِ فيُبكِي! وربّما يسمعُ كلامًا مُخوِّفًا فلا يزال يَصفِرُ بين يديهِ ويقول:

يا سلامُ سَلِّمْ! ونعوذ بالله! والحمد لله! وحسبِيَ الله ولا حول ولا قوة إلا بالله! ويظن أنّه قد أُتِيَ بالخيْرِ كلّه. وهو مغرور. ومثالُه مثالُ المريضِ الذى يَحضُرُ إلى مَجَالسِ الأطِبَّاءِ. ويَسمَعُ ما يَصفُونَهُ من الأدوِيَةِ ولا يَعقِلُهَا. ولا يشتَغِلُ بها ويظن أنّه يَجدُ الراحةَ بذلك. والجَائعُ الذى يَحضُرُ عنده من يَصفُ له الأطعمَةُ اللذيذة. فكلُّ وعظ لا يُغَيِّرُ منك صفةً تُغَيِّرُ بِدُونهَا أفعالَك. حتّى تَقَبَّلَ على الله وتَعَرَّضَ عنِ الدنيا. وتَقَبَّلَ إقبالاً قويًّا. وإنْ لم تفعلْ فذلك الوعظُ زيادةٌ حُجَّةٌ عليك. فإذا رأيتَهُ وسِيلَةً لك كنتَ مغرورًا.

لَدغَته	اس کاٹنا	مُحبِطٌ	تباہ کرنے والا	الاتعَاظُ	سبق سیکھنا
تَجوِيعِ	بھوکا رکھنا	تَهِجِ	وہ بھڑکتی ہے	يَصفِرُ	وہ گہرا سانس لیتا ہے (خوف سے)

الصنف الرابع: من المغرورينَ الْمُتَصَوِّفَةِ

وما أغْلَبَ الغرورُ على هؤلاء المغرورين!!

الفرقة الأولى

منهم متصوفةُ أهلِ هذا الزمانِ إلا مَن عَصمَهُ الله. اغترّوا بالزى والْمَنطقِ والْهَيئة. فشابَهُوا الصادقينَ من الصوفيةِ فى زَيهم وهيئتهم وألفاظِهم وآدابهم ومراسمهم واصطلاحاتهم، وأموالهم الظاهرةِ فى السماعِ والرقصِ [1] والطهارةِ والصلاةِ والجلوسِ على السَجَادَةِ مع إطرَاقِ الرَأسِ وإدخَاله فى الْجَيبِ كالمتفكرِ وفى أنفاسِ الصَعدَاءِ، وفى خَفضِ الصَوتِ فى الحَديثِ، وفى الصِيَاحِ، إلى غيرِ ذلك. فلمّا تَعلَّمُوا ذلك ظنّوا أنّ ذلك يُنجيهم.

ولَم يَتعَبُوا أنفسَهم قطُّ بالْمُجاهدة والرِيَاضة والمراقَبة [2] للقَلبِ فى تطهِيْرِ الباطنِ والظاهرِ من الآثارِ الْخفيَةِ والْجليَةِ. وكل ذلك من منازلِ الصُوفِيَةِ. ثم إنهم يَتكالبُونَ على الحرامِ والشُبهات وأموالِ السلاطينَ. ويتنافسُون فى الرغيف والفلسِ والحبة. ويتحَاسدون على النَقيْرِ والقطميْر. ويُمَزِّقُ بعضُهم أعراضَ بعضٍ مَهمَا خَالَفَهُ فى شَيءٍ من غرضه. وهؤلاء مغرورن. ومثالُهم مثالُ عُجُوزْ سَمعَتْ أنّ الشَجعَانَ والأبطالَ والمقاتليْنَ ثَبَتَتْ أسْماؤهم فى الديوان فتَزيَّتْ بزيهم ووصلتْ إلَى الملك. فعرضتْ على ميزان العَرضِ. فوجدتْ عجوزٌ سوءٍ. فقيل لَها: أما تَستَحيْنَ فى استِهتَارِك بالملك؟ اطرَحُوها حولَ الفيلِ. فطَرَحُوها حولَ الفيلِ فركَضَهَا. حتّى ماتتْ.

(۱) سماع صوفیانہ موسیقی کو کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ قوالی کی شکل میں موجود ہے۔ لوگ اس میں مست ہو کر والہانہ رقص شروع کر دیتے ہیں جیسے "وجد" یا "حال کھیلنا" کہتے ہیں۔ (۲) مجاہدہ کا مطلب ہے کہ کھانے پینے کی لذیذ چیزوں اور ازدواجی تعلق سے دور رہنا اور مسلسل روزے رکھتے رہنا۔ ریاضت کا معنی ہے صوفیانہ اشغال کی پریکٹس۔ ان کے خیال میں ان سب طریقوں سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر اس سے مختلف ہے۔ اسلام میں یہ راہبانہ سرگرمیاں ممنوع ہیں۔

الْمُتَصَوِّفَة	صوفی	الصِيَاحِ	چیخنا، رونا	يتنافسُون	وہ مقابلہ کرتے ہیں
الزى	لباس	لم يَتعَبُوا	وہ نہیں تھکتے	الرغيف	روٹی کا ٹکڑا
إطرَاقِ	جھکنا	المراقَبةِ	مراقبہ، روحانی عمل	الفلسِ	پیسے، رقم
أنفاسِ الصَعدَاءِ	آہ بھرنا	يَتكالبُونَ	وہ دوڑتے ہیں	استِهتَارِ	عدم احتیاط

الفرقةُ الثانية

وفرقة أخرى ازدَادَتْ على هؤلاء فى الغرور. إذا صَعُبَ عليها الاقتداءُ فى بذاذَة الثياب والرضَا بالدُون فى المطعمِ والمنكَحِ والمسكَنِ. وأرادت أن تَتَظَاهَرَ بالتَصوُّف. ولم تَجدْ بُدًّا من التَزَيِّي بزيهم. فتركتْ الْخزَّ والإبريسَمَ. وطلبتْ الْمُرَقَّعَات النَفسِيَة والفوطِ الرَقِيقَة والسَجَادَة الْمَصبُوغَة. وقِيمَتُها أكثر من قيمة الخزِّ والإبريسَمَ.

ولا يَجتَنِبُونَ معصيةً ظاهرةً. فكيف باطنُه؟ وإنّما غرضُهم رَغَدَ العَيشِ. وأَكَلَ أموالَ السلاطِيْنَ.[1] وهم مع ذلك يظنّون بأنفسِهم الْخَيْرَ. وضَرَرُ هؤلاءِ أشدُّ من ضررِ اللُصُوص. لأنّ هؤلاءِ يسرِقُون القلوبَ بالزَى. ويقتدى بِهم الغيْرُ فيكون بسبَبِ هلاكهم. وإنْ أُطُّلِعَ على فَضَائِحِهم ربّما ظَنَّ أهلَ التصوف كذلك. فيُصَرِّحُ بِذَمِّ الصُوفِيَةِ على الإطلاقِ.

الفرقة الثالثة

وفرقة أخرى ادَّعَتْ علمَ الْمُكَاشَفَة ومُشَاهَدة الحق ومُجَاوَزة المقامات والوُصُول والملازمة فى عينِ الشُهُود والوُصُولُ إلى القُرب [2]. ولا يعرِفُ ذلك. ولا وَصَلَ إليه باللفظِ والإثْمِ. ويُلَفِّقُ مِن الألفاظِ الطامّة كلمات. فهو يَرُدُّهَا.

(۱) چونکہ بادشاہ لوگوں پر ظلم کر کے ان سے مال اکٹھا کرتے تھے، اس وجہ سے متقی علماء اور صوفیاء شاہی خزانے سے کچھ مال لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ (۲) مکاشفہ کا مطلب ہے خواب یا ڈے ڈریم میں کسی چیز کا مشاہدہ کرنا۔ مشاہدہ حق کا معنی ہے حقیقت خداوندی کو دیکھ لینا۔ مجاوزۃ المقامات کا معنی ہے روحانی سفر کے سنگ میل عبور کرنا۔ عین الشہود کا معنی ہے حقیقت خداوندی کو براہ راست دیکھنا۔ وصول کا مطلب ہے خدا تک پہنچنا اور اس کی ہستی میں گم ہو جانا۔ قرآن مجید کے مطابق کوئی شخص اس دنیا میں خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔ مسلمانوں میں یہ تصورات عیسائی اور ہندو تصوف کے راستے آئے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ صوفی ازم کا مقصد حقیقت خداوندی کو پالینا ہے۔ ان کے ہاں خدا کی معرفت کے حصول کے سفر میں کچھ مقامات ہوتے ہیں۔ اس روحانی سفر میں یہ لوگ بھیانک روحانی مشقیں کرتے ہیں جیسے مسلسل بھوکا رہنا، جنگلات میں زندگی بسر کرنا وغیرہ۔ اسلام نے ایسی مشقتوں سے روکا ہے مگر مسلمان صوفیاء نے عیسائی، زرتشتی اور ہندو تصوف کی ان رسومات کو اپنا لیا۔

الْخزَّ	ریشم	الْمُرَقَّعَاتِ	پارچہ جات	اللُصُوصِ	چور
الإبرِيسَمَ	ریشم کی مہنگی قسم	الفوطِ	نیپکن، رومال	فَضَائِحِهم	ان کے اسکینڈل

ويَعلنُ أنّ ذلك أعلَى من علم الأولينَ والآخرين. وهو ينظر إلى الفقراء والْمُقرئيْنَ والْمُفسِّرين والْمحدثيْنَ وأصناف العلماء بعيْنِ الازدرَاءِ فَضلاً عنِ العَوامِ. حتّى أنّ الفلاّحَ لِيَترُكَ فلاّحته والْحَائكُ حيّاكتَه. ويُلازِمُهم أيامًا معدودةً.

ويَتَلَقّفُ تلكَ الكلماتَ الزَائفَةُ. فتَراهُ يُردِّدها كأنّه يتكلم عن الوحى. ويُخبِرُ عن أسرارِ الأسرار ويَستَحقِرُ بذلك جَميع العباد والعلماءِ. فيقول فى العباد: أجرَاءٌ مُتَعَبِّدُون. ويقول فى العلماء: إنّهم بالحديث مَحجُوبُونَ.

ويَدعَى لنفسه أنّه الوَاصِلُ إلى الحقِ. وأنّه من المقربيْنَ. وهو عند الله من الفُجَّارِ المنافقينَ. وعند أرباب القلوب من الْحُمَقَى الجاهلِينَ. لَم يَحكُمْ قطُّ علماً. ولا يُهَذِّبُ خُلُقًا. ولا يُرَاقِبُ قَلبًا سِوَى اتبَاعِ الْهَوَى وتَلفِيقِ الْهَذيَانَات. ولو اشتَغَلُوا بِما يَنفَعُهم كان أحسَنُ لَهم.

الفرقة الرابعة

وفرقة أخرى جَاوَرَتْ هؤلاء فأحسنت الأعمالَ وطلبت الحلالَ واشتغلت بتفقّد القلب. وصار أحدُهم يَدْعَى المقاماتَ مِن الزُهد والتوكُّلِ والرضَا والْحُبِّ من غيْرِ وقُوفٍ علَى حقيقة هذه المقامات وشروطها وعلاماتها وآفاتِها. فمنهم مَن يدعى الوَجدَ وحبَّ الله تعالَى. ويزعَمُ أنّه وَالِهٌ بالله تعالَى. ولعلّه قد يَتَخَيَّلَ بالله تعالى خيالاتً فاسدةً هى بدعةٌ وكُفرٌ. فيَدعَى حب الله تعالى وقِيلَ معرفتُه. وذلك لا يَتَصَوِّرُ قطُّ.

ثُم إنّه لا يَخلُو من مفارقة ما يَكرَهُ الله تعالى. وإيثَارُ هَوَى نفسه على أمرِ الله تعالى. وعن ترك الأمورِ حياءٌ من الخلقِ. ولَو خلا ما تركَهَا حياءً من الله تعالى. ولَيس يَدرِى أنّ كل ذلك يُنَاقضُ الْحُبَّ. وبعضُهم ربّما يُميل إلى القَناعة والتوكل فيَخُوضُ البَوَادى من غير زاد [1] لِيُصَحِّحَ التوكلُ. وليس يَدرِى أنّ ذلك بدعةٌ لم تَنقُلْ عن السلفِ والصحابَةِ رَضِى الله عنهم أجْمعين.

(۱) بعض صوفیاء میں یہ غلط عقیدہ پھیلا ہوا ہے کہ سفر کی تیاری کرنا اور زاد راہ لینا اللہ پر توکل کے خلاف ہے۔ غزالی، صوفیاء کے امام ہیں مگر وہ اس نقطہ نظر کی تردید کر رہے ہیں۔ اسلام میں اپنی سی کوشش کرنے کے بعد اللہ پر توکل کرنے کا حکم ہے۔

الفلاّحَ	کسان	الازدِرَاء	حوصلہ شکنی کرنا	الْحُمَقَى	بے وقوف، احمق
الْحَائِكُ	جولاہا، کپڑا بننے والا	أجرَاءٌ مُتَعَبِّدُون	غلام مزدور	وَالِهٌ	والهانه

وما فَهِمُوا (أي صحابة) مِن التوكّلِ المخاطرةِ بالروحِ وتَرْكِ الزادَ. بل كانوا يأخذون الزادَ وهم مُتوكِّلون على الله تعالى على لا الزادِ. وهذا ربّما يترُكُ الزادَ وهو متوكل على سَبَبٍ مِن الأسبابِ واتَّقَى به. وما مقامُ مِن المقاماتِ الْمُنجيَةِ إلاّ وفيها غرورٌ. وقد اعتبَرَها قومٌ. وقد ذَكرنَا مُدَاخِلَ الآفاتِ فيها رُبعُ المنجِيَاتِ فى الإحياءِ.

الفرقة الخامسة

وفرقة أخرى ضَيَّقَتْ على أنفسها أمرَ القُوتَ حتّى طلبتْ منه الحلالَ الخالصَ. وأهْمَلَتْ تفقّدَ القلبِ والجوارحِ فى غيْرِ هذه الخصلة الواحدة. ومنهم من أهْمل الحلالَ فى مطعمه وملبسه ومكسبه فيَتَعَمّقُ فى ذلك. ولم يَدرِ المسكينِ أنَّ الله تعالى لم يَرضِ من العبادِ إلا بالكمالِ فى الطاعاتِ، فمن اتّبَعَ البعضَ وأهْمَلَ البعضَ فهو مغرور.

الفرقة السادسة

وفرقة أخرى ادَّعَتْ حسنَ الْخُلقِ والتواضعِ والسَمَاحَة. وقصدُوا الخدمةَ للصوفيَة. فجَمَعُوا قومًا وتكلّفوا خِدمَتَهم. واتّخذوا ذلك شَبَكَةٌ لحطَامِ الدُنيا وجَمعًا للمال. وإنّما غرضُهم التكثيْر والتكبيْر. وهم يُظهِرُونَ أنّ غرضَهم الخدمةُ والتَبعِيَةُ. ثُم إنّهم يَجمعُون من الحرامِ والشُبهَات لِيَنفَقُوا عليهم، ليكثرَ أتباعُهم وينشُر بالخدمة اسْمُهم. وبعضُهم يأخُذُ من أموالِ السلطان ويُنفِقُ عليهم. وبعضهم يأخُذُها لينفقَ فى طريقِ الْحَجِّ على الصوفيةِ. ويزعم أنّ غرضَهم البِرُّ والإنفاقُ. وباعِثُ جَميعهم الرياءُ والسَمعَة. وذلك بإهْمالِهم لجميعَ أوامرِ الله تعالى ظاهرًا. ورِضَاهم بأخذ الحرامِ والإنفاق منه. ومثال ذلك: كالذى يُنفِقُ مالَه فى طريق الحاجّ. وكمن يُعَمِّرُ مسجدَ الله تعالى ويُطَيِّنُهُ بِالعَذرَةِ ويَزعَمُ أنّ قصدَه العمارة.

چیلنج! علمی اسلوب، ادبی اسلوب اور خطابی اسلوب میں کیا فرق ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی دو دو مثالیں اس سبق میں تلاش کیجیے۔

الآفاتِ	آفتیں، خطرات	حِطَامِ الدُنیا	دنیاوی خواہشات	یُطَیِّنُ	وہ پلستر کرتا ہے

الفرقة السابعة

وفرقة أخرى اشتغلتْ بالْمجاهدة وتَهذيبِ الأخلاق وتطهيْرِ النفس من عيوبها. وصارُوا يتعمّقون فيها. فاتّخذوا البحثَ عن عيوبِ النفسِ ومعرفة خداعِها علمًا وحرفةً لَهم. فهم فى جَميع الأحوالِ يشتغلونَ بالفحصِ عن عيوبِ النفس واستنباطِ دقيقِ الكلام فى آفاتها. فيقولون: هذا فى النفسِ عيبٌ. والغفلةُ فى كونه عيبًا عيب. ويشتغلون فيها بكلمات مُتلبِّسَة. وضيَّعُوا فى ذلك أوقاتَهم. وكأنّهم وقفُوا مع أنفسِهم. ولَم يشتغِلُوا بخالقِهم. فمثالُهم مثالُ من اشتَغَلَ بأوقاتِ الْحَجِّ وعَوَائِقِه. ولَم يَسلكْ طريقَ الحج. وذلك لَم يُغنِه عن الحجّ.

الفرقة الثامنة

وفرقةٌ أخرى جاوزتْ هذه المرتبة. وابتدَأُوا سُلُوكَ الطريق. وانفَتَحتْ لَهم أبوابُ المعرفة. فكلّما شَمُّوا من مُبَادِئِ المعرفة رَائِحَةً تُعجبُوا منها وفرِحُوا بها. وأعجَبُهم غرَاسُها. فتعلّقتْ قلوبُهم بالالتفاتِ إليها والتفكّرِ فيها، وفى كيَفيَةِ انفتاحِ بابِها عليهم، واشتِدَادِها على غيْرهم.

وكل ذلك غرورٌ. لأن عجائبُ طريقِ الله تعالى ليس لَها نِهايةٌ. فمن وَقَفَ مع كلّ أعجُوبَة. وتقيّدَ بِها قَصرَتْ خطاه. وحرَّمَ الوصولُ إلى المقصد. ومثاله مثالُ من قدّم على مَلك. فرَأَى بابُ مَيدَانه روضةٌ فيها أزهارٌ وأنوارٌ. ولَم يكنْ قد رَآها قبلَ ذلك. ولا رأى مثلَها. فوقَف يَنظُرُ إليها حتّى فاتَهُ الوقتُ الذى يُمكِنُهُ اللقاءَ بالْمَلك فانصَرَفَ خَائِبًا.

مطالعہ کیجیے! ریاکاری کیا ہے۔ یہ کسی مذہبی شخص کے اچھے اعمال کو کیسے تباہ کرتی ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0002-Ostentation.htm

آج کا اصول: چونکہ عربی میں کسی جماعت یا گروہ کو مونث سمجھا جاتا ہے، اس وجہ سے گروہ کے لئے عموماً واحد مونث کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

سُلُوكَ	سفر کرنا، داخل ہونا	حرفةً	پیشہ	عَوَائِق	رکاوٹیں

سبق 6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

پچھلے اسباق میں ہم نے تشبیہ اور مجاز کا مطالعہ کیا تھا۔ ہم یہ جان چکے ہیں کہ عربی میں الفاظ کو کس طرح مختلف معانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ مزید شکلیں یہ ہیں۔

تعمیر شخصیت
کسی نقطہ نظر کے صرف ایک پہلو کو دیکھنے کا نام تعصب ہے۔ اسلام نے ہمیں دشمنوں کے بارے میں تعصب سے بھی روکا ہے۔

مَجاز بالاستعارة

یہ مجاز کی ایک خاص قسم میں جس میں ایک لفظ کو معنوی مناسبت کے باعث دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مختلف معنی میں استعمال کرنے کے لئے لفظ کو ادھار لیا گیا ہے۔ مثلاً جاءَ أسَدٌ بالمَدرَسَة۔ یہاں لفظ "اسد" کو بہادری کے استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ایسے موقع پر لفظی ترجمہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ اسَد کا ترجمہ "ایک بہادر شخص" کرنا چاہیے کیونکہ لفظ "اسد" کو بہادر شخص کے معنی کے لئے ادھار لیا گیا ہے۔

اس استعارے کی وجہ یہ ہے کہ شیر کو اہل زبان بہادر سمجھتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ بہادری حقیقت میں بھی موجود ہو۔ جیسا کہ علم حیوانیات کی جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ شیر حقیقتاً بہادر نہیں ہوتا مگر اسے بہادری کے استعارے کے طور پر اس وجہ سے استعمال کیا جاتا ہے کہ اہل زبان اسے بہادر سمجھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح عربی اور اردو میں چاند کو خوبصورتی کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ اسی طرح ہر زبان کے لوگوں کے نزدیک "سورج طلوع ہوتا ہے" جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورج طلوع نہیں ہوتا ہے بلکہ زمین کا متعلقہ حصہ اس کے سامنے آجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے مجاز اور استعاروں کو سمجھنے کے لئے سائنسی حقیقتوں کی بجائے اہل عرب کی زبان میں اس استعارے کا استعمال دیکھنا چاہیے۔ بعض لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ وہ قرآن کے محاوروں اور استعاروں کو سائنس کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگ استعاروں کو سمجھنے میں ایک اور غلطی کرتے ہیں اور وہ یہ کہ یہ لوگ استعاروں کو الفاظ کے ظاہری مفہوم میں استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی غلطی ہے جیسے کوئی شخص اوپر دی گئی مثال میں یہ سمجھ بیٹھے کہ سچ مچ کوئی شیر اسکول میں آگھسا تھا۔

بعض اوقات، استعارہ کا استعمال زبان میں اتنا عام ہو جاتا ہے کہ حقیقی معنی میں اس لفظ کا استعمال ختم یا بہت کم ہو جاتا ہے۔ جیسے لفظ "متقی" کا معنی ہے محتاط شخص۔ اسے بطور استعارہ "خدا کے معاملے میں محتاط شخص" یا پرہیز گار کے معنی میں اتنا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے کہ اپنے اصل معنی میں اس کا استعمال بہت کم رہ گیا ہے۔ اسی طرح لفظ "فاسق" کا لغوی معنی ہے "کاٹنے والا"۔ لیکن یہ لفظ "سرکش گناہ گار" کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے کیونکہ گناہ گار خدا سے اپنا رشتہ کاٹتا ہے۔ یہ اپنے لغوی معنی میں بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔

استعارہ اور تشبیہ میں فرق یہ ہے کہ تشبیہ میں واضح الفاظ میں موازنہ موجود ہوتا ہے جبکہ استعارے میں ایسا نہیں ہوتا۔ جیسے زیدٌ کالأسَد تشبیہ ہے۔ اس کے برعکس زیدٌ أسَدٌ استعارہ ہے۔ استعارہ میں تشبیہ کی نسبت زیادہ زور ہوتا ہے کیونکہ اس سے مخاطب کے ذہن میں تصویر کشی کرنا مقصود ہوتا ہے گویا کہ زید شیر کی طرح نہیں بلکہ خود شیر ہے۔

مَجاز بالكنَايَة

"کنایہ" بھی مجاز ہی کی ایک قسم ہے جس میں ایک لفظ کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ استعارہ اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ استعارہ مکمل مجاز ہوتا ہے، اس میں حقیقت نہیں پائی جاتی ہے جبکہ کنایہ میں کچھ حقیقت بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے زیدٌ أسَدٌ محض استعارہ ہے، اس میں کوئی حقیقت نہیں کیونکہ زید حقیقتاً شیر نہیں ہے۔

کنایہ کا معاملہ مختلف ہے۔ جیسے مشہور عرب شاعرہ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کے بارے میں شعر ہے طویل النَجَادِ رَفِيعُ العمَاد: كَثيرُ الرَمَاد إذا ما شتَا (ان کی تلوار کا نیام طویل تھا، ان کے ستون اونچے تھے، اور سردی کے موسم میں ان کے ہاں راکھ بہت ہوتی تھی)۔ طویل النَجَاد میں بات حقیقی اور مجازی معنوں دونوں میں درست ہے۔ ان کی تلوار کا نیام حقیقتاً بھی لمبی ہو گی اور مجازی معنی میں وہ ان کے لمبے قد اور بہادری کی تعریف کر رہی ہیں۔ اسی طرح رَفِيعُ العمَاد حقیقی معنی میں بھی درست ہے کہ ان کے گھر کے ستون اونچے ہوں گے کیونکہ وہ اپنے قبیلے کے امراء میں سے تھے اور مجازی معنی بھی درست ہیں جس کا مطلب ہے کہ قبیلے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ كَثيرُ الرَمَاد سخاوت کو بیان کرنے کے لئے بہت ہی خوبصورت کنایہ ہے۔ بہت زیادہ راکھ ہونے کا مطلب ہے کہ ان کے ہاں غریبوں کے لئے بہت سا کھانا پکتا تھا۔ جب زیادہ کھانا پکے گا تو ان کے گھر کے صحن میں لکڑیوں کی راکھ بھی زیادہ ہو گی۔ یہ بھی حقیقی و مجازی دونوں معنی میں درست ہے۔

تعریض

تعریض کنایہ کی ایک خاص قسم ہے۔ جب کوئی شخص کسی پر تنقید کرنا چاہے مگر اسے کھلے الفاظ میں بیان بھی نہ کرنا چاہے تو اس کے لئے مجازی معنی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اسے تعریض کہتے ہیں۔ اس میں کسی حد تک طنز کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

یہاں لفظ فَبَشِّرْهُمْ میں تعریض ہے۔ اس کا معنی ہے خوشخبری سنا دو۔ جہنم کا عذاب ایک بری خبر ہے مگر اسے بطور تعریض اسے خوشخبری کہا گیا ہے۔

آج کا اصول: مرکب توصیفی میں صفت اور موصوف اپنی حالت (رفع، نصب، جر)، تذکیر و تانیث، تعداد اور الف لام ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے۔

مطالعہ کیجیے! غربت سے چھٹکارا کیسے پایا جا سکتا ہے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0004-Poverty.htm

سبق 6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کے ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرز پر استعارہ، کنایہ یا تعریض کا تجزیہ کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق وسباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي		تجزیہ
إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (3:21)	لفظ	بَشِّر
	معنى حقيقي	انہیں اچھی خبر سنادو
	معنى مجازي	انہیں بری خبر سنادو
	قسم	تعریض
	قرينة	عذاب کی خبر اچھی نہیں ہو سکتی۔
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (2:102)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَتَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (4:1)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

چیلنج! مجاز میں قرینہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی ایک مثال دیجیے۔

عربي	تجزیہ	
لا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ (2:228)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلاً ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيمٌ. (43:17)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً (17:24)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى (20:22)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

سبق 6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

عربي	تجزیہ	
أُحلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَام الرَّفَثُ إِلَى نسَائكُمْ هُنَّ لبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لبَاسٌ لَهُنَّ (2:187)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لبَاساً يُوَاري سَوْآتكُمْ وَريشاً وَلبَاسُ التَّقْوَى ذَلكَ خَيْرٌ (7:26)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ منْ الْخَيْط الأَسْوَد منْ الْفَجْر (2:187)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
يَسْأَلُونَكَ عَنْ الأَهلَّة قُلْ هيَ مَوَاقيتُ للنَّاس وَالْحَجِّ (2:189)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

سبق6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

عربي	تجزيه	
نَبَذَ فَرِيقٌ مِنْ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ. (2:101)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
أَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (6:122)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَآيَةٌ لَهُمْ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ (36:37)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ (36:52)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

سبق 6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

عربي	تجزیہ	
إِنَّا عَرَضْنَا الأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً (33:72)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ (54:13)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الأَمْرَ (10:3)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنْ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (32:16)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

سبق6A: استعارہ، کنایہ اور تعریض

عربي	تجزیہ	
وَبالْوَالدَيْن إحْسَانًا وَبذي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِين وَالْمَسَاكِين وَالْجَار ذي الْقُرْبَى وَالْجَار الْجُنُب وَالصَّاحب بالْجَنْب وَابْن السَّبيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (4:36)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (29:62)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	
وَلَئنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ منَ السَّمَاء مَاءً فَأَحْيَا به الْأَرْضَ منْ بَعْدَ مَوْتهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (29:63)	لفظ	
	معنى حقيقي	
	معنى مجازي	
	قسم	
	قرينة	

آج کا اصول: کسی بیماری کو بیان کرنے کے لئے الفاظ بِي، بِكَ، بِهِ استعمال ہوتے ہیں جیسے بِي صُدَاعًا (مجھے درد ہو رہی ہے)، بِكَ سُعَالٌ (تمہیں کھانسی ہے) وغیرہ۔

سبق 6B: جرح و تعدیل کے اصولوں کا عملی اطلاق

اس سبق میں ہم احادیث کی جرح و تعدیل کے اصولوں کا عملی اطلاق کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ہم ناصر الدین البانی (م ۱۹۹۹ء) کی کتاب کے کچھ اقتباسات کا مطالعہ کریں گے۔ ہم نے جان بوجھ کر ایسی ضعیف یا جعلی احادیث کا انتخاب کیا ہے جو عوام میں مشہور ہیں۔

تعمیر شخصیت
جب خوشی کا ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے۔ لیکن اکثر ہم بند دروازے پر افسوس میں اتنے مشغول ہوتے ہیں کہ کھلے دروازے کو دیکھ نہیں پاتے۔

13 – أهلُ الشامِ[1] سوطُ الله في أرضه ينتقِمُ بِهم مِمّن يشاءُ مِن عبادِه، و حرامٌ على منافِقيهم أنْ يظهَرُوا على مؤمنِيهم. و لا يَمُوتوا إلا غمًا و هَمًا.

ضعيف. أخرجه الطبْرانِي [2] في "الْمُعجَمِ الكبِيْر" (4163) مِن طريقَيْن: عن الوليد بن مسلم عن محمد بن أيوب بن ميسرة بن حلبس عن أبيه عن خريم بن فاتك الأسدي صاحبِ رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه سَمِعَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يقول: فذكره.

وهذا إسنادٌ ظاهرُه الصحة و لعلّه لذلك احتَجَّ به شيخُ الإسلام ابن تيمية [3] في فصلٍ له في "فضائل الشام" (ق 259 / 1 من مسودته) و ليس بصحيحٍ فإنّ له علّتَيْن:

الأولى: عَنْعَنَةُ [4] الوليد فإنّه يُدَلِّسُ تدليسَ التَسوِيَة. قال الذهبي في "الميزان": إذا قال الوليد: عن ابن جريج أو عن الأوزاعى فليس بمعتمد لأنّه يدلّس عن كذّابِيْنَ. فإذا قال : حدّثنا فهو حُجَّةٌ و قال الحافظ في "التقريب" : هو ثقةٌ لكنّه كثيْرُ التدليسِ و التسويةِ [5].

الأُخرى: الوقفُ [6]. فقَد رواه موقوفًا هيثم بن خارجة قال: حدثنا محمد بن أيوب به موقوفًا على خريْم.

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شام کے بعض متعصب لوگوں نے عراقیوں پر اپنی فضیلت کے اظہار کے لئے یہ حدیث گھڑی۔ (۲) طبرانی (م ۳۶۰ھ) مشہور محدث ہیں۔ انہوں نے المعجم الکبیر کے نام سے احادیث کا بڑا مجموعہ لکھا۔ (۳) ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) شام کے ایک بڑے عالم تھے۔ (۴) عنعنہ ایسی حدیث کو کہتے ہیں جو لفظ "عن" کے ساتھ روایت کی گئی ہو۔ چونکہ یہ عمومی لفظ ہے، اس لئے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ راوی نے اس حدیث کو خود سنا ہے یا وہ سنے بغیر ہی روایت کر رہا ہے۔ (۵) تدلیس کا مطلب ہے کہ لفظ "عن" استعمال کر کے ناقابل اعتماد راوی کا نام چھپایا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حدیث کو قابل قبول بنایا جائے۔ اگر کوئی شخص تدلیس کے لئے مشہور ہو تو اس کی عنعنہ روایتوں کو قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ (۶) وقف کا مطلب ہے کہ سند ٹوٹی ہوئی ہے یعنی کسی شخص پر پہنچ کر سند ختم ہو جاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل نہیں ہے۔

أخرجه أحْمد (3 / 498) و سندُه صحيح، و أوهَمَ ابنُ تيمية أنّه مرفوعٌ و ليس كذلك. و الحديثُ أورَدَهُ الْمُنذَرِيُّ في "الترغيب و الترهيب" (4 / 63) و قال : رواه الطَبَرانِيّ مرفوعًا و أحْمد موقوفًا و لعلّه الصواب، و رواتُهما ثقات.

17 – "مَن أذنَبَ و هو يَضحِكُ دخل النارَ و هو يُبكِي."[1]

موضوع. أخرجه أبو نعيم[2] أيضا (4 / 96) من طريق: عمر بن أيوب حدثنا أبو إبراهيم الترجُمان حدثنا محمد بن زياد اليشكري بإسناده المتقدم.

و هو من الأحاديث التي سَوَّدَ بِها السيوطي أيضا كتابه "الجامع الصغير" و قال: شارحَهُ المناوي: و فيه عمر[3] بن أيوب قال الذهبي : جَرَّحَهُ ابنُ حبان.

قلتُ: و عمرُ هذا الظاهرُ أنّه الْمُزنِي[4] وهاه الدارقطني كما في "الميزان" و "لسانه" فالحمل في الحديث على اليشكري أولى . ثُم رأيتُه في "الحلية"[5] (6 / 185) عن بكر بن عبد الله المزني من قوله و هو الأشبه . و من أحاديثُ هذا الكذّاب أيضا .

36 – "حبُّ الوطنِ مِن الإيْمان."[6]

موضوعٌ. كما قال الصغانِي (ص 7) و غيْرُه. و معناه غير مستقيم إذ إن حب الوطن كحب النفس و المال و نَحوه ، كل ذلك غريزي في الإنسان لا يَمدَحُ بِحبّه و لا هو من لوازمِ الإيْمانِ. ألا تَرى أنّ الناسَ كلّهم مشتركون في هذا الْحُبّ. لا فرقَ في ذلك بين مؤمنِهم و كافرهم؟

(۱) یہ حدیث لوگوں کو گناہوں سے روکنے کے لئے وضع کی گئی تھی۔(۲) ابو نعیم (م ۴۳۰ھ) محدث ہیں۔ (۳) ایک مشہور کذاب جو احادیث وضع کرتا تھا۔(۴) قبیلہ بنو مزینہ سے تعلق رکھنے والا۔(۵) ابو نعیم کی کتاب "حلیۃ الاولیاء"۔(٦) یہ حدیث کسی قوم پرست نے وضع کی ہے۔ البانی نے اسے عقلی بنیادوں پر مسترد کیا ہے۔ ہر مسلم اور غیر مسلم اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ اس کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔

مرفوعًا	جس کی سند نبی تک پہنچتی ہو	موضوع	گھڑی ہوئی، وضع کی گئی، جعلی	غريزي	جبلت سے متعلق
موقوفًا	جس کی سند صحابی تک پہنچتی ہو	جَرَّحَهُ	اس نے اس پر تنقید کرکے اسے ناقابل اعتماد قرار دیا		

سبق 6B: جرح وتعدیل کے اصولوں کا عملی اطلاق

کیا آپ جانتے ہیں؟ حدیث کے مستند ہونے کو چیک کرنے کا طریق کار یہ ہے:

- حدیث کے معانی میں غور کیجیے۔ اگر یہ واضح طور پر قرآن مجید، دیگر صحیح احادیث یا عقل عام کے خلاف ہو، تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں ضرور کسی راوی سے بات کو روایت کرنے میں غلطی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر حدیث میں ایسی کوئی بات نہ ہو تو پھر اگلے مراحل پر عمل کیا جاتا ہے۔
- اس بات کا جائزہ لیجیے کہ اس حدیث پر پہلے بھی کبھی کسی نے تحقیق کی ہے۔ اگر کوئی تحقیق پہلے سے موجود ہو تو پھر حدیث کے مستند ہونے یا نہ ہونے کا تعین کرنا آسان کام ہے۔
- اگر اس سے پہلے حدیث پر تحقیق نہ ہوئی ہو تو پھر آپ کو تحقیق کرنا ہو گی۔ سب سے پہلے تو حدیث کی مختلف کتابوں میں اس حدیث کے طرق تلاش کیجیے۔ طرق سے مراد اس کی مختلف اسناد ہیں۔
- حدیث کے راویوں کی ایک فہرست تیار کیجیے۔
- جرح وتعدیل کی کتابوں میں سے ہر راوی کے حالات زندگی نکال کر دیکھیے اور یہ بھی دیکھیے کہ ائمہ جرح وتعدیل کی اس راوی کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اگر کسی سند میں ایک راوی بھی ناقابل اعتماد ہے تو وہ پوری سند ہی ضعیف قرار پائے گی۔ اگر اس حدیث کی ہر ہر سند میں کوئی ضعیف راوی موجود ہے تو یہ تمام اسناد ضعیف قرار پائیں گی۔ اگر یہ ضعف شدید نہ ہو تو مختلف ضعیف سندیں مل کر حدیث کو "حسن لغیرہ" کے درجے تک پہنچا دیتی ہیں۔

محدثین عام طور پر پہلے مرحلے کے علاوہ باقی مراحل سر انجام دیتے ہیں۔ وہ یہ کام فقہاء کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ جھوٹی حدیث گھڑ کر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ بد قسمتی سے بہت سے لوگوں نے مختلف وجوہات کی بنیاد پر یہ گناہ کیا۔ ان میں سے اہم وجوہات یہ ہیں:

- بعض لوگ اپنے فرقے کے عقائد و نظریات کو پھیلانے کے لئے حدیث وضع کیا کرتے تھے۔
- بعض لوگوں نے اسلام مخالف نظریات کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے احادیث وضع کیں۔
- بعض مصلحین لوگوں کو نیک اعمال جیسے تلاوت، ذکر وغیرہ کی ترغیب دلانا چاہتے تھے۔ چونکہ احادیث سے لوگوں کو آسانی سے نیکی کی طرف مائل کیا جا سکتا تھا، اس وجہ سے انہوں نے احادیث گھڑنا شروع کر دیں۔
- مخصوص شخصیات کی عقیدت میں احادیث وضع کی گئیں۔
- بعض افراد نے حکمت و دانش کی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیں۔
- بعض لوگوں نے اپنی پراڈکٹس کی مارکیٹنگ کے لئے احادیث وضع کیں۔
- بعض افراد نے کسی گروہ یا قوم کے حق میں یا اس کے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے احادیث وضع کیں۔

24 – "مَن خَرَجَ من بيته إلى الصلاة فقال: اللّهم إنّي أسأَلُك بحقِّ السائلِيْنَ عليك، و أسأَلك بِحقّ مَمشَاي هذا، فإنّي لَم أخرجْ أَشَرًا و لا بَطَرًا ..." أقبَلَ اللّٰهُ عليه بوجهِه واستغفَرَ له ألفُ مَلَك."

ضعيف. أخرجَهُ ابن ماجه (1 / 261 – 262) و أحْمد (3 / 21) و البُغوي في "حديث علي بن الجعد" (9 / 93 / 3) و ابن السنِي (رقم 83) مِن طريقِ فُضَيل بن مرزوق عن عطية العوفِي عن أبِي سعيد الْخدري مرفوعا به.

و هذا سندٌ ضعيفٌ من وجهيْنِ. الأول: فضيل بن مرزوق وثَقَّهَهُ جماعةٌ و ضَعَّفَهُ آخرون. و قولُ الكوثري فِي بعضِ "مقالاته" (393) : و قال أبو حاتِم: ضعيفُ الحديثِ، و لَم يضعفْه سواه و جَرَّحَهُ غيْر مفسَّرٍ [1]، بل وثقّه البستِي.

الوجه الثاني في تَضعيف الحديث: أنّه من رواية عطيةُ العوفِي، و هو ضعيف أيضا. قال الحافظُ فِي "التقريب": صدوقٌ [2] يُخطِيءُ كَثيْرًا كان شِيعِيًّا مُدَلِّسًا....

أمّا تدليسُه، فلابُدّ مِن بيانه هاهُنا لأنّ به تَزُولُ شبهةً يأتِي حكايتُها. فقال ابن حبّان [3] في "الضعفاء" ما نَصَّه: سَمِعَ من أبِي سعيد أحاديثٌ فلمّا مَاتَ، جَعَلَ يُجَالِسُ الكلبِي [4]، يَحضُرُ بصِفَتِه. فإذا قال الكلبِيّ : قال رسول اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كذا، فَيحفَظُه. وكَنَّاهُ أبا سعيدٍ و يَروِي عنه. فإذا قِيل له: من حدَّثَك هذا؟ فيقول: حدثنِي أبو سعيد فيَتَوَهَّمُون أنه يُريد أبا سعيد الخدري، و إنّما أرادَ الكلبِي. قال: لا يَحلُّ كتبَ حديثه إلا على التَعجُّب.

(۱) جرح غیر مفسر کا معنی ہے کہ جرح و تعدیل کا کوئی ماہر کسی راوی کو نا قابل اعتماد تو قرار دے مگر اس کی وجہ بیان نہ کرے۔ (۲) صدوق کا مطلب ہے کہ راوی سچا تو ہے مگر غلطیاں کرنے کے باعث نا قابل اعتماد ہے۔ ایسا راوی کذاب سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔ (۳) ابن حبان (م ۳۵۴ھ) ایک محدث ہیں جنہوں نے صرف صحیح احادیث پر مشتمل کتاب لکھنے کی کوشش کی۔ یہ صحیح ابن حبان کے نام سے مشہور ہے۔ (۴) محمد بن سائب الکلبی (م ۱۴۶ھ) مشہور کذاب ہے جو سیاسی مقاصد کے لئے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

مَمشَاي	میرا راستہ	أَشِرًا وبَطَرًا	خوش اور غمگین	ثَقَّهَ	اس نے قابل اعتماد قرار دیا

25 – "لَما اقتَرَفَ آدمُ الخطيئَةَ، قال : "يا ربّ! أسألُك بحقِّ مُحمد لما غَفرتَ لِي." فقال الله: "يا آدمُ! و كيف عرفْتَ محمدًا و لَم أخلقْه؟" قال: "يا ربّ! لَما خلقْتَني بيدِك، و نَفَخْتَ فِي من رُوحك، رَفَعتُ رَأسِي، فرأيتُ على قوائمِ العرشِ مكتوبًا: لا إله إلا الله محمد رسول الله. فعلمتُ أنّك لَم تُضفْ إلى اسْمك إلا أَحَبَّ الخَلقِ إليك." فقال الله: "صَدَقْتَ يا آدم! إنّه لأحبّ الخلق إلَيَّ. ادعُنِي بِحقّه فقد غفرتَ لك، و لولا محمدٌ ما خلقتُكَ."[1]

موضوع. أخرجه الحاكم [2] في "المستدرك" (2 / 615) و عنه ابن عساكر [3] (2/323/2) و كذا البيهقي [4] فِي باب ما جاء فيما تُحدّث به صلى الله عليه وسلم بنعمةِ ربّه مِن "دلائل النبوة" (5 / 488) مِن طريق: أبِي الحارث عبد الله بن مسلم الفهري، حدثنا إسماعيل ابن مسلمة، نبأنا عبد الرحْمن بن زيد بن أسلم عن أبيه عن جده عن عمر بن الخطاب مرفوعا.

وقال الحاكم: "صحيحُ الإسنادِ. و هو أوّل حديث ذكرتُه لعبدِ الرحْمن بن زيد بن أسلم في هذا الكتاب. فتَعَقَّبَهُ الذهبِي [5] بقوله: "بل موضوعٌ ، و عبد الرحْمن واهٍ، و عبد الله بن مسلم الفهري لا أدري من هو. قلتُ: و الفهري هذا أورَدَهُ فِي "ميزان الاعتدال [5]" لهذا الحديث و قال: خَبَرٌ باطلٌ. رواه البيهقي في "دلائل النبوة" و قال البيهقي: تفرَّدَ به عبد الرحْمن بن زيد ابن أسلم و هو ضعيف .

قلت: و الذي قبله هو عبد الله بن مسلم بن رشيد ، ذكره ابن حبان فقال: مُتَّهَمٌ بوضعِ الحديث. يَضَعُ على ليث و مالك و ابن لَهيعة. لا يَحلّ كتبَ حديثِه. و هو الذي روى عن ابن هدبة نسخةً كأنّها معمولةٌ.... و الحديث أخرجه الطبَرانِي في "المعجم الصغيْر" (207) من طريق أُخرى عن عبد الرحْمن بن زيد ثُم قال : لا يُروِي عن عمرَ إلا بِهذا الإسناد.

(۱) یہ حدیث کسی احمق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کرنے کے لئے گھڑی ہے۔ آپ کی فضیلت خود قرآن نے بیان کی ہے، اس کے لئے کسی جعلی حدیث کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) حاکم (م ۴۰۵ھ) محدث ہیں جنہوں نے بخاری و مسلم کی شرائط پر احادیث جمع کرنے کی کوشش کی جس میں وہ اپنی نرمی کے باعث ناکام رہے۔ (۳) ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) محدث ہیں۔ (۴) بیہقی (م ۴۵۸ھ) مشہور محدث ہیں۔ (۵) ذہبی (م ۷۴۸ھ) جرح وتعدیل کے مشہور ماہر اور حدیث کے شارح ہیں۔

لَم تُضفِ	اس کو متعلق نہیں کیا گیا	مُتَّهَمٌ	تہمت یافتہ، الزام یافتہ	يَضَعُ على	وہ جھوٹ گھڑتا ہے

32 – "الدُنيا حرام على أهلِ الآخرة، و الآخرة حرامٌ على أهل الدنيا، و الدنيا و الآخرة حرامٌ على أهل الله."[1]

موضوع. و هو من الأحاديث التي شَوَّهَ بمثلها السيوطي [2] "الجامع الصغيْر" وعَزَاه للديلمى [3] فِي "مسند الفردوس" عن ابنِ عباس. و قد تَعَقَّبَهُ الْمُناوي [4] بقوله: و فيه جبلة بن سليمان أورَدَهُ الذهبِي في "الضعفاء" و قال: قال ابن مُعيْن [5]: ليس بثقة.

قلتُ: حري بِمن روى هذا الْخبَرَ أن يكونَ غيْر ثقة، بل هو كذّابٌ أشَرّ ، فإنّه خبَرٌ باطلٌ لا يَشُكُّ فِي ذلك مؤمنٌ عاقلٌ. إذ كيف يُحرّم رسولُ الله صلى الله عليه وسلم على المؤمنين أهلِ الآخرة ما أبَاحَهُ الله تعالى لَهم من التَمَتُّعِ بالدنيا و طيّباتِها كما في قوله عز وجل:

"هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً." و قوله : "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنْ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ."

ثُم كيف يَجُوزُ أن يُقال: إنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم حَرَّمَ الدنيا و الآخرة معا على أهلِ الله تعالى و ما أهلُ الله إلاّ أهلَ القرآن القائميْن به و العاملين بأحكامه، و ما الآخرة إلا جَنَّة أو نار، فتحريْمُ النارِ على أهل الله مما أخبَرَ به الله تعالى، كما أنّه تعالى أوجَبَ الجنةَ للمؤمنين به، فكيف يقولُ هذا الكذّاب: أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم حرّم عليهم الآخرة و فيها الجنة التِي وُعِدَ الْمُتقون.

و الذي أرَاهُ إنّ واضعُ هذا الحديث هو رجُلٌ صوفِيٌ جاهلٌ أراد أن يُبثَّ فِي المسلمين بعضُ عقائدَ المتصوِّفَة الباطلة التي منها: تَحريْمُ ما أحلَّ الله بدَعوَى تَهذيبِ النَفسِ كأنّ ما جاءَ به الشارعُ الحكيمُ غيْرُ كافٍ فِي ذلك حتّى جاءَ هؤلاءِ يستدرِكُونَ على خالَقِهم سبحانَه وتعالى!

(۱) یہ حدیث مسلمانوں میں راہبانہ تصورات پھیلانے کے لئے وضع کی گئی ہے جو کہ اسلام میں سختی سے منع ہیں۔ (۲) جلال الدین سیوطی (م ۹۴۹ھ) قرآن و حدیث کے مشہور شارح ہیں۔ (۳) دیلمی (م ۵۵۸ھ) محدث ہیں۔ (۴) ایک محدث اور رجال کے ماہر ہیں۔ (۵) ابن معین (م ۳۲۵ھ) جرح وتعدیل کے ماہر ہیں۔

شَوَّهَ	اس نے الزام لگایا	تَعَقَّبَ	اس نے تنقید کی	الْمتصوِّفَة	صوفی
عَزَاه	اس نے تقویت دی	أن يُبِثَّ	پھیلانا		

47 – "مَن حَجَّ فزَارَ قَبرِي بعدَ مَوتِي، كان كمن زارَنِي فِي حياتِي."[1]

موضوع. أخرجه الطبرانِي فِي "المعجم الكبيْر" (2/203/3) و في "الأوسط" (2/126/1) من "زوائد المعجمين : الصغير و الأوسط") و ابن عدي في "الكامل" و الدارقطني في "سننه" (ص 279) و البيهقي (5 / 246) و السلفي في "الثاني عشر من المشيخة البغدادية" (2/54).

كلّهم مِن طريقِ حفص بن سليمان أبي عمر عن الليث بن أبي سليم عن مجاهد عن عبد الله بن عمر مرفوعا به و زاد ابن عدي: "و صحبَنِي." قلتُ: و هذا سندٌ ضعيفٌ جِدًّا، و فيه علّتان: الأولى: ضُعفُ ليث بن أبي سليم، فإنّه كان قد اختَلَطَ... الأخْرى: أنّ حفص بن سليمان هذا و هُو القارئُ و يُقال له الغاضري: ضَعيفٌ جدّا كما أشَارَ إليه الحافظُ ابن حجرٍ بقوله في "التقريب" : متروكُ الحديث و ذلك لأنه قد قال فيه ابن معين: كان كذّابا كما في "كامل" ابن عدي. و قال ابن خراش: كذّاب يَضَعُ الحديث و قد تفرَّدَ بِهذا الحديث كما قال الطبرانِي و ابن عدي و البيهقي و قال: "و هو ضعيف." وقال ابن عدي بعد أنْ ساقَ الحديث في أحاديث أخرى له: و عامة حديثه غير محفوظ .

ثُم وقفتُ على متابِعٍ لحفص بن سليمان: فقال الطبراني في "الأوسط" (2/126/1) من "زوائد المعجمين": "حدثنا أحْمد بن رشدين حدثنا علي بن الحسن بن هارون الأنصارى حدثنِي الليث ابن بنت الليث بن أبي سليم حدثتْنِي عائشة بنت يونس امرأة الليث ابن أبي سليم عن ليث بن أبي سليم به" و قال: لا يروى عن الليث إلا بِهذا الإسناد تَفَرَّدَ به علي .

قلت: و لَم أجد له ترجَمَةٌ، و مثله الليث ابن بنت أبي الليث و امرأته عائشة لَم أجدْ من ذكرِها، و بِها أعَلَّ الْهيثَمِي الحديث في "الْمجمع" (2/4) فقال: لَم أجدْ من ترجَمها و هذا إعلالٌ قاصرٌ لما علمتَ مِن حال من دونِها. ثُم إن شيخَ الطبَراني فيه أحْمد بن رشدين. قال ابن عدي: كذَّبوه، و أنكَرتْ عليه أشياء. و ذكر له الذهبِيّ أحاديث مِن أباطِيله.

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر جا کر درود و سلام پڑھنا ایک عمدہ عمل ہے مگر لوگوں نے اس پر بھی حدیثیں وضع کیں۔

متابِع	وہ حدیث جو دوسری سند سے روایت ہوئی ہو	تَفَرَّدَ به	وہ اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہے یعنی کوئی اور اسے بیان نہیں کرتا	ترجَمَةٌ	حالات زندگی

49 – "مَن زَارَ قبْرَ أبوَيهِ أو أحدهِما فِي كلّ جُمعةٍ، غُفِرَ له و كُتِبَ برًا."

موضوع. أخرجه الطبَراني[1] في "الصغيْر" (ص 199) و في "الأوسط" (1/84/1 ــ من "زوائد المعجمين"). و عنه الأصبهانِي فِي "الترغيب" (2/228) مِن طريقِ محمد بن النعمان بن عبد الرحمن عن يحيَى بن العلاء البجلي عن عبد الكريم أبي أمية عن مجاهد عن أبي هريرة مرفوعًا و قال: "لا يُروَى عن أبي هريرة إلا بِهذا الإسناد."

قلتُ : و هو موضوعٌ : محمد بن النعمان هذا قال في "الميزان"[2] و تبعه في "اللسان"[3]: مجهولٌ. قالَه العقيلي و يحيَى "متروك".

قلت: و يحيَى هذا مجمع على ضعفه، و قد كذَّبه وكيعٌ. و كذا أحْمد فقال: كذّاب يَضَعُ الحديثَ. و قال ابن عدي : "والضعف على رواياته بيّنٌ، و أحاديثُه موضوعات.

و شيخُه عبد الكريم أبي أمية هو ابن أبي المخارقِ ضعيفٌ أيضًا و لكنّه لَم يُتَّهَمْ، و لذلك لَم يَصِبْ الحافظ الهيثمي حين أعَلَّ الحديث به فقط، فقال (60/3) : رواه الطبَراني في "الأوسط" و "الصغير"، و فيه عبد الكريم أبو أمية و هو ضعيف .

و أما شيخه العراقي، فقد أعلّه في "تَخريجِ الإحياء" (418/4) بما نقلتُه آنفًا عن "الميزان" فأصَابَ و كذلك أخطأ السيوطي فِي "اللآلِيء" حيث قال (234/2) حيث قال: "عبد الكريم ضعيف، و يَحيَى بن العلاء و محمد بن النعمان مجهولان." فإنّ يَحيَى بن العلاء ليس بالْمجهولِ، بل هو معروفٌ و لكنّ بالكذبِ!

(۱) طبرانی کے حدیث کے تین مجموعے تیار کیے: المعجم الصغير، المتوسط، الكبير(۲) میزان الاعتدال حدیث کے راویوں سے متعلق ایک انسائکلوپیڈیا ہے جو ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے تیار کیا۔(۳) لسان المیزان رجال کا ایک اور انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں میزان الاعتدال کی ترتیب کو بہتر کیا گیا ہے۔اس کے مصنف ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) ہیں۔

چیلنج! استعارہ اور تشبیہ میں کیا فرق ہے؟ دونوں کی ایک ایک مثال دیجیے۔

متروك	ناقابل اعتماد راوی جو جھوٹ نہ گھڑتا ہو	لَم يُتَّهَمْ	اس پر الزام نہیں ہے	أعَلَّ	اس نے کمزوری بیان کی

56 – "لولا النساء لعُبِدَ اللّٰہ حَقًّا حَقًّا."[1]

موضوع. و له طريقان: الأول: عن محمد بن عمران الْهمذانِي ، أنبأنا عيسى بن زياد الدورقي، صاحب ابن عيينة، قال: حدثنا عبد الرحيم بن زيد العمي عن أبيه عن سعيد بن المسيب عن عمر بن الخطاب مرفوعًا. أخرجه ابن عدي (ق 312 / 1) و قال : هذا حديث منكرٌ. و لا أعرِفُه إلا من هذا الوجه، و عبد الرحيم بن زيد العمي أحاديثه كلها لا يتابعه الثقات عليه .

قلت: و قال البخاري [2]: "تركوه." و قال أبو حاتم [3]: "يُترَكُ حديثُه، منكرُ الحديث. كانَ يُفسِدُ أبَاه يُحدِّثُ عنه بالطامات." و قال ابن معين: "كذّابٌ خبيثٌ." قلتُ: و أبوه زيدٌ ضعيفٌ..."

و الحديثُ أورَدَهُ ابنُ الجوزي [4] فِي "الموضوعات" (255/2) مِن طريق ابن عدي. ثُم قال: "لا أصلَ له، عبد الرحيم و أبُوه مترُوكَان، و محمد بن عمران منكر الحديث."...

هو الطريق الآخر: عن بشر بن الحسين عن الزبيْر بن عدي عن أنس مرفوعا بلفظ: "لولا النساء دخل الرجال الجنة." رواه أبو الفضل عيسى بن موسى الْهاشِمي في "نسخة الزبيْر بن عدي" (2/55/1)، و أبو نعيم في "أخبار أصبهان" (30/2) و الثقفي في "الثقفيات".

قلتُ: و "بشر" هذا متروكٌ يَكذِبُ... و مِن طريقه رواه الديلمي في "مسند الفردوس" بلفظ: "لولا النساء لعبد اللّٰہ حق عبادته" كما فِي "فيض القدير." و قد اقتَصَرَ السيوطي فِي ترجُمة بشر هذا على قوله عقب الحديث. "متروك" فتعقبه ابن عراق [5] في "تنْزيه الشريعة" (204/2): "بل كذّابٌ وَضّاعٌ فلا يُصلِحُ حديثَه شاهِدًا."

(۱) یہ حدیث کسی شاؤونسٹ نے وضع کی ہے تاکہ خواتین کے مقابلے میں مردوں کی برتری دکھائی جائے۔ (۲) بخاری (م ۲۵۶ھ) صرف محدث ہی نہیں بلکہ جرح وتعدیل کے ماہر بھی تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے تاریخ الکبیر کے نام سے کتاب لکھی۔ (۳) ابن حاتم (م ۲۷۷ھ) جرح وتعدیل کے بڑے ماہر تھے۔ (۴) ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) حدیث کی جانچ پڑتال کے بڑے ماہر تھے۔ (۵) ابن عراق (م ۹۶۳ھ) حدیث اور جرح وتعدیل کے ماہر تھے۔

منكرٌ	ناقابل اعتماد حدیث	وَضّاعٌ	بہت حدیث گھڑنے والا	شاهِدًا	حدیث جو دوسری کی تائید کر رہی ہو

57 – "اختلافُ أمَّتِي رحْمةٌ."[1]

لا أصلَ له. و لقد جَهَدَ الْمحدِّثون فِي أن يقِفُوا له على سندٍ فلم يُوفَقُوا. حتّى قال السيوطي في "الجامع الصغيْر": "ولعلّه خَرَجَ فِي بعضِ كُتُبِ الْحُفَّاظ التِي لَم تَصِلُ إلينا." و هذا بعيدٌ عندي، إذ يَلزِمُ منه أنّه ضَاعٌ على الأمة بعضَ أحاديثه صلى الله عليه وسلم. و هذا مما لا يُليقُ بمسلمٍ اعتقادُه. ونَقَلَ المناوي عن السبكي أنه قال : و ليس بِمعروفٍ عند الْمحدثين، و لَم أقفْ له على سندٍ صحيحٍ و لا ضعيفٍ و لا موضوعٍ....

58 – "أصحابِي كالنُجُومِ، بأيّهم اقتديتُم اهتديتُم."[2]

موضوع . رواه ابن عبدِ البرّ في "جامع العلم" (91/2) و ابن حزم فِي "الإحكام" (82/6) من طريق سلام بن سليم قال: حدثنا الحارث بن غصين عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر مرفوعا به. و قال ابن عبد البر: "هذا إسناد لا تقوم به حجة لأن الحارث بن غصين مجهول."

و قال ابن حزم : "هذه روايةٌ ساقطةٌ، أبو سفيان ضعيف، و الحارث بن غصين هذا هو أبو وهب الثقفي، و سلام بن سليمان يَروِي الأحاديثَ الموضوعةَ و هذا منها بلا شكٍّ."

قُلتُ: الْحملُ فِي هذا الحديثِ على سلام بن سليم و يقال :ابن سليمان و هو الطويل أولى فإنّه مجمع على ضُعفه ، بل قال ابن خراش : "كذاب." و قال ابن حبان: "روى أحاديث موضوعة." و أما أبو سفيانَ فليس ضعيفًا كما قال ابن حزم، بل هو صَدُوقٌ كما قال الحافظ في "التقريب"، و أخرج له مسلم في "صحيحه". و الحارث بن غصين مجهول كما قال ابن حزم، و كذا قال ابن عبد البر و إن ذكره ابن حبان في "الثقات"، و لِهذا قال أحْمد: لا يَصِحُّ هذا الحديث كما فِي "المنتخب" لابن قدامة (2/199/10).

(۱) یہ حدیث لوگوں کی زبانوں پر عام ہے مگر یہ حدیث کے کسی بھی مجموعے میں نہیں ملتی۔ نہ تو اس کی کوئی سند ہے اور نہ بنیاد۔
(۲) اس حدیث کے وضع کرنے کا مقصد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کو بیان کرنا تھا۔ اس کے مقابلے پر بعض لوگوں نے "اصحابی" کی بجائے "اہل بیتی" کا لفظ لگا کر اسے مشہور کر دیا۔

لا تقوم به حجة	اس سے حجت قائم نہیں ہوتی	صَدُوقٌ	سچا (مگر بہت قوی نہ ہو)	هَرَاءٌ	بے عقلی

و أمّا قولُ الشعراني في "الميزان" (28/1) : و هذا الحديث و إنْ كان فيه مقالٌ عند الْمحدّثيْن، فهو صحيحٌ عند أهلِ الكشف[1]، فباطلٌ و هَرَاءٌ لا يَتَلَفَّتُ إليه! ذلك لأنّ تصحيحَ الأحاديث من طريقِ الكشف بِدعةٌ صوفية مُقيتَة. و الاعتمادُ عليها يُؤَدِّي إلى تصحيحِ أحاديث باطلة، لا أَصلَ لَها. كهذا الحَديث لأن الكَشفَ أحسَنُ أحواله: إنْ صَحَّ، أن يكونَ كالرأيِ، و هو يُخطِيءُ و يُصيبُ. و هذا إنْ لَم يُداخِلُه الْهَوى، نسأَلُ اللهَ السلامةَ مِنه، و من كلّ ما لا يَرضِيه.

62 – "أهلُ بيتِي كالنجومِ، بأيّهم اقتديتُم اهتديتُم."

موضوع. و هو في نسخةِ أحْمد بن نبيط الكذاب، و قد وقفتُ عليها، و هي من رواية أَبِي نعيمٍ الأصبهاني قال: حدثنا أبو الحسن أحْمد بن القاسم بن الريان المصري المعروف باللكي، بالبصرةَ فِي نَهر دبيس قراءة عليه في صفر سنة سبع و خَمسين و ثلاث مئة، فأقرّ به قال، أنبأنا أحْمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط أبو جعفر الأشجعي بِمصر سنة اثنتين و سبعين و مئتين قال – حدثني أبي إسحاق بن إبراهيم ابن نبيط ، قال : حدثني أبي إبراهيم بن نبيط عن جده نبيط بن شريط مرفوعا .

قلت : فذَكَرَ أحاديثٌ كثيْرةٌ هذا منها (ق 2/158) ، و قد قال الذهبِي في هذه النسخة : "فيها بلايَا! و أحْمد بن إسحاق لا يُحِلّ الاحتجاجُ به فإنّه كذّاب." و أقرّه الحافظ في "اللسان".

قلتُ : و الراويُ عنه أحْمد بن القاسم اللكي ضعيف. و الحديث أورده ابن عراق في "تنْزيه الشريعة" (419/2) تبعًا لأصله ذيل "الأحاديث الموضوعة" للسيوطي (ص 201) وكذا الشوكانِي في "الفوائد الْمجموعة في الأحاديثِ الموضوعةِ" (ص 144) نقلاً عن "المختصر".

(۱) صوفیاء کا عام رجحان ہے کہ وہ اپنے خوابوں اور کشف کی بنیاد پر نقطہ ہائے نظر قائم کرتے ہیں۔ ان کا دعوی ہے کہ وہ خواب یا کشف میں اللہ تعالی سے براہ راست ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ دوسری طرف یہ لوگ ختم نبوت پر بھی ایمان رکھ کر اللہ تعالی سے براہ راست تعلق کے خاتمے کے قائل بھی ہیں۔ اسلام کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے نہ کہ کسی خواب پر۔ کسی خواب یا کشف کی بنیاد پر اسلام میں کوئی کمی یا اضافہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

الکشفِ	خواب یا جاگتے میں کچھ دیکھنا	مُقِیتَةٍ	قابل نفرت	الاحتجاجُ	دلیل پکڑنا، حجت بیان کرنا

203 – "مَن صلّى عليَّ عند قبْري سَمِعتُهُ، و من صلّى عليّ نائِيًا وُكِلَ بِها مَلَكٌ يُبَلِّغُني، وكُفِيَ بِها أمرَ دُنيَاهُ و آخرتِه، و كُنتُ له شهيدًا أو شفيعًا."[1]

موضوعٌ بِهذا التمام. أخرجَه ابن سَمعون في "الأمالي" (2/193/2) و الْخطيبُ في "تارِيْخه" (3/291 – 292) و ابن عساكر (16/70/2) من طريقِ محمد بن مروان عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة مرفوعا. و أخرج طرفَهُ الأول أبو بكر بن خلاد في الْجزء الثاني من حديثه (2/115) و أبو هاشم السيلقي فيما انتقَاهُ على ابن بشرويه (6 / 1) و العقيلي في "الضعفاء" (4 / 136 ــ 137) و البيهقي في "الشعب" (2 / 218).

و قال العقيلي : لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بِمحفوظ، و لا يُتَابعُه إلا مَن هو دونَه." يعنِي ابن مروانِ هذا. ثُم روى الخطيبُ بإسناده عن عبد الله بن قتيبة قال: سألتُ ابنُ نُمَيْر عن هذا الحديث؟ فقالً: "دع ذا ، محمد بن مروان ليس بشيء."

قلتُ: و من طريقه أورَدَه ابن الجوزي في "الموضوعات" (1 / 303) من رواية العقيلي، ثُم قال: لا يَصِحُّ محمد بن مروان هو السُدِّي الصغيْر كذّاب. قال العقيلي: لا أصلَ لِهذا الْحديث. وتَعقَّبَهُ السيوطيُّ في "اللآليء" (1 / 283) بقولِه : "قلت : أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" من هذا الطريق، و أخرج له شواهدَ."

قلتُ: ثُم سَاقَهَا السيوطي و بعضُها صحيحٌ، مثل قولِه صلى الله عليه وسلم : "إن لله ملائكةٌ سَيَّاحِيْنَ في الأرضِ يُبَلِّغُوني عن أمتّي السلام." و قوله صلى الله عليه وسلم: "ما من أحد يُسَلِّمُ عليّ إلاّ رَدَّ الله عليّ رُوحِي حتّى أرُدُّ عليه السلامَ."و تَقدم ذكره قريبًا، و هي كلّها إنّما تَشهَدُ للحديثِ في الجُملة. و أمّا التفصيلُ الذي فيه و أنّه مَن صَلّى عليه عندَ قبْرِه صلى الله عليه وسلم، فإنّه يسمَعُهُ ، فليس في شيءٍ منها شاهدٌ عليه. و أما نصفُه الآخر، فلم يذكرِ السيوطي و لا حديثًا واحدًا يشهد له. نعم قال السيوطي:

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ایک عظیم عمل ہے۔ بد قسمتی سے لوگوں نے اس عمل کو پھیلانے کے لئے جھوٹی حدیثوں کا سہارا لیا ہے۔ ہمیں اس جعل سازی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں قرآن اور صحیح احادیث کی بنیاد پر درود وسلام پڑھنا چاہیے۔

"ثُم وجدتُ لمحمدِ بن مروان متابعًا عن الأعمش، أخرجه أبو الشيخ في "الثواب" حدثنا عبد الرحْمن بن أحْمد الأَعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية عن الأعمش به."

قلتُ: و رجالُ هذا السند كلّهم ثِقاتٌ معروفونَ غيْرُ الأعرج هذا، و الظاهرُ أنّه الذي أورَدَهُ أبو الشيخ نفسه في "طبقات الأصبهانييْن[1]" (ص 342 / 463) فقال: :عبد الرحْمن بن أحْمد الزهري أبو صالِح الأعرج." ثُم روى عنه حديثَيْنِ و لَم يذكرْ فيه جرحًا و لا تعديلاً فهو مَجهولٌ. ...

فقول الحافظ[2] في "الفتح" (6 / 379): سندُه جَيِّدٌ، غيْرُ مقبول، ولِهذا قال ابن القيّمُ في هذا السند: :إنّه غريبٌ كما نقلَهُ السخاوِيّ عنه في "القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع" (ص 116) و قال ابن عبد الْهادي في "الصارم المنكي في الرد على السبكي" (ص 190).

و قد روى بعضُهم هذا الحديث من رواية أبي معاوية عن الأعمش، و هُو خَطَأٌ فاحشٌ، و إنّما هو محمد بن مروان تَفَرَّدَ به[3] و هو متروكُ الحديث مُتَّهمٌ بالكذب على أنّ هذه المتابعة ناقصةٌ، إذ ليس فيها ما في روايةِ محمدِ بن مروان: "وكُفِيَ بِهَا أمرُ دُنَياه ...".

و قال (ابن تيمية) في مُختصرِ الرد المذكور (27 / 241 مجموع الفتاوي): "حديث موضوع، و إنّما يرويه محمد بن مروان السدي عن الأعمش، و هو كذّابٌ بالاتفاقِ و هذا الحديث موضوعٌ على الأعمش بإجْماعهم."

(۱) ایران کے شہر اصفہان کے لوگ۔ (۲) مراد ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی۔ (۳) اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں محمد بن مروان السدی الصغیر اکیلا ہے۔ ایک حدیث کو صرف اکیلے ہی شخص نے بیان کی ہو اور وہ اپنی کذب بیانی کے لئے مشہور ہو تو ایسے شخص کی حدیث کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

آج کا اصول: آپ جانتے ہیں کہ کچھ ایسے اسم ہوتے ہیں جن کے اعراب تبدیل نہیں ہوتے۔ انہیں "مبنی" کہا جاتا ہے۔ ان کی رفع، نصب اور جر کی حالتوں کو فرض کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً هذا رَجُلٌ، فَعَلَ هذا، بِهذا تینوں جملوں میں لفظ "ہذا" اپنی رفع، نصب اور جر کی حالتوں میں ہے مگر اس کے اعراب تبدیل نہیں ہو رہے کیونکہ یہ مبنی ہے۔ اس تصور کو نحو کی اصطلاح میں "تقدیر" اور ان کے اعراب کو "مقدر" کہا جاتا ہے۔

207ـــ "أفضلُ الأيّامِ يومُ عَرَفَةَ إذا وَافَقَ يومَ الْجُمُعَةِ، و هو أفضلُ مِن سبعِيْنَ حجَّةً فِي غيْرِ جُمُعَةٍ."[1]

باطلٌ لا أصلَ له.

و أمّا قولُ الزيلَعِي على ما في "حاشية ابن عابدين" (2 / 348) : رواهُ رزين ابن معاوية في تَجريد الصحاح. فاعلَمْ أنّ كتابَ رزين هذا جمَعَ فيه بين الأصولِ السِّتَّة: الصحيحين وموطأ مالك وسنن أَبِي داود و النسائي و الترمذي، على نَمطِ كتاب ابن الأثيْر المسمى "جامع الأصول من أحاديث الرسول" إلا أنّ في كتاب "التجريد" أَحاديث كثيْرةٌ لا أصل لَها في شيءٍ مِن هذه الأصول كما يعلم مِما ينقله العلماء عنه مثل الْمنذري في "الترغيب و الترهيب".

و هذا الحديثُ من هذا القبيلِ فإنّه لا أصل له في هذه الكُتُب و لا في غيْرِها من كتب الحديث المعروفة، بل صَرَّحَ العلامةُ ابن القيم في "الزاد" (1 / 17) بِبُطلانِه، فإنّه قال بعد أنْ أفاضَ في بيانِ مِزيَةِ وقفةِ الجمعةِ من وجوهِ عشرة ذكرها:

وأمّا ما استَفَاضَ على ألسِنَةِ العوام بأنّها تعدل اثنتين وسبعين حجّة، فباطلٌ لا أصلَ له عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم، و لا عن أحدٍ من الصحابة و التابعين." و أَقَرَّهُ المناوي في "فيض القدير" (2 / 28) ثم ابن عابدين في "الحاشية."[2]

(۱) یہ حدیث بھی عام مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج آئے تو وہ ستر حج کے برابر ہے۔ اس حدیث کی بھی کوئی بنیاد نہیں ہے اور ضعیف ترین سند سے بھی اسے روایت نہیں کیا گیا ہے۔ (۲) چونکہ قرون وسطی میں کاغذ کم یاب اور مہنگا تھا، اس وجہ سے لوگ کتاب کے حاشیے کو بھی استعمال کر لیا کرتے تھے۔ اس کا استعمال بالعموم کتاب کی تشریح کو لکھنے کے لئے ہوتا۔ یہیں سے یہ لفظ "شرح ووضاحت" کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

آج کا اصول: اگر فعل مضارع سے پہلے ایک "لام" لگایا جائے تو یہ اس کے معنی کو "فعل حال" کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ اگر اس کے بعد "نّ" لگا دیا جائے تو اس سے بہت زیادہ تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً کا معنی ہے یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)، جبکہ کا معنی ہے لَیَنْصُر (وہ مدد کرتا ہے) اور کا معنی ہے لَیَنْصُرنَّ (پورے یقین کے ساتھ وہ مدد کرے گا)۔

نَمطِ	طریقہ کار	القبيلِ	قسم	الحاشية	صفحے کا حاشیہ، تشریح

226 – "تَخَتَّمُوا بالعقيقِ فإنّه مُبارَكٌ."[1]

موضوع. أخرجه الْمحاملي في "الأمالي" (ج 2 رقم 41 – نسختِي) و الخطيبُ في "تاريْخه" (11 / 251) و كذا العقيلي في "الضعفاء" (466) من طريق يعقوب بن الوليد الْمَدَنِي، وابن عدي (356 / 1) من طريق يعقوب بن إبراهيم الزهري، كلاهُما عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة مرفوعا.

و من طريق العقيلي ذكره ابن الجوزي في "الْموضوعات" (1 / 423) و قال: يعقوب كذّاب يَضَعُ. قال العقيلي: "و لا يُثبَتُ في هذا عن النبِي صلى الله عليه وسلم شيء."

قلتُ: قال الذهبي في ترجَمةِ يعقوب: قال أحْمد: "كان مِن الكذّابيْن الكبّار، يضع الحديثَ." ثُم ساق له هذا الحديث. و قال ابن عدي: يعقوب بن إبراهيم هذا ليس بالْمعروفِ، و قد سَرَقَهُ مِنه يعقوب بن الوليد.

و قد تَعَقَّبَ ابنَ الجوزي السيوطيُّ في "اللآلئ" (2 / 272) كعادته فقال: "ولِلحديث طريقٌ آخرٌ عَن هشام أخرجَهُ الخطيبُ و ابنُ عساكر (4 / 283 / 2) مِن طَرِيقِ "أبي سعيد شعيب بن محمد بن إبراهيم الشعيبِي، أنبأنا أبو عبد الله محمد بن وصيف القامي، أنبأنا محمد بن سهل بن الفضل بن عسكر أبو الفضل، حدثنا خلاد بن يحيَى عن هشام بن عروة به.

قلت: و هذا إسنادٌ مظلمٌ، فإنّ مَن دون خلاد لا يُعرفون. أمّا شعيب بن محمد بن إبراهيم الشعيبِي فلعلّه الذي في "الجرح و التعديل" (2 / 1 / 352): "شعيب بن محمد بن شعيب العبدي بغدادي، روى عن بشر بن الحارث و عبد الرحْمن بن عفان كتب عنه أبِي في الرحلة الثانية و كذا في "تاريخ بغداد" (9 / 244) للخطيب نقلا عن ابن أبِي حاتم.

(۱) ایسا لگتا ہے کہ یہ حدیث کسی عقیق کے بیوپاری نے اپنی مارکیٹنگ کے لئے وضع کی۔ بعض لوگ پتھروں کے خوش بخت اور منحوس ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے مشرکانہ اوہام کو عام کرنے کے لئے ایسی احادیث بھی وضع کی گئیں۔

و أمّا محمد بن وصيف القامي فلم أجدْ مِن ذكره إلا أن يكونَ الذي ذكره الخطيب في "تاريْخه" (3 / 336): "محمد بن وصيف أبو جعفر السامري" ثُم ساق له حديثا و لَم يذكرْ فيه جرحًا و لا تعديلاً. و لكنّ هذا كنيتُه أبو جعفر، و الْمُترجَمُ كنيتِه أبو عبد الله، فالله أعلم.

و أما محمد بن سهل بن فضل، فيَحتَملُ أنّه محمد بن سهل العطار، و قد تَرَدَّدَ في هذا الحافظ ابن حجر في "اللسان" و الله اعلم. و العطّار معروفٌ بِوضعِ الحديث، وَصَفَهُ بذلك الدارقطنِي و غيْره فهو آفَةُ هذا الإسناد أو من دونِه، والله أعلم .

وقَد روي الحديثَ بألفاظ أُخرَى من طُرُق أخرى و كلّها باطلةٌ كما قال الحافظ السخاوي في "المقاصد" و أما قول الشيخ علي القاري في "الموضوعات" (ص 37) : لكن رواه الديلمي مِن حديث أنسٍ و عمر و علي و عائشة بأسانيد متعددة فيدل على أنّ الحديث له أصلٌ.

فهو ذَهُولُ عن قول الحافظ السخاوي: إنّها كلها باطلةٌ، و عن القاعدة الْمتفَق عليها عند الْمحدثيْنَ أنّ تَعَدَّدَ الطرق إنّما يُقَوِّي الحديثَ إذا كان الضعفُ فيها ناشئًا مِن قلَّة الضبط و الْحفظ [1]، و ليس الأمرُ فِي هذا الحديث كذلك. فإنّ غالبَها لا يَخلُو مِن متهمٍ بالكذِبِ... ثُم إنّ فِي ألفاظِها اضطرابًا شديدًا فبعضُها يقول: فإنّه مبارَكٌ. كما في حديث عائشة هذا، و بعضُها يقولُ : "فإنّه ينفِي الفقرَ." ، و غيْر ذلك من الألفاظ التِي لا يشهد بصحتِها شرعٌ و لا عقلٌ.

(۱) تفصیل کے "کیا آپ جانتے ہیں؟" کا باکس دیکھیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ اگر ایک حدیث مختلف طرق سے روایت کی گئی ہو اور ان میں سے ہر سند میں کوئی ضعیف راوی پایا جاتا ہو، تو ایسی صورت میں حدیث قابل قبول ہو جاتی ہے بشرطیکہ ان ضعیف راویوں میں سے کسی پر حدیث وضع کرنے کا الزام موجود نہ ہو۔ مثلاً ایک حدیث دو طرق سے روایت کی گئی ہے A – B – C اور D – E – F۔ فرض کر لیجیے کہ راوی B & E دونوں اس وجہ سے ضعیف ہیں کہ ان کی یادداشت کمزور تھی۔ اس حدیث کو قبول کر لیا جائے گا کیونکہ یادداشت کی کمزوری کی خامی کو دو اسناد نے رفع کر دیا ہے۔ ایسا بہت مشکل ہے کہ دونوں ایک ہی حدیث کو بھول جائیں۔ اس کے برعکس، اگر ان دونوں پر حدیث وضع کرنے کی تہمت ہو تو پھر اس حدیث کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ حدیث کسی تیسری صحیح سند سے منقول نہ ہو۔

جرحًا	نا قابل اعتماد قرار دینا	تعديلاً	قابل اعتماد قرار دینا	الْمُترجَمُ	جس کے حالات زندگی بیان ہوں

235 – "تركُ الدنيا أمرٌ مِن الصبْرِ، و أشدّ مِن حَطمِ السُيُوفِ في سبيلِ الله، و لا يترَكُها أحدٌ إلا أعطَاهُ مثلَ ما يُعطي الشهداءُ، و تركُها قِلّةُ الأكلِ و الشَبعِ، و بُغضُ الثناءِ من الناس، فإنّه مَن أحَبَّ الثناءَ مِن الناس أحبّ الدنيا و نَعيمَها ، و من سَرَّهُ النعيمَ فليدع الثناءَ مِن الناس."[1]

موضوع. أخرجه الديلمي في "مسنده" (2 / 44) قال: أنبأنا أبي أخبَرنا أحْمد بن عمرو البزار عن عبد الله بن عبد الرحْمن الجزري عن سفيان عن حَماد عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود مرفوعًا.

وذكره السيوطي في "ذيل الأحاديث الموضوعة" (ص 191) مِن روايةِ الديلمي وقال السيوطي: قال في "الميزان" : عبد الله بن عبد الرحْمن الجزري عن الثوري والأوزاعي بمناكيْر وعجائب، اتَّهَمَهُ ابن حبان بالوَضعِ، و في "اللسان" قال ابن حبان: يأتي عن الثوري بالأوابِد حتّى لا يشكُّ مِن كتبِ الحديث إنه عملها (2 / 35) ، وأقرَّه ابن عراق (358 / 1).

قلت: و مع هذا فقد أورَدَ السيوطي طرفَ الحديث الأول في "الجامع الصغيْر" من روايةِ الديلمي هذه! فأساءَ مِن وجهَيْنِ.

الأول: إيرادُه فيه مع أنّه مِن رواية ذاك الْمتهم بالوضعِ.

الآخر: اقتصارُه على القدرِ الْمذكورِ فأوهَمَ أنّه كذلك عند الديلمي وليس كذلك. والشارحُ الْمناوي لَم يتعقَّبْه بشيءٍ يذكر فقال: "ورواه عنه البزار أيضا، ومن طريقه عنه أورده الديلمي."

قلت : إطلاقُ العزوِ للبزارِ يعني إنّه رواه في "مسنده" كما هو المصطلح عليه عند الْمحدثين و ما أظنّ البزارُ أخرجه فيه و إلا لذكره الهيثمي في "الْمجمع" و لَم أره فيه، والله أعلم.

ثُم استدركتُ فقلت: ليس البزار في إسناد الديلمي هو أحْمد بن عمرو صاحب "المسند" المعروف به، فإنّه توفّي سنة 292 و والد الديلمي و اسْمه شيرويه ابن شهردار مات سنة 509، فبينَهُما قرنانِ من الزمان.

(۱) یہ حدیث بھی راہبانہ اور صوفیانہ تصورات کو مسلمانوں میں داخل کرنے کے لئے وضع کی گئی۔

مناكيْر	ناقابل اعتماد احادیث، منکر کی جمع	عجائب	عجیب وغریب	الأوابِد	ظاہر کرنا

248 – "سَيِّدُ الأعمالِ الْجوعُ، وذُلُّ النَفسِ لِباسُ الصُوفِ."

لا أصل له. قال العراقي في "تَخريج الإحياء" (3 / 9) و السبكي في "الطبقات الكبرى" (4 / 162): لَم أجدْ له أصلا.

274 – "أوصانِي جبرائيل عليه السلام بالْجارِ إلى أربعيْنَ دارًا، عشرةٌ مِن هاهُنا و عشرةٌ مِن هاهُنا، و عشرةٌ من هاهنا، و عشرةٌ من ها هنا."

ضعيف. أخرجَهُ البيهقي (6 / 276) عن إسْماعيل بن سيف حدثتنِي سكينةٌ قالت: أخبرتنِي أم هانِيء بنت أبي صفرة عن عائشة مرفوعًا. و قال: في إسنادِه ضعف. قلتُ: و أقرَّه في "نصب الراية" (4 / 414) و ذلك لأنّ إسْماعيل هذا قال ابن عدي (1 / 318): حدّثَ بأحاديث عن الثقاتِ غيْرِ مَحفوظة، و يُسرِقُ [1] الحديث. قلت: و سكينةٌ و أم هانِيء لَم أعرفْهما و لا يُفيدُ هنا بصورةٍ خاصة توثيقُ ابن حبان (103/8) لإسْماعيل هذا لأنّه قال: مستقيمُ الحديثِ إذا حدّث عن ثقةٍ.

280 – "أوحى اللهُ إلى عيَسى عليه السلام: يا عيسى! آمن بمحمد وَأْمُر مَن أدركَهُ مِن أمّتك أن يُؤمنُوا به، فلولا محمدٌ ما خلقتُ آدمَ، و لولا محمد ما خلقتُ الجنَة و لا النار، ولقد خلقتُ العرشَ على الْماءِ، فاضطَرَبَ فكتبتُ عليه: لا إله إلا الله محمد رسول الله، فسَكَنَ." [2]

لا أصل له مرفوعا. وإنّما أخرجَهُ الحاكم في "المستدرك" (2 / 614 – 615) من طريق عمرو بن أوس الأنصاري حدثنا سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن سعيد بن المسيب عن ابن عباس قال: فذكره موقوفًا و قال: "صحيح الإسناد".و تعقّبَه الذهبِي بقوله: "أظنُّهُ موضوعًا على سعيد. قلتُ : يعنِي ابن أبِي عروبة، و الْمُتَّهمُ به الراوي عنه عمرو بن أوس الأنصارى، قال الذهبِي في "الميزان" : "يُجهل حاله، وأتى بخبَرٍ منكر." ثُم ساق له هذا الحديث وقال : "و أظنه موضوعا." و وافقَهُ الحافظ ابن حجر في "اللسان" فأقرّه.

(۱) حدیث میں چوری کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے حدیث سنے اور پھر اس کی جگہ اپنا نام لگا کر اس کی روایت شروع کر دے۔ یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے۔ (۲) مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مناظرے بازی کے نتیجے میں ایسی احادیث وضع کی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کے مابین ایسے موازنوں سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

289 – "مَن قَرَأَ سورةَ الواقعةَ فِي كلّ ليلة لَم تصبْهُ فاقةٌ أبدًا."[1]

ضعيف. أخرجه الحارثُ بن أبِي أسامة في "مسنده" (178 ــ من زوائده) و ابن السنِي في "عمل اليوم و الليلة" (رقم 674) وابن لال في "حديثه" (116 / 1) و ابن بشران في "الأمالي" (20 / 38 / 1) و البيهقي في "الشعب" و غيْرهم مِن طريق أبِي شجاعٍ عن أبِي طيبة عن ابن مسعود مرفوعا. و هذا سندٌ ضعيفٌ.

قال الذهبِي: أبو شجاع نَكِرَةٌ لا يُعرَفُ، عن أبِي طيبة، ومَن أبو طيبة؟ عن ابن مسعود بِهذا الحديث مرفوعا. و قد أشار بِهذا الكلام إلى أنّ أبا طيبة نكرة لا يُعرف، و صرَّحَ في ترجَمتِه بأنّه مَجهولٌ.... و فِي "فيض القدير" للمناوي: و قال الزيلعي تبعًا لِجمع: "هُو معلولٌ مِن وجوه: أحدُها : الانقطاعُ كما بَيَّنَهُ الدارقطنِيُّ وغيْره. الثانِي: نكارةُ مَتنِه كما ذكره أحْمد. الثالثُ: ضُعفُ رُوَاتِه كما قاله ابنُ الجوزي. الرابعُ : اضطِرابُه. و قد أجْمَعَ على ضُعفه أحْمدُ و أبو حاتِم و ابنُه و الدارقطنِي والبيهقي وغيْرهم. وقال المناوي في "التيسير" : والحديث منكر.

294 – "الأرضُ على الْماء، و الْماءُ على صَخرة، والصخرةُ على ظهرِ حُوتٍ يَلتَقِي حرفاهُ بِالعرشِ، و الْحُوتُ على كاهِلِ مَلَك قدمَاهُ فِي الْهواءِ."[2]

موضوع. ذكره الهيثمي (8 / 131) من حديثِ ابن عمر مرفوعا، ثُم قال: رواه البزار عن شيخه عبد الله بن أحْمد يعني ابن شبيب و هو ضعيف.

قلتُ: لَم أره فِي "الميزان" و لا فِي "اللسان" و لا في غيرِهما من كتبِ الرجال فلعلّه تُحُرِّفَ اسْمُه على الطابِعِ، و الظاهرُ أنّه مِن الإسرائيلياتِ كالذي قبله.

(۱) قرآن مجید کی تلاوت کی ترغیب دینے کے لئے سورتوں کے فضائل پر بہت سی احادیث وضع کی گئیں۔(۲) یہ حدیث غالباً یہود یا ہنود سے متاثر لوگوں نے وضع کی ہیں۔ یہ بات سائنسی اعتبار سے غلط ہے۔ اسرائیلی روایتوں اور قدیم ہندو کتب میں ایسی باتیں ملتی ہیں۔ بعض راویوں نے ایسی باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیا۔

نَكِرَةٌ	نامعلوم، عجیب وغریب	حُوتٍ	مچھلی	كاهِلِ	پشت کا اوپری حصہ
صَخرةٍ	چٹان	حرفاهُ	اس کے دونوں کنارے	الْهواءِ	ہوا

295 – "مَن قَرَأَ [قلْ هو الله أحد] مئتَي مرةً غُفِرَتْ له ذنوبُ مئتَي سنة."

منكَرٌ[1]. رواه ابن الضريس في "فضائل القرآن" (3 / 113 / 1) و الخطيب (6 / 187) و ابن بشران (ج 12 ق 62 وجه 1) و البيهقي في "الشعب" (1 / 2 / 35 / 1 ـ 2) من طريقِ الحسن بن أبي جعفر الجعفري حدثنا ثابت البناني عن أنس بن مالك مرفوعا.

و هذا سندٌ ضعيفٌ جِدًّا. الحسن بن جعفر الجعفري قال الذهبي: ضَعَّفَهُ أحمد و النسائي. وقال البخاري و الفلاسُ: "منكِرُ الحديث و من بلاياه هذا الحديث."

قلت: إلاّ أنّه لَم يتفرّدْ به فقال السيوطي في "اللآليء" (1 / 239): أخرجه ابن الضريس في "فضائل القرآن" و البيهقي في "شعب الإيْمان" من طريق الحسن بن أبِي جعفر به، و أخرجه البزار من طريق الأغلب بن تَميم عن ثابت عن أنس و قال: "لا نعلم رواه عَن ثابت إلا الحسن بن أبي جعفر و الأغلب و هُما متقارِبَانِ فِي سُوءِ الحفظ."

و أخرجه ابن الضريس و البيهقي مِن طريقِ صالِح المري عن ثابت عن أنس. قلت: و صالِحُ هذا هو ابن بشيْر الزاهد. قال البخاري و الفلاس أيضا: "منكر الحديث."

والخلاصةُ أنّ هذه الطُرُق الثلاث شديدةُ الضعف. فلا ينجَبرُ بها ضعف الحديث على أنّ معناه مُستَنكِرٌ عندي جِدًّا، لِما فيه من المبالغة، و إنْ كانَ فضلُ الله تعالَى لا حَدَّ له. والله أعلم.

(۱) "منکر" ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی بکثرت غلطیاں کرتے ہوں۔ یہ ضعیف حدیث کی ایک خاص قسم ہے۔ عام طور پر ایسی احادیث جن میں کسی چھوٹی سی نیکی پر بہت بڑے اجر یا چھوٹے سے گناہ پر بہت بڑے عذاب کی خبر ہو، ضعیف ہوا کرتی ہے۔
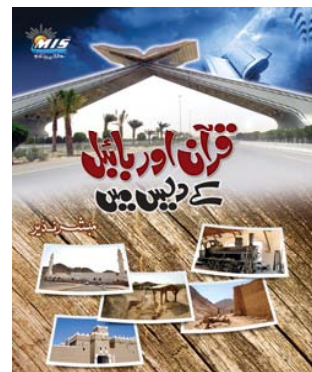
پچھلے اسباق میں ہم نے علم البیان کے مختلف تصورات کا مطالعہ کیا تھا۔ اس سبق سے ہم علم المعانی کا مطالعہ شروع کریں گے۔

تعمیر شخصیت
غیبت کرنے کو قرآن مجید نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے جیسا مکروہ عمل قرار دیا ہے۔

خبر اور انشاء

خبر کا مطلب ہوتا ہے بیانیہ اسلوب۔ جب کسی چیز کو بیان کیا جاتا ہے تو یہ خبر کہلاتی ہے۔ خبر کا صحیح یا غلط ہونا ممکن ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے زیدٌ قائمٌ، تو اس بات کا درست یا غلط ہونا ممکن ہے۔

انشاء کا مطلب ہے ایسا اسلوب جس کا صحیح یا غلط ہونا ممکن نہ ہو جیسے سوال، حکم یا درخواست۔ مثلاً اگر کہا جائے أقيموا الصلوة و اتوا الزكوة، تو اس بات کی تصدیق یا تردید ممکن نہیں ہے۔

خبر

خبر جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ہو سکتی ہے۔ خبر کا بنیادی مقصد مخاطب کو کسی بات یا فعل کے بارے میں آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ جملہ اسمیہ کی مثال الحمد لله رب العالمين ہے اور جملہ فعلیہ کی مثال قال موسى ہے۔ بعض اوقات خبر کا مقصد محض معلومات فراہم کرنا ہی نہیں ہوتا۔ اسے کچھ اور مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

- مخاطب کو یہ بتانے کہ لئے کلام کرنے والا بھی اس بات سے واقف ہے۔ ایسی صورت میں مخاطب اس خبر سے پہلے سے واقف ہوتا ہے۔
- مخاطب سے مدد مانگنے یا درخواست کرنے کے لئے جیسے سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس اسلوب میں دعا کی: رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (میرے رب! جو خیر بھی تو میری جانب نازل کرے، مجھے اس کی شدید ضرورت ہے۔ یہ ہے تو دعا مگر بیانیہ اسلوب میں کی گئی ہے۔ ظاہر ہے اس کا مطلب اللہ تعالی کو اپنی ضرورت سے متعلق معلومات فراہم کرنا نہیں ہے بلکہ خیر کی دعا کرنا ہے۔
- اپنی کمزوری کے اظہار کے لئے جیسے سیدنا زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا: رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً (میرے رب! یقیناً میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں اور سر سفید ہو کر بھڑک اٹھا ہے)۔
- غم، افسوس، خوشی اور کسی اور جذبے کے اظہار کے لئے۔ جیسے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ نے جب اپنے بچے کو یروشلم کی مسجد کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عزم کیا۔ جب ان کے ہاں بچی کی ولادت ہوئی تو انہیں افسوس ہوا کیونکہ لڑکی مسجد کی اس طرح خدمت نہ کر سکتی تھی جیسے لڑکا۔ انہوں نے عرض کیا: رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَى۔ اسی طرح آیت جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ میں خوشی کا اظہار ہے۔
- ڈانٹنے یا ناراضی کے اظہار کے لئے۔ جیسے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ۔

سبق7A: خبر اور انشاء

خبر میں تاکید کا اسلوب بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ آپ پچھلے لیولز میں پڑھ چکے ہیں کہ کچھ مخصوص الفاظ کے اضافے کے ساتھ جملے میں تاکید پیدا کی جاتی ہے۔ مثلاً زیدٌ قَائمٌ ایک سادہ جملہ ہے جس میں تاکید نہیں ہے جبکہ إنَّ زیدٌ قَائمٌ میں کچھ تاکید ہے۔ إنَّ زیدٌ لقَائمٌ میں اضافی تاکید ہے اور واللہ إنَّ زیدٌ لقَائمٌ میں انتہا درجے کی تاکید ہے۔ اسی طرح جملہ فعلیہ میں بھی مختلف درجے کی تاکید پیدا کی جاسکتی ہے۔ جیسے یَنصُرُ سادہ جملہ ہے۔ میں لیَنصُرُ کچھ تاکید ہے جبکہ میں لیَنصُرَنَّ انتہا درجے کی تاکید ہے۔

جملے میں تاکید کا درجہ مخاطبین کی صورتحال کے مطابق ہونا چاہیے۔ اگر مخاطب خبر پر پہلے ہی یقین رکھتے ہوں یا یقین کرنے کے لئے تیار ہوں تو پھر تاکید کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ یقین نہ رکھتے ہوں پھر ان کی بے یقینی کے لحاظ سے تاکید پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ضرورت سے زیادہ یا ضرورت سے کم تاکید کلام کی بلاغت کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ تاکید کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

- إنَّ، أنَّ :ان سے جملہ اسمیہ میں تاکید پیدا ہوتی ہے۔
- حروف تنبیہ: ان سے سامعین کی توجہ حاصل کر کے بات میں زور پیدا کیا جاتا ہے جیسے ألا، ها، أمَا وغیرہ۔
- حروف قسم: ان میں قسم کھا کر بات میں زور پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسے وَ، تَ وغیرہ۔ اگر قسم اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور چیز کی کھائی جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ کلام کرنے والا اس چیز کو بطور ثبوت پیش کر رہا ہے۔
- تکرار: جملے کی تکرار بات میں زور پیدا کرتی ہے جیسے ضَرَبَ زیدٌ ضرب زیدٌ وغیرہ۔ سورۃ الرحمان اور سورۃ المرسلات میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔
- ل ، نَّ : ان کی مدد سے فعل مضارع، امر اور نہی میں زور پیدا کیا جاتا ہے مثلاً لَیَنصُرَنَّ، إفتَحَنَّ وغیرہ۔
- قد : اس کی مدد سے فعل ماضی میں تاکید پیدا کی جاتی ہے۔ جیسے قد سَمِعَ اللّٰہُ (یقیناً اللہ نے سن لیا ہے)۔

آج کا اصول:

اردو کی طرح عربی میں بھی جمع الجمع کا تصور پایا جاتا ہے یعنی کسی واحد کو جمع بنانا اور پھر اس جمع کو مزید جمع بنانا۔ جیسے طریق کا مطلب ہے راستہ یا طریقہ۔ اس کی جمع طُرُقٌ ہے اور اس کی جمع طُرُقَاتٌ۔ بعض الفاظ میں تو مزید جمع الجمع بنائی جاسکتی ہیں۔ آخری جمع کو جَمعُ مُنْتَهَى الْجُمُوع کہا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر فَعَالِلُ و فَعَالِیلُ کے وزن پر آتی ہے۔

انشاء

انشاء کا مطلب ہے غیر بیانیہ زبان۔ اس میں درخواست، حکم، مشورہ، سوال سب شامل ہیں۔ اس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں:

- امر: اس میں مخاطب کو حکم دیا جاتا ہے جیسے اُنْصُرْ، إفتَحْ، اُسجُدْ وغیرہ۔ بعض اوقات کسی مصدر کو بھی بطور امر استعمال کرلیا جاتا ہے مثلاً حَيَّ علی الفَلاحِ،سعیًا إلی الخَیْرِ وغیرہ۔
- نہی: اس میں مخاطب کو کسی کام سے روکا جاتا ہے مثلاً لا تَنْصُرْ، لا تفتَحْ، لا تَسجُدْ۔
- دعا: اس میں اللہ تعالی سے کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی دعا کی جاتی ہے مثلاً لا تُؤَاخِذْنَا، اعْفُ عَنَّا، اغْفِرْ لَنَا۔
- التماس: اس میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی درخواست کی جاتی ہے مثلاً أعطِنِی الکِتَابَ، انصُرْنِي، لا تَضرِبْنِي۔
- ارشاد: اس کا مقصد مشورہ یا راہنمائی ہوتی ہے مثلاً إِذَا تَدَايَنتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ۔ جملے کا انداز اور مخاطب کا رتبہ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ یہ بات امر، دعا، التماس یا ارشاد میں سے کیا ہے۔
- تہدید: کبھی حکم کا مقصد بات منوانا نہیں بلکہ مخاطب کو جھڑکنا یا دھمکی دینا ہوتا ہے مثلاً إفْعَلْ مَا شِئتَ (کرلو جو کرنا ہے)۔ اس کا تعین سیاق وسباق اور بات کرنے والے کے لہجے سے ہوتا ہے۔
- **تعجیز** : کبھی حکم کا مقصد بات منوانا نہیں بلکہ اسے عاجز کر دینا ہوتا ہے جیسے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ یہاں سیاق وسباق اور لہجہ مقصد کو واضح کر رہا ہے۔
- اہانت: مخاطب کو محض شرمندہ کرنے کے لئے بھی حکم دیا جاتا ہے مثلاً جب بنی اسرائیل نے صحرا کی سختیوں سے تنگ آکر سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے سبزیوں کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا: اهْبِطُوا مِصْراً فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ۔
- اباحت: کبھی حکم یا سوال کا مقصد محض اجازت دینا ہوتا ہے۔ مثلاً كُلُوا وَاشْرَبُوا۔
- امتنان: کبھی حکم یا سوال کا مقصد محض احسان جتلانا ہوتا ہے جیسے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ۔
- تسویہ: بعض اوقات حکم کا مقصد محض موازنہ کرنا ہوتا ہے مثلاً فَاصْبِرُوا أَوْ لا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ (تم صبر کرو یا نہ کرو، برابر ہے)۔
- تمنا: کبھی حکم یا سوال کا مقصد محض خواہش کا اظہار ہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ ناممکن سی بات ہوتی ہے مثلاً کوئی شاعر کہتا ہے: یا لیلُ! طُل یا نومُ زُل: یا صُبحُ قفْ لا تَطلَعْ (اے رات! لمبی ہو جا۔ اے نیند! زائل ہو جا۔ اے صبح! ٹھہر جا، ابھی طلوع نہ ہونا)۔ رات، نیند اور صبح کو احکامات جاری کرنے کا مقصد ان کی سچ مچ تعمیل نہیں ہوتی بلکہ شاعر اپنی کسی مخصوص جذباتی کیفیت کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں سیاق وسباق اور کلام کرنے والے کا لہجہ مقصد کا تعین کرتا ہے۔ بعض لوگ ان سب صورتوں کو حکم سمجھ بیٹھتے ہیں اور کلام کا عجیب وغریب ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

سبق 7A: خبر اور انشاء

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کے ان جملوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرز پر جملے کی قسم اور مقصد کا تعین کیجیے۔ اس کے ساتھ جملے کا تجزیہ بھی کیجیے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان آیات کے سیاق وسباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي	قسم	مقصد	تجزیہ
هَاأَنْتُمْ هَؤُلاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ (3:66)	خبر، إنشاء	نَهي	هَاأَنْتُمْ هَؤُلاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ خبر ہے۔ حرف تنبیہ "ھَا" جملے میں زور پیدا کر رہا ہے۔ فَلِمَ تُحَاجُّونَ سے شروع ہونے والا جملہ انشاء ہے۔ سوال کا مقصد مخاطب کو غیر ضروری بحث سے منع کرنا ہے۔
هَاأَنْتُمْ أُوْلاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلا يُحِبُّونَكُمْ(3:119)			
هَاأَنْتُمْ هَؤُلاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ (47:38)			
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ. إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (1:1-4)			
اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ (1:5-7)			
أُوْلَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ (2:5)			
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لا يُؤْمِنُونَ (2:6)			
فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمْ اللَّهُ مَرَضاً وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (2:10)			

تجزیہ	مقصد	قسم	عربي
			وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (2:23)
			أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلا تَعْقِلُونَ (2:44)
			وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ. وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنظُرُونَ (2:49-50)
			أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْراً فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنْ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (2:61)
			وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلاَّ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ (2:78)
			فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (2:79)

تجزیہ	مقصد	قسم	عربي
			بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْياً أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ (2:90)
			قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (2:94)
			وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَداً بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (2:95)
			بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ (2:112)
			الَّذِينَ آتَيْنَاهُمْ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلاوَتِهِ أُوْلَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الْخَاسِرُونَ (2:121)
			الَّذِينَ آتَيْنَاهُمْ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقاً مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (2:146)
			يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلالاً طَيِّباً وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (2:168)
			وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُوْلِي الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (2:179)

سبق7A: خبر اور انشاء

تجزیہ	مقصد	قسم	عربي
			فَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاقٍ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (2:200-201)
			سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (2:211)
			نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلاقُوهُ وَبَشِّرْ الْمُؤْمِنِينَ (2:223)
			أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ (2:258)
			قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى (2:263)
			فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَمَنْ اتَّبَعَنِي (3:20)
			أَلَمْ تَرَى إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِنْ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ (3:23)
			يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللَّهِ (3:64)

سبق 7B & 8B میں ہم ناصر بن محمد الاحمد کی کتاب "معالم الاقتصاد الاسلامی" کے کچھ اقتباسات کا مطالعہ کریں گے جس میں انہوں نے اسلامی معاشیات کے اصول و مبادی بیان کیے ہیں تاکہ ہم معاشیات کی عربی اصطلاحات سے واقف ہو سکیں۔

تعمیر شخصیت
تخلیقی قوت رکھنے والے کی زندگی میں بوریت سے بچنا سب سے اہم ہوا کرتا ہے۔

مَعَالِم الاقتصادِ الإسلامي لِشيخ ناصر بن محمد الأحْمد

إنّ الحضارةَ المعاصرةَ بشقيها الرأسُمَالِي والاشتراكي الْجِمَاعِي في طريقها إلى الإفلاس، ولهذا أَخَذَ العلماء خاصّة يَتَنَبَّئُونَ بظُهور نظامٍ جديد، يُحِلُّ مَحلّ النظامِ القائمِ الذي في طريقه إلى الزوال. كما نعلم أنّ الإسلام دينٌ شامل جاء بكُل شيء، ومن ذلك جاء بمَجموعة من الْمُبَادِئِ والأُصُول التِي تَتَناوَلُ بالتنظيمِ جوانبِ النشاطِ الاقتصادي في حياةِ الفردِ والْمُجتمَع.

المقصودُ بعلمِ الاقتصاد عند الغربِ

في نظرِ علماءِ الغربِ يَتطَلَّبُ أولاً تَحديدُ المشكلة الاقتصادية التي ما وَجَدَ هذا العلم إلا لِمُوَاجَهتِهَا، وتَتَلَخَّصَ المشكلةَ الاقتصاديةَ في نظرِ الغرب أنّ الْمجتمعَات البشريةِ حاجاتُها تُفوِّقُ ما لديها مِن مواردٍ.

هذه الحقيقة هي ما يُطلَقُ عليها اسمُ المشكلة الاقتصادية أو مشكلة النُدرَة، وهي جَوهَرُ الدَرَاساتِ الاقتصادية كلّها، والقضيةُ الأساسيةُ الَتي تشغَلُ النظمَ الاقتصادَيةَ جَميعَها.

الْمعنَى اللغوي لكلمة الاقتصاد

جاء فِي لسانِ العرب: القَصدُ استقامةُ الطريقِ، والقصد العدلُ، والقصد في المعيشةِ أن لا يُسرِفَ ولا يَقتُرَ.

مَعَالِم	سنگ میل	يَتَنَبَّئُونَ	وہ پیش گوئی کرتے ہیں	جَوهَرُ	جوہر، بنیادی مادہ
الحضارةَ	تہذیب و تمدن	الغربِ	مغرب (یورپ، امریکہ)	الدَرَاساتِ	مطالعہ، تعلیم
الرأسُمَالِي	سرمایہ دارانہ نظام	مواردٍ	وسائل	القضيةُ	مسئلہ، معاملہ، ایشو
الاشتراكي	اشتراکیت، سوشلزم	النُدرَة	نایاب / کمیاب ہونا		

تعريفاتُ علماءِ الغرب

التعريف ... لآدمَ سَميت[1]: "إنّ علمَ الاقتصادِ هو علمُ الثروَة، أو هو العلمُ الذي يَختَصُّ بدراسةِ وسائلِ اغتناءِ الأُمَمِ، مع التَركيزِ بصفةٍ خاصةٍ على الأسبابِ المادِيَةِ للرفاهِيَة، كالإنتاجِ الصناعي أو الزراعي ..الخ..."

حدَاثَةُ علمِ الاقتصادِ الغَربِي

يعتبَرُ علمُ الاقتصاد عند الغرب حديثُ النَشأة نَسَبِيًا؛ إذ يرجعُ إلى أواخرِ القرنِ الثامن عشر، وقد ظَلّ علمُ الاقتصاد حتّى بدايةِ القرنِ العشرينَ عِلمًا نَظرِيًّا مُحايدًا، ومع بدايةِ القرنِ العشرين بَدَأ تَطَوُّرُ هامٌ في الدراساتِ الاقتصادية.

تطوّر الدراسات الاقتصادية

مع بدايةِ القرن العشرين بَدَأَتْ تَأخُذُ طابعًا جديداً يَتَّجهُ بها وجهةٌ مذهبية، وذلك إلى جانبِ طابعِها العلمي، ولقد تَجَاوَزَتْ ذلك إلى وضعِ أهدافٍ للحياة الاقتصادية، وتَحديدُ الوسائلِ اللازمة لتحقيقِ هذه الأهداف، فالمذهبُ الاقتصادي أصبَحَ يَلعَبُ الدورَ الأساسي في تَحديد الأهداف الاجتماعية الاقتصادية التي تسعى إليها الْمجتمعات. والمذهب الاقتصادي بهذه الصورةُ يَكون وثيقَ الصلة باتِّجاهات الدُوَلِ السياسية[2]، وهو لِهذا السَبَبِ يَختَلِفُ مِن دولَةٍ إلى أُخرَى تبعًا لاختلافِ الدُوَلِ في هذه الْمفاهيم.

بل أعقَبَهُ تطوّرٌ آخرٌ يَعُودُ تقريباً إلى بدايةِ الْحَرَبِ العالَمِيَّة الثانية، حيثُ انقَسَمَ العالَم إلى مُعسكَرَيْن، المعسكرُ الغربِي الذي يَعتَنِقُ الْمَذهبَ الرأسَمالِي الذي تُسَيطِرُ عليه أمريكا ودُوَلِ أورُوبا الغربِيّة بصفة أساسية، والمعسكَر الشرقِي الذي يعتنِقُ المذهب الاشتراكي وتسيطر عليه رُوسيَا والصين ودُوَل أوروبا الشرقية.

(۱) آدم اسمتھ (۱۷۲۳ تا ۱۷۹۰ء) علم معاشیات کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ (۲) یعنی معاشیات، سیاست کے تابع تھی۔

التَركِيزِ	مرکوز کرنا	الإنتاجِ	پیداوار، پروڈکشن	طابعًا	خصوصی پہلو
الرفاهِيَةِ	فلاح وبہبود	الصناعي	صنعتی	المعسكرُ	فوجی چھاؤنی

وكلّ من المعسكرَين يَضمُّ دولاً عديدةً، ونتيجةُ لذلك فقد أصبَحَ لكلّ مذهب اقتصاديٍّ تطبيقاتُ مُختلفةٌ يُمكن للدُوَلِ الالتجاءُ إليها، وهذا التطبيقُ المذهِبي أو النموذَجُ يُطلَقُ عليه البعضُ اسمُ النظامِ الاقتصادِي.

وكما نعلَم بأن المذهَبَيْنِ الاقتصاديَّيْنِ يتصارِعَان في العالَم اليومَ كلٌّ منهما مُدَّعٍ بأنّ له القدرةَ وحدَهُ على حلّ المشكلة الاقتصادية. والمذهبُ الرَأسُمالي ينحُو منحىً مادياً، وهو لا يُنكرُ الجانبَ الرُوحي أو الأخلاقِي، ولكنّه لا يَحفلُ به ولا يَضَعُهُ في اعتباره، ويُؤَكِّدُ في تعاليمه على الفصلِ بين الجانب المادي والجانب الروحي أو الأخلاقي. والمذهبُ الاشتراكي يتّجه بدَوره اتّجاهًا ماديًا، ولكنّه يُنكرُ الدينَ كليّةً ويَنظُرُ إلى العاملِ الاقتصادي على أنّه الْمُحَرِّكُ الوحيدُ لِمَوكَبِ البشرية في كل الْمَيَادِينَ.

فالوضع الاقتصادي لكلّ مجتمعٍ هو الذي يُحدّد أوضاعَ هذا الْمجتمع الاجتماعية والسياسية بل وعَقيدَتُهُ الدينيَّةُ. ورغم ذُيُوعِ هذين المذهبيْنِ إلا أنّه لا ينبَغي النظرُ إلى أيّ مِنهما على أنّه يتضَمَّنُ حقائقُ ثابتةٌ لا تُقبَلُ النَقضُ، بل كلاهُمَا مَنقوضٌ.

وهناك حقائقُ أساسيةٌ ينبغي أن تكونَ منّا على بال: أنّهما نَتَاجُ للفكرِ الإنسانيّ في ظُرُوفٍ خاصة، وفي بَيئَة مُعَيَّنَة هي البيئةُ الأورُوبِيَّةُ، وأنه ولابُدّ أن يشوبَهما ما يَشوبُ كل فكرٍ إنسانِيٍّ من نقصٍ وعدمِ شَمُولٍ.

إنّ كلا المذهبيْنِ ليس له سوَى قيمةٌ نَسَبِيَّةٌ، وأنه بالتالي لا يُمكن تطبيقُه في كل زمانٍ ومكانٍ، وأنه لا يُمكن فهم المذهبيْن فهماً تاماً إلا في ظِلّ الظروف التي نَشَأَ فيها.

التطبيقُ المذهِبي	مکتب فکر کا عملی نفاذ	يَحفلُ	وہ توجہ کرتا ہے	ذُيُوعِ	پھیلانا
النموذَجُ	ماڈل	الفصلِ	علیحدگی	مَنقوضٌ	متضاد
يتصارِعَانِ	دونوں جدوجہد کرتے ہیں	مَوكَبِ	کارواں	بَيئَة مُعَيَّنَة	مخصوص ماحول
ينحُو	وہ سمت پکڑتا ہے	الْمَيَادِينَ	میدان کی جمع	يَشوبُ	وہ مکس کرتا ہے
مادياً	مادی (روحانی کا متضاد)	الوضع	وضع کرنا	نَسَبِيَّةٌ	نسبتاً، مطلق کا الٹ

مِن الْخطأ الاعتقاد بأن طريقَ التقدمِ الاقتصادي مرهونٌ فقط باتبَاعِ واحد مِن المذهبيْن الرأسمالي والاشتراكي، ويَصبَحُ من واجبنا كمسلميْن: إن كُنّا نُؤمِنُ حقاً بأنّ الإسّلاَمَ دينٌ شاملٌ للَحياة ونَحنُ كذلك، أن نؤمِنَ ... بأنّ لِهذا الإسلامِ مذهبُهُ الاقتصادي المستقِلّ والْمُتمَيِّز، ومن الغريبِ أن يدركَ لفيفٌ من العلماء الأجانِبِ هذه الحقِيقة، ويَظِلّ كثيْرٌ من المسلميْن غافليْن عنها.

أحكام الاقتصاد الإسلامي

هو مَجموعةُ الأصولِ العامّة الاقتصاديةِ التي نَستَخرِجُها من القرآنِ والسنة. والبناءُ الاقتصادي الذي نُقيمُه على أساسِ تلكَ الأصول بِحسبِ كلّ بَيئَة وكل عَصرٍ، وهي على نوعَيْن:

الأول: الأحكامُ الثابتةُ: وهو ما كانت أحكامُه من أدلة قطعية، أو راجعَة إلى أصلِ قطعيٍّ مما ورد في القرآن الكريم أو السنةِ الصحيحة، كحُرمةِ الربا، وحَلِّ البيعِ، وكَونُ للرجُلِ مِثل حَظّ الأنثَيَيْنِ في الْمِيْراث. مثل:

قوله تعالى: "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً." [البقرة: 29].

وقوله تعالى: "وَأَحَلَّ اللّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا." [البقرة: 275].

وقوله تعالى: "لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ." [النساء: 32]

وقوله تعالى: "كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ." [الحشر: 7].

وقول الرسول عليه الصلاة والسلام: "كلّ المسلمِ على المسلمِ حرامٌ: دَمُهُ وعَرضُه ومالُه."

هذه الأصولُ غيْرُ قابلة للتَغييْرِ أوِ التبديلِ، وهي صالحةٌ لكلّ زمانٍ ومكان....

الثاني: الأحكامُ الْمُتغَيِّرة: وهو ما لَم تكنْ أدلّته قطعية، ولا راجعةٌ إلى أصلٍ قطعي بل إلى ظَنِّيّ، سواءٌ في سَنَدها أو في دلالَتِها، مثل عمليةُ الْمُوازَنَة بيْن إيرادات الدَولة ونفقاتها، وكيفية تَحقيقِ التوازُن داخلِ الْمجتمع ...الخ. وهذا النوعُ لا يَعدُ العملَ به ملزماً على وجه الدَوَامِ والاستمرارِ فيجوز لوليِّ الأمرِ الْمُجتهِد، أو أهل الْحَلّ والعُقَدَ من العلماء الْمجتهدين أنَ يَختارَ من الأحكام ما يراه مناسباً في ضوءِ مُستَجِدَات الحياة....

لفيفٌ	گروہ	الْمُوازَنَة	بجٹ	إيرادات الدَولة	حکومتی آمدنی

نَشأةُ عِلمِ الاقتصادِ الإسلامي وتطوُّرِه

الإسلامُ قد قرّر أصولَ الاقتصادِ منذ بدايةِ التشريعِ الإسلامي. وكانت حياةُ الرسول صلى الله عليه وسلم نَموذجًا حيًّا لتطبيقِ هذا التشريعِ الذي استمرّ على نَهجه الخلفاء الراشدون من بعده. ولئن كانت الحياةُ والمشكلاتُ الاقتصادية في الصدرِ الأول مَحدودةٌ فإن ذلك يَرجع لأمرين:

الأول: فَقرُ البيئةِ والتواضُعِ في النشاط الاقتصادي؛ إذ كانوا يَقتَصِرُون على أعمالِ الرَعْي، والزراعة الْمحدودة، والتجارة الضَيّقة الْحدود.

الثاني: قُوَّةُ الوازعُ الديني وتَمكنُّه مِن النفوسِ، فلا غَشَّ ولا تدليسَ ولا غَبنَ ولا احتكارَ.

وحيْن بدأ الناسُ التوسُّعَ في المعاملات نشطَت الدراساتُ الفقهيةُ الاقتصاديةُ وبَدَأَ العلماءُ يَضَعُون أحكاماً شرعيةً لما استَجَدَ في زمانِهم من أمَورٍ ومسائل. فألَّفُوا في ذلك التصانيف التي تبحَثُ المسائلَ الفقهية في الجوانب الاقتصادية. فكُتبَ الفقهُ التي ظهرتْ في القرن الثاني الْهجري فما بعده. زَخرَتْ بمسائلِ اقتصادية هامَّة كالزكاة، والكفّارات، والعُقُود، والمعاملات، والنَفقَات، والصدَاق، والْمواريث، والديات. ومِن هذه الكتب "الْمُدَّونة الكبْرى" للإمام مالك، و "المبسوط" للسرخسي، و "الأم" للإمام الشافعي، و "المغني" لابن قدامة.

كما ظهرتْ كتبٌ خاصةٌ في الاقتصاد كـــ "الخراج") لأبِي يوسف، و "الخراج" ليحيَى بن آدم القرشي و "الأموال" لأبِي عبيد، وكتاب "الاكتساب في الرزق المستطاب" للشيباني، و "أحكام السوق" ليحيَى بن عمر، وكتاب "البركة في فضل السعي والحركة" لِمحمد الحبشي اليمني، وكتاب "الحسبة" لابن تيمية وغيْره من العلماء....

لقَد جَثَّمَ الاستعمارُ في بلادِ المسلمين فترةً من الزمان، ولَمّا رحلَ، تَركَ آثارًا سَيِّئَةً على حياةِ الْمسلميْن ومنها:

الوازعُ	کنٹرول، چیک	غبَنَ	غبن	الحسبة	احساس ذمہ داری
غَشَّ	کاروباری بددیانتی	احتكارَ	ذخیرہ اندوزی	جَثَّمَ	وہ گھس کر بیٹھ گیا
تدليسَ	دھوکہ دہی	استَجَدَ	نیا معاملہ ہوا	الاستعمارُ	کالونیل ازم

1- تشتيتُ الدراسات الإسلامية وإبعادُها عن مناهج التعليم.

2- منعُ الفقه الإسلامي من التطبيقِ داخلَ الْمحاكم، واستبدالُ القوانيْنَ الوضعية.

3- سنُّ الأنظمة والقوانيْنَ التي تَخدمُ الاتْجاهُ الاشتراكي أو الرأسمالي.

ولقد تَرَتَّبَ على إغفالِ تطبيقِ الاقتصاد الإسلامي في واقع حياة المسلمين آثار سيئة منها:

1- انتشارُ الربا، بِكافَّة صوَرِه وألوانه في بلادِ المسلمين.

2- التوسّع في انتشارِ المعاملاتِ الْمُحَرَّمَة الأخرى بين المسلمين...

3- مُخالفة حكمِ الله، والعمل بغيْرِ ما أنزل، مِما يكسبُ المسلمين الْمَعاصِي والآثام الْمُستَمَرَّة.

4- عدمُ إفساحِ الْمجالِ للاقتصاد الإسلامي؛ لِيَحلَّ المشكلاتُ الاقتصاديةُ القائمةُ، وبالتالي حرمان العالَم من سنِّ أنظمة وتشريعات تَحقيقِ الْخيْرِ والرفاهية للناس.

إنّ هدفَ الاقتصاد الإسلامي إعمارُ الأرض، وهدفَ الأنظمة الأخرى الربح، فمَن هدفُه إعمارُ الأرضِ فلن يسمحَ للاحتكار وإتلاف الفائض من الْحُبُوب والْخَضرَوات في البحَار، أو تَحت أشعةِ الشمس الْمحرِّقَة، بل سَيعملُ علَى تَوزِيعِ الفَائِضِ من إنتَاجِه على الشُعُوبِ الأخرى.

چیلنج! تعریض کسے کہتے ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے؟ تین مثالیں دیجیے۔

تشتيتُ	علیحدگی	الْمجالِ	علمی میدان	أشعة	شعاعیں
التطبيقِ	عملاً نافذ کرنا	حرمان	کمی	الْمحرِّقَة	جلا دینے والی
استبدالُ	تبادلہ	تشريعاتِ	قانون سازی	تَوزِيعِ	تقسیم کرنا
سنُّ	قانون / سنت جاری کرنا	الرِبحُ	منافع	مساوئُ	برائیاں
الأنظمة	نظام، سسٹم	إتلافِ	ضائع کرنا	الثَرَاءِ	دولت
تَرَتَّبَ على	اس کا نتیجہ مرتب ہوا کہ	الفائض	بکثرت	وسائلَ إنتاجه	پیداوار کے وسائل جیسے زمین، مشین، فیکٹری، انسان
إفساحِ	پھیلانا، کھلا کرنا	الْحُبُوب	غلہ، پیداوار		

مساوئُ الاقتصادِ الرأسِمالي

1- اختلالُ التوازُنِ في توزيعِ الثَّراءِ بين الأفرادِ وبالتالي تَتَجَمَّعُ وسائلَ إنتاجه عِند طائفةٍ.

2- ظهورُ الأزمَاتِ وتفشِي البطالةِ؛ لاندفَاعِ الْمُنتَجِيْنَ إلى إنتاجِ السِلَعِ الكمالية.

3- انتشارُ الاحتكاراتِ الفعليةِ القانونية.

4- الْحُرِيَّةُ الْمُطلقَةُ فِي الكسبِ والإنفاقِ.

مساوئ النظام الاشتراكي

1- مُصادَمةُ الفطرة، وهي حبُّ التَمَلُّك.

2- هَبُوطُ بالفردِ إلى مُستَوَى العُبَيدِ في العُصُورِ الظالِمَة.

ما كان إخراجُ الأراضي والْمعاملِ وغيْرِها من وسائلِ الإنتاج مِن أيدي الأفرادِ وتَحويلُها إلى ملكيَّةٌ جَماعية عملاً سهلاً يكون قد تَمّ بسهولة وبطَيبِ خاطرٍ من أصحاب الأراضي والْمعاملِ. ولكَ أن تقدرَ بنفسك أنّك إذا اعتَزَمْتَ مصادرةً أملاكَ الناسِ الصغيْرة والكَبيْرة وإبعادَهم عنها، فهل تراهم يَخضَعُون لمشيئَتكَ ويستسلمُون لقضائك بكلّ سهولةٍ؟ كلا، بل لابدّ لذلك في كلّ زمانٍ وفي كل مكان من قتَلِ النفوس وسَفك الدماء...

فقد قَدَّرُوا أنّه قُتلَ في رُوسيا في تنفيذها هذا المشروعِ والعملِ على مقتَضاه نَحو 19,000,000 نَسمةً، وحُكمَ على نَحو 2,000,000 نسمةً بِعقوباتٍ فادحةٍ مُختلفةٍ، ونُفِيَ عن البلاد نَحو 4,000,000 أو 5,000,000 نسمة.

الأزمَاتِ	کساد بازاری	التَمَلُّك	مالک ہونا	المشروعِ	پراجیکٹ
البطالةِ	بے روزگاری	هَبُوطُ	گرنا	نسمة	جاندار چیز، انسان
اندِفَاعِ	شروع ہوجانا	مُستَوَى العُبَيدِ	غلام کا درجہ	عقوباتٍ	سزائیں
الكمالية	لگژری اشیاء	الْمعاملِ	فیکٹریاں	فادحةٍ	مصیبت
مُصادَمَةُ	تصادم	مصادرةَ	قبضہ کرلینا	نُفِيَ	اسے جلاوطن کیا گیا

خصائِصُ الاقتصادِ الإسلامي

أولاً – الاقتصادُ الإسلامي جزءٌ مِن نظامِ الإسلام الشامِل

لا ينبَغِي لنا أن نُدَرِّسَ الاقتصادَ الإسلامي مستقلاً عن عقيدة الإسلام وشريعته؛ لأنّ الاقتصادَ الوضعي بسببِ ظُرُوف نشأتْه، قد انفصَلَ تَمامًا عن الدينِ، وأهم ما يُميّز الاقتصاد الإسلامي هو ارتبَاطُه التَام بدينِ الإسلام وعقيدته وشريعته.

وارتباطُ الاقتصاد الإسلامي بالعقيدة يَبدُو في نظرة الإسلام إلى الكون باعتباره مُسَخَّرًا للإنسان ولخدمته، ويبدُو كذلك في قَضيَة الحَلال والحرامِ التي تشغَل المسلم عند إقدامه على معاملة من المعاملات، ويبدو أيضاً في عنصرِ الرِقَابةِ الذي يُحِسُّهُ المسلمُ من عالَم الغَيب. وتفصيل ذلك:

1– للنشاط الاقتصادي في الإسلامِ طابع تعبُّدي: إنّ أي عملٍ يُقَوِّمُ به الْمسلمُ، اقتصاديًا أو غيْرَ اقتصادي، يُمكن أنْ يَتحَوَّلَ من عملٍ ماديٍّ عاديٍّ إلى عبادة يُثَابُ عليها، إذا قَصَدَ المسلمُ بعمله هذا وجهُ الله سبحانه. عن عمر رضي الله عنه عن الرسول عليه الصلاة والسلام: "إنّما الأعمالُ بالنيات، وإنّما لكلّ امرئ ما نوى." وقال عليه الصلاة والسلام: "وإنّك لن تنفقَ نفقةً تبتغي بِها وجهُ الله إلاّ أُجِرَتْ عليها، حتّى ما تَجعل فِي فَمِ امرأتك." [متفق عليه].

2/ للنشاط الاقتصادي في الإسلامِ هدفٌ سام: تَهدفُ النظمُ الاقتصادية الوضعية من الرأسمالية والاشتراكية إلى تَحقيقِ النفعِ الْماديِّ وحدَه لأتباعها، ذلك هو هدفُها. وكان من نتيجة ذلك تلكَ الْمُنافسَةُ الطاحنةُ التي تَدُورُ وتدور رحاها بيْن معسكرات الدُوَلِ المختلفة بقصد السَيطرة الاقتصادية، واحتكارِ الأسواق ومصادرِ المواد الخامِ في البلاد المَختلفة. هذه الْمنافسةُ هي التي أدَّتْ إلى الحربَيْن العالَمِيَّتيْن الأولى والثانية، وهي التِي تُهَدِّدُ العالَم الآن بِحرب نَوَوِيَّةٍ ثالثة بيْن الْمعسكرين الرأسِمالي والشُيُوعي.

النشاطِ الاقتصادي	اقتصادی عمل	المواد الخامِ	خام مال	نَوَوِيَّة	نیوکلیئر، ایٹمی
الحربَيْن العالَمِيَّتيْن	دو عالمی جنگیں	سامٌ	بلند	الشُيُوعي	کمیونسٹ

فإذا كان النشاط الاقتصادي في ظلّ الاقتصاد الإسلامي يسعَى إلى النفعِ الْماديِّ، فهو يسعى إليه وحده، ولا يستَهدفهُ كفايةٌ في حدّ ذاته، وإنّما يعتَبرُه وسيلةٌ لغاية أكبَر وهدف أسْمَى، وهو إعمارُ الأرض وتَهيئتُها لَلعيشِ الإنساني امتثالاً لأمرِ الله قال الله تعالى: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ." [البقرة: 168].

وفرقٌ كبيْرٌ بين أن يكونَ النفعُ المادي هو الغاية وهو الْهدفُ، وبين أن يكونَ وسيلةٌ لغاية أكبَرِ وهدف أسْمى، وهو إعمارُ الأرض وتَهيئتها للعيش الإنساني، وتَحقيقِ الرفاهية والْخيْر لَلناس كافة. ذلك أنّه في الحالة الأولى إذا كان النفعُ المادي هو الهدفُ ستكون الأنانيَةُ والاحتكارُ والاستئثارُ بخيْرات الدنيا ومنعُها عن الآخرين كما يَحدُث في النظم الاقتصاديَة الْمتصارِعَة، وهو ما يُؤدّي إلى الحروبِ وإلى الدّمَار.

أما في الحالة الثانية حيث يكون إعمارُ الأرض هو الهدف، فإنّ المنافسةَ والأنانيةَ والاحتكارَ سوفَ تَتَحوّلُ إلى تفاهمِ وتعاونِ بين الدُوَل والشُعُوب لإعمار الأرض، واستغلال ثروَاتها على أحسَنِ وجه لصالِح البشريَّة جَميعه. قال الله تعالى: "وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ." [القصص: 77].

3- الرقابةُ على مُمارَسةِ النشاط الاقتصادي في الإسلام هي رقابةٌ ذاتيةٌ في الْمقام الأوّل: رقابةُ ضميْرِ المسلمِ القائمة على الإيْمانَ بالله والحساب في اليوم الآخر، قال الله تعالى: "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ." [الحديد: 4]، وقال سبحانه: "إِنَّ اللّهَ لاَ يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاء." [آل عمران: 5]، وقال الرسول عليه الصلاة والسلام عن الإحسان: "أن تعبدَ الله كأنّك تَرَاه فإنْ لَم تكنْ تَرَاهُ فإنّه يراك."

تَهيئة	تیاری	الدَمَار	تباہی	استغلال	استعمال
الأنانيَةُ	انانیت، خود غرضی	المنافسةَ	مقابلہ بازی	الرقابةُ	کنٹرول
الاستئثَارُ	اجارہ داری	تفاهمِ	ایکدوسرے کو سمجھنا	ضميْرِ	انسانی ضمیر

ثانياً – الاقتصاد الإسلامي يُحقّق التوازنَ بيْن مصلحَة الفَردِ ومصلحة الْجماعة

فالنظامُ الاقتصادي الرأسُمالي ينظر إلى الفَرد على أنّه مَحورُ الوجودِ والغايةُ منه، ومن ثُم فهو يُهتَمّ بمصلحته ويقدّمها على مصلحة الجماعة كلّها. ويُعلِّلُ النظام الرأسُمالِي موقفه هذا من الفرد بأنه لا يُوجَدُ ثَمة تعارضُ بين مصَلحة الفرد ومصلحة الجماعة، وأنّ الأفرادَ حينَ يعملون على تحقيقِ مصالحهم الخاصة، فإنّهم في الوقَت نفسه يُحققون مصلحةَ الجماعة. وتَقديْمُ المصلحة الخاصة على المصلَحة العامّة في النظامِ الرأسمالِي كان له مساوئُ عديدةٌ، أبرَزُها الأزماتِ وتَفشيِ البطالَةَ، والتفاوُت الكَبيْرِ بين الدخولِ والثروَاتِ وظهورِ الاحتكارات.

والنظامُ الاقتصادي الاشتراكيُّ على العكسِ من النظامِ الرأسمالي، يقدّم مصلحةَ الجماعة على مصلحة الفرد، بل هو يُضحي تَمامًا بمصلحة الفرد في سبيلِ مصلحة الجماعة. وبناءُ علىَ ذلك فقد ألغَى النظامَ الْملكيةَ الفردية لأدواتِ الإنتاجِ إلغاءً تاماً، كما ألغَى الْحريّةَ الاقتصادية الفرديّةَ واستَبدلَ بِهما الملكية العامة والحرية الاقتصادية العامة، أي ملكية الجماعة وحريتها.

وكان لِهذا المسلك بدوره مساوئُ لا تَقلُّ عن مساوئ النظام الرأسمالي إنْ لَم تزد، فإلغاءُ الملكية الفردية والحرية الاقتصادية يُصَادمُ الفطَرةَ الإنسانية، ويؤدي إلى إحباطِ الْهمم، وإلى التكاسُلِ، ولهذا السبب نَجدُ الدولَ الاشتراكية، وفي مقدمَتها الاتّحادُ السَوفييَتي تعاني من تَقهقُرِ الإنتاجِ كمًا ونوعًا. وأصبحنا نَجدُ الآن في روسيا أصواتًا[1] تَرتَفِعُ مطالبَةُ بإعادة الملكياتِ الزراعيّة الخاصة، وتَجعلُ هذه الملكيَاتُ أساساً هاماً لرفعِ مُستوَى المعيشة في الاتّحاد السوفييتي.

(۱) مصنف نے یہ کتاب اس وقت لکھی تھی جب روس سوویت یونین ہوا کرتا تھا۔ کمیونزم کے نتیجے میں سوویت یونین تباہی کا شکار ہوا اور اس کے دو بڑے علمبردار ممالک روس اور چین کیپیٹل ازم کو اپنانے پر مجبور ہو گئے۔

مطالعہ کیجیے! آرنلڈ شیوارزنگر دنیا کے کامیاب انسانوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہیں بھی ایک بڑے مسئلے کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ مسئلہ کیا تھا؟ http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU04-0003-Schwarzeneger.htm

ألغَى	اس نے منسوخ کر دیا	تكاسُلِ	سستی	تَقهقُرِ	کم ہو جانا
إحباطِ	مایوسی	سَوفِييَتي	سوویت یونین سے متعلق	كمًا ونوعًا	مقدار اور معیار

أمّا الاقتصادُ الإسلامي فهو لا يَفتَرِضُ مقدّمًا أنّ هناك تعارضًا بين مصلحة الفرد ومصلحة الجماعة، وتَقُومُ على رعايةِ المصلحتَيْنِ معًا، ومُحاوَلَةِ تَحقيقِ التوازُن بينهما، فَيعترِفُ بالْملكيّةِ الفردِيَة، ويَعتَرِفُ كذلك في نفسِ الوقت بالملكية الجماعيَة، فلا يُلغي أيًا منهما في سبيلِ الأُخرى، فيَعتَرِفُ للفرد بِحُرِيَّته، ولكنّه لا يُغَالي في ذلك إلى حَدِّ إطلاقِها بغيْرِ قُيُود مما يُضِرُّ بالجماعة.

أما إذا كان هُناك تعارضٌ بين مصلحة الفرد ومصلحة الجماعة وتَعذرُ تَحقيقَ التوازن، أو التوفيق بينهما، فإنّ الإسلامَ يقدّم مصلحةُ الجَماعة على مصلحَة الفرد. ومن الأمثلة: منعه عليه الصلاة والسلام من تَلَقِّي[1] الرُكبان؛ فإنّ فيه تقديْمًا لمصلحة عامّة، وهي مصلحةُ أهلِ السُوق على مصلحة خاصّة، هي مصلحةٌ الْمُتَلَقِّي في أن يَحصِلَ علَى السلعةِ، ويُعيدُ بيعَها بربحٍ يَعُودُ عليه، ومنها النَهي عن الاحتكارِ.

الأركان الأساسيَّة في الاقتصَادِ الإسلامي

- الْملكيَةُ الْمُزدَوَّجَة الخاصة والعامة.
- الحُرِيَّةُ الاقتصادية الْمُقيَّدة.
- التكافلُ الاجتماعيُّ.

أولاً: المِلْكيَّة المزْدَوِجَة

الْملكية في الاقتصاد الإسلامي: الاقتصادُ الإسلامي له موقفُهُ الْمُتميّز، فهو لا يَتَّفِقُ من الاقتصاد الرأسمالي في اعتبارِ الملكية الخاصة هي الأصلُ أو القاعدةُ، والملكيةُ العامةُ هي الاستثناء. ولا يَتَّفِقُ كذلك مع الاقتصاد الاشتراكي في النظرِ إلى الملكية العامة على أنّها الأساسُ أو القاعدةُ، والَملكيةُ الخاصةُ هي الاستثناءُ، ولكن يأخُذُ بكلا النوعَيْن من الملكَية في وقت واحد كأصلِ وليس كاستثناء. فالاقتصاد الإسلامي منذُ البداية يَقرُّ الملكيةَ الفرديةَ، ويقر كذلك الملكيةَ الجَماعية، ويَجعَلُ لكلّ منهما مَجالِها الْخاصّ الذي تعمَلُ فيه.

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتیوں سے مال خرید کر ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا تاکہ قیمتیں کنٹرول میں رہیں۔

لا يُغَالي	یہ مبالغہ نہیں ہے	التكافلُ	ایکدوسرے کی کفالت	المزْدَوِجَة	ڈبل (حکومتی اور پرائیویٹ)

فالاقتصادُ الرأسمالي رَغمَ قيامه على الملكية الفردية، وكراهيته للملكية الجماعية، إلاّ أنّه إزاءَ طغيان الملكية الفَردية وعزوفِها عن القيامِ بالْمشروعات الأساسية اللازمة للاقتصاد القَومي، فقد اضطَرَّ إلى الأَخذِ بفكرة الْمَلكيةِ العامة في صورة تأميمِ بعضِ الْمشروعات الْخاصة، أو قيامِ الدولة ابتداء ببعضِ المشروعات الاقتصادية التي يَعزفُ عنها الأفراد، وخيْرُ شاهد على ذلك عملياتُ التأميمِ والتدخّل في النشاط الاقتصادي التِي لَجَأتْ إليها الدول الرأسُمالية منذ السنواتِ السابقة على الحربِ العالَمية الأولى.

كذلك فإنّ الاقتصاد الاشتراكي إزاءُ تَدهُورِ الإنتاج كماً ونوعاً، واقتناعُ المسئولين عن هذا الاقتصاد بأن ذلك راجِعُ بصفةٍ أساسيةٍ إلى إلغاءِ الملكية الفردية بضرورةِ الاعترافِ بالملكية الفردية.

الْملكيَّةُ في الاقتصاد الإسلامي مُقيَّدَة

سواءٌ أكانَتْ ملكيةٌ خاصةٌ أو ملكية عامة فهي ليستْ مطلقة، بل هي مقيدةٌ بقيودٍ ترجعُ إلى تحقيقِ مصلحة الجماعة، وإلى منعِ الضرر، الأمر الذي ينتَهِي بالملكيةِ إلى أن تصبحَ وظيفة اجتماعية.

فالذي يَتَتَبَّعُ نصوصَ الكتاب يَجدُ أنّ الأصلَ في الأموال جَميعَها بكلّ أشكالها وأنواعها أنّها ملكُ لله تعالى: "وَلِلّه مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا." [المائدة: 17]، وقال سبحانه: "وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ." [النور: 33]. وإذا كانَ المالُ كله لله فإنّ يدَ البشرِ عليه هي يدُ استخلاف، أي أنَّ البشرَ خلفاءُ عن الله في استعمال هذا المالِ والتصرُّف فيه، كما قال تعالى: "آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ." [الحديد: 7].

فالإنسان ما هو إلاّ وكيلٌ أو مُوَظَّفٌ يعملُ في ملك الله لخَيْرِ الْمجتمعِ الإسلامي كلّه. وإذا لم يلتزمِ الإنسانُ المستخلفُ بأوامرِ الله ونَهيه في المالِ الذي تَحت يدِه، فإنّ الجزاءَ هو استبدالُه بِمن هو أصلَحُ منه.

عزوفِ	منع کرنا	تَدهُورِ	کمی	وكيلٌ	نمائندہ
تأميمِ	قومیانا، نیشنلائزیشن	استخلاف	نمائندہ بننا	مُوَظَّفٌ	اجیر، ملازمت کرنے والا

قال الله تعالى: "هَاأَنتُمْ هَؤُلَاء تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاء وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ." [محمد: 38]

وقد ضَرَبَ لنا الحقُّ تبارك وتعالى مثلاً لِهذا الاستبدال في قصة قارونَ فقال عز وجل: "وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ. فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ." [القصص: 80-81].

ما هي المِلْكيَّة الخاصَّةْ في الاقتصاد الإسلامي. هي حكمٌ شرعيٌّ مُقَدَّرٌ يُعطي الإنسانَ حقَّ الاختصاصِ في امتلاك العيْن، أو منفعتها وحقِّ التصرف بها من غيْرِ مانعٍ. ينظُرُ الإسلامُ للإنسان على أنّه مخلوقٌ، له دوافعُهُ الفطريّةُ وغرائزُهُ الاجتماعية، وأن من بينِ هذه الدوافعِ والغرائزِ غريزةُ التملّك وحبّ المال.

قال تعالى: "وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا. وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا." [الفجر: 19-20]، وقال الرسول عليه الصلاة والسلام: "لو كان لابنِ آدم واديان من مال لابتَغى واديًا ثالثًا." [رواه مسلم]. ومن هنا كان موقفُ الإسلامِ من الملكيةِ هو موقفٌ المعترفُ بها لا الْمُنكرُ لَها، موقفُ الْمحترمِ لَها لا الْمُهدِرِ لَها. ولكن الإسلامَ حينَ اعترَفَ بِهذه الملكية واحترَمَها لَم يُكتفْ بِهذا القدرِ، ولَم يقفْ عنده بل تَجاوَزَهُ إلى تنظيمِ هذه الملكية.

واحترام الإسلام للملكية يَبدُو واضحاً في احترام المال في الآتي:

أولاً: أنّ الشريعةَ جعلتْه من مقاصدها الخمسة التي يَجبُ الحفاظُ عليها ورعايتُها، وهذه المقاصد هي: الدينُ، والنفسُ، والعقل، والعَرضُ، والْمَال.

ثانياً: أنّ الشريعةَ نَهَتْ عن الاعتداء على هذا المال بأيّ نَوعٍ من أنواعِ الاعتداء، "إنّ دماءَكم وأموالَكم وأعراضَكم عليكم حرامٌ كحُرمة يومكم هذا في شهرِكم هذا في بلدكم هذا."

امتلاكِ	مالک ہونا	الدوافع	کام کرنے کی ترغیبات	الْمُهدِر	ناجائز قرار دینے والا
العيْنِ	سامانِ تجارت	الغرائزِ	جبلتیں، غریزۃ کی جمع	العَرضُ	احترام

فحُرِمَتْ أكلُ أموالِ الناس بالباطلِ. قال تعالى: "وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ." [البقرة: 188]. وحرمت السَرقةُ ووُضِعَتْ الْجزاءُ الرادعُ لَها، "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا." [المائدة: 38]. وحَرَمَتْ شريعةُ الإسلامِ غصبَ الْمالِ، يقول الرسول الكريم صلوات الله وسلامه عليه: "من ظَلَمَ قيدَ شِبْرٍ من الأرضِ طَوَّقَهُ مِن سبعِ أرضِيْن."

أهدافُ الملكية الخاصة

1- إثراءُ التعاون عن طريقِ الأفراد والْمُؤسَّسَات غيْرِ الحكوميّة: إنّ الملكيةَ الخاصةَ لتجعلَ الأفرادَ يعملون بكلِّ جدٍّ وتضحِيَة فِي سبيلِ تَحقيقٍ ما يَعُودُ عليهم مِن خيْرٍ ونفعٍ.

2- تَحقيقُ الْخيْرِ والرفاهية والنفعِ العام عن طريقِ الْمنافسَة العادلَة بيْنَ الْمُنتَجِيْنَ: المنافسةُ العادلةُ بين المنتجيْنَ مطلبٌ مُهِمٌّ فِي الحياة الاقتصادية، ففي القِطَاعِ الزراعي مثلاً يتنافَسُ المنتجون فيما بينهم على تَحسينِ إنتاجِهم، وهذا يُسرِي في القطاعِ الصناعي وفِي القطاعاتِ الاقتصادية الأخرى.

3- عدمُ إشغالِ الدُولة بأمُورٍ إنتاجيَة يُمكنُ الأفرادُ من تَحقيقِها: الدولةُ يَجبُ أنْ تَتفَرَّغَ لِلمَهَامِ الكبيْرة، كإعدادِ العدَة، ونَشرِ التعليمِ والْخدمَات الصحيَة. إنّ انشغالَ الدولة بإنتاجِ الصناعاتِ اليَسيْرَة، وتسويقِها أو بِفتحِ مَحلاتٍ لبيعِ لَعبِ الأطفال، أو الكمالِيَاتٍ سيَشغَلُ المسؤولينَ عن متابعة أمورٍ أكثر أهَمِّيَة.

4- إشباعُ غريزة حبّ الْمالِ: فغريزةُ حبّ التملك من الغرائزِ الأصلية فِي النفسِ البشرية، فالرغبَةُ فِي التملك هي سرُّ الحركةِ فِي الحياة، فلو خَمِدَتْ هذه الرغبةُ في أيّ كائنٍ حيٍّ لِما سَعَى ولِما عَمِلَ، ولَجَمَدَ مع الجمادِ.

الرادعُ	روکنے والا	القِطَاع	معیشت کا ایک سیکٹر	إشباعُ	مطمئن ہونا
إثراءُ	امیر ہونا	تسويق	مارکیٹنگ	خَمِدَتْ	وہ مر گیا
تضحِيَة	قربانی	مَحلاتٍ	دکانیں	جَمَدَ	اس پر جمود طاری ہوا

مَجالات الملكية الخاصة

1– البيع: وهذا معروفٌ عن طريقِ البيعِ والشراءِ يكون الاكتسابُ والتملّك.

2– العَمَلُ بأجرٍ عند الآخرين: جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم: "ما أَكَلَ أحدٌ طعامًا قطُّ خيْراً من أن يأكلَ من عملِ يدِه، وإن نبيَّ الله داوودَ كان يأكُلُ من عملِ يده." [رواه البخاري]. وجاء أيضاً عنه صلى الله عليه وسلم أنّه قال: "ما بَعَثَ اللهُ نبيًا إلا رَعَى الغنمَ." فقال الصحابةُ: وأنت؟ فقال: "نعم، كُنتُ أرعَاها على قراريطِ لأهل مكةَ." [رواه البخاري].

3– الزراعة: قال النووي: أطيَبُ الكسب ما كان بعملِ اليد. قال: فإنْ كان زراعاً فهو أطيَبُ الْمكاسب؛ لما يَشتَمِلُ عليه من كونِه عملُ اليد، ولما فيه من التوكل، ولما فيه من النفعِ العامِ للآدميِّ، وللدوّاب. قال ابن حجر: وفوق ذلك من عملِ اليد ما يكتَسبُ من أموالِ الكفارِ بالجهاد، وهو مُكسَبٌ النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه، وهو أشرف الْمكاسبِ لِما فيه من إعلاء كلمة الله تعالى.

4– إحياءُ الأرضِ الْموات: ودليل مشروعيتِه قوله صلى الله عليه وسلم: "من أحيا أرضاً ميتةً فهي له." [رواه أبو داود بإسناد حسن].

شروط الإحياء: (أ) أن لا تكونَ الأرضُ ملكاً لأحد مسلمٍ أو ذِمِّي. (ب) أن لا تكونَ داخلُ البلد. (ج) أن لا تكونَ من المرافقِ العامّة: كالمتنَزهات والْمسايل. (د) أن يتحقّقَ إحياءُ الأرض في مَدة أقصَاها ثلاث سَنيْن من وَضعِ يده عليها؛ إذْ إنّ التَحجيْرَ لا يكفي وحدَه لاكتساب الْملكية. ويُحصلُ الإحياءُ إمّا بعملِ حائطٍ مُنيعٍ، أو إجراءُ ماء لا تزرَعُ إلاّ به، أو بغَرسِ شَجرٍ، أو بحفرِ بَئرٍ فيها فوصل إلى الْماء. والتحجيْرُ سببٌ للملكيةٍ خلالَ السنوات الثلاث فالْمحجَرِ أو ورثَته أحقّ به من غيْرهم؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: "من سَبَقَ إلى ما لَم يسبقْ إليه غيْره فهو أحقّ به." [رواه أبو داود]. (هـ) أهليةُ الْمُحيي: بأن يكونَ قادرًا على إحياءِ الْموات. (و) إذنُ الإمام[1]: وهذا شرطٌ عند أبي حنيفة، وخالف في ذلك الإمام أحْمد والشافعي.

(۱) خالی زمینوں کو آباد کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ جو شخص جتنی زمین آباد کر سکے، وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اگر حکومت چاہے تو اب بھی یہ اقدام کر سکتی ہے۔

المتنَزهاتِ	باغات، پبلک پارک	الْمسايِل	پانی کا راستہ، نہر	التَحجِيْرَ	پتھروں سے دیوار بنانا

5- الصناعة والاحتراف

6- الاحتطاب: هو جَمعُ الحطبِ مِما لم يكنْ مَملوكاً لأحدٍ، ويدخلُ فِي الملكيةِ الخاصةِ إذا تَمَّتْ حيازَتُه عِندئذٍ يتصرّفُ به انتفاعًا، وبيعًا، ويأخذ ثَمنَه.

7- استخراج ما في باطنِ الأرضِ من الْمعادنِ التِي لا تدخل في الملكيةِ العامّة بشرطٍ أنْ يكونَ جامدًا؛ لأنّه ملكُ الأرضِ بجميعِ أجزائها.

8- الصيد: أجْمع العلماءُ على إباحةِ الصيدِ والأكلِ منه بشروطِه، والصيدُ إذا تَمّت حيازتُه ثبت تَملُّكه، وصحّ بيعَهُ، وشراؤُه.

9- إقطاعُ السلطان وجوائزه: وهو إعطاءُ الإمامِ من مال الله شيئاً لمن يَراه أهلاً لذلك، ومما يدلّ على مشروعيته: أن الرسول صلى الله عليه وسلم أقطع للزبَيْرِ أرضاً من أموال بني النضير. [رواه البخاري]. كما لا يَصِحُّ له أن يقطعَ مرافقَ المسلمين العامة كالحدائقِ، والطُرُقاتِ والأسواقِ، والمساجد، والمدارسِ، والمستشفياتِ، وفِجَاجُ مِنَى، ومزدلفة وعرفات مِما تتعلق به مصلحة للمسلمين.

10- الجعل على عملٍ معلومٍ والسبق: الجعالةُ هي جعل مال معلوم لمن يعملَ له عملاً مباحاً، ودليل جوازه قول الله تعالى: "وَلِمَن جَاء بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَاْ بِهِ زَعِيمٌ." [يوسف: 72]، وأجاز الرسول صلى الله عليه وسلم أخذَ الجعلِ علَى الرُقية بأمِّ القرآن.

11- قبولُ الهِبةِ والعطية والْهديَة: وتعني التمليكُ فِي الحياة بغيْرِ عوضٍ.

12- اللقطةُ: هي المالُ الضائعُ من صاحبه يلتَقطُه غيْره، فمن وجد لقطةً لا يَحلُّ له التصرفُ بها إلا بعدَ تَعريفِهَا سنةً فِي الأسواقِ، وأبوابِ المساجد والجوامعِ، ولا تدخلُ فِي المِلكِ إلا بعدِ تَمامِ التعريفِ، ويَزُولُ بِمَجيءِ صاحبِها، ويُضَمِّنُ له بدلَهَا إنْ تعذر ردّها.

ان میں سے بعض مثالیں صنعتی انقلاب کے بعد غیر متعلق ہو چکی ہیں۔

الاحتراف	پیشہ	عِندئذ	اس وقت	الرُقية	پڑھ کر پھونکنا
الاحتطاب	لکڑیاں چننا	إقطاعُ	زمین کا ٹکڑا دینا	اللقطةُ	راستے میں پڑی ہوئی چیز
حيازَة	پیشہ	فِجَاجُ	پہاڑی درہ	يُضَمِّنُ	وہ ضمانت دیتا ہے

13- الوصايا: وهي التبَرُّعُ بالْمال بعد الْموتِ. قال تعالى: ”مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ.“ [النساء: 11]

14- الإرث: انتقالُ المالِ إلى وارث معيّنٍ بعد وفاةِ مورثه.

15- الْمَهر والصداق: وهو ما تأخُذُه المرأةُ عوضاً عن نكاحِها. قال تعالى: ”وَآتُواْ النَّسَاء صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً.“ [النساء: 4].

16- ما يأخذه الْمُحتاجُ من أموال الزكاةِ والصدقة: وهم الأصناف الثمانية.

17- ما يؤخذُ مِن النفقة الواجبةِ: من وجَبَ بَذلِ النفقة له استحَقَّها وصارت مِن ملكِه وحقَّ له التصرّف بها، بشرطٍ أن يقبضَها.

تقييد الملكية الخاصة

قيّدَ الإسلامُ حريةَ التصرف في الملكيةِ الخاصة بقيود تَكفُلُ عدمَ الإضرارِ بحقوق الآخرينَ وبالصالِحِ العامِ، فالْملكيةُ شأنُها شأنَ الحقوقِ جميعًا فيِ الإسلام، وإن تَقرَّرَتْ لِجلبِ مصلحة إلا أنّها مقيّدةٌ بعدمِ الضرر؛ لأنّ الضررَ اعتداءٌ، والاعتداءُ مُنهَي عنه بنص القرآن الكريم. ومن هذه التطبيقات ما تقرّره الشريعة الإسلامية من وجوب الْحَجرِ على السفيه والْمجنون[1]؛ لأنّهما لا يَحسُنانِ التصرفَ، ويَخشى أن يُبَدِّدَا ثروتَهما، فيؤَدِّي ذلك إلى الإضرارِ بورثَتِهما وبالصالِحِ العام، ومنه كذلك نظامُ الشُفعَةِ.[2]

(۱) پاگل یا بے وقوف شخص سے مال اینٹھنا آسان ہے۔ اس وجہ سے حکومت کسی قابل اعتماد شخص کو اس کا نگران مقرر کرے گی تا کہ اسے دھوکہ نہ دیا جا سکے۔ (۲) جب کوئی زمین دو اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہو اور ان میں سے ایک اسے بیچنا چاہے تو اسے اپنے پارٹنر کو اس کی آفر کرنی چاہیے۔ اگر پارٹنر نہ خریدنا چاہے تو وہ اپنا حصہ کسی کو بھی بیچ سکتا ہے۔ اسے حق شفعہ کہتے ہیں۔

التبَرُّعُ	عطیہ، ڈونیشن	جلب	حاصل کرنا	الْمجنون	پاگل
بَذلِ النفقة	عطیہ دینا	الْحَجرِ على	روکنا، رکاوٹ ڈالنا	الشُفعَةِ	حق شفعہ
الإضرارِ	نقصان پہنچانا	السفِيه	بے وقوف		

الْمِلْكِيّة العَامَّة في الإسلام

وهي حكمُ شرعي مقدّرٌ في العيْن، أو الْمنفعة، يقتضي تَمكيْنَ الناس عامّة، أو مَن يُخَصِّصُ منهم لمصلحة معينة حقّ الانتفاعِ بالْمملُوك. يُقصَدُ بالملكية العامة أن يكونَ الْمالُ مُخصَّصًا للمنفعة العامة، أي منفعة جَماعة المسلمين، ويشمَلُ هذا النوعُ من الملكيةِ عادةُ المرافقِ الأساسية في الدَولةِ كالطُرُقات ومَجَاري الأنْهار وغيْرها. أهدافها:

1) استحقاق جَميعِ الناس الثروة العامة ذاتَ المنافعِ المشتركة، سواءٌ من الحاجات الضرورية، أم غيْرِها، والتوسُّعة على عامة المسلمين، ودليله قول الرسول صلى الله عليه وسلم: "المسلمون شركاءُ في ثلاثة: الْماءُ والكلأ والنار."[1] وتقريرُ مثل هذه حماية للمصلحة الجماعية حتّى لا تَضَارَّ الجماعةَ بامتلاك فرد قد يَحبسُ عن الناس منافعها، أو يُقترُ عليها فيها. ولتقريرِ هذا الاتّجاه حَمَى الرسولُ صلى الله عليه وسلم أرضَ النقيعِ[2] وجعلها لخيلِ المسلمين، وحَمَى عمرُ بن الخطاب رضي الله عنه أرضَ الرَبذة [2] وجعل كلأها لفقراء المسلمين.

2) تأميْنُ نفقاتِ الدولة: الدولةُ تَرعَى الحقوق، وتقوم بالواجبات، وتَسدُّ الثُغُور، وتَجَهَّزُ الجيوشَ، وتقوم بحاجة الضعفاءِ واليتامى والمساكين، وتؤمنُ للناس الأمن والتعليم والعلاج وكافة الخدمات العامة والمتنوعة. وهي لا تتمكّن من هذا إلا إذا كان لبيت الْمال دَخَلٌ ثابتٌ ومستقرٌّ كالزكاة، والجزية[3]، والْخراج[4] وخُمُسِ الغنائم[5]، والأموال التي لا مالكَ لَها، واستثمارَات [6] الملَكية العامة. وكمثالِ على أهَمِيَّة الملكية العامة ذات الْمردودِ المالي ما روي عن عمر رضي الله عنه في أرض العراق [7].

(۱) اس حدیث میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ پانی، سبزہ، آگ وغیرہ کے معاملے میں بخل نہ کریں۔ (۲) علاقوں کے نام۔ (۳) غیر مسلموں کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ کرنے کا ٹیکس۔ (۴) پیداوار پر ٹیکس۔ (۵) مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو حکومت کی ملکیت ہوتا ہے۔ (۶) حکومت کی ملکیت کاروبار۔ (۷) عراق کی فتح کے بعد جو حکومتی زمینیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تقسیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں حکومتی ملکیت میں رکھا تاکہ ان کی آمدنی عوام کی فلاح وبہبود پر خرچ ہو۔

تَمكيْنَ	مضبوط کرنا	المرافقِ	پبلک سروسز جیسے پانی، بجلی	الثُغُور	دفاع، سرحد کی حفاظت
الانتفاعِ	نفع اٹھانا	الكلأ	گھاس پھوس	استثمارَاتِ	سرمایہ کاری

3) تشجيعُ الأعمالِ الْخيْريّة والتوسّعة على الْمحتاجين من المسلمين: ومن هذه الأعمالِ الوقفُ الذي يُرَاد به وجه الله، ولقد أدّى الوقفَ الخيْري دورًا كبيْرا في مُجتمعنا الإسلامي على الْمَدَى البعيدِ والقريب. وما زالتْ آثارُه العظيمة باقية حتّى اليوم. فقد كانت أموالُ الوقفُ هي الْمُمَوِّلَةَ للمساجد والمدارس، والمكتبات العامة، والمستشفيات، والرعايَةِ باللُّقَطَاءِ والْمقعدين، والعجزَةِ، والأيتَام، والْمساجِيْنَ، وغير ذلك.

مجال الملكية العامة ومصادرها

1- الأوقافُ الخيْرية: واشتَرَطَ الفقهاء أن يكونَ على فعلِ معروف أو برٍّ، وإلا فهو باطل، والوقف الصحيحُ يزُولُ عنه ملكَ الواقف، ويصيْرُ ملكًا جَماعيًّا.

2- الْحِمَى: وهو أن يَحمِي الإمامُ جُزءًا من الأرض الْمَوَات الْمُباحة لمصلحة المسلمين دُون أنْ تَختَصَّ بفرد معيَّنٍ منهم، وبذلك تُصبحُ هذه الأرضُ مَملوكةٌ ملكيةٌ عامّةٌ، ويَمتَنِعُ أن تصبحَ كلّها أو بعضَها مَحلاً للملكية الخاصة. وفي دولة الرسول صلى الله عليه وسلم، حَمَى أرضَ النقيع وجعلها لِخيل المسلمين. وحَمَى عمرُ بن الخطاب أرضاً بالربذة، وجعل كلأها لفقراءِ المسلمين تَرعَى فيها ماشيَتَهم ومَنَعَ منها الأغنياء.

عندَما تَمَّ فتحَ العراقِ والشامِ طَالَبَ الْمُحاربُون قسمةَ أراضي هذه البلاد عليهم تطبيقاً لحُكمِ الغنائمِ. ورَأَى أميْرُ المؤمنين عمرُ أنّ هذه الأراضي لا تأخُذُ حكمَ الغنائم، وبالتالي لا تُوَزِّعُ على الْمحاربيْن. وإنّما تَبقَى بأيدي أهلها وأيديهم عليها ليستْ يَد ملك، ولكنّها يَدُ اختصاصٍ أي أنّهم يَملِكُونَ المنفعةَ فِي نظيْرِ الْخراجِ ولا يَملكُون الرقبةَ.

چیلنج! دس ایسی مثالیں تلاش کیجیے جن میں سوال کو مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔

الْمَدَى	حد، رینج	مستشفيات	ہسپتال	العجزَةِ	معذور افراد
الْمُمَوِّلَةُ	پیسہ فراہم کرنے والا	اللُّقَطَاءِ	راستے میں پڑے بچے	الأيتَام	یتیم کی جمع
المكتبات	لائبریریاں	الْمقعدين	معذور افراد	الْمساجِيْنَ	جیل میں بند قیدی

تكون الأرض للأمّة أي جماعة المسلمين، وفي بيان الأسباب التي بَنَى عليها رأيَه قال: "لو قسمتُ الأرضَ لم يبق لِمن بعدَكم شيءٌ، فكيف بِمن يأتي من المسلمينَ فيَجدُونَ الأرضَ قد انقَسَمَتْ وورثَتْ عن الآباءِ وحِيزَتْ، ما هذا بِرأيٍ، وما يكون للذُريَّةِ والأراملِ بهذا البلد وبغيْرِه من أرض الشام و العراق."

وهذا الرأي الذي وَفَّقَ الله عمر إليه يَتَّفِقُ مع أحدث المبادئ في علمِ الْماليَةِ العامة، وهو الْمبدأ القائل بأنّ ماليةَ الدولة يَجبُ أن تعتمّدَ على مَوردٍ ثابت ومتجدِّد سنوياً، فمثل هذا الموردِ هو الذي يُحَقِّقُ الاستقرارُ الاقتصادي للدولة ويُمكِّنُها من التخطيطِ بنجاحٍ لاقتصادها.

3- الحاجاتُ الأساسية كالْماءِ والكلأ والنار: لأنّها حاجاتٌ ضروريةٌ وجدت دون مَجهودٍ يقدّمه الفردُ لاستخراجها. قال عليه الصلاة والسلام: "المسلمون شركاء في ثلاثة: في الْماءِ والكلأ والنار." وأضَافَ في حديث آخر: "الملح." [أخرجه أحمد وأبو داود]. والناظِرُ في هذه الأشياء الأربعة يَجِدُ أنّه يَجمَعُ بينها أنّها من الأشياءِ التي كانت ضروريةٌ لِجميعِ الناس في عهد الرسول عليه الصلاة والسلام وأنّه لا يَتَوَقَّفُ وجودَها ولا الانتفاعَ بِها على مَجهودٍ خاصٍ.

وإذا كانت الضروراتُ في حياة الناس تَختَلِفُ باختلاف الزمان وباختلاف الْمجتمعات، فإنه لا يوجَدُ ما يَمنَعُ من أن يُقَاسَ على هذه الأشياء الأربعة أشياءُ أُخرَى تَتَوَافَرُ فيها صفاتُها. وهذا ما فَعَلَهُ الأئمةُ الْمجتهدون في الأمّة الإسلامية عندَما قَاسُوا على هذه الأشياء أموراً أخرى من أهَمّها الْمعادنَ سواءٌ أكانَتْ صلبةٌ أم سائلةٌ والنفطٌ (البترول) والقارُ والكبْريت والياقوتُ وأشياء أخرى كثيْرةٌ كمَشَارِعِ الْماء، وطُرُقات المسلمين، وحدائِقِهم، وجَميع ما خصّص للمرافقِ العامة من مدارسٍ، ومساجد.

حِيزَتْ	اس کا مالک تھا	الملح	نمک	القارُ	ہائیڈروکاربنز
الأرامِلِ	بیوائیں	يُقَاسَ على	اس پر قیاس کیا گیا	الكبْريت	گندھک
التخطيطِ	منصوبہ بندی	النفطٌ	پٹرولیم	الياقوتُ	یاقوت

4- الْمَعادن: ما أودَعَ الله في هذه الأرضِ مِن مواد بَرِّيَّة وبَحرية ظاهرةً أو باطنة لينتفعَ بها الناسُ من حديد، ونُحاس، وبترولَ، وذَهب، وفضة، وملحٍ، وغيْر ذلك وتَكُون ملكيةُ الْمعادن جَماعيةً إذا وجدت فِي أرضٍ ليست مَملوكةً لأحد، أو كانت ظاهرة على باطن الأرض.

5- الزكاة: إنّ الزكاةَ لتَعدُّ من المصادر الثابتة لبيت مالِ المسلمين؛ إذْ يَتَجَدَّدُ منها العطاءُ المستمرُّ في كلّ عامٍ مشاركَةٌ مِن الأغنياء للدولة المسلمة فِي تَحمُّلها أعباء الحياة من تأليف القلوب، وتثبيتها على الإسلامِ والولاء له، ولأهله، ومساعدتها كذلك على أداء الفريضة الْمحكمة الباقية إلى يوم الدين، وهي الجهاد، لإعلاءِ الدين وتَشجيعِ الغارميْنَ في سبيل الله.

6- الْجزيَةُ: وهي الأموال التي تُؤخَذُ من البالغين من رجال أهلِ الذمَّة، والْمَجُوس، إذ أنّ أموالَه لا زكاةَ عليها، وإذا أسلَمَ سَقطَتْ عنه وأخذتْ منه الزكاة. والْجِزيَةُ مصدرٌ من مصادرِ الْملكيةِ العامة، وهي لا تَجبُ إلا مرّةً في السَنَةِ مراعىً فيها العدل، وهي غيْر مقدَّرةٍ، بل يرجعُ فيها إلى اجتهاد الإمام في الزيادة والنقصان.

7- الْخَرَاجُ: وهو الْمالُ الذي يُجبَى، ويؤتَى به لأوقات مُحَدَّدَة من الأرض التي ظَهَرَ عليها المسلمونَ من الكفار، أو تركُوها في أيديهم بعد مصالَحتهم عليها. والأرضُ المملوكةُ لغيْرِ المسلمين لا يُؤخذ منها زكاةٌ، فاكتُفيَ بالخراج بدلاً من ذلك.

8- خُمُسُ الغنائم: ويُلحَقُ به خُمُسٌ ما يُعثَرُ عليه في باطِنِ الأرضِ من الْمعادن، والركاز، سواءٌ أكان جُزءًا من الأرض أم مدفونًا فِي باطِنها بفعلِ الإنسان، وهو غيْرُ مَملوكٍ لأَحد، أُخِذَ خُمُسُهُ لبيتِ مال المسلمين، ويُترَكُ أربعة أخْماسه لواجده.

9- الأموال التي لا مالكَ لَها: مثلُ تركة مَن لا وارثَ له، والوَدَائِعُ والأموالُ السائبةُ التي لا يُعرفُ مالكُوها، ويُلحَقُ بذلك الأموال التي دُفعَتْ عَن طريقِ الرشوة؛ إذ أنّ الرسول صلى الله عليه وسلم لَم يَأمُرْ ابن اللتبية بِرَدِّ الْهدايا إلى أربابها.

الْمَعادنِ	کانیں	أعباء	بوجھ	الغارميْنَ	جرمانہ ادا کرنے والے
أودَعَ	اس نے جمع کیا	تَشجِيعِ	حوصلہ افزائی	الركازِ	دفن شدہ خزانہ، کان

10– استثمارُ الملكية العامة: ما تَقُوم به الدولةُ من استثمارات متنوعة في الْمجال الصناعي كصناعة الَحديد والصُلب، والأسلحة، أو ما يَشتَقُّ من البترول، والاستثمارُ في الْمجالِ الزراعي، أو الخُطُوط الجويّة أو السِكَك الحديديّة أو المشاركة في أسهَم الشركات العالَمية من خلال أنشَطَتْهَا المختلفة، فما يَستَثمرُ منها أو يُبَاعُ فنتاجُه لبيت مال المسلمين.

11– العُشُورُ الْمأخوذةُ من مال الحربِيِّين: إذا دَخَلَ إلينا تاجرٌ حربِيٌّ بأمانٍ أخَذَ منه العشرُ عن كلّ مالٍ للتجارةِ وجعل في بيتِ مالِ المسلمين.

تقييدُ الْملكية العامّة

والملكيةُ العامةُ شأنُها شأن الملكية الخاصة مقيّدة بقُيُود الشريعة، ومن ثم لا تَملكُ الْحكومةُ الإسلامية إنفاقُ هذه الأموال في غيْرِ وجوهها الْمبينةَ شرعاً، فَعلى سبيل المثال فإن الحكومةَ الإسلامية لا تَملكُ إنفاق حصيلة الزكاة إلا في مصارفها التي حدَّدَتْها الآيةُ. ويَجُوزُ لوليِّ الأمر أن يُخصّصَ الملكيةَ الجماعية، ويُقَيِّدَ الانتفاعَ بِها لفئَة مَخصوصة إذا اقتضى ذلك الصالحُ العام. وقد فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم حَيْنَ احتَجَزَ جانباً من أرض الكلأ الْمباحة للجميعِ في منطقةِ النقيعِ وجعلها خاصةً لخيلِ الْجيشِ وإبله.

وخلاصةُ الأمر في ذلكَ أنّ الملكيةَ العامةَ شأنُها شأنَ الملكيةِ الخاصةِ مقيدةٌ وليست مطلقةٌ.

مطالعہ کیجیے! اسلام کا خطرہ: محض ایک وہم یا حقیقت۔ یہ جان ایل ایسپوزیٹو کی کتاب پر ایک تبصرہ ہے جس میں انہوں نے اسلامی تحریکوں کا گہرا تجزیہ کیا ہے۔

http://www.mubashirnazir.org/ER/L0012-00-IslamicThreat.htm
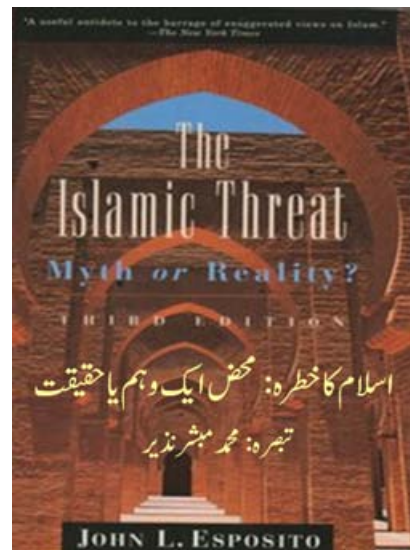
الخُطُوطِ الجويّة	ایئر لائن	السِكَك	سکے	العُشُورُ	دسواں حصہ

سبق 8A: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

آپ حروف استفہام کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ان کا مجازی معنی میں استعمال بھی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تعمیر شخصیت
شکی طبیعت آپ کی دشمن ہے۔ اسے شکست دینے کی کوشش کیجیے۔

- أ، أم : یہ معلومات کے حصول کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً أ زَيدٌ سَافَرَ أو علي؟ سوال کا جواب اس شخص کا نام ہو گا جس نے سفر کیا۔ یہ کسی بات کا ہاں یا نہ میں جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے أأَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ؟
- هل : یہ صرف ہاں یا نہ میں جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً هَلْ يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ؟ اس کا جواب ہاں یا نہ کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ اسے معلومات حاصل کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ سوال هل زَيدٌ سَافَرَ أو علي غلط ہو گا۔
- ما : یہ کسی چیز کی وضاحت حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ "کیا" کا ہم معنی ہے۔ جیسے ما القَارِعَة (دل ہلا دینے والا کیا ہے؟) آپ جانتے ہی ہیں کہ "ما" جملے کو منفی مفہوم میں کر دینے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس بات کا تعین سیاق و سباق کرتا ہے کہ یہ سوال ہے یا نفی۔
- مَن : یہ کسی شخص کا تعین کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ "کون" کے مترادف ہے۔ مثلاً أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُور۔ لفظ "من" کو صرف اللہ تعالیٰ یا کسی ذہین مخلوق جیسے انسان، فرشتے، جنات وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے جانوروں، پودوں اور بے جان چیزوں کے استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ ان کے لئے لفظ "ما" کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِه۔
- مَتَى : یہ ماضی یا مستقبل میں وقت کے تعین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ "کب" کا مترادف ہے۔ جیسے مَتَى هَذَا الْوَعْدُ۔
- أَيَّانَ : اسے بھی وقت کے تعین کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينُ۔ متی اور ایان میں فرق یہ ہے کہ متی کا استعمال ماضی یا مستقبل کے کسی بھی واقعے کے بارے میں کیا جا سکتا ہے جبکہ ایان کا استعمال مستقبل کے کسی ہولناک واقعے کے بارے میں ہی ہوتا ہے۔

مطالعہ کیجیے! سستی اور کسل مندی پر قابو کیسے پایا جائے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0016-Procrastination.htm

سبقA8: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

- کیف : یہ کسی چیز کی تفصیلات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ ''کیسے'' کا ہم معنی ہے۔ مثلاً كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ۔
- أين : یہ لفظ جگہ کے تعین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ ''کہاں'' کا مترادف ہے۔ جیسے يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ۔
- کم : یہ تعداد کے تعین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اردو لفظ ''کتنا'' کا ہم معنی ہے۔ مثلاً كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ۔
- أنَّى : اس کے مختلف معانی ہیں۔ یہ اردو الفاظ ''کہاں سے'' کا ہم معنی بھی ہے جیسے أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ۔ یہ ''کیسے'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً أَنَّى يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اسے ''جہاں سے، جب سے'' کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ۔
- أيُّ : یہ کسی چیز کے انتخاب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں اس کا ہم معنی لفظ ''جونسا'' ہے۔ مثلاً أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ۔

چیلنج! خبر و انشاء میں فرق بیان کیجیے اور اس سبق سے دونوں کی تین تین مثالیں نوٹ کیجیے۔

آج کا اصول: یہ بیان کرنے کے لئے کہ '' میرا خیال ہے کہ'' لفظ أظُنُّ استعمال ہوتا ہے جیسے أَظُنُّكَ طَبِيبًا (میرا خیال ہے کہ آپ ڈاکٹر ہیں)، إِنِّي لَأَظُنُّكَ مَسْحُوراً (میرا خیال ہے کہ آپ پر جادو ہوا ہے)، أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً (میرا خیال ہے کہ قیامت آنے والی ہے) وغیرہ۔ آپ کو ضمیر کو ایڈجسٹ کرنا ہو گا۔
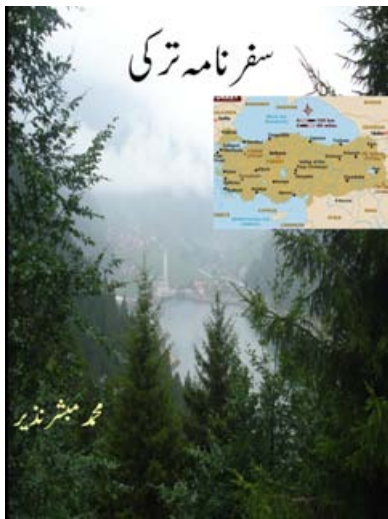
حروف استفہام کا مجازی معنی میں استعمال

حروف استفہام کو مجازی معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

- تَسوِیَة : دو چیزوں کا موازنہ جیسے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ؟ یہاں لفظ "ء" کو مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔
- نَفِي : سوال کو منفی مفہوم میں بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً هَلْ جَزَاءُ الإِحْسَانِ إِلاَّ الإِحْسَانُ؟ اس کا معنی ہے کہ احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں ہے۔
- إنکار: کسی چیز کا انکار کرنے کے معنی میں جیسے أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمْ اللَّهُ؟ اسی طرح أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ؟ مقصد انکار کرنا ہے۔
- أمر و نَهي : امر و نہی کو بھی سوال کے اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالی نے شراب و جوئے کی برائی بیان کرنے کے بعد فرمایا: هَلْ أَنْتُمْ مُنتَهُونَ؟ اسی طرح أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ؟
- تَسوِيق : کسی کام کی ترغیب دلانے کے لئے بھی سوال کا اسلوب اختیار کیا جاتا ہے جیسے هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ؟ اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو جہاد کے لئے تیار کیا جائے۔ یہاں اسے تجارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔
- تَعظِيم : کسی کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے بھی سوال کیا جاتا ہے۔ مثلاً مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِه؟
- تَحقِير : اسی طرح کسی کی حقارت یا عجز کو بیان کرنے کے لئے بھی سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے إِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِه؟ اس سوال کا مقصد اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے مدد چاہنے والوں کے عجز کا اظہار ہے۔
- تَعَجُّب : بعض اوقات تعجب یا حیرت کے اظہار کے لئے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسے مَا لَكُمْ أَلاَّ تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْه؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کا گوشت نہیں کھاتے؟ اس میں حیرت کے علاوہ ترغیب بھی شامل ہے۔
- تَنبيه ، وعيد : وارننگ دینے یا ہوشیار کرنے کے لئے بھی سوال کیا جاتا ہے، مثلاً فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ؟ إِنْ هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ۔ اس سوال کا مقصد لوگوں کو ان کے رویے کے بارے میں خبر دار کرنا ہے۔

سبق 8A: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرز پر ہر عبارت کا مقصد متعین کیجیے۔ اگر کوئی چیز واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلاَّ أَيَّاماً مَعْدُودَةً قُلْ أَاتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْداً فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (2:80)	تنبیه	بنی اسرائیل خود کو اللہ کا چہیتا سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ انبیاء کی اولاد ہونے کے باعث انہیں بس چند دن سزا دے کر بری کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں تنبیہ کی ہے لیکن اسلوب سوال کا ہے۔
أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ (2:108)		
أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ إِلَهاً وَاحِداً وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (2:133)		
أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطَ كَانُوا هُوداً أَوْ نَصَارَى (2:140)		
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمْ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (2:214)		

سبق 8A: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

عربي	قسم	تجزیہ
قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمْ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنْ اللَّهِ (2:140)		
يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ (5:116)		
قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ (21:62)		
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ (25:17)		
نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ. أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ. أَأَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ (56:57-59)		
أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَمْ السَّمَاءُ بَنَاهَا. رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا (79:27-28)		
هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَنْ يَأْتِيَهُمْ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنْ الْغَمَامِ وَالْمَلائِكَةُ وَقُضِيَ الأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الأُمُورُ(2:210)		

مطالعہ کیجیے! دور جدید کے انسان کا المیہ کیا ہے؟ جنت کا حقدار کون ہے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU01-0003-Deserving.htm

عربي	قسم	تجزیہ
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلاَّ تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلاَّ نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا (2:246)		
طَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ (3:154)		
قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا إِلاَّ أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ (5:59)		
إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ (5:112)		
قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلاَّ الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ (6:47)		
قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ تَخْرُصُونَ (6:148)		
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلاَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (7:147)		

سبق 8A: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

عربي	قسم	تجزیہ
يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (7:59)		
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنْ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيلٌ (9:38)		
قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ (12:11)		
يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلاَّ تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ (15:32)		
حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (2:214)		
يَسْأَلُونَكَ عَنْ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي (7:187)		
يَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (10:48)		
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (16:21)		

سبق 8A: حروف استفہام کا حقیقی و مجازی استعمال

عربي	قسم	تجزیہ
أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ (2:85)		
مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكُمْ أَزْكَى لَكُمْ وَأَطْهَرُ (2:232)		
رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي (2:260)		
هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (3:6)		
كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْماً كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (3:86)		
كَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (3:101)		

آج کا اصول: اگر کوئی فعل ثلاثی مجرد ہی میں متعدی ہو تو باب تفعیل میں آ کر اس میں شدت پیدا ہو جائے گی۔ جیسے قَتَلَ الْمُجْرِمُ رَجُلاً (مجرم نے ایک شخص کو قتل کر دیا)۔ باب تفعیل میں یہ ہو جائے گا: قَتَّلَ الْمُجْرِمُ أَهْلَ الْقَرْيَةِ (مجرم نے گاؤں والوں کا قتل عام کر دیا) یا قَتَّلَ الْمُجْرِمُ رَجُلاً (مجرم نے ایک شخص کو بری طرح قتل کر دیا)۔ اسی طرح قَطَعْتُ الْحَبَلَ (میں نے رسی کو کاٹا)، قَطَّعْتُ الْحَبَلَ (میں نے رسی کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا)، كَسَرَ الْقَلَمَ (اس نے قلم توڑ دیا)، كَسَّرَ الْقَلَمَ (اس نے قلم کو توڑ کر چکنا چور کر دیا) وغیرہ۔

عربي	قسم	تجزیہ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعاً (2:148)		
وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ (6:22)		
قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ (6:19)		
وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَاماً وَأَحْسَنُ نَدِيّاً (19:73)		
كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (2:249)		
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ (6:6)		
كَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْماً أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (18:19)		

مطالعہ کیجیے! غیبت کیا ہے؟ معاشرے پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0003-Backbiting.htm

سبق 7B & 8B میں ہم ناصر بن محمد الاحمد کی کتاب "معالم الاقتصاد الاسلامی" کے کچھ اقتباسات کا مطالعہ کریں گے جس میں انہوں نے اسلامی معاشیات کے اصول و مبادی بیان کیے ہیں تاکہ ہم معاشیات کی عربی اصطلاحات سے واقف ہو سکیں۔

تعمیر شخصیت
امن محض جنگ کا متضاد ہی نہیں ہے۔ یہ انسانوں کے رویے کا نام ہے جس میں عدل، احسان اور باہمی اعتماد پایا جاتا ہے۔

مَعَالِم الاقتصادِ الإسلامي لِشيخ ناصر بن محمد الأحْمد

ثانياً: الحُرِيَّةَ الاقتِصَادِيَّة الْمقَيّدَة

والركنُ الثانِي من أركان الاقتصاد الإسلامي هو الحريةُ الاقتصادية المقيدة، ومضمونٌ ذلك أن هذا النظامُ لا يَسمَحُ للأفرادِ بِحُريةٍ اقتصاديةٍ مطلقةٍ، ولكنّه يقيّد هذه الحرية بِحدودٍ مِن القِيَمِ التِي يؤمن بها الإسلام.

وفِي هذا الركنِ أيضاً يَختَلفُ الاقتصاد الإسلامي عن الاقتصادِيَيْنِ الرأسمالِي والاشتراكي اختلافاً بيّنًا. فالاقتصادُ الرأسُمالِي يُكفلُ للفردِ الحرية الاقتصادية المطلقة لِيَزَاوِلَ ما يشاءُ من أعمال وبالأسلوبِ الذي يراه، على ضَوءِ مصلحتِه الشخصيةِ فقط وطبقاً لِما يَعتَقِدُ أنّه يُحقِّقَُ له أكبَرُ قدرٍ مِن الربح.

أمّا موقفُ الاقتصاد الاشتراكي الْماركسي من الحرية الاقتصادية فهو على طَرَف نقيضٍ من موقفِ الاقتصاد الرأسمالي ذلك أنّ الفردَ لا يُملكُ حريةَ الإنتاجِ أو الاستثمار. والأمرُ لا يقف عند هذا الحد بل يَتَعَدّاه إلى ما هو أقسَى، فالفردُ لا يُملك حريةَ اختيارٍ أو تَحديد نوعِ العمل الذي يقوم به. بل و أكثَرُ مِن هذا فإن النظامَ لا يترُكُ للأفرادِ تَحديدُ السِلعِ التِي يرغبون فِي استهلاكِها، بل تقومُ الحكومةُ بِتحديدِ تلكَ السلع، ثم تَعمَلُ على إنتاجِها، وتقوم بتَوزِيعِها بعد ذلك على الأفرادِ ببطَاقَاتَ [1].

(۱) مصنف نے کمیونسٹ ممالک میں حکومتوں کے انتہائی کنٹرول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہاں کھانے پینے کی عام اشیاء بھی راشن کارڈ کے ذریعے تقسیم ہوتی تھیں۔

يَزَاوِلُ	وہ سرگرم ہوتا ہے	ماركسي	کارل مارکس سے متعلق، سوشلسٹ	السِلعِ	سامانِ تجارت

ما مَوقفُ الإسلام من هذه الحرية الاقتصادية؟

اعتَرَفَ الإسلام بالحريةِ الاقتصادية ولم يُنكرها أو يُصَادِرُها، ولكنه لَم يطلقْ لَها العنان، ففي الوقت الذي اعترف فيه الإسلام بالحرية الاقتصادية نَجدُهُ قد وُضِعَ عليها قيودًا تَستهدفُ تَحقيق أمرين: الأول: أن يكونَ النشاطُ الاقتصادي مشروعًا من وجهة نظرِ الإسلام. الثاني: كفالةُ حقِّ الدولة في التدخُّلِ؛ إمّا لمراقبة النشاط الاقتصادي للأفراد، أو لتنظيمه، أو لِمباشرة بعضِ أوجَهِ النشاط الاقتصادي التي يُعجَزُ عنها الأفراد، أو يَسيئُون استغلالَها.

أولاً: يَجب أن يكونَ النشاطُ الاقتصادي مشروعاً: الأصلُ أنّ كلَّ نشاط اقتصادي مشروعٌ في ظلّ الإسلام إلا ما وَرَدَ النصُّ بتحريْمه، وذلك تطبيقًا لقاعدة أنّ الأصلَ في الأشياء الإباحةُ. أمّا ما جاءَتْ النصوص بتحريْمه من أوجَه النشاط الاقتصادي، فالْملاحظُ أنّه قليلٌ جدًّا إذا ما قِيسَ بالأوجه المباحة التي هي الأَصلُ في النشاط الاقتصادي. الناظر في أوجه النشاط الاقتصادي التي حرّمها الإسلام يَجدُ أنّه يَجمع بينها أنّها جَميعها قد تَنكّبَتْ طريقَ الفطرة السليمة؛ لأنّها تقوم إما على الرشوة أو استغلالِ النُفُوذ والسلطان، أو على غِشِّ الناس، أو ابتزَازِ أموالِهم بالباطل، أو التحكُّمِ في ضروريات معاشِهم، أو انتهازِ حالات عوزهم وحاجاتهم.

قال تعالى: "وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ." [البقرة: 188]، وقال سبحانه: "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ. الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُواْ عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ." [المطففين 1-3]، وقال سبحانه: "يَمْحَقُ اللّهُ الْرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ." [البقرة 276]، ويقول الرسول صلوات الله وسلامه عليه: "مَن غشّ فليس منّي."، ويقول: "البيعان بالْخَيارِ ما لَم يتفرَّقَا، فإن صَدَقَا وبيَّنَا بُورِكَ لَهما في بيعِهما، وإن كَتَمَا وكذبا مُحقَتْ بركةُ بيعِهما." ويقول: "لا يَحتَكِرُ إلا خاطِئ."

ولقد استهدَفَ الإسلامُ من تَحريْمِ هذه الأوجَهِ من النشاط الاقتصادي أهدافاً ثلاثة:

الأول: أن تقومَ علاقاتُ الناس الاقتصادية على أُسَسٍ من التكافُلِ والتراحُمِ والتعاطُف والصِدقِ والعدلِ، بدلاً من التباغُضِ والتنافُرِ والتظالُمِ والغَشِّ.

ابتزَازِ	زبردستی چھیننا	انتهازِ	فائدہ اٹھانا	عوزِ	غربت، وسائل کی عدم دستیابی

الثاني: دفعُ الناس إلى العملِ وبَذلِ الجهدِ لكسب الْمالِ وتنميَته، بدلاً من الالتجاءِ إلى وسائلِ الاستغلالِ الوضيعة.

الثالث: إغلاقُ الْمنافذِ التي تُؤَدِّي إلى تَضَخُّمِ الثَروَاتِ في أيدي بعض الأفراد.

وقد حَرَّمَ الإسلام صورًا خاصةً من النشاط الاقتصادي:

فقد حرّم الربا: وحكمةُ تَحريْمِ الربَا إنّما يَرجعُ إلى الْمَضَارِ الاقتصادية والاجتماعية التي تَتَرَتَّبُ عليه، فمن الناحيةِ الاقتصادية فإنّ الطرقَ الربويَة تعتبرُ وسيلةُ غيْرِ سليمة للكسب؛ لأَنّ الفائدةَ التي يَحصلُ عليها الْمُقرِضُ لا تتأتي نتيجةَ عملٍ إنتاجي، فهذه الفائدةُ عبارةٌ عن مبلغ استَقطَعَ من مال الْمقترِضِ وبالتالي من الثروةِ العامة، بَدُونَ أنْ يُحدثَ القرض زيادةٌ في إحدَى الثروتَيْن، فالزيادةُ التي تأتي لأموالِ بعضِ الناسِ عن طريقِ الربا هي زيادةٌ في الظاهرِ، ولكنّها ليست زيادةٌ في الواقعِ؛ لأنّها لا تُضيفَ شيئاً إلى ثروة الأمّة العامة.

كذلك فإنّ انتشارَ التعامُلِ بالربا مدعاةٌ إلى الكسلِ وإلى البطالة وإلى خلقِ طائفة من القاعدينَ يكسبُونَ الْمالَ عن طريقِ الانتظارِ وحده دون جُهد أو عملٍ. ومن الناحية الاجتماعية، فإنّ الْمجتمعَ لا يستفيدُ شيئًا من العملياتِ الربويَةِ؛ لأنّها لا تُضيفُ شيئًا إلى ثروته ولا تُزيدُ من قدرته وإمكاناته.

وحرّم بُيُوعَ الغَرَر: والغررُ هو في الأصلِ الْخَطر، وتدخُلُ فيه البيوعُ التي لا يُحيطُ بكَنَهِهَا الْمتبَايعَان، وهو الجهلُ بالثَمَنِ أو الْمثمن، أو سلامته، أو أجله. والأمثلةُ على هذا البيعِ كثيْرةٌ، منها بيعُ الثمارِ قبل أن تَنضَجَ، وبيعُ السَمك في الْماءِ، والطيْرِ في الْهواء، وبيعُ حَمَلِ الحيوان قبل أنْ يُولَدَ. وتَحريْمُ هذا النوعِ من البيوع ثابتٌ بسُنَّة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعَن أبي هريرة قال: "نَهَى رسولُ الله عن بيعِ الغررِ." وحكمةُ تَحريْمِ هذا النوع من البيوعِ هي سَدُّ بَابِ الْخِلافَات والْمُنَازعاتِ.

الوضيعة	رکھے ہوئے	الْمُقرِضُ	قرض دینے والا	الْمقتَرِضِ	قرض لینے والا
تَضَخُّمِ	بڑا ہونا، بھاری ہونا	استَقطَعَ	اس نے کم کیا / کاٹا	الكسلِ	سستی، بے کاری

وحَرَّمَت الشريعةُ أيضًا استغلالَ النفوذ للحصول على الْمال: عن طريقِ استغلالِ السَلطَة أو النُفوذ، وحديث ابن اللَتبِيَة ظاهرٌ فالرسول صلى الله عليه وسلم قد استعمَلَهُ على صدقات بَني سليمٍ، فعندما رَجَعَ قال: هذا لكم، وهذه هدايا أُهديَتْ إلَيَّ، فغَضبَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وقام وخَطَبَ الناس فقال بعدَ أن حَمدَ الله وأثنى عليه: "أمّا بعد، فإنّي أستعملُ رجالاً منكم في أمورٍ ممّا ولاّني الله، فيأتي أحدُكُم فيقول: هذا لكم، وهذه هدَايَا أُهْدِيَتْ إلَيَّ، فهلا جَلَسَ في بيتِ أبيه أو بيتِ أمِّه فينظُرُ أيُهدَى إليه أم لا؟."

وحرّم الإسرافَ والتَرف: فكما قيَّدَ الإسلامُ وسائلَ كسبِ الْمَال، فإنّه قيّد كذلك طريقَ إنفاق الْمال والتصرُّف فيه فيمنَعُ الإسرافَ والتبذيرَ والترفَ قال تعالى: "إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ." [الإسراء: 27]، وقال سبحانه: "وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا." [القصص: 58]. ويدعُو الإسلامُ إلى التوسُّط والاعتدال في الإنفاق: "وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا." [الفرقان: 67].

وحرّم كَنْزُ الْمال: ويُحَرِّمُ الإسلامُ كذلك كَنْزَ الْمال ومَنْعَه من التَدَاوُل، يقول الله سبحانه وتعالى: "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ." [التوبة: 34].

ثانياً: تَدَخُّلُ الدولة في النشاط الاقتصادي: من حقّ الدولة في ظلّ الإسلام أن تتدخلَ في النشاط الاقتصادي الذي يُبَاشِرُه الأفرادُ، سواءٌ لمراقبة هذا النشاط أو لتنظيمه، أو لتباشُرِ بنفسها بعض أوجَه النشاط الاقتصادي الذي يُعجِزُ عنه الأفراد، أو يَسيئُونَ مباشرتَه.

من ذلك تدخُّلُ وليِّ الأمرِ لتحقيقِ التوازن الاقتصادي بين أفراد الْمجتمع إذا لاحَظَ اختلالَ ذلك التوازن، وهو ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم حين وَزَعَ فَيئُ بني النضيْرَ على الْمهاجرين وحدَّهم دونَ الأنصار، اللهم إلاّ رجُلَيْن فقيْرَين؛ وذلك لكي يُقيمَ التوازُنَ بيْن الْمهاجرين الذين كانُوا قد تركُوا أموالَهم في مكّةَ وفرُّوا بدينِهم إلى المدينةِ، وبين الأنصارِ الذين كانوا يَملِكُون الْمالَ والثروةَ،

ومن ذلك أيضًا بيعُ عمرَ السلعِ الْمُحتَكَرَةِ جَبْرًا عن مُحتَكرِيها بثَمَنِ الْمِثل.

وسائلُ حماية الملكية الخاصة والعامة

شَرَعَ الإسلام لحمايةِ تلك الْملكيةِ أمورًا تَحَقُّقِ تواجُدِها، والإبقاءِ عليها:

1- حسنُ النية فِي التملّك، والشكر لصاحبِ النِعمة، واستصحَابِ تقوى الله، وتنمِيَةُ الوازِعِ الديني، مُهَابَةً لله وخوفًا منه.

2- إخراجُ الزكاة، وعدمِ كنْزِ الأموال، وإخراجُ النفقات الواجبة والْمستَحبَة.

3- تَحرِيْمُ الاعتداءِ على الأموالِ بأيّ نوعٍ كان، كالسَرِقَة والغَصَب.

4- أداءُ الأمانة كما أمر الله بها.

5- كِتَابةُ الدينِ، وتوثيقِ العُقُود، والْمُعاملات.

6- الاعتدالُ بالاستمتَاعِ بِمَبَاهِجِ الدُنيا، وعدمُ الإعراض عن الآخرة.

7- الْحجرُ على السفيه لصالِحِ نفسه وصالح غيْره: والسفيهُ هو: الْمتلافُ الْمُبَذِّرُ لماله؛ إمّا لعدمِ حُسنِ التصرّف كما فِي الصبِي والْمجنُون، وإما لفسقه، ورغبَته فِي الاستمتَاعِ بِمَلاذِ الدنيا، فهؤلاء الثلاثة يَمنَعُونَ من التصرف فِي أموالهم. والحجر على الإنسانِ لِحقّ غيْرِه كالحجرِ على الْمُفلسِ لِحَقِّ غُرَمَائِه، وعلى الْمريضِ فِي التبَرُّعِ بزيادةٍ على الثُلُث.

8- إيْجادُ فُرَصِ العملِ وتَهيِئَتُهُ للناس.

9- رِقَابَةُ السَلطة: من وسائل حماية الْملكيّة رقابةُ السلطة، ولقد كان لولاية الْمُحتَسب أبلَغُ تأثيْرٍ فِي حمايةِ الأموال من الضياع، وذلك بِمُراقبته للأسواق والنظر فِي مكاييلها، وموازينها، ومتابعة الأسعار، وحالات الغشّ والاحتكار، ومراقبة الْخَيَّاطيْنَ والْحدَّادِين، والأَطباء، والصِيَادلَةِ ويضمّنهم ما أتلفوه بسبب إهْمالهم، وتفريطهم.

يُبَاشِرُ	وہ عمل میں لاتا ہے	استصحَاب	ساتھ چاہنا	مكاييل	پیمائش کے آلات
مراقبة	کنٹرول	تنمِيَةُ	ترقی، نشوونما	الأسعار	قیمتیں، سعر کی جمع
لاحَظَ	اس نے ملاحظہ کیا	مَبَاهِجِ	لطف اندوزی	الصِيَادلَة	میڈیکل اسٹور، فارماسسٹ

ثالثًا: التَّكَافُلُ الْاجْتِمَاعِيُّ

والركنُ الثالثُ من أركان الاقتصاد الإسلامي هو مبدأُ التكافلِ الاجتماعي، ومُؤَدّي التكافل الاجتماعي أنّ تَضمَّنَ الدولةُ لكلّ فرد فيها مُستَوَى لائقًا للمعيشة، بحيثُ إذا حَالَ الفقرَ أو الْمرضَ أو الشَيخُوخَةَ دون تَحقيقِ هذا الْمستَوَى تَكَفَّلَت الدَولَةُ عن طَريقِ الزكاة بتحقيقه.

وهذا الْمستوى اللائقُ للمعيشة هو ما أطلَقَ عليه الفقهاءُ المسلمونُ "حدُّ الكفاية" تَمَيُّزًا له عن "حدِّ الكفاف". وإذا كانت الزكاة هي الوسيلةُ الأولى لتحقيقِ التكافل الاجتماعي إلاّ أنّ الإسلامَ لَم يكتف بِحصيلة الزكاةِ، وإنّما قرَّرَ أنّ في الْمالِ حقاً آخر سِوى الزكاة، وشَرَّعَ الإرثَ تفتيتًا للثروة.

الزكاة: الزكاةُ فريضةٌ شرعية ألزَمَ بها الإسلامُ كلَّ مسلمٍ توافُر لديه نصابُ الزكاة. والزكاةُ ركنٌ من أركان الإسلام، بل هي الركنُ الاجتماعي البارزُ من أركان الإسلام؛ لأنّها حقُّ الجماعة فِي عُنُقِ الفرد، تُحصَلُ لكي تُكفَلُ لطائفة منها كفايتهم. وسُمِّيَتْ "زكاة" لأنّها تَزَكِّي النفسَ والْمجتمعَ، وفي ذلك يقول الحق تبارك وتعالَى: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا." [التوبة 103].

والزكاةُ ليست مُجرّد إحسان متروكٌ لاختيارِ المسلم، بل هي فريضةٌ إلزاميَّةٌ تستوفيهَا الدولةُ إلى جانبِ الضرائبِ الأخرى، ولاَ يَجُوزُ استعمالَ حصيلَتها أو توزيعَها إلاّ فِي الأهدافِ والْمصارِفِ التي حددتْها آية الصدقات من سورة التوبة. والإمام هو الذي يتولّى جَمعَ الزكاة عن طريق من يندُبُه لِهذا الغرضِ، وقد كان عليه الصلاة والسلام يُرسلُ ولاتَه إلى الأقاليم يَجمَعُون الزكاةَ من الأغنياء الذين تَجبُ عليهم لِيُوَزِّعُوها على من يَستَحقُّونَها. والزكاة حقٌّ معلومٌ للفقيْرِ في مال الغني، فالْمالُ الذي تَجبُ فيه الزكاة يكون شركةٌ بَيْنَ الفُقَراءِ وبيْن أصحاب الأموال. ولهذا قَرَّرَ الفقهاءُ أنّ الْمالَ إذا وجبتْ فيه الزكاةُ لا يَجُوزُ بيعَه، وإذا باعَهُ صاحبُه يكون بيعَه باطلاً.

التَّكافُلُ	ایکدوسرے کی کفالت	شَيخُوخَةَ	بڑھاپا	تفتيتًا	حصے، ٹکڑے
مُستَوَى	لیول	الكفاية	کافی ہونا	تستَوفي	وہ پورا لیتا ہے
لائقًا	لائق، مناسب	الكفافِ	کنارہ	الضرائبِ	ٹیکس، ضریبہ کی جمع

كذلك أنّه إذا مات شخصٌ ولَم يُؤَدِّ الزكاةَ، كانتِ الزكاةُ دينًا معلَّقًا بالْمالِ، يقدّمُ سِدَادَهُ مِن هذا الْمالِ على سائرِ الدُيُونِ.

ولكي تَجبُ الزكاة في المال، اشتَرَطَ أن يكونَ الْمالُ مما يقتَنى للنَمَاء لا لسدِّ الحاجات، أي أن يكونَ من أموالِ الإنتاجِ وليس من أموالِ الاستهلاك. فإذا كان الْمَالُ مما يقتنى للنماءِ فإنّه تَجب فيه الزكاة ولو لم يَنمْهُ صاحبه بالفعل كالنَقُود، أما إذا كان المال مما لا يتَخذُ للنماء وإنّما للانتفاعِ الشخصِيِّ كأثاثِ الْمنْزل وأدوَاتِ الْحرَفَةِ والدارِ الْمُعَدَّةِ لسُكْنَى صاحبِها، فإنه لا تَجبُ فيه الزكاة.

الآثارُ الاقتصادية والاجتماعية للزكاة

(1) الآثارُ الاقتصادية للزكاة:

أولاً – تأثيْرُ الزكاة على الاستثمار: فمجرّدُ تَحصيلُ الزكاة من شأنه أن يُدفَعَ للناس إلى استثمارِ أموالِهم، وإلا أتَتْ عليها الزكاة، فمُستَحِقُّو الزكاة سوف يُنفقُونَ منها في قضاءِ حاجاتهم الاستهلاكية، سواء أكانتْ سلعًا أو خدمات. وهذا من شأنه أن يُدعَمَ تَيارَ الاستهلاك، ومن المعروف اقتصاديًا أنّ زيادةُ الاَستهلاك تُؤَدِّي إلى الاستثمار.

ثانياً – تأثيْرُ الزكاة على إعادة توزيعِ الثروة: ومن أسباب نَجَاحِ الزكاة كوسيلة من وسائلِ إعادَة توزيعِ الثروة. أنّها تُفرَضُ على جَميعِ الأموال النَامِيَة، وبذلك تَتسَمُّ بالشمولِ وباتِّساعِ قاعدَة تطبيقِها. كذلك فكونُ الزكاةِ تَتكرّر سنويًّا. فإنّ ذلك يَجعَلُ منها أداةٌ دائمةٌ لإعادةِ توزيعِ الثروة.

سِدَادَ	ادائیگی	أثاث	اثاثے	الآثارُ	نتائج، آثار
الدُيُونِ	قرضے، دین کی جمع	الْمنزِل	گھر	استهلاكية	استعمال ہو جانے والی اشیاء، Consumables
يقتَنى	وہ حاصل کرتا ہے	أدوَات	آلات	يُدعَمَ	اس پر سبسڈی دی جاتی ہے
نَمَاء	ترقی، پیسے کا بڑھنا	الْمُعَدَّة	تیار شدہ	تَيارَ	Current assets
النَقُودِ	کیش، نقد رقم	سُكنَى	رہائشی	اتِّساعِ	وسیع ہونا

ثالثاً – تأثيرُ الزكاة على العمل: أما كيف تَشجعُ الزكاة على العمل؟ فمِن الْمعلوم اقتصاديًا أنّ عمليةً إعادةُ توزيعِ الدخل من شأنِها أن تَقَلَّلَ مِن حدةِ التفاوتِ في الدخولِ، وهذا أمر له تأثيْرُه الكبيْر في علاج البطالَة.

فالزكاةُ تقومُ بعملية نقلِ وحدات من دخول الأغنياء إلى الفُقَراء. ومن المعلوم أنّ الأغنياءَ يَقِلُّ عندَهم الْمَيلُ الْحَدِّي للاستهلاك [1]، ويزيدُ عندهم الْميلُ الحدي للادخَارِ. أمّا الفقراءُ فعلى العكسِ يزيدُ عندهم الْميل الحدي للاستهلاك، وينقصُ عندهم الْميل الحدي للادخارِ. ويَترَتَّبُ على ذلك نتيجةٌ هامةٌ وهي أن حصيلةَ الزكاةِ سوف تَوَجَّهَ إلى طائفةٍ مِن الْمجتمِعِ يزيدُ عندها الْميلُ الحدي للاستهلاك.

وهذا يُؤَدِّي بدوره إلى زيادة الطلب الفعّال، الأمر الذي يترتبُ عليه الزيادةُ في طلب سلعِ الاستهلاكِ فتُرَوِّجُ الصناعاتُ الاستهلاكيَةُ، ويؤدي ذلك إلى رواجِ السلعِ الإنتاجيَة الْمُستخدمَة في صناعةِ السلع الاستهلاكية، وبذلك يزيدُ الإنتاجُ وتزيد تبعًا لذلك فرصَ العَمَلِ الْجديدة.

(۱) یہ جدید میکرو اکنامکس کا ایک تصور ہے۔ جب کسی شخص کی آمدنی بڑھتی ہے تو وہ خرچ بھی زیادہ کرتا ہے اور اس کی بچت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اسے بالترتیب Marginal Propensity to Consume (MPC) اور Marginal Propensity to Save (MPS) کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بچت کی رفتار، خرچ کی رفتار سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ مثال دیکھیے:

Income $	Consumption $	Saving $	MPC (Change in Consumption/Change in Income)	MPS (Change in Saving/Change in Income)
1000	1000	0	100%	0%
2000	1800	200	80% (1800 – 1000) / (2000 – 1000)	20% (200/1000)
3000	2500	500	70% (2500 – 1800) / (3000 – 2000)	30% (300/1000)

اس مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آمدنی میں اضافے سے خرچ میں اضافہ ہو رہا ہے مگر اس کی MPC میں کمی ہو رہی ہے۔ جبکہ بچت میں یہ معاملہ الٹ ہے۔ اگر ایک شخص امیر ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر اس کی آمدنی کا بڑا حصہ بچت میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح دولت چند ہاتھوں میں مرکوز ہو کر رہ جاتی ہے جس سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ زکوۃ امیر سے لے کر غریب کو دی جاتی ہے۔ غریب اسے خرچ کرتا ہے تو اشیاء کی طلب پیدا ہوتی ہے۔ پیداوار بڑھتی ہے اور روزگار بڑھتا ہے۔

الْمَيلُ الْحَدِّي	رجحان، Marginal propensity	ادخَارِ	بچت کرنا	تُرَوِّجُ	اسے گردش میں لایا گیا
توزيعِ الدخل	آمدنی کی تقسیم	استهلاكِ	استعمال کر کے ختم کرنا	صناعاتُ	صنعتیں

(2) الآثارُ الاجتماعية للزكاة

تظهَرُ الآثارُ الاجتماعية للزكاة من ناحيَتَيْن: ناحيةُ أخذها من الأغنياء، وناحيةُ إعطائها للفقراء. فمن ناحيةُ أخذها من الأغنياء فإنّ ذلك من شأنه أنْ يَطَّهَّرَ هؤلاء الأغنياء من الشُحِّ والبُخلِ ويُعودُهم على البَذل والعطاءِ لإخوانٍ لَهم عاجِزِين عَن الكَسَبِ. وهذا مِن شأنِه أن يَعمُقَ فيهم الشعورُ بواجبِ التكافُلِ الاجتماعي.

ومن ناحية إعطاء الزكاة للفقراء، فإنّ من شأن ذلك أن يطهّرَ نفوسَهم من الْحقد والْحسد، ويُخَلِّصُ الْمجتمعُ من الفتَنِ والاضطراباتِ. وبَذلك يأمُنُ الأغنياءُ كثيْرًا مِن شُرُورِ الفُقراء، ويُسَوَّدُ الأمنُ والْمُوَدَّةُ أرجاءِ الْمجتمعِ.

ومن ذلك تَبيَّنَ أنّ للزكاة أثرَين هامَيْنِ من الوجهَةِ الاجتماعية: فهِي تَقَلُّلُ من التفاوُتِ الطَبَقِي، وتُحَافِظُ على الأمنِ العام فِي الدَولَة.

الإنتاجُ في الاقتصادِ الإسلامي

... يَحتَلُّ موضوعُ الإنتاجُ حيزًا كبيْرًا في نفوسِ الناس على اختلافِ درجاتِهم ومُستوياتِهم. وذلك لارتباطُهُ بزيادة الدخل ورفعِ مُستوى المعيشة.

ويُنَاقش هذا الموضوعُ من خلال دورِ الإنسان في الاكتسابِ والارتزَاق. ثُم نظرةُ المسلم إلى العملِ باعتباره المصدرِ الرئيسي للإنتاج، وأنواعِ العملِ الْمُتَاحة واختلافِها وتعدُّدها، وارتباط العملِ بمسالكه السليمة الطيِّبَة. وأهَمّية تَجنُّبه للوسائل الخبيثة في العملِ والارتزاقِ. ثُم نُبَيِّنُ حقوقَ العُمَّالِ وواجباتِهم، ثُم نعالِجُ العناصرَ الرئيسيَّةَ لتكوينِ رأسِ الْمال.

النظرةُ الْماديَةُ للإنتاج وعوامله ووسائله أنّه هو الأمرُ الأساسي في حياة الإنسانِ والْمجتمعِ بِمعنَى أن يكونَ الإنتاجُ هو السيّد الآمر، والإنسان هو العبدُ الذليل الْخَاضع.

الْحِقد	نفرت، کینہ	التفاوُت الطَبَقِي	طبقاتی فرق	الْمُتَاحة	جس سے بچا جا سکے
الارتِزَاق	رزق کمانا			رأسِ الْمال	سرمایہ، Capital

الْمسلمُ والعمَلُ

يعتَبرُ الإسلام العملَ هو الوسيلةُ الأولى للارتزاق والدعَامَة الأساسية للإنتاج. يقول الرسول صلى الله عليه وسلم: "ما من مسلم يغرس غرساً أو يزرع زرعاً فيأكل منه طيْرٌ أو بَهيمةٌ إلا كان له به صدقة." [رواه مسلم].

والأرضُ على سعَتِها هي ميدانُ عمله وحركته. لا يُحَدُّ عزيْمَتُه، ولا يَقِفُ أمامَ طَمُوحه إلاّ ما حَدَّه الله عز وجل من حدود الحلالَ والحرامَ. قال تعالى: "هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ." [الملك: 15]، ولا يقتَصرُ مفهومَ العملِ على الاحتراف أو الامتهان أو الاستصناعِ أو الاتْجار. وإنّما يَتّسِعُ حتّى يشملُ كل عملِ أو منفعة يُؤدِّيهَا الإنسان مقابلَ أجرٍ يستحقّه. سواءٌ أكان عملاً يَدَوِيًّا أو ذهنيًّا أو إداريًّا أو فنيًّا، وسواءً أكان لشخصٍ أو لِهَيَئَةٍ معينة أو للدَولةِ. فالأوَلويَةُ الخاصةِ والعامة عَمَلٌ.

واجبات العمل

1- أنْ تعرفَ مستلزَماتَه ومتطلباتَه حتّى يتمكّنُ العاملُ من الوفاء بها، فيُتّقِنُّ العملَ ويؤدّيه على أحسن وجه.

2- الإخلاص والإتقان؛ قال تعالى: "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا." [الكهف 30]، ومن إتقان العمل حسنُ رعايته والشعورِ بالمسؤولِيَة تَجاهه.

3- الوفاء بالعُقُود: يقول الله تعالى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ." [المائدة: 1].

4- الحسابُ والْمساءَلَةُ: ومن الواجبات التي فَرَضَها الإسلام وأصلح بها الحياةُ في شتّى نواحيها، واجبُ الحساب و المساءلة. فإنّ النفسَ الإنسانية إذا تركتْ لشهواتها انحَرَفَتْ. ولذلك أقام الإسلامُ فيها رقيبَيْنِ دائمَيْنِ يكمل أحدهُما الآخر: الأول فواعظُ الإيْمان في قلب كل مسلم. والثاني فسلطانُ القانون، وقد كان الرسول صلى الله عليه وسلم يُحاسِبُ عُمَّاله ووَلاته.

طَمُوحِ	شديد خواہش	الاتْجارِ	تجارت	إداريًّا	ایڈمنسٹریشن
استِصناعِ	صنعت	يَدَوِيًّا	ہاتھ سے کام کرنا	هَيئَةٍ	تنظیم، ادارہ

حُقُوقُ العُمَّالِ

1- استيفاءُ الأجر: يقول الله تعالى في الحديث القُدسي: "ثلاثةٌ أنا خَصمُهُم يومَ القيامة، رجلٌ أعطى بي ثُم غدَرَ، ورجلٌ بَاعَ حرًّا فأكَلَ ثمنَه، ورجلٌ استأجر أجيْرًا فاستَوفَى منه ولَم يُعطه أجره." وقال رسول الله عليه الصلاة والسلام: "أعطوا الأجيْرَ أجرَه قبل أن يَجفَّ عرقَه."

2- حقُّ الكفايةِ والرعايةِ: وهو ضمانُ كفالة العامليْنَ، وتوفيْرُ الخدمات الصحيَّة والتعليميَّة والاجتماعيِّة لَهم ولذُويهم. وهذا أمرٌ مقرّرٌ لِجميعِ أبناءِ الْمجتمعِ مكفولٌ لَهم. فهو من مسؤليةِ كلّ راعٍ في رعيَّته، ومن المسؤليةِ التي تقوم عليها الدولةُ وترعَاها. عن المستورد بن شداد الفهري عن النبيِ صلى الله عليه وسلم قال: "من وَلّي شيئًا فلم تكنْ له امرأةٌ فليتزوَّجُ امرأةً، ومن لم يكن له سكنٌ فليتخذُ مسكنًا، ومن لم يكن له مَركَبٌ فليتخذ مركبًا، ومن لم يكن له خادمٌ فليتخذ خادمًا، فمن اتّخذ سوى ذلك كنْزاً، أو إبلاً جاء يوم القيامة غالاً أو سارقاً."

حوافِزُ الإنتاجِ في الإسلام

1- ترغيب الإسلام فيه وارتباطُه بالعبادة: قال الله تعالى: "فَامْشُوا فِي مَنَاكِبهَا وَكُلُوا من رِّزْقه وَإِلَيْه النُّشورُ." [الملك: 15]، ويقول الرسول صلى الله عليه وسلم: "ما أَكَل أحدٌ طعَاماً قطَ خيْرَ من أم يأكُلُ من عمل يده، وإنّ نبي الله داود كان يأكل من عمل يده." [رواه البخاري] ويقول الرسول صلى الله عليه وسلم: "إنّما الأعمال بالنيات، وإنّما لكل امرئ ما نوى." فالنيةُ تُحَوِّلُ العادات إلى عبادات يقول صلى الله عليه وسلم: ((وإنّك لن تُنفق النفقةَ تبتَغِي بِها وجهَ الله إلا أجرْتَ عليها حتّى ما تَجعل فِي فَمِ امرأتك." [متفق عليه].

2- نَهي عنِ السؤال والاستجدَاء: يقول صلى الله عليه وسلم: "لأن يأخُذَ أحدُكم حبلَهُ فيأتي بحَزمَة من الحطبِ على ظهرِه فيكفّ بِها وجهه، خير له من أن يسألَ الناس، أعطوه أو منعوه."[رواه البخاري] ويقولُ: "لا يزال الرجلُ يسأل الناس حتّى يأتِي يومَ القيامة وليس في وجهِ مَزعَةُ لَحمٍ."[متفق عليه]

3- منعُ الزكاة عن الأقوِيَاء القادرين على الكسب...

حوافِزُ	ترغيبات	الاستِجدَاءِ	بھیک مانگنا	مَزعَةُ	ٹکڑا

4- القيامُ بدورِ الاستخلاف في الأرضِ، وبيان ما يتطلّبُهُ من تعاون بين الناس: وتَنميةُ هذا الشعورِ يَجعلُ الْمستخلفُ الصالحُ يدرك أهَمية الإنتاجِ ليس لَأجله فقط، ولا لأجل عصرِه، بل مسؤلية عامّة أمام الأجيال اللاحقة.

5- الاستِشعارُ بتسخيْرِ الله الكون للإنسانِ لغرض عمارةِ الأرض وأهَمية الاستفادة من ذلك.

عناصرُ الإنتاجِ الْمشروعِ

أولاً – العمل: هو كل مَجهودُ بدنيٌّ، أو ذهنِيٌّ يُقصَدُ به الإنسان إيْجادٌ أو زيادةُ منفعة مُباحَة.

ثانياً – رأس الْمال: و رأس الْمالُ ينقسم إلى قسمين: الأول: رأس الْمال النقدي. الثاني: رأسُ المال العينِيِّ: من آلات، ومُعِدَّاتٍ، وأدوات، وعقَارِ.

ثالثاً – الاستفادةُ من خيْرَات الأرضِ والْمواردِ الطبيعية الأخرى: فخيْرات الأرض كثيْرة ومتنوعة، سواءٌ ما كان في باطنِها، أم عليها.

الإنتاجُ الْمحرَّمُ في الاقتصاد الإسلامي: ويشمل

1- تنميةُ الْمالِ عن طريق الإضرارِ بالْمجتمعِ

2- الربا

3- بيوعُ الغرَرِ

4- استغلالُ النفوذِ للحصولِ على الْمال

5- السرقة: وهي أخذُ الْمالِ على وجهِ الْخفِيَةِ والاستتَارِ من حَرزِه.

6- الغَصبُ: وهو الاستيلاءُ على مالِ الغيْرِ بغيْرِ حقٍّ

7- أجرةٌ وثَمَنٌ ما حرّم فِعلَه، وعملَه كمهرِ البَغِي، وحلوانِ الكاهن.

8- الرشوة

9- الاحتكار

10- القُمَارُ والْمَيسر

الاستِشعارُ	شعور حاصل کرنا	عقَارِ	پراپرٹی، جائیداد	مهرِ البَغِي	طوائف کی آمدنی
العينِيِّ	سامان کی صورت میں (نہ کہ کیش)	الاستيلاءُ	قبضہ کرنا	حلوانِ الكاهن	کاہن کی آمدنی

الوظائفُ الاقتصادية للدولة الإسلامية

الْمجالات التِي يشرع للدولةِ التدخُّل فيها لتَوجِيهِ الاقتصاد:

1- منعُ بيعٍ ما حرّم شرعًا.

2- منعُ الغشِّ بكافة أشكاله وصُوَرِه، سواءٌ كان فِي المطعُومات، أم فِي المكاييل والموازين، أو العملات ونَحو ذلك.

3- منع بيع ما يَضُرُّ بالصحَة العامة.

4- منع العَبَثِ بِمصالِح وأموالِ الناس العامة.

5- منع العملِ فِي الْمجالاتِ الْمحرَّمة.

6- منع التقصيْر فِي أداءِ العَمَلِ والامتنَاعِ عنه.

7- تَحديدُ الأُجُورِ والأسعارِ إذا غالَى الناسُ فيها أو امتَنَعُوا عنها.

8- إلغاءُ الوسطاء، والسَمَاسَرَة، أو تَحديدُ عددهم حتّى لا تَتَراكَمَ الأَرباح على ثَمَنِ التكلُّفة، وبالتّالي إلى غلاءِ السلع دون مُسَوَّغٍ.

الْمجالات التِي لا يَجُوزُ للدولةِ التدخّل فيها:

1- تَحليلُ ما حرّم الله، مثل السَمَاحِ للبُنُوكِ الربَوِيَّة بِممارسة نشاطها.

2- تَحريْمُ ما أحلَّ الله تعالى، كمنعِ الناس مِن الطيّبات التِي أحلَّتْ لَهم دُونَ مصلحة بيّنة.

3- الإضرار بمصلحة الجماعة لأجلِ نفعٍ بعضِ الأفراد، أو الإضرارُ بمصلحة الأفراد لأجلِ أفرادِ غيْرِهم، أو تقديْمُ مصلحةِ الجماعةِ على مصلحةِ الفرد لأجلِ الشَهوة أو الإضرار بِهذا الفرد.

الإنفاق فِي الاقتصاد الإسلامي

أهدافه

1- ابتغاءُ وجه الله ومرضاته: يقول الله تعالى: "مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ." [البقرة: 261].

الوسطاءِ والسَمَاسَرَةِ	مڈل مین، بروکر، ایجنٹ	التكلُّفة	لاگت	غلاءِ	قیمتیں چڑھنا

2- التعاون بين أفراد الْمجتمع، وتَحقيق التكافل الاجتماعي: الإنفاق يُربي في النفوسِ سَمة التعاون، يقول الرسول صلى الله عليه وسلم: ما آمنُ بِي من بَاتَ شَبعَانٌ وجارُه جائعٌ إلى جنبِه.

3- تَخفيفُ الضغطِ والطلبِ على الزكاةِ الْمَفروضَة.

ضوابطُ الإنفاقِ في الاقتصاد الإسلامي

1- أن ينفقَ الْمالُ في وجهِه الشرعي؛ لغرضِ تَحصيلِ أمرٍ ديني أو دُنيَوي.

2- أن ينفقَ الْمالُ على الْمباحات، أو الْمسنونات، أو الواجبات.

3- أن يكونَ إنفاقُ الْمال في الْمباحات على قدرِ الحاجة.

4- أن يكونَ الإنفاقُ متوازنًا مع الكَسَبِ.

مَجالُ الإنفاقِ في الإسلام

أ – النفقة: ويشمل:

1- النفقةُ على النفسِ

2- النفقة على الزوجة

3- نفقة الأقاربِ

4- نفقة خادمِ المرأةِ؛ قد تكون المرأة مِمن ينبغي لَها أن تَخدمَ.

5- نفقة الرقيق

6- نفقة البهائمِ والْجمادات: يتعيَّنُ على الإنسان أن ينفقَ على بَهائمه. روى عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنّ امرأةً عُذبَتْ فِي هِرة حبستْها حتّى مَاتَتْ جُوعًا.

والجمادات مما لا روحَ لها كالدورِ والعقّارِ والزرُوعِ والآلات، ونَحو ذلك يتعيّنُ الإنفاق عليها إذا كان ذلك لازماً لا صلاحَها؛ لأنّ إهْمالَها من إضاعةِ الْمال المنهي عنه حتّى لا تَخربَ.

ب – الإنفاق في سبيل الله ونُصرةِ المسلمين والمتضرِّرين من الحروبِ والْمجاعات والكوارثِ ونَحو ذلك.

ج – الإنفاق على ذوي الحاجة مِن اليتامى، والأراملَ والمساكين.

د – بذْلُ الأجرَةِ لمستحقيها من النفقة الواجبة.

هِرَة	بلی	الْمجاعات	قحط	الكوارثِ	آفت، تباہی

العُقودُ

هو: ارتِبَاطُ إِيْجَاب بِقبولٍ على وجهِ مشروعٍ يُثبِتُ أثرَه فِي مَحَلِّه.

للعقد ركنان: الإِيْجابُ والقبول. ثُم إنّ الاقتصادَ الإسلامي يأخذ فِي الاعتبار:

1 – عقودُ المعاملات، ينظر فيها للمقاصد والْمصالح: يُفَرِّقُ الإسلامُ بين العبادات والمعاملات في الْمنهَجِ والتشريع. فَعلى حين أنّ العباداتَ الأصلُ فيها التوقُّفُ على ما جَاءَ به الشرع، أمّا المعاملات فالأصل فيها الإباحةُ؛ لتحقيقِ مصالِحِ العبادِ في المعاش والحياة، ورفعِ الحَرَجِ عنهم.

2 – العقودُ في الإسلام تَنعَقِدُ بكل ما يدلّ على مقصودها: فلم يشترط لَها صيغةٌ معيّنةٌ، بل كلّ ما دَلَّ على الإِيْجابِ والقبول عَدَّ عقدًا وتَرتَبِتُ عليه آثارُه ما دَامَ قد عقده مَن لَهم أهلية التَعَاقُد، وتَمَّ فيما يَجُوز التعاقد فيه....

3 – والعقودُ في الإسلام لا تَتمُّ إلا برضا الْمتعاقدَين واتفاقهما؛ يقول الله سبحانه: "إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ." [النساء]، وقد أوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجلَ الذي شَكَى له بأنّه يُخدَعُ في المعاملات أن يقولَ عند بيعه وشرائه: "لا خلابة" أي: لا خديعة. فكان خيارُ الغَبَنِ[1]، وخيار الْمجلسِ[2]، وخيار الشرطِ[3]، وخيار الرُؤْيَة[4].

4 – كما يُوجِبُ الإسلام توثيقَ العقود ضمانًا للحقوق وإقامة العدل بينَ الناس بالكتابة والإشهادِ عليها، خاصّةً العقودُ ذات الآجالِ الطويلة والمراحلِ المتعددة. وعقُودُ الدين؛ ليضمنَ لكلّ ذي حق حقَّه، وليَبتَعِدَ الناس عن التنازُعِ والتغابُن، يقول الله تعالى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ." ويقول سبحانه: "وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى." [البقرة: 282]

معاہدے کو ختم کرنے کا اختیار ان صورتوں میں دیا گیا ہے۔ (۱) ایک پارٹی معاہدے کی کسی شق کی خلاف ورزی کرے۔ (۲) ایک پارٹی معاہدے پر دستخط سے پہلے اسے کینسل کر دے۔ (۳) معاہدے میں اسے ختم کرنے کی کوئی شرط ہو۔ (۴) خرید و فروخت کا معاہدہ ہو۔ جب خریدار چیز کو دیکھے اور اس کی کوالٹی اچھی نہ ہو تو وہ اس معاہدے کو کینسل کر دے۔

العُقودُ	معاہدے	إيْجَابٍ	ایجاب، آفر دینا	خيارُ	معاہدہ ختم کرنے کا اختیار

5 – ويَجبُ أن تَحقّق العقودِ العدلُ بيْن المتعاقدين وتبتَعِدُ عن الظلمِ؛ لأنّ الأصلَ أنه لا يُحِلُّ مالَ امرئٍ مسلمٍ إلاّ عن طيبِ نفسٍ منه.

6 – ويَجبُ أن تَحقق العقودِ والمعاملاتَ مقاصدُ الشريعة في العبادة والأخلاق: وذلك بأن تعظمَ شعائرَ اللهِ وتعمل على إقامتِها والْمحافظةَ عليها. فإذا خَالَفَتْ ذلك وأرَادتْ أن تولي وجهها شطرَ المنافعِ الْماديّة وحدَها، غير ملتفتَة لِهذه الحدودِ والآداب، فقد تولاَّها الشيطانُ ودخلَتْ فِي أحابِيلَ وسائلِ الكسب الخبيث.

يقول الرسولُ صلى الله عليه وسلم: "إن اللهَ طيِّبٌ لا يَقبَلُ إلا طيّبًا." ومن هنا فقد نَهى الإسلام عن جُملة مِن العقود والمعاملات؛ لما يترتب عليها من المفاسد ومخالفات منها:

– النهي عن البيعِ وقتُ النداءِ للصلاة وخاصّة الجمعة؛ لتعيُّنها عن كلّ مسلمٍ مقيم خال من الأعذار الشرعية. يقول الله تعالَى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ." [الجمعة: 9].

– النهي عن بيعِ الرجل على بيع أخيه؛ لِما يُؤَدِّي هذا إلى الاعتداءِ على حقٍّ ثَبَتَ للمُشتَرِي الأول.

– النهي عن بيع الأشياء التِي يستعمِلُها مشتَرِيها فيما حرّم الله وتؤدي إلى الْمحرّم.

– النهي عن التحايُل.

7 – ولا تَتِمُّ العقودُ والمعاملات إلا بضبطِ الْمقادِير وتَحديد الأثْمان.

8 – والإسلام يُوجبُ الصدق والإحسان ويُحَرّم الغشّ والتدليسَ والالتواءَ: يقول الرسول صلى الله عليه وسلم: "البيعان بالخيار ما لَم يتفرّقا، فإن صدقَا وبينا بُورك لَهما فِي بيعهما، وإن كتَمَا وكذبا مَحقت بركة بيعهما."ويذكُرُ العداء بن خالد رضي الله عنه قال: كتب لِي النبي صلى الله عليه وسلم: "هذا ما اشتَرَى محمد رسول الله من العداءِ بن خالد بَيعُ المسلمِ من المسلمِ لا داءَ، أي لا عيب، ولا خبثةَ ولا غائلة، أي ولا أخلاق سيئة." [رواه البخاري].

مقدار کی جمع	الْمقادِير	دھوکہ دہی	التحايُل	جال، احبولہ کی جمع	أحابِيلَ

إنّ الشريعةَ لا تَجري المعاملةَ ولا تنفذُها، ولكن تَعطي المشتريَ حقّ ردِّ الْمَبيع وتَعويضِ البائعِ عما أخَذَ من إنتاجِ مبيعه؛ قال الرسول صلى الله عليه وسلم: "لا تُصرّوا الإبلَ والغنم، فمَن ابتاعَهَا بعد فإنّه بخَيْرِ النظرين بعد أن يَحتَلِبَها، إن شاء ردّها وصاعٌ مِن التمر." [رواه البخاري]

نَماذِجُ لبعضِ أنواعِ العقودِ في الاقتصاد الإسلامي

عقدُ السَلَم: وهو عقدٌ على موصوفٍ بالذمةِ بثمنٍ مقبوضٍ بِمجلسِ العقد. والسلمُ لا يصِحُّ إلا إذا تَوَفَّرَتْ فيه الشروط التالية:

1- أن يكونَ مما يَنضَبِطُ بالصفات التي يَختَلِفُ الثمنَ باختلافِها ظاهراً.

2- معرفةُ قدره بالكيلِ إن كان مكيلاً، والوزنِ إن كان موزوناً، وبالذراعِ إن كان مذروعاً.

3- أن يَجعلا له أجلاً معلوماً.

4- أن يكون المسلم فيه عام الوجود في محله مأمون الانقطاع فيه.

5- أن يذكرَ جنسَه، ونوعَه، وجودتَه، ورداءتَه، وكبْرَه، وصغرَه، وطُولَه، وقصرَه، وعرضَه، وسُمكَه، ونعومتَه، وخشونتَه وهكذا.

6- أن يقبضَ رأسَ مالِ السلمِ في مجلسِ العقدِ قبل تفرُّقِهما.

7- أن يسلمَ في الذمة.

عقدُ الْمضاربة: هو أن يدفعَ إنسانٌ مالَه إلى آخر يَتَّجِرُ فيه، والربحُ بينهما وهي من العُقُود الْجائزةِ بإجْماعِ العلماء، ولكل من الطرفين فسخُها إن شاء.

عقود التأميْنِ: وهو أسلوبٌ متعددُ الطرقُ، والصُوَرُ لتحصيْنِ الإنسان ضدُّ الْمخاطِرِ الْمختلفةِ والْمتوقعة في حياته، أو في مسالك أنشطته الاقتصادية. وعقود التأميْنِ على نوعيْن:

الأول: التأميْنُ التجاري[1] بشتّى صوره وأشكاله: وهذا النوع قرّر تحريْمَه مجلسُ هيئةِ كبارِ العلماء بالمملكة العربية السعودية للأدلة التالية:

1- أنّ عقدَ التأميْنِ من عقود الْمُعَاوضَات الْماليَة الاحتمالية المشتملة على الغررِ الفاحِشِ؛ فإنّ الكارثةَ قد تَقعَ، وقد لا تقع فالجهالةُ قائمةٌ فيما يُعطَى وفيما يأَخُذ.

عقدُ السَلَم	ایڈوانس ادائیگی کا معاہدہ	نعومة	نرمی	الْمضاربةِ	کاروباری شراکت
سُمكَ	موٹائی	خشونة	سختی، کھردراپن	التأميْنِ	انشورنس

2– عقد التأمين من ضروب الْمُقامرة.

3– أنّ في التأمين التجاري رِبَا الفضلِ والنَسيئَة.

4– أن التأمينَ التجاري من الرهان الْمُحرّم؛ لأن كلا منهما فيه جهالةٌ وغررٌ.

5– عقدُ التأمين التجاري فيه أخذُ مالِ الغيْرِ بلا مقابلٍ.

6– في عقدِ التأمين التجاري الإلزامُ بما لا يلزم شرعًا.

الثاني: التأميْنُ التعاوُني: وهذا النوعُ أقرُّ جوازَه هيئةُ كبارِ العلماء للأدلة التالية:

1– أن التأمينَ التعاونِي من عقود التبَرُّعِ التي يقصَد بِها أصالةُ التعاوُنِ على تفتيتِ الأخطار.

2– خلوّ التأمين التعاونِي من الرِبا بنَوعيه.

3– أنّه لا يُضِرّ جهلَ المساهِميْنَ في التأمين التعاوني؛ لأنّهم متبَرِّعُون فلا مُخاطرةَ ولا غررَ ولا مُقامرة.

عقود الرهن: وهو الْمال يَجعلُ وثيقةً بالدَينِ الْمُستوفَى منه إنْ تَعَذَّرَ وفاؤُه من الْمَدينِ. قال الله تعالى: "فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ." [البقرة: 283].

المعاملات المصرفية: وتشمَلُ الْمباحثَ التالية:

الأول – الوَدَائِعُ: الوديعةُ تسليطُ الْمالكِ غيْره على حفظِ مالِه صراحةً، أو دلالةً. وهي من العقود المشروعة.

الثاني – القُرُوضُ: وهو دفعُ مالٍ لِمن ينتَفِعُ به ثُم يردّ بدلَه، وهي من العقود الْمستحبة.

الثالث – بيع العملاتِ بالأجل...

الرابع – بيعُ السنداتِ[1]: يعتبرُ السَنَدُ من القروضِ المصاحبةِ لفائدةِ رَبَوِيَّةِ وعلى هذا فبيعُ السنداتِ وشراؤُها حرام؛ لأنّها من الربا الصريح.

(۱) فرض کیجیے ایک کمپنی ۱۰۰ روپے پر ایک بانڈ جاری کرتی ہے جسے ایک سال بعد وہ واپس کرے گی۔ کمپنی اس کے محض ۹۰ روپے وصول کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ باقی ۱۰ روپے صریحاً سود ہیں۔

الْمُقامرة	جوا	المساهِمِيْنَ	حصے دار، شیئر ہولڈر	الوَدَائِعُ	وقف، ٹرسٹ

تنْظِيمُ السُّوق

يهتَمّ الإسلامُ بأن يكونَ تداولُ السلعة في السوق الْمُعَدُّ لَها حُرًّا بعيدًا عن التلاعُب. ومن هنا اهتمّ الإسلامُ بِجُملة مِن الضوابطِ الأخلاقيَّة والتشريعِيَّة؛ ليجعلَ مِن السوق ميدانًا كريْمًا للتَنَافُسِ الشريف.

1- وجوبُ عرضِ السلعة في سوقِها وترك صاحبها حتّى يصلُ بِها إلى السوق. فيُعرضُها ويُعرف سعرَها، وفي ذلك تقليلٍ للوساطة بين الْمُنتِجِ والْمُستَهلِك حتّى لا تتحمّل السلعة زيادة النفقات بزيادةِ الأيدي التي تتداولُها، وخاصةً أنواع الطعامِ؛ لشَدّة حاجَة الناس إليه. قال رسول اللهَ صلى الله عليه وسلم: "لا تلقّوا الركبان ولا يَبِع حاضرٌ لبادٍ."

2- وجوبُ عرضِ السلعة بأمانة وصدق وعدمِ التلاعب في أسعارِها بالزيادة في ثَمَنِها؛ لِجَعلِ الْمشتري يشتريها بالسعرِ الزائد. عن ابنِ عمر رضي الله عنهما قال: "نَهى رسول اللهَ صلى الله عليه وسلم عن النَجشِ." ومرَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم على صُبْرة من طعامٍ، فأدخل يدَه فيها فنَالتْ أصابعَه بَلَلاً فقال: "ما هذا يا صاحب الطعام؟" قال: "أصابتْهُ السماءُ يا رسول الله!" قال: "أفلا جعلتَهُ فوقَ الطعام؟ كي يراهُ الناس، من غشّ أمتي فليس منّي."

3- ضبطُ الْمقاييس والْموازين والمكاييل حتّى يُمكن إيفاءَ الْمتبايعَيْنِ حقوقِهم، ولا يَقعُوا في التَطفِيف والْحيفِ.

4- تيسُّرِ السلع للناس جَميعًا ومُحاربةُ الاحتكار بكلّ أنواعه، وخاصّة فيما تَشتَدُّ إليه حاجةُ الناسِ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يَحتَكِرُ إلا الْخَاطِئ."

5- مراقبةُ أسعارِ السلع الْمعروضة في السُوق، والْحَيلُولَةُ دون ارتفاعها فوق سعرِ الْمثل، وتعيّن سعرِ لَها، وفرضُه على التُجَّارِ إن دعَتْ الحاجة؛ إقامة للعدل ومنعاً للظلم.

التلاعُب	کھیلنا، دھوکہ دینا	مُستَهلِك	استعمال کرنے والا	التَطفِيف	کم تولنا
التَنَافُسِ	مقابلہ بازی	النَجشِ	دھوکے سے قیمت بڑھانا	الْحيف	غلط، عدم انصاف
الْمُنتِجِ	پیدا کرنے والا	صُبْرة	ذخیرہ، ڈھیر	الْحَيلُولَةُ	روکنا

السماتُ الاقتصاديةُ للتخلّفِ الاقتصادي في الدُوَلِ الإسلامية

1– انْخِفاضُ الدخلِ القومي الحقيقي

2– انْحرافُ الْجهازِ الإنتاجِي: ويُقصَدُ به اعتمادُ البلاد اقتصاديًا على سلعةٍ واحدة، أو عددٍ مُحدَّدٍ من السلع.

3– التبعيَةُ الاقتصادية: وهي أن يكونَ مُستوى النشاط الاقتصادي مَحكومًا بمراكزِ خارجِ الْحدود، مما يُؤَدي إلى سعي الاقتصاد الْمُسيطرِ إلى الحصول على أكبَرِ نفعٍ من اقتصاد الدول المسيطر عليَها، دون نظرٍ لحاجاتها الداخلية، ودُونَ مراعاة لَمُتطلّبات اقتصادها، ولهذه التبعية جَذورِها التاريْخية التي ليس هذا مَجال الْحديثِ عنها، لكن مِن مظاهرِ هذه التبعية:

أ – ظاهرةُ سيطرَةِ الاستثمارِ الأجنبي

ب – اعتمادُ البلادِ على الخارج للحصولِ على السلعِ المصنعة

ج – تركُّزُ التجارة الخارجية في سُوقٍ معيّنةٍ

د – تَدهورُ معدل التبادُل الدُوَلِي

العلاجُ لِمشكلتنَا الاقتصادية

الأول: الرجوعُ إلى الإسلام والأخذ بتعاليمه لإنقاذ البشرية من مشكلتها الاقتصادية: يقول الحقُّ تبارك وتعالى: ”يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ.“ [الأنفال 24]

إنّ هذه الدعوة لتتضمّنُ الحياةَ بكل معانيها، وصورَها، لتحريرِ الإنسان من ظلمِ النظام الرأسمالي القائمُ على تنميَة الطبقية بيْنَ أفراده، فالنظام الاشتراكي الذي استَعبَدَ الإنسانَ وسَلَبَ منه الحريةَ وحقَّ الامتلاكِ حتّى عاش فقيْرًا ذليلاً، لا يُملك مِن مقوِّماتِ الحياة ما يستطِيعُ أن يَسُدُّ عوزَه أو يقضي فاقَتَهُ.

السماتُ	اشارے، علامتیں	الْجهازِ الإنتاجِي	صنعتی ادارے	تَحريرِ	آزادی
انْخِفاضُ	کم ہونا، گرنا	سيطرَةِ	غلبہ	فاقَة	فاقہ، غربت

الثاني: تنميةُ الْموارِدِ البشرية، وتوظيفُها التوظيفَ الصحيح: إنّ توظيفَ عناصرِ الإنتاجِ البشرية التوظيفُ الصحيح، وتوفيْرُ الْمناخِ الأمني لممتلكاته وحقوقه ومدِّه بحوافزٍ متجددة من خلال ما يطرح من مشروعات وما يتوفَّرُ من طاقات، وخدمات أساسية لتشجيعِ الْمؤسَّسَاتَ الْخاصة على ارتيَاد مَجالات إنتاجية جديدة. والْمجتمعُ الناجحً يُدرِكُ حقيقةَ توظيفِ القوى البشرية التوظيفُ الصحيح، فيُهَيِّئُ لأبنائه الفرصَ المتكافئةَ وفقَ حاجات الأمّة ومتطلباتها، وفي ضوءِ ذلك يتمّ اختيارُ العاملين، فيُعيْنُ الرجلَ المناسبَ في المَكانِ الناسب؛ ليَكون الإنتاج أبلغ.

الثالث: التوسّع في الإنتاجِ النافع: لئن كان الإنتاجُ بحدّ ذاته مطلبًا أساسيًا فإنّ المقدارَ المطلوبَ منه هو الأهم. فالإنتاج لا يعني إنتاجَ أيّ شيء، وكل شيء مهما كان الطلبُ عليه؛ لأنّ الإنتاجَ ينبغي أن يكونَ فيما ينفعُ الإنسان مما هو يدورُ في حيزِ الفضيلة الشرعية، فلا ينبغي إنتاجُ ما يُحرِّمُ الإسلامُ استخدامَه مهما كان العائدُ من الربح. وتعطَى الأولويةَ في الإنتاجِ للأشياءِ الضروريةِ النافعة التي ينبغي استثمارُها وفقَ احتياجاتِ الأمة من سلعٍ، ومواد لازمة.

كما ينبغي التوسّع في مَجالِ الإنتاج الزراعيّ والحيوانيّ، خاصةٌ في البحارِ التي تُشكِّلُ نسبةَ 28% من سطحِ الأرضِ ففيه من الشرابِ، والكساءِ، والحليَة، والْمعادنَ، والحيواناتِ الْمائيةِ الشيء الكثيْر.

ولقد جرى تقديرُ نسبة ما يَصطَادُ الإنسان منها، فتبيَّنَ أنّه لا يتجاوَزُ 1% وأنّ مقدارَ ما يستعملُه العالَم مِن البَروتينات المستخرجة من الْمُحيطَات يبلُغُ ثلاثيْنَ مليون طن في العامِ. والسمكُ لا نقوم بتغذيته وإطعامه، إنّما يُغذيه الخالقُ سبحانه، فما علينا إلا التوسّع في اصطيَاده لا سيّما أنّ التقاريرَ العلميةَ تؤكد أنّ الأسْماكَ التي تعيشُ جنوبي خطِّ الاستواءِ لَم تَمَس فعليًّا.

موارِدِ البشرية	انسانی وسائل	ارتيَاد	بڑھنا	مُحيطَات	سمندر
التوظيفَ	روزگار	الفرصَ	مواقع	طن	ٹن، وزن کا پیمانہ
الْمناخِ	ماحول	يَصطَادُ	وہ شکار کرتا ہے	التقاريرَ	رپورٹس
مؤسَّسَاتِ	ادارے، تنظیمیں	بَروتيناتِ	پروٹین	خطِّ الاستواءِ	خطِ استوا

كما يلزمُ توجيهُ الإنتاج الزراعي إلى غرضه الصحيح، وهو إطعامُ البشر بدلاً من زراعة القمحِ والذُّرَةِ لغرضِ إنتاجِ الكحولِ وقَصَبِ السُكرِ لإنتاجِ البترول. كما أنَّ ثُلُثَ إنتاجِ العالَمِ مِن الْحَبُوب يستخدمُ لغذاءِ الْخنازير، ولأجَلِ الآلات والخنازيرُ يُحَرَّمُ البشر من مثل هذا! ماذا يعني توجيهُ قُدرَاتِ الأمّة إلى زراعة الحشيشِ والقاتِ والدُخانِ واستهلاكِ الأرض لأجلِ ذلك؟

الرابع – رفع مُستوى الْمعيشة: ويتحقّقُ ذلك من خلال النقاط التالية:

1– تَهيئةُ فُرصِ العمل.

2– تأمينُ الكسبِ، والرزقُ للعاجزين عنه من الأيتامِ، والأراملَ، والمساكيْنَ، ومن في حكمِهم.

3– التوزيعُ العادلُ للدَخَلِ، فلا يستأثِرُ بالْمالِ طائفةٌ دون أخرى.

4– الْمحافظةُ على ثرواتِ الأمة من الاختِلاسِ أو النَهب أو السرقة، وتوظيفُها للتنميةِ الاقتصادية.

5– عدم استنْزاف ثروات الأمة من مواد خامٍ وغيرها بشكلٍ سريعٍ والاقتصارُ على استخراجِها وفقُ خِطَطٍ مُحدّدةٍ مهما كانتِ الحاجةُ إليها؛ لأن للأجيالَ اللاحقةَ حقٌّ في تلك الثروات.

الخامس – الأخذُ بالوسائلِ العلمية الحديثة التي تُسَاعدُ على الإنتاج: التقدّم العلمي لا يَختصّ به قوم دون قومٍ، وهو من العلوم المشتركَةِ التي ينالُها مَن رَغِبَ فيها، وأراد الوصولَ إليها، والإسلام قد أمر بذلك.

السادس – الحَدُّ مِن التبعيَةِ للعالَمِ الخارجيِّ وزيادةُ التكامُلِ بين بُلدان العالَم الإسلامي.

القمحِ	گندم	الحشيشِ	حشیش، افیون	النَهب	لوٹنا، ڈاکہ مارنا
الذُّرَة	مکئی	الدُخان	دھواں، تمباکو	استنْزاف	استعمال کر کے ختم کرنا
الكحولِ	الکحل	اختِلاسِ	غبن کرنا	الأجيالَ	نسلیں
قَصَبِ السُكرِ	گنا			التكامُلِ	باہمی تعاون

آپ یہ دیکھ چکے ہیں کہ سوالات کو کس طرح مجازی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہش، امید اور پکار کو بھی مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تعمیر شخصیت
قرآن ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ہم دوسروں کی پرائیویسی کا خیال رکھیں اور کسی کے گھر میں بغیر اجازت نہ جا دھمکیں۔

عربی میں لفظ "تَمنّی" کو ہر قسم کی خواہش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ خواہش ممکن ہو یا نا ممکن۔ اگر خواہش کے پورا ہونے کا امکان ہو تو اسے "ترجی" یعنی "امید" کہتے ہیں۔ خواہش کے اظہار کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

- لَيتَ : یہ خواہش کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً اس سے پہلے ایک "یا" اور بعد میں کوئی ضمیر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ (کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا)۔
- هل : اصلاً تو یہ سوال پوچھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر مجازاً یہ خواہش کو ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً هَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا (کاش! ہمارے کوئی سفارشی ہوتے جو ہماری سفارش کرتے)۔
- لَو : اصلاً تو یہ شرط کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر اسے خواہش کے اظہار کے لئے بھی مجازی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (کاش! وہ جانتے)۔
- لعلَّ : اپنے حقیقی معنی میں یہ ممکن خواہش یا امید کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر مجازی طور پر کبھی کبھی یہ ناممکن خواہش کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ مثلاً وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ منهُمْ لمَ تعظُونَ قَوْماً اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِيداً قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔ یہاں ان اسرائیلیوں کا ذکر ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑتے ہوئے ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کیا۔ ان کے بعض نیک لوگوں نے انہیں اس سے روکنے کی کوشش کی تو ان کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا کہ تم ایسی قوم کو نصیحت کیوں کر رہے ہو جس کے ٹھیک ہونے کی امید باقی نہیں رہی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ: "شاید یہ لوگ بھی تقوی اختیار کر ہی لیں۔" اگرچہ امید باقی نہ تھی مگر پھر بھی "لعل" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

امید کو بیان کرنے کے لئے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

- لعلَّ : یہ بنیادی طور پر ممکن خواہش یا امید کو ظاہر کرتا ہے۔ مجازی طور پر کبھی یہ ایسی خواہش کے لئے بھی استعمال ہو جایا کرتا ہے جو کہ ناممکن ہو۔ جیسے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُمْ منْ بَعْد ذَلكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔
- عَسَى : یہ امید کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر کبھی ناممکن خواہش کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ مثلاً عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالی کی جانب ہو تو اس میں وعدہ کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔

ندا یعنی کسی کو پکارنے کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں یا، ء، أي، آ، آي، ايَا، هَيَا، وَا شامل ہیں۔ ان میں سے دو الفاظ ء، أي اس وقت استعمال ہوتے ہیں جب مخاطب کلام کرنے والے کے قریب ہو۔ باقی الفاظ ان کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو دور ہوں۔ بعض اوقات اس کا الٹ بھی ممکن ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

- اگر کلام کرنے والے کے ذہن میں مخاطبین کے تصور کا غلبہ ہو، تو اگرچہ وہ اس سے فاصلے پر ہوں، تب بھی قریب سے خطاب کرنے والے الفاظ ء ، أي استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ کلام کرنے والے کے نزدیک مخاطبین بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ جیسے بقول شاعر: أ سُكَّانُ نَعمَأن الأرَاك تَيَقَّنُوا: بأنَّكُمْ في رَبعِ قَلبِي سُكَّان (اے وادیِ نعمان کے رہنے والو! یقین کر لو کہ تم میں دل میں رہتے ہو)۔ شاعر نے وادیِ نعمان کے لوگوں سے محبت کے اظہار کے لئے انہیں "أ" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔
- اس کے برعکس قریب کے شخص کو دور سے خطاب کرنے والے الفاظ سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:
  - مخاطب اگر سامنے موجود ہو مگر توجہ سے نہ سن رہا ہو تو اسے جھنجوڑنے کے لئے دور کے لفظ سے خطاب کیا جاتا ہے۔ جیسے سیدنا صالح علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم کو فرمایا: يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ۔
  - کبھی کلام کرنے والا اپنے عجز و انکسار اور مخاطب کے اعلیٰ مرتبہ کے اظہار کے لئے دور کے لفظ سے خطاب کرتا ہے جیسے يَا الله!۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں کسی قابل نہیں اور اے اللہ! تو بہت بلند ہے۔
  - اس کے بالکل برعکس کبھی اپنے تکبر اور دوسرے کی تحقیر کے لئے دور کے لفظ سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اس خطاب میں مخاطب کا غرور و تکبر چھلک رہا ہوتا ہے۔ جیسے سیدنا صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم نے ان کی دعوت کے جواب میں کہا: قَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ سیاق و سباق اور کلام کرنے والے کا لہجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقصد کیا ہے۔

سوالیہ الفاظ کی طرح ندائیہ الفاظ بھی مجازی معنی میں کچھ مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

- إغراء : مخاطب کو ترغیب دینے کے لئے جیسے يا شُجَاع۔ یہاں کسی شخص کو محض بلایا ہی نہیں جا رہا بلکہ اسے بہادری کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔
- زجر : مخاطب کو جھڑکنے یا احساس دلانے کے لئے جیسے يا ظَالِمُ۔ اس میں مخاطب کو اس کے ظلم کا احساس دلایا جا رہا ہے۔
- تَحيّر و تضجّر : حیرت یا نفسیاتی پریشر کے اظہار کے لئے۔ جیسے جب قافلے والوں کو اچانک سیدنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام مل گئے تو وہ بول اٹھے يا بشرى هذا غلام۔
- تَحسّر و توجّع : حسرت یا تکلیف کے اظہار کے لئے۔ جیسے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر لوگوں نے کہا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ۔
- حُبّ و إخلاص : محبت و خلوص کے اظہار کے لئے جیسے انبیاء کرام نے اپنی قوم کو جب دین کی دعوت دی تو فرمایا يا قوم۔
- تذكِير : محض یاد کرنے کے لئے جیسے گمشدہ بیٹے کو یاد کر کے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ۔

سبق 9A: تمنا، امید اور نداء

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کا ترجمہ کیجیے اور دی گئی مثال کی طرز پر ہر عبارت کا مقصد متعین کیجیے۔ اگر کوئی چیز واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کر لیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمْ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ (2:54)	ندا	سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنی قوم کے لئے خلوص اور محبت، یا قوم کے الفاظ میں موجود ہے۔
وَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (2:132)		
لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُوْلِي الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (2:179)		
قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (28:79)		
يَا وَيْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلاناً خَلِيلاً (25:28)		
طَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنْ الأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ (3:154)		
اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى. فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ تَزَكَّى (79:17-18)		
قَالَتْ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ لا تَقْتُلُوهُ عَسَى أَنْ يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَداً (28:9)		

مطالعہ کیجیے! اپنی غلطی کو ماننا بہتر ہے یا بہانے بنانا؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0001-Accepting.htm

عربي	قسم	تجزیہ
قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللَّهِ (2:54)		
لَوْلا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (27:46)		
لا يَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْراً مِنْهُمْ وَلا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ (49:11)		
يُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (2:221)		
قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنْ النَّادِمِينَ (5:31)		
إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِياً لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (43:3)		
تِلْكَ الأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (59:21)		
وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ (6:27)		

آج کا اصول:

فعل مضارع کے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لفظ کی شکل ثلاثی مجرد، باب افعال اور باب تفعیل میں ایک جیسی ہوتی ہے مگر اس کے اعراب مختلف ہوتے ہیں۔ چونکہ عربی کتابوں میں اعراب عام طور نہیں لکھے جاتے ہیں، اس وجہ سے یہ طے کرنے میں مشکل ہوتی ہے کہ یہ لفظ اصل میں کون سے باب کا ہے۔ جیسے لفظ "یکرم" مختلف ابواب میں یَكرُمُ (ثلاثي مجرد)، يُكرِمُ (إفعال)، يُكَرِّمُ (تفعيل) ہو سکتا ہے۔ تینوں صورتوں میں اس کا معنی بالترتیب یہ ہو گا: "وہ باعزت ہے"، "وہ عزت دیتا ہے"، "وہ عزت دیتا ہے"۔ تینوں ابواب کے معنی معلوم کرنے کے لئے آپ کو ڈکشنری دیکھنا ہو گی۔

عربي	قسم	تجزیہ
إذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ أَلا سَاءَ مَا يَزِرُونَ (6:31)		
يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنْ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيباً (33:63)		
يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (7:31)		
مَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْراً (65:1)		
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً (60:7)		
لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (7:59)		
قَالَ الْمَلأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا (7:88)		

چیلنج! انشاء کی مختلف قسمیں بیان کیجیے اور ہر ایک کی ایک مثال دیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
جَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَى هَذَا غُلامٌ (12:19)		
لَقَدْ عَلِمُوا لَمَنْ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (2:102)		
فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (47:22)		
يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمْ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (12:39)		
عَسى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ (2:216)		
قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (9:81)		
قَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ (12:84)		
يَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلا كَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا (18:49)		

آج کا اصول: الفاظ "أَرجُو أنْ" کا معنی ہے "میں درخواست کرتا / کرتی ہوں کہ" جیسے أرجُو أنْ تَأخُذَ (میری درخواست ہے کہ آپ لے لیں)، أرجو أن تَاكُلَ (میری درخواست ہے کہ آپ کھانا کھالیں)۔ وغیرہ۔

مطالعہ کیجیے! تخلیقی صلاحیت کو بہتر کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ طے شدہ باتوں سے ہٹ کر سوچئے:

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0013-Pineye.htm

اس سبق میں ہم ابن بطوطہ کے سفر نامے کے کچھ اقتباسات کا مطالعہ کریں گے۔ ان کا تعلق مراکش سے تھا۔ انہوں نے 725 / 1325 – 1353CE – 754H کے زمانے میں ایشیا، افریقہ اور یورپ کا سفر کیا۔ ان کے سفر کی مجموعی طوالت کا اندازہ 120,000 کلو میٹر کیا گیا ہے۔

تعمیر شخصیت
انسانوں سے محبت کو اپنے تمام کاموں کی بنیاد بنائیے۔ اللہ کی مخلوق سے محبت کیجیے۔

تُحفةُ النظارِ فِي غرائِبِ الأمصارِ وعجائب الأسفارِ

تأليف: أبو عبد اللّه ابن محمّد اللاّواتِي المعروف بابنِ بطوطة

كان خُرُوجي من "طَنجةَ"[1] مَسقَطُ رأسِي فِي يوم الخميس الثاني مِن شهرِ الله رجب الفرد عام خَمسة وعشرين وسبعمائة (725)، مُعتمدًا حجّ بيت الله الحرام، وزيارة قبْرِ الرسول عليه أفضل الصلاة والسلام، منفرِدًا عن رفيقٍ آنس بِصُحبته وراكب أكون في جُملته، لباعث على النفسِ شديد العزائم وشوقٌ إلى تلكِ الْمعاهد الشريفة كامنٌ فِي الحيازمِ. فحزمتُ أمرى على هجرِ الأحباب مِن الإناث والذكور، وفارقتُ وطني مفارقةَ الطُّيُورِ للوُكُورِ. وكان والدَاي بقَيدِ الحياة فتحمّلتُ لبُعدِهما وصبًا، ولقيتُ كما لَقيَا مِن الفراقِ نصبًا وسنّي يومئذٍ اثنتان وعشرون سنةً.

فوصلتُ مدينة "تلمَسَانَ" وسلطانُها يومئذ أبو تاشفين... ووافقتُ بِها رسولَي ملك إفريقية السلطان أبي يَحيَى... وفي يوم وصولي إلى تلمسان، خرج عنها الرسولان المذكوران، فأشار عَليَّ بعضُ الاخوان بمرافقتِهما. فاستَخَرْتُ اللهَ عز وجل في ذلك وأقمتُ بتلمسانَ ثلاثًا في قضاءِ مآربي. وخرجتُ أجد السيَرِ في آثارهما، فوصلت مدينة "مليانة"، وأدركتُهما بها، وذلك في إبانِ القيظ. فلَحِقَ الفقيهَيْنِ مرضٌ أقمنَا بسببه عشرًا. ثُم ارتَحلْنا وقد اشتَدّ المرضُ بالقاضي منهما. فأقمنا ببعضِ الْمياه على مسافةِ أميال مِن مليانة ثلاثًا. وقَضَى القاضي نَحبَهُ ضُحَى اليوم الرابع. فعادَ ابنُه .. ورفيقه .. إلى مليانة فقبَرُوهُ بِها.

(۱) طنجہ، مراکش کا ایک شہر جو بحیرہ روم کے تنگ ترین مقام پر عین اسپین کے سامنے واقع ہے۔

مَسقَطُ رأسِي	میری جائے پیدائش	وُكُورِ	گھونسلے	سنّي	میری عمر
كامِنٌ فِي الحيازِمِ	سینے میں چھپا ہوا	وصبًا	تھکن	إبانِ القيظِ	شدید گرمی کا وقت

وتركتُهم هنالك، وارتَحلتُ مع رفقةٍ مِن تُجَّارِ "تُونُسَ"[1] ... فوصلنا مدينة "الجزائر"[2].... وكان قد توفّي من تُجار تونس الذين صحبتُهم من مليانة محمد بن الحجر وتَرَكَ ثلاثةَ آلاف دينارٍ مِن الذَهَبِ. وأوصى بِها لرجلٍ مِن أهل الجزائر يُعرفُ بابن حديدة، لِيُوَصِّلَها إلى ورثته بتونس. فانتَهَى خبْرَه لابنِ سَيِّدِ الناسِ المذكورِ فانتَزَعَهَا مِن يَدِهِ. وهذا أوّل ما شاهدتُه مِن ظُلْمِ عُمَّالِ الْمُوَحِّدين [3] ووُلاتِهم.

(ا) تیونس۔ شمالی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک۔ (۲) الجزائر۔ افریقہ اور مسلم دنیا کا دوسرا بڑا ملک۔ (۳) ایک شاہی خاندان جس نے افریقہ پر حکومت کی۔
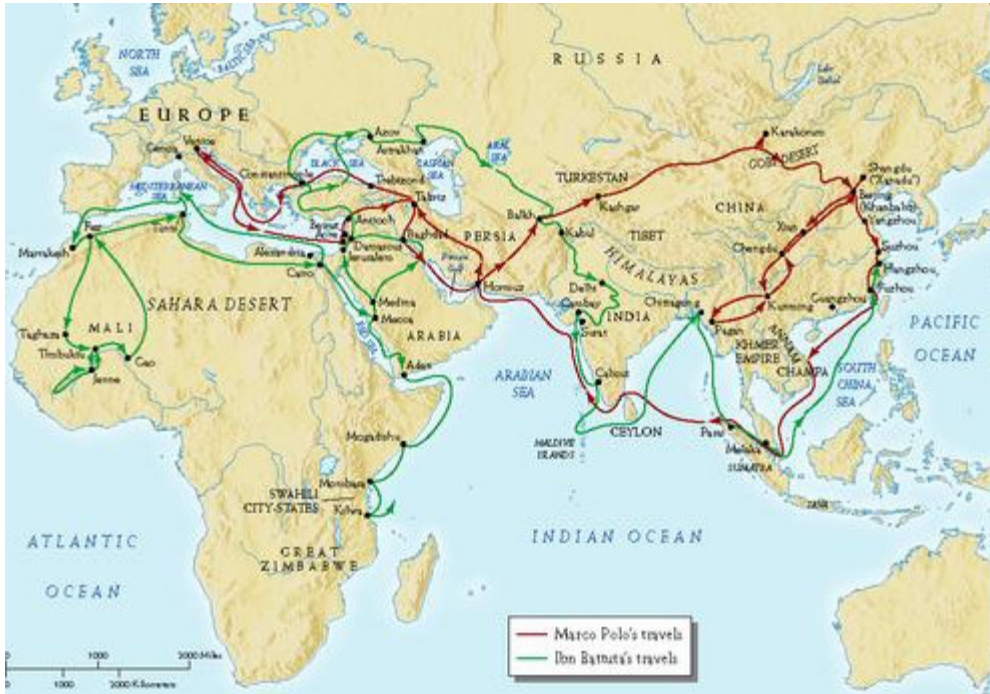
ابن بطوطہ کے سفر کا مارکو پولو کے سفروں سے ایک موازنہ

بشکریہ www.wwnorton.com

ولما وصلنا إلى "بجَايَة" كما ذكرته، أصابتني الحمى. فأشار علي... الزبيدي بالإقامة فيها حتّى يَتَمَكّنُ البَرءُ منّي. فأبيتُ وقلتُ: "إنْ قَضَى الله عز وجل بالْموت فتكون وفاتي بالطريقِ وأنا قاصدُ أرضِ الْحجازِ." فقال لي: "أما إن عزمتَ فَبِعْ دابتَكَ وثَقل المتاع. وأنا أُعِيْرُكَ دابةً وخَباءً وتصحَبنَا خفيفًا." فإنّنا نَجدُ السيَرَ خوفَ غارة العرب في الطريق، ففعلت هذا، وأعارني ما وَعَدَ به. جزاه الله خيْرًا. وكان ذلك أوّل ما ظَهَرَ لي من الألطاف الإلَهيَةِ في تلكِ الوجهةِ الحجازية.

وسِرنَا إلى أن وصلنَا مدينةَ "قسنطينية". فنزلنَا خارجَها وأصابَنَا مطرٌ جُودٌ، فاضطَرَرنَا إلى الخروجِ عن الأخبيَةِ ليلاً إلى دورِ هنالك. فلما كان من الغدّ تلقانا حاكمُ المدينةِ وهو من الشرفاءِ الفضلاءِ يُسمى بأبِي الحسن. فنظَرَ إلى ثيابي وقد لَوَّثَهَا المطرُ، فأمَرَ بغسلِها في دارِه، وكان الإحرامُ منها خلقًا. فبَعَثَ مكانَه إحرامًا بَعَلبَكيًّا وصرّ في أحدِ طرفَيه دينارَين مِن الذهب. فكان ذلك أول ما فَتَحَ به على وجهتِي....

وصلنا إلى مدينة "تونس" فبَرَزَ أهلُها ... فأقبَلَ بعضُهم على بعضٍ بالسلامِ والسؤالِ ولَم يُسَلِّمْ عليّ أحدٌ لعدمِ معرفتِي بِهم. فوجدتُ من ذلك النفس ما لَم أملِكْ معه سوابقَ العَبْرة واشتدّ بُكائي، فشعَرَ بحالي بعضُ الحجّاج فأقبل عليّ بالسلامِ والإيناسِ. وما زال يُؤَنِّسُنِي بِحديثِه حتّى دخلتُ المدينة ونزلتُ منها بِمدرسةَ الكتبيّيْن....

آج کا اصول:

بعض اوقات فعل ماضی کو ماضی کا کوئی واقعہ بتانے کی بجائے محض دعا کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے صلى الله عليه وسلم (آپ پر اللہ کا درود اور سلام ہو)، رضي الله عنه (اللہ ان سے راضی ہو)، غَفَرَ الله له (اللہ اسے معاف کرے)، لا فَضَّ الله فاك (اللہ تمہارا منہ نہ توڑے یعنی تم اسی طرح بات کرتے رہو)، لا أراك الله مكروهًا (اللہ تمہیں کوئی ناپسندیدہ چیز نہ دکھائے) وغیرہ۔

أُعِيْرُكَ	میں تمہیں قرض دیتا ہوں	الألطاف	لطف وکرم	الإيناسِ	گھل مل جانا
خَباءً	خیمہ	إحرامًا بَعَلبَكيًّا	بعلبک کا بنا احرام	يُؤَنِّسُنِي	وہ مجھ سے گھل مل گئے

وأظلّني بتونس عيد الفطر، فحضرتُ المصلَّى. وقد احتَفَلَ الناسُ لشهودِ عيدِهم. وبرزُوا في أجْملِ هيئَة وأكملِ شارَةٍ. ووافَى المسجدَ السلطانُ أبو يَحيَى ... راكبًا وجَميعُ أقاربه وخواصه وخدمِ مَملكته مشاةٌ على أقدامِهم في ترتيبٍ عجيب. وصلّيتُ الصلاة، وانقضتْ الخطبةُ، وانصرفَ الناسُ إلى منازِلهم.... وخرجنا من تونس في أواخر شهر ذي القعدة سالكيْنَ طريق الساحل.... بعده وصلنا إلى مدينة "طرابلس"[1]. فأقمنا بها مدّة وكنتُ عَقَدتُ ب "صفاقس" على بنتِ لبعضِ أمناءِ تونس. فبَنَيتُ عليها بطرابلس. ثُم خرجتُ من طرابلس في أواخر شهرِ الْمحرم مِن عام ستة وعشرين.... ووقع بيني وبيْنَ صهري مشاجرةٌ، أوجَبَتْ فراقُ بنتِه وتزَوَّجتُ بنتًا لبعضِ طلبةِ "فاس". وبنيتُ بِها بِقَصرِ الزَعافِيَة، وأولَمتُ وليمةً... [2]

ثُم وصلنا في أول جَمادى الأولى إلى مدينة "الإسكندرية"[3] حَرَسَهَا الله، وهي الثغرُ الْمحروسُ، والقطرُ المأنوسُ، العجيبةُ الشأن، الأصيلة البنيان، بِها ما شئتَ من تَحسينٍ وتَحصيْن ... ولمدينة الاسكندرية أربعةُ أبواب، ... ولَها الْمرسى العظيم الشأنِ ولَم أرَ في مراسِي الدُنيا مثله إلا ما كان مِن مرسى "كولَم" و "قاليقوط"[4] ببلادِ الْهند، ومرسى الكفارِ ب "سرادِق" ببلاد الأتراك [5] ومرسى "الزيتون" ببلاد الصين. وسيَقَعُ ذكرُها.

قصدتُ الْمَنَارَ[6] في هذه الوجهة فرأيتُ أحدُ جوانبِه مُتَّهَدمًا. وصفتُه أنّه بِناءٌ مُربَّعٌ، ذاهبٌ في الْهواءِ، وبابُه مرتفعٌ على الأرضِ وإزاءُ بابه بناءٌ بقدرِ ارتفاعه، وضعتْ بينهما ألواحُ خُشُب يَعبُرُ عليها إلى بابه. فاذا أزِيلتْ لَم يكنْ له سبيل. وداخلُ البابِ موضعٌ لِجلوسِ حارسِ الْمنار. وداخل المنارِ بيوتٌ كثيْرةٌ. وعرضُ الْممرِّ بداخله تسعةُ أشبارٍ، وعرض الحائط عشرة أشبار، وعرضُ المنار من كل جهةٍ من جهاتِه الأربع مائة وأربعون شبْرًا وهو على تَلٍّ مرتفعٍ....

(۱) طرابلس، موجودہ لیبیا کا دارالحکومت۔ (۲) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں شادی کتنی آسان تھی۔ (۳) اسکندریہ، موجودہ مصر کا دوسرا بڑا شہر۔ (۴) کالی کٹ، جنوبی بھارت کی بندرگاہ۔ (۵) عرب تمام وسطی ایشیائی لوگوں کو ترک کہتے تھے۔ (٦) یہ مینار دنیا کے سات قدیم عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ ۲۵۰ ق م میں تعمیر کیا گیا اور ۱۳۲۰ء میں گر گیا۔

شارةِ	اشارہ، ظاہری ہیئت	أولَمتُ	میں نے ولیمہ کیا	مُربَّع	مربع، اسکوائر
بَنَيتُ	میں نے ازدواجی تعلق قائم کیا	الْمرسى	بندرگاہ	أشبارٍ	ہاتھ (بطور پیمائش)

ومن غرائب هذه المدينة عمودُ الرخامِ الْهائلُ الذي بِخارجها، المسمى عندهم بعمود السَوَارِي وهو متوسط في غابةِ نَخل. وقد امتاز عن شجراتِها سُمُوًّا وارتفاعًا....

ثُم وصلتُ إلى مدينةِ مصر[1] هي أمّ البلاد، وقرارةُ فرعونَ ذي الأوتاد، ذات الأقاليم العريضة والبلاد الأريضة، المتناهية في كثرة العمارة المتناهية بالحسن والنضارة .... ولَها خصوصيةُ النيل الذي أجلّ خطرها، وأغناها عن أن يَستَمِدَ القطر قطرها. ...

ومسجدُ عمرو[2] بن العاص مسجد شريفٌ كبيْرُ القدرِ شهيْرُ الذكر، تُقام فيه الجمعة. والطريُق يعتَرِضُه مِن شرق إلى غرب وبشرقه الزاويةُ حيثُ كان يدرّس الإمام أبو عبد الله الشافعي. وأمّا المدارسُ بِمصر فلا يُحيطُ أحد بحصرِها لكثرتها: وأمّا الْمارستان الذي بين القصرَينِ عند تُربة الملك المنصورِ قلاوُون، فيُعجزُ الواصفُ عن مَحاسنِه. وقد أعدّ فيه من المرافقِ والأدويَةِ ما لا يَحصُر. يذكر أن مجباه ألفُ دينارٍ كل يوم.

وأمّا الزوايا[3] فكثيْرةٌ. وهم يسمّونَها الخوانِقَ. واحدتُها خانقَةٌ. والأمراء بمصرَ يتنافسونَ في بناءِ الزوايا وكل زاوية بمصر معيّنة لطائفة مِن الفقهاء، وأكثرهم الأعاجِمَ. وهم أهلُ أدب ومعرفة بطريقة التصوّف. ولِكلّ زاوية شيخٌ وحارسٌ. وترتيب أمورِهم عجيب. ومن عوائدهم في الطعام أنّه يأتي خديْمُ الزاوية إلى الفقراء صباحًا، فيُعيّن له كل واحد ما يشتَهيه من الطعام. فإذا اجتَمَعُوا للأكلِ جعلُوا لكلّ إنسانٍ خُبُزَه ومَرَقَهُ في إناءٍ على حدّة لا يشارِكُه فيه أحدٌ. ...

ولهم كسوةُ الشتاء وكسوة الصيفِ ومرتّب شهرِي من ثلاثيْنَ درهَما للواحدِ في الشهر إلى عشرين. ولَهم الحلاوةُ مِن السكرِ في كل ليلة جُمعة، والصابون لغسلِ أثوابِهم، والأجرةُ لدخولِ الحمامِ، والزيتُ للاستصباح. وهم أعزابٌ. وللمتزوّجيْنَ زوايَا على حدّة. ومن المشترطِ عليهم حضورُ الصلواتِ الخمس، والْمبيتُ بالزاوية، واجتماعُهم بقُبَّة داخلُ الزاوية.

(۱) موجودہ نام، قاہرہ۔(۲) یہ ایک تاریخی مسجد ہے جو فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تعمیر فرمائی۔(۳) زاویہ یا خانقاہ اس عمارت کو کہتے ہیں جو صوفیانہ تعلیم کے لئے بنائی گئی ہو۔

الرخامِ	سنگ مرمر	الْمارستانِ	ہسپتال	مَرَقُ	سالن
الزاويةُ	خانقاہ	مجباہ	اس کی آمدنی	أعزابٌ	اکیلا، غیر شادی شدہ

ومن عوائدهم أن يَجلسَ كل واحد منهم على سجادة مُختصّة به. وإذا صلّوا صلاة الصبح قرأوا سورة الفتح، وسورة الملك، وسورة عم، ثم يُؤتى بنُسَخٍ من القرآن العظيم مجزأةً، فيأخُذُ كل فقيرٍ جزءًا، ويَختَمُونَ القرآنَ، ويذكُرُون، ثُم يقرأ القُرّاء على عادة أهلِ المشرق. ومثل ذلك يفعلون بعد صلاة العصر.

ومن عوائدهم مع القادمِ أنّه يأتي بابَ الزاوية فيقف به مشدودُ الوسط، وعلى كاهله سجادةٌ، وبيَمنَاهُ العكازُ، وبيسراه الإبريق. فيعلَمُ البوّاب خديم الزاوية بمكانه فيخرُجُ إليه، ويسألُه من أيّ البلادِ أَتى، وبأيّ الزوايا نَزَلَ في طريقِه ومن شيخه. [1] فإذا عَرَفَ صحّةَ قوله أدخَلَهُ الزاوية، وفَرَشَ له سجادتَه في موضعٍ يليقُ به، وأراه موضَعَ الطهارة، فيُجدّد الوضوءَ، ويأتي إلى سجادتِه، فيحلّ وسطَه، ويصلّي ركعتيْن، ويصافِحُ الشيخَ ومن حَضَرَ ويقعدُ معهم....

ونيلُ[2] مصرَ يفضل أنْهار الأرضِ عذوبةَ مذاقٍ واتّساع قُطرٍ وعظم منفعة. والْمُدُنُ والقُرى بضفتَيه منتظمةٌ، ليس في المعمورِ مثلها. ولا يعلَم نَهرٌ يزرَعُ عليه ما يزرع على النيل. وليس في الأرضِ نَهر يسمّى بَحرًا غيره... ومَجرى النيل من الجنوبِ إلى الشمالِ خلافا لجميعِ الأنْهارِ...

والنيل أحدُ أنْهارِ الدنيا الخمسة الكبار: وهي النيلُ والفرات والدجلة[3] وسَيحونُ[4] وجَيحونُ[5]. وتَماثَلَها أنْهارٌ خَمسة أيضا: نَهرُ السند[6] ويُسمّى "بنج اب"[7] ونَهر الْهندِ ويسمّى "الكنك"[8]، وإليه تَحجُّ الْهُنُود. وإذا حرّقُوا أمواتَهم رَمَوا برمادِهم فيه. ويقولون هُو من الجنة. ونَهر الْجون[9] بالْهند أيضًا، ونَهر اتل[10] بصحراءِ "قفجقٍ"، وعلى ساحله مدينة "السرا"، ونَهر السرو[11] بأرض الخطا. وعلى ضفته مدينة "خان بالق"، ومنها ينحَدرُ إلى مدينة الخنسا ثُم إلى مدينة الزيتون بأرض الصين، وسيذكر ذلك كله في مواضعه ان شاء الله.

(۱) یہ قرون وسطی کے مسلمانوں کی مہمان نوازی کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی بھی ملک کا طالب علم ان کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔ سرحد پار کرنے کے لئے کسی ویزے کی ضرورت نہ تھی۔ (۲) نیل، دنیا کے سب سے بڑے دریاؤں میں سے ایک۔ (۳) فرات اور دجلہ۔ ترکی و عراق کے دو دریا۔ (۴) سیر دریا، ازبکستان۔ (۵) دریائے آمو، افغانستان۔ (۶) دریائے سندھ، پاکستان۔ (۷) پنجاب۔ (۸) گنگا، بھارت۔ (۹) جمنا، بھارت۔ (۱۰) دریائے وولگا، روس۔ (۱۱) دریائے ہانگ ہو، چین۔

العكازُ	لاٹھی	الإبريق	کنٹینر، باکس	ضفتَين	(دریا کے) دو کنارے

ذكر الأهرام والبَرابِي: وهي من العجائب المذكورة على مرّ الدهور. وللناس فيها كلام كثيْرٌ، وخوضٌ في شأنِها، وأوليّة بنائِها.... إنّ دارَ العلم والْملك بمصر مدينة "منف"[1]، وهي على بريدٍ من الفسطاط[2]. فلما بنيتِ الإسكندرية انتقل الناسُ إليها، وصارت دار العلمِ والْملَك، إلى أنْ أتى الإسلام فاختَطّ عمرو بن العاص رضي الله عنه مدينةَ الفسطاط، فهي قاعدةُ مصرٍ إلى هذا العهد.... والأهرام بناءٌ بالحجرِ الصلد المنحوت، متناهي السموّ مُستديرُ متّسع الأسفل، ضيّق الأعلى كالشكلِ المخروطِ ولا أبوابَ لَها، ولا تعلمُ كيفيةُ بنائها....

ثم سِرنَا حتّى وصلنا إلى مدينة "غزّة"، وهي أول بلاد الشام مِما يلي مصر مُتسعةُ الأقطار، كثيْرة العمارة حسنة الأسواق، بِها المساجد العديدة والأسوار عليها.

ثُم سافرتُ من غزة إلى "مدينة الخليلِ"[3]، صلى الله على نبينا وعليه وسلم تسليما، زَهِي مدينةٌ صغيرةُ الساحةِ كبيْرةُ الْمقدارِ مشرقةُ الأنوارِ حسنةُ المنظرِ عجيبةُ المخبر، في بطنِ وادٍ. ومسجدُها أنيقُ الصنعةِ مُحكمُ العملِ بديع الحسنِ سامي الارتفاعِ، مبنِي بالصخرِ المنحوت.. فيه قبَر إبراهيمَ وإسحاق ويعقوب صلوات الله على نبينا وعليهم. ويقابِلُها قبور ثلاثة، هي قبور أزواجهم...

ثم سافرتُ من هذه المدينة إلى القدس. فزرت في طريقي إليه تربةُ يونس عليه السلام، وعليها أبنيةٌ كبيْرةٌ ومسجدٌ. وزرت أيضا بيتُ لحم[4]، موضعُ ميلاد عيسى عليه السلام. وبه أثرُ جذعِ النخلة، وعليه عمارةٌ كثيْرةٌ. والنصارى يُعظِّمونه أشدّ التعظيم، ويُضيفُونَ من نَزَلَ به.

ثُم وصلنا إلى بيتِ المقدس [5]، شرفه الله، ثالثُ المسجدين الشريفين في رُتبةِ الفل، ومصعدِ رسول الله عليه وسلم تسليما، ومَعرجةِ إلى السماء. والبلدةَ الكبيْرةُ مبنيةٌ بالصخر المنحوت.... ذكر المسجد المقدس ـــ وهو من المساجد العجيبة الرائقة الفائقة الحسن، يقال: إنه لا يوجد على وجه الأرض مسجد أكبَر منه...

(۱) ممفس، فراعین کا قدیم شہر۔(۲) فسطاط، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بسایا شہر۔ اب اس کا نام قاہرہ ہے۔(۳) حبرون، فلسطین۔(۴) بیت لحم، فلسطین کا شہر۔(۵) یروشلم۔

الدهور	طویل مدت	المنحوتِ	تراش کر لکھا ہوا	زَهِي أنيقُ	شاندار اور خوبصورت
الصلدِ	سخت	المخروطِ	اہرام، مخروطی شکل کا	سامي	بلند

وصلتُ ... إلى مدينة دمشق الشام، فنَزلتُ منها بمدرسةِ المالكية المعروفة ب "الشرابشية". ودمشقُ هي التِي تفضّلَ جَميعَ البلادِ حُسنًا وتتقدمُها جَمالا، وكلّ وصف، وإن طال، فهُو قاصرٌ عَن مَحاسنها.... وأهل دمشق لا يعملون يومَ السبت عملاً، إنّما يَخرُجُون إلى الْمُنْتَزهات وشُطُوطِ الأنْهار ودوحاتِ الأشجار، بيْنَ البساتِيْنِ النضرةِ والْمياهِ الجاريةِ. فيكونون بِها يومهم إلى الليل...

ذكرُ جامع دمشقَ الْمعروف بجامع بني أميّة: وهو أعظم مساجد الدنيا احتفالاً، وأتقّنها صناعةً، وأبدعها حُسنا وبَهجةً وكمالا، ولا يُعلم له نظيْر، ولا يُوجد له شبيهٌ... وفي قبلةِ المسجد المقصورة العُظمى التِي يُؤمّ فيها إمام الشافعية وفي الركنِ الشرقي منها إزاءُ الْمحرابِ خزانةٌ كبيْرةٌ فيه المصحفُ الكريْمُ الذي وجَّهَهُ أميْرُ المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه إلى الشام.

وتُفتح تلك الخزانةُ كل يوم جُمعة بعد الصلاةِ فيزدَحِمُ الناسُ على لثمِ ذلك المصحف الكريم. وهنالك يحلف الناس غرماءهم ومن ادعوا عليه شيئا. وعن يسار المقصورةُ محرابِ الصحابة. ويذكر أهل التاريخ أنه أوّل محراب وُضِعَ في الإسلام، وفيه يؤم إمام المالكية. وعن يَمين المقصورة محراب الحنفية[1] وفيه يؤمّ إمامُهم. ويليه محراب الحنابلة وفيه يؤم إمامهم...

شاهدتُ أيّام الطاعون الأعظم بدمشق ... أنّ ملكَ الأمراء نائب السلطان أرغون شاه أمَرَ مناديًا ينادي بدمشقَ أن يصومَ الناس ثلاثة أيام، ولا يطبَخُونَ بالسوق. فصام الناس ثلاثةَ أيّام متوالية، كان آخرها يوم الخميس. ثُم اجتمع الأمراءُ والشرفاءُ والقضاةُ والفقهاء وسائر الطبقات على اختلافِها في الجامع، حتّى غَصَّ بهم، وباتوا ليلة الجمعة ما بين مصلّ وذاكرٍ وداعٍ. ثُم صلوا الصبح، وخرجوا جَميعا على أقدامهم، وبأيديهم المصاحف. والأمراء حفاة. وخرج جَميع أهل البلد ذكورا وإناثا، صغارا وكبارا، وخرج اليهود بتوراتهم، والنصارى بإنْجيلهم، ومعهم النساء والولدان. وجَميعهم باكُونَ متضرّعون إلى الله بكُتُبه وأنبيائه، وقصدُوا مسجد الأقدام، وأقاموا به في تضرّعهم ودعائهم إلى قُرب الزوال، وعادوا إلى البلَد، وصلوا الجمعة. وخفّف الله تعالى عنهم عندما انتهى عدد الموتَى إلى ألفيْنِ في اليوم الواحد.

(۱) اس سے اس دور کی فرقہ واریت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہر گروہ نے اپنی نمازیں دوسرے سے الگ کر لی تھیں۔

والأوقافُ[1] بدمشق لا تَحصُرُ أنواعها ومصارفها لكثرتها. فمنها أوقافٌ على العاجزين عن الحج، يُعطَى لِمن يَحجّ عن الرجل منهم كفايته. ومنها أوقافٌ على تَجهيزِ البنات إلى أوزواجِهن، وهنّ اللواتِي لا قدرةَ لأهلِهن على تَجهيزهن. ومنها أوقافُ لفكاكِ الأُسَارى. ومنها أوقافُ لأبناء السبيل، يُعطون منها ما يأكلون ويلبسون ويتزوّدون لبلادهم. ومنها أوقافٌ على تعديلِ الطُرُق ورصفِها لأنّ أزقةَ دمشق لكلّ واحد منها رصيفانِ في جَنبَيه يَمرّ عليهما[2] الْمترجّلون، ويُمرّ الركبان بين ذلك. ومنها أوقاف لسوى ذلك من أفعال الْخيْر.

ثُم ارتَحلنا إلى مدينة بُصرى، وهي صغيْرةٌ ومن عادة الركبِ أن يقيمَ بها أربعًا ليلحقَ بِهم مَن تَخلّفَ بدمشقَ لقضاءِ مآربه. وإلى بُصرى وصَلَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قبل البعثِ في تَجارةِ خديْجة (رضي الله عنها). وبِها مبْركُ ناقته قد بنِي عليه مسجدٌ عظيم.... ثُم ارتَحلنا إلى معان، وهو آخرُ بلاد الشام، ونزلنا مِن عقبةِ الصوان إلى الصحراءِ التِي يُقال فيها: داخلُها مفقُودٌ وخارجُها مولودٌ...

ثُم إلى تبوك وهو الموضَع الذي غزاه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم... وفي الخامس من أيّام رحيلِهم عن تبوك يَصلُون البئر الحجر حجرُ ثَمود[3]. وهي كثيرة الْماءِ، ولكن لا يردّها أحدٌ من الناس، مع شدّة عطشِهم، اقتداءً بفعلِ رسول الله صلى الله عليه وسلم حيْنَ مرّ بِها في غزوةِ تبوك، فأسرَعَ براحلته وأمّر أن لا يَسقى منها أحد... وهنالك ديارُ ثَمودَ في جبال من الصخرِ الأحْمرِ منحوتة، لَها عَتَبٌ منقوشةٌ يظُنّ رائيهَا أنّها حديثةُ الصنعة، وعظامُهم نَخِرةٌ فِي داخلِ تلك البيوت. إن في ذلك لعبْرةٌ، ومبْرك ناقة صالح عليه السلام بين جبلَين هنالك، وبينهما أثر مسجدِ يُصلّي الناس فيه...

(۱) مسلمانوں کے شہروں میں اعلیٰ درجے کے رفاہی کام موجود تھے۔ ابن بطوطہ نے ایک غلام کا قصہ بیان کیا ہے جس نے غلطی سے اپنے آقا کا ایک قیمتی برتن توڑ دیا۔ وہ یہ ٹوٹا ہوا برتن لے کر وقف کے دفتر آیا۔ انہوں نے اسے اتنی رقم دے دی کہ وہ نیا برتن خرید کر سزا سے بچ سکے۔ (۲) یہ اس دور کا ٹریفک کا نظام تھا۔ (۳) مدائن صالح، سعودی عرب۔

فكاكِ	غلاموں کو آزاد کرنا	أزقةَ	گلی، سڑک	عَتَبٌ	دروازے
رصفِ	برابر کرنا	الحجر	مدائن صالح کا نام	نَخِرةٌ	گلا سڑا

وفي اليوم الثالث ينْزِلُون البلدَ المقدس الكريم الشريف... وفي عشي ذلك اليوم دخلنَا الحرمَ الشريف، وانتهينا إلى المسجد الكريم. فوقفنَا ببابِ السلام مسلمين، وصلّينا بالروضة الكريْمة بين القبْرِ والمنبَرِ الكريم، واستَلَمنَا القطعةَ الباقية من الجذعِ الذي حَنَ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم. وهي مُلصَقَةٌ بعمودٍ قائمٍ بين القبْرِ والمنبَرِ عن يَميْن مستقبلَ القبلة.

وأدّينَا حقَّ السلام على سيّدِ الأوليْنَ والآخرين، وشفيعَ العصاة والمذنبيْنَ، والرسول النبي الهاشميّ الأبطحي محمد صلى الله عليه وسلم تسليما وشرف وكرم وحقَّ السلام على ضَجِيعَيهِ وصاحبَيه أبي بكر الصديق وأبي حفصٍ عمر الفاروق رضي الله عنهما.

ذكرُ مسجدِ رسول الله وروضته الشريفة: المسجدُ الْمعظّم مستطيلٌ، تُحَفُّهُ مِن جهاته الأربع بلاطات دائرة به، ووسطُه صحنٌ مفروشٌ بالْحَصَى والرمل، ويدُورُ بالمسجد الشريف شارع مبلّطٌ بالحجر المنحوت. والروضةُ المقدسة صلوات الله وسلامه على ساكنِها في الجهة القبليّة مما يلي الشرق من المسجد الكريم. وشكلُها عجيب لا يتأتى تَمثيله. ووهي منورَّةٌ بالرخامِ البَديعِ النحتِ الرائقِ النعتِ...

وفي الصفة القبلية منها مِسمارُ فضّة هو قبالةُ الوجه الكريم. وهنالك يَقفُ الناس مستقبلينَ الوجه الكريم مستدبِرين القبلة، فيسلّمونً وينصرفون يَمينا إلى وجه أبي بكرَ الصديق، ورأس أبي بكر رضي الله عنه عند قدمَي رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثُم ينصرفون إلى عمر بن الخطاب، ورأس عمرَ عند كتفَي أبي بكر رضي الله عنهما.

وفي الجوفي من الروضة المقدسة، زادَها الله طيبا، حوضٌ صغيْرٌ مرخَّم... وفي وسط المسجد الكريم دفَةٌ مطبّقةٌ على وجه الأرض، مقفلةٌ على سردابِ له مدرج يفضي إلى دار أبي بكر رضي الله عنه خارج المسجد، وعلى ذلك السرداب كان طريق عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها إلى داره، ولا شكّ أنه هو الخوخةُ التي ورد ذكرها في الحديث...

حَنَ إلى	اس نے خواہش کی	ضَجِيعَين	دو ساتھ سونے والے	دفةٌ مطبّقةٌ	بند دروازہ
مُلصقَةٌ	علاقہ	مِسمارُ فضّةٍ	چاندی کا کیل	سردابِ	محفوظ جگہ

وكان رحيلُنا من المدينة، نريدُ مكةَ شرّفَهُما الله تعالى. فنَزلنا بقربِ مسجد ذي الحليفةَ الذي أحرَمَ منه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم.... وهنالك تَجرَّدتُ من مَخيط الثياب واغتسلتُ ولبِستُ ثوب احرامي، وصلّيتُ ركعتيْنِ وأحرَمتُ بالحجّ مُفردًا. ولَم أزلْ مُلبِّيًا في كلّ سهلٍ وجبلٍ وصُعُودٍ وحُدُورٍ إلى أن أتيتُ شعبَ علي عليه السلام، وبه نزلتُ تلك الليلة...

ثُم رحلنا منه، ونزلنا ببدرٍ حيثُ نَصرَ اللّهُ رسولَه صلى الله عليه وسلم، وأنْجَزَ وعدَه الكريم. واستأصَلَ صناديدَ المشركين. وهي قريةٌ فيها حدائقُ نَخلٍ متّصلة، وبها حَصنٌ مُنيعٌ يدخل إليه مِن بطنِ وادٍ بين جبال. وببدر عيْنُ فوارةٍ يَجري ماؤُها. وموضَعُ "القليب" الذي سَبَّحَ به أعداء الله المشركون. هو اليومُ بستانٌ. وموضعُ الشهداء رضي الله عنهم خلفه....

فوصلنا عند الصباحِ إلى البلدِ الأميْن مكة شرفها الله تعالى، فوردنا منها على حرمِ الله تعالى، ومبوَإِ خليلِه إبراهيم، ومبعثِ صفيةِ محمد صلى الله عليه وسلم. ودخلنا البيتَ الحرام الشريف، الذي من دخله كان آمنًا، مِن باب بني شيبة، وشاهَدنا الكعبة الشريفة، زادها الله تعظيما.... وطِفنا بِها طوافُ القدوم، واستلمْنا الحجرَ الكريم، وصلّينا ركعتيْن بِمقام إبراهيم. وتعلّقنا بأسنارِ الكَعبة عند الْملتزِمِ بيْن الباب والحجر الأسود، حيث يُستجاب الدعاءُ، وشرِبنا من ماء زمزم... ثُم سَعِينا بين الصفا والمروة، ونزلنا هنالك بدارٍ، بِمقربة من بابِ إبراهيم....

ومِن عجائبِ صنع الله تعالى أنّه طَبَعَ القلوبَ على النُزوع إلى هذه المشاهد الْمُنيفَة، والشوقِ إلى الْمثولِ بِمعاهدها الشريفة. وجعل حبَّها متمكنًا في القلوب.... والمسجد الحرام في وسط البلد. وهو متّسع الساحة. طوله من شرق إلى غرب أزيد من أربعمائة ذراعٍ.... والكعبةُ العظمى في وسطه. ومنظرُه بديعٌ. ومرآه جَميلٌ. لا يتعاطى اللسانُ وصفَ بِدائعه، ولا يُحيطُ الواصفُ بِحُسن كمالِه. وارتفاعُ حيطانِه نَحو عشرين ذراعا؛ وسقفُه على أعمدةِ طوالٍ....

حُدُورٍ	ڈھلوان	فوارةٍ	فوارہ	أسنارِ	دروازے کا کنارہ، دہلیز
استأصَلَ	اس نے قائم کیا	مبوَإِ	مقرر کرنے کی جگہ	بديعٌ	شاندار

وإذا كان في أوّل يومِ شهر ذي الحجة، تُضرَبُ الطَبُولُ والدَبَادِبُ في أوقاتِ الصلوات بكرةٌ وعشيّةٌ، إشعارُها بالموسمِ المبارك. ولا تزالُ كذلك إلى يوم الصُعُودِ إلى عرفات. فإذا كان اليوم السابع من ذي الحجة، خَطَبَ الخطيب إثرَ صلاة الظهر خطبة بليغة، يُعلِّم الناس فيها مناسكهم، ويعلّمهم بيومِ الوقفة. فإذا كان اليوم الثاني بَكَّرَ الناسُ بالصعودِ إلى مِنَى.

وأمراءُ مصر والشام والعراق وأهل العلمِ يَبِيتُونَ تلك الليلة بِمنَى وتَقَعُ الْمُباهاةُ والمفاخرةُ بيْن أهلِ مصر والشام والعراق في إيقادِ الشمع. ولكنّ الفضلَ في ذلك لأهلِ الشام دائما. فإذا كان اليوم التاسعُ رَحلُوا من منَى بعد صلاة الصبح إلى عرفة. فيَمرّون في طريقهم بوادي مُحسّر، ويُهَروِلُونَ، وذلك سُنّةٌ. ووادي محسر هو الحدّ ما بين مزدلفة ومنَى. ومزدلفةٌ بسيطٌ من الأرض فَسيحٌ بين جبلَيْنِ. وحولَها مصانِعُ وصهاريجُ للماءِ، مِما بَنَتْهُ زبيدةُ ... زوجةُ أميْرِ المؤمنين هارون الرشيد. ...

وفي آخر بسيط عرفات جبلُ الرحْمة، وفيه الموقف... وبِمقربةٍ منه الموضَعَ الذي يَقفُ في الإمام ويَخطُبُ ويَجمع بين الظهرِ والعصرِ... ولَما وقع النفرُ بعد غروب الشمس، وصلنا مزدلفةَ عند العشاءِ الآخرة، فصلّينا بِها المغرب والعشاء جَمعًا بينهما حسبُ ما جرّت سنةُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم.

ولَما صلينا الصُبحَ بِمزدلفة غدَونا منها إلى منَى بعد الوُقُوفِ والدعاء بالْمشعَرِ الحرام... ولَما انتهى الناس إلى منَى بادَرُوا الرميَ جَمرةَ العقبة، ثُم نَحروا وذَبَحوا، ثُم حَلّقُوا وحلّوا مِن كلّ شيء إلا النساء والطيب حتّى يطوفوا طوافَ الافاضةِ...

ووقَفُوا للدعاء بِهاتيْنِ الجَمرتَيْنِ اقتداءَ بفعلِ رسول الله صلى الله عليه وسلم. ولَما كان اليومُ الثالثُ تَعَجّلَ الناسُ الانْحدارَ إلى مكةَ شرفها الله، بعد أن كمّلَ لَهم رمي تسع وأربعين حصاةٍ. وكثيرٌ منهم أقام اليومَ الثالث بعد يومِ النحرِ حتّى رمي سبعين حصاة....

الطَبُولُ	طبلہ	الْمُباهاةُ	فخر کا اظہار	صهاريجُ	تالاب
الدَبَادِبُ	ڈھول	إيقادِ الشمع	شمع روشن کرنا	حصاةٍ	کنکریاں

وفي الموفي عشرين لذي الحجة خرجتُ من مكةَ صحبةَ أميْرِ ركبِ العراق البهلوان محمد الحويح.. وخرجنا بعد طوافِ الوداع إلى بطنِ مرّ، في جمع من العراقِيّيْنَ والْخُراسانِيِّيْنَ والفارسيِّيْن والأعاجم.... ثُم رحلنا ونَزلنا الْموضع الأجفر... وبِهذا الموضع بيوتٌ كثيْرةٌ للعرب، ويَقصدُون الركب بالسمنِ واللَبَنِ وسوى ذلك، وبه مصنَعٌ كبيْرٌ يَعَمُّ جَميع الركب مما بَنَتْهُ زبيدة رحْمة الله عليها. وكلّ مصنعٍ أو بركةٍ أو بئرٍ بِهذا الطريق التِي بيْن مكةَ وبغداد، فهي من كريْمِ آثارِها جزاها الله خيْرا، ووفّى لَها أجرها....

ثُم نزّلنا القادسية حيث كانت الوقعة الشهيْرةُ على الفُرُسِ التِي أظهَرَ الله فيها دين الإسلام وأذلَّ الْمَجُوسَ عبدةَ النارِ... وفيها حدائقُ النخلِ وبِها مشارعُ مِن ماءِ الفرات. ثُم رحلنا منها فنَزلنا مدينة مشهَد علي بن أبي طالب رضي الله عنه بالنَجف، وهي مدينةٌ حسنةٌ في أرضٍ فَسِيحةٌ صلبةٌ مِن أحسن مُدُنِ العراقِ وأكثرُها ناسًا وأتقَنُها بناءً. ولَها أسواقٌ حسنةٌ نظيفةٌ.

دخلناهَا من باب الحضرة، فاستَقبَلْنا سوقَ البقاليْنَ والطباخيْنَ والخبازين. ثُم سوقُ الفاكهة، ثُم سوقُ الخياطيْنَ والقيسارية، ثُم سوقُ العطّارين، ثُم الحضرةُ حيث القبْر الذي يزعَمُون أنّه قبْرَ علي عليه السلام. وبإزائه المدارسُ والزوايا والخوانقَ معمورةٌ أحسن عمارة، وحيطانُها بالقاشانِي وهو شِبهُ الزليج عندنا لكن لونَه أشرَقُ ونقشُهُ أحسن.

ويدخل من بابِ الحضرة إلى مدرسة عظيمة يسكُنُها الطلبةُ والصوفيةُ من الشيعةَ. ولكلّ وارد عليها ضيافةُ ثلاثَة أيّام من الْخُبْزِ واللَحمِ والتمر مرّتيْن في اليوم ... ثم رحلنا منه ونزلنا بالقُربِ مِن البصرة، ثم رحلنا فدخلنا ضحوةَ النهار إلى مدينة "البصرة" ... ثُم ركبتُ من ساحلِ البصرة في صَنبوق، وهو القاربُ الصغيْرُ إلى "الأبلة"... ثُم رحلنا منها إلى مدينة "فيْروزان"... وصلناها بعد صلاة العصر فرأينَا أهلَها قد خرجوا لتَشييعِ جنازة، وقد أوقَدُوا خلفَها وأمامَها المشاعلِ، وأتْبَعُوها بالْمَزاميْرِ والْمُغنيْنَ بأنواعِ الأغاني الْمطرَبَة، فعجبنَا من شأنهم، وبتنا بها ليلة....

مشارعُ	پراجیکٹ (نہر)	العطّارين	عطر فروش، میڈیکل اسٹور والا	المشاعلَ	مشعل کی جمع
فَسِيحةٌ	کھلا	الزليج	پھسلنے والا سنگ مرمر	الْمَزامِيْرِ	آلات موسیقی
البقاليْنَ	جنرل اسٹور والے	القاربُ	کشتی	الأغانِي	گانے

ووصلنا بعد العصر إلى مدينة أصفهان مِن عراق العجمِ... ومدينة أصفهانَ مِن كبار الْمدن وحسَّانُها إلا أنّها الآن قد خَرَبَ أكثرُها بسببِ الفتنة بيْن أهلِ السنة والروافض... وبها الفواكهُ الكثيْرةُ، ومنها الْمشمِش الذي لا نظيْرَ له، يُسمّونه بقَمرِ الدين، وهُم يَيبِسُونه ويَدخِّرُونه، ونَوَاهُ يَنكَسرُ عَن لَوزٍ حُلُوٍّ. ومنها السفرجلُ الذي لا مثِيلَ له في طيبِ الْمطعَمِ وعَظمِ الجَرَمِ. والأعنابُ الطيبةُ. والبطيخُ العجيبُ الشأن الذي لا مثيلَ له في الدُنيا إلا ما كان مِن بطيخِ بخارى وخوارزم، وقشرُه أخضَر، وداخله أحْمر...

ثُم سافرنا منها إلى "بغداد" .... مدينة دارالسلام، وحضرةِ الإسلام، ذات القدر الشريف، والفضل المنيف، مثوى الخلفاء، ومقرّ العلماء.... ولبغداد جسرَانِ اثنان معقُودان.. والناس يعبُرُونَهُما ليلاً ونهارًا، رجالاً ونساءً. فهم في ذلك في نُزهةٍ متصلة ببغدادَ مِن المساجد التي يَخطب فيها. وتُقام فيها الجمعةُ أحد عشر مسجدًا... وكذلك المدارسُ إلا أنّها خربَتْ. [1]

وحَمامات بغدادَ كثيْرة وهي من أبْدعُ الحمامات، وأكثَرُها مطليةٌ بِالقارِ مسطحةٌ به، فيُخيّل لرائيه أنّه رخامٌ أسود... وفي كل حَمام منها خلواتٌ كثيْرة... وفي داخلِ كل خلوةٍ حوضٌ مِن الرخام فيه أنبُوبَان: أحدهُما يَجري بالْماءِ الحارِ والآخر بالْماء البارِد. فيدخل الإنسان الخلوة منها منفردًا لا يشارِكُه أحد إلا إن أراد ذلك... [2]

وهذه الْجهةُ الشرقية مِن بغداد حافلةُ الأسواق عظيمةِ الترتيب، وأعظمُ أسواقِها سوقٌ يُعرف بسوقِ الثلاثاء. كلّ صناعة فيها على حدة وفي وسطِ هذا السوقِ "المدرسةُ النظامية"[3] العجيبةُ التِي صارت الأمثال تضرِبُ بِحُسنها وفي آخرِه "المدرسة المستنصرية"...

(۱) ابن بطوطہ بغداد اس وقت پہنچے جب تاتاری اسے تباہ کر چکے تھے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے اندرونی جھگڑے بھی انہیں تباہ کر رہے تھے۔ (۲) اس دور میں گھروں میں نہانے کا انتظام مشکل تھا۔ لہذا غسل کے لئے مخصوص حمام ہوتے تھے جہاں ٹھنڈے گرم پانی کا اہتمام ہوا کرتا تھا۔ (۳) یہ مسلم دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی تھی۔

الروافض	شیعہ مکتب فکر	لَوزٍ	بادام	جسرَانِ	دو پل (دریائے دجلہ پر)
الْمشمِش	خوبانی	السفرجلُ	ناشپاتی	مطلِيةُ القارِ	تارکول سے لیپ کیا ہوا
يَيبِسُون	وہ خشک کرتے ہیں	البطيخُ	تربوز	أنبُوبَانِ	دو پائپ

وبها المذاهب الأربعة لكلّ مذهبٍ إيوانٌ فيه المسجد، وموضَعُ التدريسِ. وجلوسُ الْمدرِّس في قبّة مِن خشبٍ صغيْرةٍ على كرسي... وعلى يَمينه ويساره مُعِيدَانِ [1] يُعيدان كل ما يُمليه، هكذاً ترتيب كلٍ مجلسٍ من هذه الْمجالِسِ الأربعة....

فظهر لي أن أسافرَ إلى الموصل وديار بكر، لأشاهدَ تلك البلاد... ووصلنا بعدهُما إلى الموصل... وهي مدينة عتيقةٌ كثيْرةُ الخَصبِ... ثُم رحلْنا من الموصل ونزلنا قريةٌ تُعرف بِعَيْنِ الرصد وهي على نَهرٍ عليه جسرٌ مبنِيٌّ وبها خانٌ كبيْرٌ.... ثم رحلنا منها ونزلنا جزيرة ابن عمر وهي مدينة كبيْرة حسنة مُحيطٌ بِها الوادي، ولذلك سُميت جزيرة وأكثرها خرابٌ.... ويوم نزّلنا بِها رأينا جَبلَ الجُودِيِّ المذكور في كتاب الله عز وجل الذي استَوتْ عليه سفينةُ نوحٍ عليه السلام وهو جبلٌ عالٍ مستطيلٍ ... ثُم رحلتُ عائدا إلى بغداد... حتى وصلتُ مكةَ حرم الله تعالى...

فخرجتُ تلك الأيّام من مكة قاصدًا بلاد اليمن .... ثُم وصلت إلى "جدة"، وهي بلدةٌ قديْمةٌ على ساحلِ البحر. يُقال: إنّها مِن عمارةِ الفُرُسِ، وبِخارجِها مصانعٌ قديْمةٌ، وبها جُبابٌ للماءِ مَنقورةٌ في الحجرِ الصلدِ.... وركبتُ البحرَ في مركبٍ له... فوصلت إلى بلدة "السَرجَة".. بلدةٌ صغيْرةٌ يسكُنُها جَماعة من أولاد الْهلبِي، وهم طائفةٌ مِن تُجّار اليمن، أكثرُهم ساكنونَ بصنعاء. ولَهم فضلٌ وكرمٌ وإطعامٌ لأبناء السبيل، ويُعِينُون الحجّاج، ويركبونَهم في مراكِبِهم، ويزودونَهم من أموالِهم.

وانصرفتُ مسافرًا إلى مدينة "صنعاء"، وهي قاعدةُ بلادِ اليمن الأولى. مدينةٌ كبيْرة حسنةُ العمارة، بناؤها بالآجر والْجَصّ، كثيرةُ الأشجارِ والفواكه والزرع، معتدلةُ الْهواء، طيبةُ الْماء. ومن الغريب أنّ الْمطرَ ببلادِ الْهندِ واليمن والحبشة، إنّما يَنْزِلُ في أيام القيظ، وأكثر ما يكونَ نزولُه بعدَ الظُهرِ من كلّ يومٍ في ذلك الأوان....

(۱) لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے پہلے بڑے مجمع کو پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ کچھ بلند آواز والے لوگ مقرر کیے جاتے تھے۔ جو استاذ کی بات سن کر اسے بلند آواز میں دوہراتے۔ ان سے سن کر اور لوگ دوہراتے اور یوں بات مجمع کے آخر تک پہنچ جاتی۔

مُعِيدَان	دوہرانے والے	خانٌ	منگولوں کا سردار، خان	الآجر والْجَصّ	ٹائلیں اور اینٹیں
قاعدةُ	مرکزی شہر	جُبابٌ مَنقورةٌ	کھودے گئے کنویں	القيظ	گرمی

ثُم سافرتُ منها إلى مدينة "عدن"، مَرسى بلاد اليمنِ، على ساحلِ البحر الأعظم. والجبالُ تَحفُ بِها ولا مدخلَ إليها إلا من جانبٍ واحدٍ؛ وهي مدينة كبيْرةٌ، ولا زرعَ بِها ولا شجرَ ولا ماءَ. وبِها صهاريجُ يَجتَمِعُ فيها الْماءُ أيّام المطرِ... وهي مرسى أهلُ الْهِند. تأتِي إليها المراكبُ العظيمةُ من كنبايت وتانه وكولَم [1] وقالقوط وفندراينه والشاليات ومنجرور وفاكنور وهنور وسندابور [2] وغيرها. وتُجّار الْهِندِ ساكنون بِها، وتُجار مصر أيضا. وأهلُ عدن ما بيْن تُجار وحَمّالِيْن وصيّادين للسَمَكِ. وللتجّار منهم أموالٌ عريضة، وربّما يكونُ لأحدِهم المركبُ العظيمُ بِجميعِ ما فيه لا يُشاركه فيه غيْرُه لِسعَةِ ما بين يدَيه مِن الأموال، ولَهم فِي ذلك تفاخُر ومباهاة....

ثُم سافرنا منها فِي البحرِ خَمس عشرة ليلة ووصلنا مَقدَشُو [3]... وهي مدينة متناهية فِي الكِبَر. وأهلها لَهم جَمالٌ كثيْرةٌ ينحَرُونَ منها الْمئين في كل يوم. ولَهم أغنامٌ كثيْرة، وأهلها تُجّار أقوياء. وبِها تصنَعُ الثيابَ المنسوبة إليها التِي لا نظيْرَ لَها. ومنه تُحمِّلَ إلى ديارِ مصر وغيرها. ومن عادة أهل هذه المدينة أنه متَى وَصَلَ مركبٌ إلى المرسى تَصعَدُ الصنابق، وهي القوارب الصغار إليه. ويكون فِي كل صنبوق جَماعة من شبّان أهلها، فيأتِي كل واحد منهم بطبقٍ مُغطَى فيه الطعام. فيُقدِّمُهُ لتاجرٍ من تُجارِ المركب، ويقول: "هذا نزيلِي."

وكذلك يفعلُ كلّ واحد منهم. ولا ينْزلُ التاجر من المركب إلاّ إلى دار نزيله من هؤلاء الشبّان إلا ما كان كثيْرُ التردُّد إلى البلد، وحصلتْ له معرفةُ أهله. فإنه ينْزلُ حيث شاء. فإذا نزل عند نزيله باعٍ له ما عندَه واشترى له. ومَن اشترى منه ببخسٍ أو باعٍ منه بغيْرِ حُضُورِ نزيله، فذلك البيعُ مردودٌ عندهم. ولَهم منتفعةٌ فِي ذلك. ولما صَعُدَ الشبّان إلى المركب الذي كنتُ فيه، جاء إلَي بعضهم. فقال له أصحابِي: "ليس هذا بتاجر، وإنّما هو فقيه." فصَاحَ بأصحابه وقال لَهم: "هذا نزيلُ القاضي." [4] وكان فيها أحد أصحاب القاضي فعَرَفَه بذلك، فأتى إلى ساحل البحرِ فِي جُملة مِن الطلبة، وبعث إلَي أحدهم. فنَزلتُ أنا وأصحابِي وسلّمتُ على القاضي وأصحابه...

(۱) کولمبو، سری لنکا۔ (۲) سنگاپور۔ (۳) موغادیشو، موجودہ صومالیہ کا دارالحکومت۔ (۴) بادشاہ اور امراء شہر میں داخل ہونے والے ذہین علماء کو اپنا مہمان بنا لیتے تا کہ ان کے علم اور تجربے سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ ان کا عام معمول تھا۔

حَمّالِيْن	قلی، لوڈر	نزيلي	میرا مہمان	الشبّان	نوجوان لڑکے

فقال لي: "إن العادةَ إذا جاء الفقيهُ أو الشريفُ أو الرجلُ الصالحُ لا ينْزلُ حتّى يَرَى السلطانُ." فذهبتُ معهم إليه كما طَلَبُوا. .... وهذا السلطانُ له تواضع شديد، ويَجلِسُ مع الفقراءِ ويأكل معهم، ويعظّم أهلَ الدين والشرف....

وركِبنَا البحرَ مِن "كَلوا"[1] إلى مدينة "ظفار[2] الحموض"... وهي آخرُ بلادِ اليمنِ على ساحلِ البحرِ الْهندي. ومنها تُحمَلُ الخيلُ العتاقُ إلى الهند... ثُم سافرنا منها إلى مدينةَ "قيس"... وفيهم طائفةٌ مِن عرب بنِي سفاف، وهم الذين يَغُوصُونَ على الْجَوهَرِ...

ومغاصُ الجوهر فيما بيْن "سيْراف" و "البحرين" في خورٍ راكد مثلُ الوادي العظيم. فإذا كان شَهر إبريل وشهر مايو[3]، تأتِي إليه القواربُ الكثيْرةُ، فيها الغوّاصون وتُجار فارس والبحرين والقطيف[4]. ويَجعلُ الغواص على وجهه مهما أراد أن يغوصَ شيئًا يكسُوه مِن عظمِ الغَيلم، وهي السَلحَفاةُ. ويُصنع من هذا العظمِ أيضًا شكلاً شبهُ الْمِقراضِ. يشدُّهُ على أنفِه. ثُم يَربُطُ حبلاً في وسطه، ويغُوصُ.

ويتفاوتُونَ فِي الصبْرِ فِي الْماء. فمنهم من يصبرُ الساعةَ والساعتيْنِ فما دون ذلك. فإذا وصل إلى قعرِ البحرِ، يَجدُ الصدفَ هنالك فيما بين الأحجار الصغارِ. مُثبتًا فِي الرمل. فيقتَلعُهُ بيده، أو يقطعُه بحديدةٍ عنده معدةً لذلك. ويَجعلها في مِخلاة جلد منوطةٌ بعُنقه. فإذا ضَاقَ نفسُه، حرَّكَ الحبلَ، فيُحسّ به الرجلُ الْمُمسِّكُ للحبلِ على الساحلِ. فيَرفعُه إلى القاربِ. فتُؤخذ منه المخلاة. ويُفتح الصدفَ فيوجد في أجوافِها قطعَ اللحمِ تقطَعُ بحديدة. فإذا باشَرَتْ الهواءُ جَمَدَتْ فصارت جواهِرَ. فيجمع جَميعَها من صغيْرٍ وكبيْر. فيأخذ السلطانُ خُمُسَه، والباقي يشتريه التجّار الحاضرون بتلك القواربِ... [5]

(۱) افریقہ کی ایک بندرگاہ۔ (۲) موجودہ عمان اور یمن کا درمیانی علاقہ۔ (۳) اپریل یا مئی۔ (۴) قطیف، سعودی عرب کا ایک شہر۔ (۵) ابن بطوطہ خلیج فارس میں سفر کر کے عراق میں داخل ہوئے جہاں سے وہ ترکی جا پہنچے۔

العتاقُ	پرانا	خورٍ راكد	کھڑا پانی، سمندری کریک	الصدفَ	سیپ
يَغُوصُونَ	وہ غوطہ لگاتے ہیں	الغَيلم سَلحَفاةُ	کچھوا	حديدة	لوہے کا ٹکڑا
الْجَوهَرِ	موتی	المِقراضِ	قینچی	مِخلاة جلد	چمڑے کا تھیلا

فوصلنا إلى "أرزنْجان"[1] ... وهي من بلادِ صاحبِ العراق. مدينةٌ كبيْرةٌ عامرةٌ. وأكثر سكّانُها الأرمَن[2]. والمسلمون يتكلّمون بها التركية. ولَها أسواقٌ حسنةُ الترتيب. ويصنع بِها ثيابٌ حِسانٌ تُنسب اليها. وفيها معادنُ النُحاس. ويصنعون منه الأوانِي والبياسيس التِي ذكرناها، وهي شِبهُ المنار عندنا.... وانصرفنَا إلى مدينةَ "أرز الروم". وهي من بلاد ملك العراق، كبيرةُ الساحة، خَرَبَ أكثرها بسبب فتنة وقعتْ بين طائفتَيْنِ من التُركمان بها. ويشقّها ثلاثةُ أنْهارٍ...وكنتُ سَمعتُ بمدينة بلغارَ[3]... وكنتُ أردتُ الدخولَ إلى أرضِ الظُلْمة، والدخولُ إليها من بلغار... والسفر إليها لاَ يكونُ إلا فِي عجلاتِ صغارٍ تَجرهَا كلابٌ كبار. فإنّ تلك الْمفازةِ فيها الجليد[4]، فلا يثبُتُ قدمُ الآدمي ولا حافِرِ الدابة فيها....

ولَما وصلنا مدينةَ "الحاج ترخان"[5]، رغبتْ الخاتونُ بيلون ابنةَ ملك الرُومِ من السلطانِ أن يأذنَ لَها فِي زيارةِ أبيهَا لِتَضعَ حَملَها عنده وتعود إليه، فأذّن لَها. ورغبتُ منه أن يأذنَ لي فِي التوجُّه صحبْتُها لمشاهدة "القسطنطينية[6] العُظمى"... ورحّل السلطانُ في تشييعها مرحلةٌ، ورجع هو والْمَلكةُ ووليُّ عهدِه. وسافر سائر الخواتين[7] في صُحبتِها مرحلةُ ثانية ثُم رجعن.... ونزلنا على عشرة أميال من القسطنطينية.... وكان دخولنا عند الزوالِ أو بعده إلى القسطنطينية العظمى.

وقد ضربوا نَوَاقِيسَهم حتّى ارتَجَت الآفاقُ لاختلاط أصواتها. ولَما وصلنا الباب الأول من أبواب قصرِ الملك وجدنا به مائةُ رجلٍ، معهم قائدٌ لَهم فوق دكانه. وسَمعتهم يقولون: سراكنوا سراكنوا، ومعناه "المسلمون". ومَنَعُونا من الدخول... فذكرتْ له شأنُنا فأمر بدخولنا. وعيَّنَ لنا دارا بِمقربة من دارِ الخاتون. وكتب لنا أمرًا بأنْ لا نعتَرِضَ حيثُ نذهبُ من المدينة. ونُودِيَ بذلك فِي الأسواقِ.وأقمنا بالدار ثلاثًا، فبعث إلينا الضيافةُ من الدقيقِ والْخبزِ والغنم والدجاجِ والسمن والفاكهة والحوتِ والدراهم والفرش. وفي اليوم الرابع دخلنا على السلطان.

(۱) ارزنجان اور ارض روم ترکی کے شہر ہیں۔ (۲) آرمینیا۔ (۳) بلغاریہ۔ (۴) کتا گاڑی آج بھی برفانی علاقوں میں عام ہے۔ (۵) الحاج ترخان آج بھی بحیرہ کیسپین کی بندر گاہ ہے۔ یہاں سے ابن بطوطہ نے دریائے وولگا کے ساتھ سفر کیا۔ (۶) استنبول۔ (۷) وسطی ایشیا میں خاتون سے مراد اعلی رتبے والی عورت ہے۔ رومی شہنشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی منگول بادشاہ سے کر دی تھی۔

الأوانِي	برتن	الجليد	برف	تشيِيعِ	دور تک چھوڑنے جانا
الْمفازةِ	صحرا، اونچا نیچا میدان	حافِرِ الدابةِ	جانور کے سم	نوَاقِيسَ	ناقوس کی جمع، بگل

ذكرُ سلطانِ القسطنطينية[1]: واسْمه تكفُور ابن السلطان جرجيس[2]. وأبوه السلطان جرجيس بقيد الحياة، لكنّه تزهَدُ وتَرهَبُ وانقطع للعبادةِ في الكنائس... ثم وصلتُ إليه فسلّمت عليه، وأشَارَ إلى أن أجلِسَ فلم أفعلْ. وسألِني عن بيتِ المقدس، وعن الصخرةِ الْمقدّسة، وعن القَمامة، وعن مَهدَ عِيسَى، وعن بيت لحم، وعن مدينة الخَليل عليه السلام، ثم عن دمشق ومصر والعراق وبلاد الروم، فأجبتُه عن ذلك كله. واليهودِيّ يُتَرجِمُ بيِني وبينه. فأعجبَه كلامي وقال لأولاده: "أكرِمُوا هذا الرجل وأمِنُوه."

ثُم خَلَعَ عليّ خلعةً، وأمر لي بفرسٍ مُسَرَّجٍ مُلَجَّم، ومُظَلَّةٌ من التي يَجعلها الملكُ فوقَ رأسه، وهي علامةُ الأَمان. وطلبتُ منه أن يُعيْنَ مَن يَركبُ معي بالمدينة في كلّ يوم، حتّى أُشاهِدُ عجائبَها وغرائبها، وأذكُرها في بلادي. فعَيَّنَ لي ذلك...

ذكرُ المدينة: وهي متناهيةٌ في الكِبَر، منقسمةٌ بقسمَيْنِ بينهما نَهرٌ عظيمُ الْمَدِّ والْجَزَرِ... وكانت عَليه فيما تَقدَّم قنطرةُ مَبنية فخربَتْ. وهو الآن يُعبَرُ في القوارب. واسمُ هذا النهرِ "أَبْسُمِي"[3].... وأحدُ القسمَيْنِ من المدينة يُسمّى "أصطنبول".. وهو بالعُدوة الشرقية من النهر. وفيه سكنَى السلطانِ وأربابِ دولته وسائرِ الناسِ... وفي أعلاهُ قلعةٌ صغيْرةٌ وقصر السلطان. والسُور يُحيطُ بهذا الجبل، وهو مانعٌ لا سبيلَ لأحد إليه من جهة البحر. وفيه نَحو ثلاث عشرةٍ قريةٌ عامرةٌ والكنيسةُ العُظمى هي في وسطِ هذا القسم من المدينة.

وأما القسم الثاني منها فيُسمى "الغلطة"[4] وهو بالعُدوة الغربية من النهر.. وهذا القسمُ خاصٌ بنصارَى الإفرنج يسكنُونه. وهم أصناف.... وعليهم وظيفةٌ في كل عامٍ لملك القسطنطينية... وجَميعها أهل تجارة، ومرسَاهم من أعظمِ المراسي. رأيتُ به نَحو مائةً جُفُنٍ... ذكرُ الكنيسة العُظمى: وإنّما نَذكُرُ خارجَها، وأما داخُلها فلم أُشاهدُه. وهي تُسمّى عندهم "أياصوفيا"[4]....

(۱) قسطنطنیہ اس کے ۱۲۰ سال بعد فتح ہوا۔ (۲) جارج۔ (۳) آبنائے باسفورس۔ (۴) آیا صوفیہ، مشہور گرجا اور مسجد۔

تَرهَبُ	وہ راہب بن گیا	مُسَرَّجٍ مُلَجَّمٍ	زین اور لگام کسا ہوا	قنطرةُ	پل
الكنائِس	گرجے	مُظَلَّةٌ	چھتری	يُعبَرُ	اسے عبور کیا جاتا ہے
خَلَعَ	اس نے خلعت پہنائی	الْمَدِّ والْجَزَرِ	سمندری مد و جزر	السُور	فصیل، دیوار

ولَما ظهر لِمن كان في صُحبة الخاتون مِن الأتراك، أنّها على دينِ أبيها وراغبةٌ في الْمقامِ مَعَه، طَلَبُوا منها الإذنَ في العودة إلى بلادهم، فأذنتْ لَهم، وأعطتْهُم عطاءً جزيلاً... ثُم وصلتُ إلى مدينة "الحاج ترخان" حيثُ فارقنَا السلطان أوزبك... فسافرْنَا على نَهر "أتل"[1] وما يَليه من الْمياه ثلاثًا وهي جامدةٌ. وكنا إذا احتَجنَا الْماءَ قطعنَا قطعًا مِن الجليدِ وجعلناه في القُدرةِ حتّى يصيْرُ ماءً، فنشربُ منه ونطبِخُ به...

وصلنا إلى "خوارزمَ"[2]، وهي أكبَرُ مُدن الأتراكَ وأعظمُها وأجْملُها وأضخمُها. لها الأسواقُ المليحةُ والشوارعُ الفسيحةُ والعمارةُ الكثيْرةُ والْمحاسنُ الأثيْرةُ. وهي ترتَجُ بسكّانها لكثرتهم، وتَموّجِ بِهم موج البحر. .. وبِخارجِ خوارزم نَهر جيحون[3]... وهو يُجمِّدُ في أوانِ البَردِ كما يُجمّد نَهر أتل. ويسلُكُ الناسُ عليه، وتبقى مدةَ جَموده خَمسة أشهُر. وربّما سَلكُوا عليه عند أخذه في الذَوَبانِ فهلكوا. ويسافر فيه أيّام الصيفِ بالمراكبِ إلى "ترمذ"[2]، ويَجلبون منها القمحَ والشعيْرَ، وهي مسيْرةُ عشرٍ للمُنحَدِرِ....

ثُم سرنا في بساتيْنَ متصلة وأنْهارٍ وأشجارٍ وعمارة يومًا كاملا، ووصلنا إلى مدينة "بُخارَى"[2] التِي يَنسُبُ إليها إمام الْمحدثين أبو عبد الله محمد بن إسْماعيل البخاري... سافرتُ إلى مدينة "سَمرقند"[2]. وهي من أكبَر الْمدن وأحسنُها وأتَمّها جمالا.... وأهلُ سَمرقند لَهم مكارمُ وأخلاقٌ ومَحبةٌ في الغريبِ. وهم خيْرٌ مِن أهلِ بُخارَى. وبِخارجِ سَمرقند قَبرُ قثمِ بن العباس بن عبد المطلب، رضي الله عن العباس وعن ابنه...

ووجدنا بِهذا الجبلِ عيْنُ ماء حارة، فغسلنا منها وجوهَنا فتَقَشَّرَتْ وتألَّمنَا لذلك. ثُم نزلنَا بِموضعٍ يُعرف ب "بنج هيْر"[4]، ومعنى "بنج" خَمسةٌ و "هيْر" هو الجبل. فمعناه خَمسة جبال. وكانتْ هنالك مدينةٌ حسنةٌ كثيْرةُ العمارة على نَهرٍ عظيمٍ أزرق، كأنه بَحرٌ يَنْزِلُ من جبالِ "بدخشان"[5]...

(۱) دریائے وولگا شمالی روس سے بہتا آتا ہے اور بحیرہ کیسپین میں گرتا ہے۔(۲) یہ تمام شہر موجودہ ازبکستان میں ہیں۔(۳) دریائے آمو یا جیحون موجودہ افغانستان اور تاجکستان و ازبکستان کے درمیان سرحد ہے۔(۴) پنج شیر۔(۵) افغانستان کا علاقہ۔

ڈھلوان	الْمُنحَدِرِ	برف پگھلنا	الذَوَبانِ	وہ جم جاتا ہے	يُجمِّدُ

وصلنَا إلى وادي السِند المعروف ب "بنج آب"[1]، ومعنَى ذلك الْمُياه الخمسة. وهذا الوادي من أعظمِ أودِيَةِ الدنيا، وهو يُفيضُ في أوّان الْحَر، فيزرَعُ أهل تلك البلاد على فيضِه، كما يفعل أهلُ الديارِ الْمصريةِ في فيضِ النيل...

والبَريدُ[2] ببلادِ الهند صنفان: فأما بريدُ الخيلِ... وهو خيلٌ تكون للسلطان، في كل مسافة أربعة أميال. وأمّا بريدُ الرَجالة، فيكون في مسافة الْميلِ الواحد منه ثلاثُ رتب... وترتيبُ ذلِك أن يكونَ في كلّ ثُلُث ميلٍ قَريةٌ معمورةٌ، ويكونَ بخارجها ثلاثُ قُبابٌ يَقعَدُ فيها الرجال، مستعدينَ للحركة، قد شَدّوا أوساطَهم. وعند كل واحد منهم مقرعةٌ مقدارَ ذراعَيْن. بأعلاها جلاجلُ نُحاسٍ. فإذا خرج البَريدُ من المدينة، أخذ الكِتابَ بأعلَى يده والمقرعة ذات الجلاجل باليد الأخرى يَشتدّ بمُنتهى جهده. فإذا سَمِعَ الرجالُ الذين بالقباب صوتَ الجلاجلِ تأهَّبُوا. فإذا وصلَهم، أخذ أحدُهم الكتابَ من يده ومرّ بأقصى جهده، وهو يُحرّك المقرعة حتّى يصل إلى الداوة الأُخرى. ولا يزالون كذلك حتّى يصل الكتابَ إلى حيث يراد منه....

وربّما حَمَلُوا على هذا البَريد الفواكهَ المستطرفةَ بالهند من فواكه خراسانَ[3]. يَجعلونَها في الأطباق، ويشتدّون بها حتّى تَصلَ إلى السلطان. وكذلك يَحملُونَ الكبار من ذوي الرُتَب. يَجعلون الرجلَ على سرير، ويرفعونَه فوقَ رُؤُوسهم ويسيْرُونَ به شدّا. وكذلك يَحملونَ الْماءَ لشربِ السلطان. إذا كانَ بدولة أباد[4]، يَحملونَه من نَهر الكنك الذي تَحجُّ الهنودُ إليه....

وسافرت مع علاء الملك.... فرأيتُ هنالك ما لا يَحصُره العد من الحجارة على مثلِ صُوَرِ الآدميِّيْنَ والبهائمَ.[5] وقد تغيَّرَ كثيْرٌ منها ودَثَرَتْ أشكالَه، فيبقى منه صورةُ رأسٍ أو رجُلٍ أو سواهُما. ومن الحجارةِ أيضا على صورةِ الحبوبِ من البرّ والحُمُصِ والفول والعدسِ...

(۱) اس زمانے میں موجودہ پاکستان کو سندھ کہا جاتا تھا۔ (۲) یہ قدیم دور میں ڈاک کا نظام تھا جس میں ایک چوکی سے دوسری چوکی تک ڈاک پہنچائی جاتی تھی۔ (۳) اب یہ پاکستان، ایران اور افغانستان کے مابین منقسم ہے۔ (۴) دولت آباد، مہاراشٹر، بھارت۔ تغلق خاندان کا دارالحکومت۔ (۵) بدھ دور کے یہ مجسمے اب بھی پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور ٹیکسلا میں موجود ہیں۔

الْميلِ	میل	مقرعةٌ	چمڑے کا تھیلا	الأطباق	بڑے تھال، طباق
قُبابٌ	گنبد	جلاجلُ	گھنٹیاں	الحُمُصِ	چنے
مستعدينَ	تیار، مستعد	المستطرفةَ	شروع ہونے والی	الفول	مٹر، پھلیاں

فوصلت إلى مدينة "أوجه"[1]... ثم سافرتُ من "أوجه" إلى مدينة "مُلتان"[2]... وهي قاعدةُ بلادِ السِند، ومسكنُ أميْرِ أُمَرائه. وفي الطريقِ إليها على مسافة عشرة أميال الوادي المعروف بِ "خسرو أباد"، وهو من الأودِيَةِ الكبار، لا يُجاز إلا بالمراكب... وأهلُ الهند يزرَعون مرّتيْن في السنةِ. فإذا نزل المطرُ عندهم في أوَانِ القَيظِ، زرعُوا الزرعَ الخريفِي، وحصدُوه بعد ستّيْن يومًا من زراعته...

رأيت الناس يهرَعُون من عسكرِنا، ومعهم بعض أصحابنا. فسألتُه ما الْخَبَر؟ فأخبَروني أنّ .. من الهنود مَاتَ، وأجَجَت النارُ لحَرقِه، وامرأتُه تُحَرِّقُ نفسَها معه.[3] ولَما احتَرَقَا جاءَ أصحابِي وأخبَرُوا أنّها عانَقَت الْمَيِّتَ حتّى احترقتْ معه. وبعد ذلك كنتُ في تلكَ البلاد أرَى المرأةَ من .. الهنود مُتزَيِّنَةٌ راكبةٌ، والناس يتّبعونَها من مسلمٍ وكافر، والأطبالُ والأبواقُ بين يديها، ومعها البَراهَمةُ، وهم كُبَراءُ الهنود. وإذا كان ذلك ببلادِ السلطانِ، استأذَنُوا السلطانَ فِي إحراقِها فيُؤذنُ لَهم فيُحرِّقُونَها....

وصلنا إلى حاضرة "دهلي" قاعدة بلاد الْهند. وهي المدينة العظيمةُ الشأن الضخمةُ الجامعةُ بين الحُسنِ والحصانة، وعليها السُورُ الذي لا يُعلَمُ له في بلادِ الدُنيا نظيْر. وهي أعظَمُ مدن الهند، بل مدنِ الإسلامِ كلّها بالْمشرق... وجامعُ دهلي كبيْرُ الساحة، حيطانُه وسقفُه وفرشُه كلّ ذلك من الحجارةِ البيضِ الْمنحوتَة، أبدَعُ نَحت، مُلصَقةٌ بالرصَاصِ أتقَنِ إلصاقه، لا خشبَةَ به أصلا. وفيه ثلاث عشرة قبّةٌ من حجارةٍ، ومنبَرُه أيضا من الحجرِ، وله أربعةٌ من الصحون.

(۱) اب یہ ڈیرہ غازی خان کے قریب چھوٹا سا شہر ہے جو "اچ شریف" کہلاتا ہے۔ ابن بطوطہ نے غالباً موجودہ اٹک سے دریائے سندھ میں سفر کا آغاز کیا اور اچ آ کر اترے۔ (۲) اس دور میں ملتان پورے جنوبی پاکستان کا دارالحکومت تھا۔ (۳) اسے ستی کی رسم کہتے ہیں۔ اگرچہ شہروں میں یہ رسم ختم ہو چکی ہے مگر انڈیا کے دور دراز علاقوں میں ابھی جاری ہے۔

الخريفِي	خزاں سے متعلق	عانَقَت	اس نے معانقہ کیا	مُلصَقةٌ	پلستر کیا گیا
يهرَعُون	وہ جلدی کرتے ہیں	الأبواقُ	سینگ	الرصَاصِ	سیسہ
أجَجَتِ	اسے سلگایا گیا	البَراهَمةُ	برہمن	الصحون	صحن کی جمع

وبِخارجِ دهلي الحوضُ العظيمُ[1] المنسوبُ إلى السلطان شَمسُ الدين التَمش، ومنه يشربُ أهلُ المدينة، وهو بالقربِ مِن مُصلاّها. وماؤُها يَجتَمِعُ من ماءِ المطر. وطولُه نَحوُ ميلَيْنِ وعرضُه على النصف مِن طوله.... فإذا قلّ الْماءُ دخل إليها الناسُ، وداخلُها مسجدٌ. وفي أكثرِ الأوقات يُقيم بها الفقَراءُ المنقطِعُون إلى اللهِ المتوكِّلُون عليه، وإذا جَفَّ الْماءُ في جوانبِ هذا الحوض زَرَعَ فيها قصبَ السُكرِ والخيارِ والقثاءِ والبطيخِ الأخضرِ والأصفرِ وهو شديدُ الحلاوة صغيْرُ الْجرَمِ...

ولَما استولَى القحطُ على بلادِ الهند والسند، واشتدَّ الغلاءُ حتّى بلغ مِن القُمحِ إلى ستة دنانيْرَ، أمَرَ السلطانُ أن يُعطَى لجميعِ أهلِ دهلي نفقةً[1] ستّة أشهُرٍ من الْمخزنِ، بحساب رَطَلٍ ونصف من أرطال الْمغربِ، لكلّ إنسان في اليوم، صغيْرًا وكبيْرًا حُرًّا وعبدًا. وخرج الفقهاءُ والقضاةُ يكتبون الأَزمةَ بِأهل الحاراتِ، ويَحضَرون الناسَ، ويُعطى لكل واحدٍ عولة ستة أشهر يَقتَاتُ بِها.

وكان شاه أفغان خالفَ على السلطان بأرضِ ملتانَ من بلاد السند، وقتل الأميْرَ بها. وكان يُسمى به زادٌ، وادعَى السلطنةَ لنفسه. وتَجهَّزَ السلطانُ لقتاله، فعلمَ أنه لا يُقاومُه. فهَرَبَ ولَحقَ بقومه الأفغان، وهم ساكنونَ بجبالٍ مَنيعة لا يَقدرُ عليها، فاَغتَاظَ السلطان مما فعلَه، وكتب إلى عمّاله أن يقبَضُوا على مَن وَجدُوه من الأفغان ببلاده..

وبمدينة "دولة آباد" سُوقُ للمُغنيْنَ والْمُغنيات[2] تُسمّى سُوق "طرب آباد". مِن أجْملِ الأسواق وأكبَرها، فيه الدكاكيْنُ الكثيْرة. كلّ دكّان له بابٌ يُفضِي إلى دارِ صاحبه. وللدارِ بابٌ سَوَى ذلك. والْحانُوتُ مزيّنٌ بالفرش، وفي وسطه شكلُ مَهد كبيْر، تَجلسُ فيه المغنيةُ أو تَرقَدُ، وهي متزيّنةٌ بأنواع الحلي، وجواريهَا يَحرِكنَ مَهدَها. وفي وسطِ السوق قبّةٌ عظيمةٌ مفروشةٌ مزخرفةٌ، يَجلسُ فيها أميْرُ المطربيْنَ بعد صلاةِ العصر من كل يوم خَميس، وبيْنَ يدَيه خدّامُه ومَماليكُه. وتأتِي المغنياتُ طائفةً بعد أخرى، فيغنيْنَ بين يديه ويَرقَصنَ إلى وقتِ المغرب، ثُم يَنصرِفُ. وفي تلك السوقِ المساجدُ للصلاة.

(١) اس سے بادشاہ کے رفاہی کاموں کا اندازہ ہوتا ہے۔ (٢) یہ بادشاہ کی عیش پرستی کی تفصیل ہے۔ کچھ عرصہ تغلق کے پاس کام کرنے کے بعد ابن بطوطہ نے چین کا رخ کیا۔

الغلاءُ	قیمتوں کا بڑھنا	الأزمةَ	بحران	الْحانُوتُ	شراب خانے

وبَحرُ الصين لا يُسافِرُ فيه إلا بِمراكب الصين. ولنذكر ترتيبها. ومراكب الصين ثلاثة أصناف: الكبّار منها تُسمّى "الجنوك"، واحدُها جُنكٌ، والمتوسطة اسْمها "الزَو"والصغار اسم أحدِها "الكَكَم"... ولَما حَانَ وقتُ السفر إلى الصين، جهّزَ لنا السلطانُ السامريّ[1] جُنكًا من الجنوك الثلاثة عشر التي بِمرسى "قالقوط"... وتفرّق أصحابِي إلى الصين والجاوةَ[2] وبنجالةَ[3]...

فبعدُ عشرة أيّام مِن ركوبِنا البحرِ بقالقوطَ، وصلنا جزائرَ "ذيبةُ الْمهلِ"... وهذه الجزائرُ إحدَى عجائبِ الدنيا، وهي نَحو ألفَي جزيرة، ويكون منها مائةٌ فما دونَها مجتمعاتٌ مستديرةٌ كالحلقة، لَها مدخَلٌ كالباب، لا تدخُلُ المراكبُ إلاّ منه. وإذا وصل المركب إلى إحداها، فلا بدّ له من دليلٍ مِن أهلها يسيْرُ به إلى سائرِ الجزائر... وأهل هذه الجزائرِ أهل صلاحٍ وديانة وإيْمان صحيحٍ ونيّةٍ صادقة، أكلُهم حلالٌ، دعاؤهم مُجابٌ. وإذا رأى الإنسان أحدهم قال له: "الله ربّي ومحمد نبيي وأنا أمّي مسكين." وأبدانُهم ضعيفة، ولا عهدَ لَهم بالقتالِ والْمحاربة وسلاحُهم الدعاء...

ومن عوائدِهم إذا قَدِمَ عليهم مركب، أن تخرجَ إليه الكنادرَ، وهي القوارب الصغارُ، واحدُها "كُندُرة"... وفيها أهل الجزيرة معهم التنبول أو الكرنبة، وهو جوزُ النارجيلِ الأخضر، فيُعطي الإنسانُ منهم ذلك لِمن شاء مِن أهل المركب، ويكونُ نزيلَه، ويَحمِلُ أمتعَتَه إلى داره، كأنّه بعضُ أقرِبَائه. ومَن أراد التزوّجَ مِن القادمين عليهم تزوَّجَ. فإذا حَانَ سفرَه، طَلَّقَ المرأةَ لأنّهن لا يَخرجنَ عَن بلادهن. ومن لَم يتزوجْ، فالمرأةُ التي يَنْزل بدارِها، تطبَخُ له وتَخدمُه وتزوَّدَه إذا سافر، وتَرضَى منه في مقابلةِ ذلك بأيسَرِ شيءٍ مِن الإحسان....

ذكر جبل "سرنديب"[4]: وهو مِن أعلى جبال الدنيا. رأينَاه من البحر... وفيه كثيرٌ مِن الأشجار التي لا يسقطُ لَها ورقٌ، والأزاهيْرُ الْملوّنة، والوردُ الأحْمر على قدرِ الكفّ. ويَزعَمُون أنّ في ذلك الورد كتابةٌ يُقرَأُ منها اسم الله تعالى واسم رسوله عليه الصلاة والسلام.... وأثرُ القدمِ الكريْمة قدمُ أبينا آدم صلى الله عليه وسلم في صخرةٍ سوداء، مرتفعةٌ بموضعٍ فسيح. وقد غاصت القدم الكريمةُ في الصخرة، حتّى عاد موضعها منخفضاً. وطولُها أحد عشر شبْرًا...

(۱) کالی کٹ، کیرالہ کا بادشاہ۔(۲) انڈونیشیا۔(۳) بنگال۔(۴) سری لنکا میں آدم علیہ السلام کا پہاڑ۔

مستديرةٌ	دائرے میں	جوزُ	نٹس، گری	النارجيلِ	ناریل

وأول مدينة دخلناها من بلادِ "بنجالة" مدينة "سدكاوان".... وصلنا إلى جزيرة "الجاوة"... رأينَاها على مسيْرةِ نصف يومٍ. وهي خضرةٌ نضرةٌ.... والعادةُ عندهم أنّه إذا ركِبَ السلطانُ الفيلَ، ركبَ مَن معه الخيلَ....

وأهل الصينَ كفارٌ يعبُدون الأصنامَ، ويُحرّقون موتَاهم كما تفعلُ الْهنودُ. وملكُ الصين "تَتري مِن ذرية "تنكيز خان"[1]. وفي كل مدينةِ من مُدُنِ الصين مدينةٌ للمسلميْنَ. يَنفَرِدُونَ بِسُكنَاهم. ولهم فيها المساجدُ لإقامة الجُمُعات وسواها. وهم معظَّمون مُحترَمون. وكفارُ الصين يأكلون لُحُومَ الخنازيرَ والكلابَ، ويبيعونَها في أسواقِهم.... ويُباع الثوبَ الواحدَ مِن القُطنِ عندهم بالأثوابِ الكثيْرةِ من الحريرِ....

وأهل الصين لا يتبايَعُونَ بدينارٍ ولا درهمٍ. وجَميعُ ما يتحصّلُ ببلادِهم من ذلك يسبكُونَه قطعاً، كما ذكرناه، وإنّما بيعُهم وشراؤهم. بقطعِ كاغذٍ[2]، كل قطعةٍ منها بقدرِ الكفّ، مطبوعةٌ بطابعِ السلطانِ... وصلنا مدينةَ صينَ "كلان"... فوصلنا بعد سفر عشرة أيام إلى مدينة "قنجنفو"[3]... وسِرنا منحدرينَ في النهرِ إلى "الخنساء"، ثم إلى "قنجنفو"، ثم إلى "الزيتون"[4]. فلما وصلتها وجدتُ الجنوكَ على السفرِ إلى الهندِ... [5]

وهٰهنا انتهتْ الرحلةُ الْمُسمّاة "تُحفة النظار في غرائب الأمصار وعجائب الأسفار". وكان الفراغُ مِن تقييدها في ثالث ذي الحجة عام ستة وخَمسين وسبعمائة.

(۱) چنگیز خان۔(۲) اسے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل چین سے سب سے پہلے کاغذی کرنسی ایجاد کی۔(۳) کنگ فو۔(۴) ایسا لگتا ہے کہ اس دور کے عربوں نے مختلف شہروں کے نام اپنی مرضی سے رکھ لیے تھے کیونکہ ان کے لئے چینی زبان کے الفاظ بولنا مشکل ہوتا ہو گا۔(۵) وطن واپسی کے بعد ابن بطوطہ نے دو چھوٹے سفر کیے۔ ان میں ایک مغربی افریقہ کی سلطنت مالی کا سفر تھا اور دوسرا اسپین کا۔

چیلنج! ایسا شخص جو کلام کرنے والے کے قریب ہو، کو پکارنے کے لئے کون سے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں؟ اگر ان الفاظ کو دور کے کسی شخص کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

القُطنِ	کاٹن، کپاس	الحريرِ	ریشم	كاغذٍ	کاغذ

سبق 10A: ذکر اور حذف

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ قدیم عربی میں ہر بات کو الفاظ میں بیان کر دینا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ قدیم عرب اسے مخاطب کی ذہانت پر طنز کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔

> **تعمیر شخصیت**
> دوسروں کا توہین آمیز مذاق نہ اڑائیے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس سے منع فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص ہر بات کو الفاظ میں بیان کرتا تو مخاطب یہ سمجھتا کہ یہ شخص مجھے بے وقوف سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلاسیکی عربی میں یہ اصول مان لیا گیا کہ کلام کرنے والے کو ہر لفظ سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ ہر لفظ کے استعمال کی کوئی وجہ ہونی چاہیے۔ جو بات پہلے سے مخاطب کے علم میں ہو یا اسے وہ بین السطور سمجھ سکتا ہو، اسے الفاظ میں بیان نہیں کرنا چاہیے۔ الفاظ میں کسی بات کو بیان کرنے کی ممکنہ وجوہات یہ ہیں:

- کسی بات پر فوکس کرنے کے لئے۔ جب کلام کرنے والا کسی بات پر زور دے کر اسے مخاطب کے ذہن میں اتارنا چاہے تو اس کے لئے زیادہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے **أُوْلَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ**۔ یہاں **أُوْلَئِكَ** لفظ کو دو مرتبہ استعمال کرنے کی وجہ ان لوگوں پر فوکس کرنا ہے جو کامیابی پانے والے ہیں۔
- اگر الفاظ استعمال کیے بغیر مخاطب پوری بات نہ سمجھ سکیں تو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر زید کے متعلق بات ہو رہی ہو تو اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے **نِعْمَ الصدیق**۔ چونکہ زید زیر بحث ہے، اس وجہ سے ہر شخص سمجھ جائے گا کہ اچھے دوست سے مراد زید ہی ہے۔ لیکن اگر زید سے متعلق بات نہ چل رہی ہو تو پھر اس کا نام الفاظ میں بیان کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں جملہ ہو گا **زید نِعمَ الصدیق**۔
- اگر کلام کرنے والا جان بوجھ کر مخاطبین کی ذہانت پر طنز کرنا چاہے اور انہیں بے وقوف کہہ کر ذلیل کرنا چاہے تو وہ زیادہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک سینئر ڈاکٹر اپنے کسی ماتحت جونیئر ڈاکٹر کی نالائقی سے تنگ آ کر اس پر طنز کرنا چاہے تو وہ اسے میڈیکل سائنس کی ابتدائی معلومات بتانے لگے۔ اس سے وہ یہ ظاہر کر رہا ہو گا کہ تم اتنے نالائق ہو کہ بنیادی باتیں بھی تمہیں بتانے کی ضرورت ہے۔
- قانونی معاملات میں ہر پہلو کو الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے تاکہ کوئی لاعلمی کا دعوی کر کے بری الذمہ نہ ہو سکے۔
- حیرت اور تعجب کے اظہار کے لئے زیادہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے زید زیر بحث ہو۔ اس کا نام ہر ہر جملے میں بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن اگر اس کے متعلق کوئی عجیب بات بتانا مقصود ہو تو خاص طور پر اس کا نام لے لیا جائے **زید قَاوَمَ الأسَد** (زید تو شیر سے لڑا)۔ اس طریقے سے اس کا نام لے کر حیرت کا اظہار کیا جائے گا۔
- کسی کی تعظیم یا تذلیل کے لئے بھی واضح الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے سوال پوچھا جائے کہ **هل رَجَعَ زَيْدٌ**؟ جواب دینے والا اگر زید کو اچھا سمجھتا ہو تو وہ کہے گا: **نعم، رجعَ الصَالِحُ**۔ اگر وہ زید کو برا سمجھتا ہو تو کہے گا: **نعم رَجَعَ الظَالِمُ**۔ یہاں عام حالات میں صالح یا ظالم کہنے کی ضرورت نہیں تھی مگر محض تعظیم یا تذلیل کے لئے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

سبق 10A: ذکر اور حذف

الفاظ کو حذف کرنے کی بھی متعدد وجوہات ہوتی ہیں۔ تفصیل یہ ہے:

- اگر کوئی شخص یا چیز پہلے ہی زیر بحث ہو تو اس کا بار بار نام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔
- اگر کوئی ہستی پہلے ہی معروف و مشہور ہو تو اسے بھی الفاظ میں بیان نہیں کیا جاتا۔ جیسے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا کیونکہ یہ معلوم ہے کہ آسمان و زمین کا بادشاہ کون ہے۔
- بعض اوقات محض تعظیم یا تذلیل کے لئے بھی کسی شخص کا نام حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ کلام کرنے والے کے لہجے اور سیاق و سباق سے ہوتا ہے۔
- فعل مجہول کا استعمال بھی حذف کی ایک قسم ہے جس میں فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ کلام کرنے والا جان بوجھ کر فاعل کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا، یا اس سے ڈرتا ہوتا ہے، یا پھر اسے فاعل کے بارے میں علم نہیں ہوتا۔ بعض اوقات کسی ناخوشگوار بات کا ذکر کرتے ہوئے بدمزگی سے بچنے کے لئے فاعل کا نام حذف کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کلام کرنے والا فاعل کی توہین کے لئے اس کا نام حذف کر دیتا ہے گویا وہ کہہ رہا ہوتا ہے: "وہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ اس کا نام بھی میری زبان پر آئے۔"
- بعض اوقات مخاطب کو سوچنے پر مجبور کرنے کے لئے کچھ الفاظ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد انہیں گہرے غور کی ترغیب دینا ہوتا ہے۔
- بعض اوقات مخاطب کی ذہانت کو ٹیسٹ کرنے کے لئے کچھ الفاظ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔
- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کلام کرنے والا براہ راست مخاطبین کے علاوہ دیگر لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ رکھنا چاہ رہا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ واضح الفاظ استعمال نہیں کرتا مگر اس کے مخاطبین اشارات کی مدد سے بات پوری طرح سمجھ جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی مثال آخری سورتوں میں ہے۔ مختلف اشارات کے ساتھ ایک شخص کی عادات اور کردار پر گفتگو کی گئی ہے مگر اس کا نام نہیں لیا گیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ولید بن مغیرہ یا ابولہب زیر بحث ہے۔
- کسی ایمرجنسی کی حالت میں الفاظ کو حذف کرنا پڑتا ہے۔ جیسے کمرے میں لوگ بیٹھے ہوں اور اچانک ایک سانپ وہاں آگھسے تو اتنا کہنے کا وقت کسی کے پاس نہیں ہوگا: "وہ دیکھو! کمرے میں سانپ آگھسا ہے۔" اس طویل جملے کی بجائے ایک لفظ "سانپ!!!!" ہی کافی ہوگا۔
- شاعر لوگ اپنے اشعار کے وزن کو برقرار رکھنے کے لئے الفاظ حذف کر دیتے ہیں۔

مطالعہ کیجیے! توحید و شرک میں کیا فرق ہے؟ اللہ کی نظر میں شرک ناقابل قبول کیوں ہے؟ اپنی دعاؤں میں شرک سے کیسے بچا جائے؟ http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU01-0009-Monotheism.htm

سبق 10A: ذکر اور حذف

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ جہاں پر [] کا نشان لگا ہوا ہو، وہاں حذف شدہ الفاظ کے معانی کا تعین کرنے کرنے کی کوشش کیجیے۔ اگر ان مقامات پر کوئی لفظ حذف نہ ہو تو اسے الفاظ میں بیان کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق وسباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	مَحذوف	تجزیہ
[] بسم الله الرحْمن الرحيم	میں شروع کرتا ہوں	یہاں فعل "میں شروع کرتا ہوں" محذوف ہے۔ کیونکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ تلاوت کرنے والا، تلاوت یا سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ پڑھتا ہے۔
بَشَّرُوهُ بِغُلامٍ عَلِيمٍ. فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ [] عَجُوزٌ عَقِيمٌ (51:28-29)		
[] عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (6:73)		
وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا فَ [] صَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ (12:18)		
وَقِيلَ [] يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَاسَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الأَمْرُ وَاسْتَوَتْ [] عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْداً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (11:44)		
وَأَنَّا لا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ [] بِمَنْ فِي الأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَداً (72:10)		

مطالعہ کیجیے!

بہت سے لوگ سلو پوائزن کے ذریعے اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر رہے ہیں۔ کیوں اور کیسے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU04-0001-Smoking.htm

عربي	مَحذوف	تجزیہ
أَيَحْسَبُ الإِنسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى. أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى. ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ [] فَسَوَّى []. فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالأُنثَى. أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى (75:36-40)		
وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ [] لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (16:9)		
وَلَوْ شَاءَ [اللَّهُ] لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (2:20)		
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ [يُخلَقُونَ]. [] أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (16:20-21)		
[خُلِقَ] الإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلا تَسْتَعْجِلُونِ (21:37)		
وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَمَنْ [قُتِلَ] مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً (17:33)		
وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ. [] النَّجْمُ الثَّاقِبُ (86:1-3)		

آج کا اصول:

بعض اوقات ثلاثی و رباعی کے بعض الفاظ ملتے جلتے ہیں جیسے تَرَجُمُ (اس خاتون نے پتھر مارا) ثلاثی مجرد ہے جبکہ تَرْجَمَ (اس نے ترجمہ کیا) رباعی مجرد ہے۔ بعض اوقات ان کے اعراب بھی ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔ ایسے معاملات میں آپ ڈکشنری میں دونوں کا ترجمہ دیکھیے اور اس ترجمے کو اختیار کیجیے جو سیاق و سباق میں درست بیٹھتا ہو۔

سبق 10A: ذکر اور حذف

تجزیہ	مَحذوف	عربي
		إذَا الشَّمْسُ [كُوِّرَتْ]. وَإذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ. وَإذَا الْجِبَالُ [سُيِّرَتْ]. وَإذَا الْعِشَارُ [عُطِّلَتْ]. وَإذَا الْوُحُوشُ [حُشِرَتْ]. وَإذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ. وَإذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ. وَإذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ. بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ. وَإذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ. وَإذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ. وَإذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ. وَإذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ. عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ (81:1-14)
		[وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. وَطُورِ سِينِينَ. وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ]. لَقَدْ خَلَقْنَا الإنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ. ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (95:1-5)
		وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لا يُبْصِرُونَ. [] صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لا يَرْجِعُونَ (2:17-18)
		[وَالضُّحَى. وَاللَّيْلِ إذَا سَجَى.] مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى. وَلَلآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الأُولَى. وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (93:1-5)
		فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ [] نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا (91:13)

چیلنج! دور کے مخاطبین کو پکارنے کے لئے کون کون سے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں؟ اگر ان الفاظ کو قریب کے مخاطبین کو پکارنے کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہے؟

اس سبق میں ہم قدیم مسلم مفکرین کی کچھ شاندار فلسفیانہ تحریروں کا مطالعہ کریں گے۔ ان اقتباسات کو اکٹھا کرنے کے لئے ہم نے محمد العربی الخطابی کے موسوعة التراث الفكري العربي الإسلامي سے مدد لی ہے۔

تعمیر شخصیت
تخلیقی ذہن اللہ تعالی کا ایک مقدس تحفہ ہے اور سوچنے والا ذہن ایک وفادار خادم ہے۔

ماهِيةُ الإنسان وكيفيةُ تركيبِه (الراغب الأصفهانِي، الذريعة إلى مكارم الشريعة)

الإنسانُ مركّب من جسمٍ، مُدرِكٌ بالبصر، ونفسٌ مدركةٌ بالبصيْرة، وإليهما أشار تعالى بقوله: "إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ. فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ." (الحجر 29) فالإشارةُ بالروحِ إلى النفس ، وإضافتُه ـــ تعالى ـــ الروحُ إليه تشريفًا لَها، وعُنِي بِها النفس المذكورة في قوله تعالى : "أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ." (الانعام 93).

ووجود النفس في الإنسانِ لا يَحتاجُ إلى أن يُدلَّ عليه لوضوحِ أمرِه ، بل يَتَنبَّه الجاحدُ لها والغافلُ عنها بأنّها هي التِي بِحصولِها في الجسمِ تَحصلُ الحياةُ والحركة والحسّ والعلم والرأي والتمييز، ويكون الجسم متصرفًا بِها وحاملًا ومستحسنًا ومستطابًا ومُحبًّا، وبفقدها عدم هذه الأشياء فيصيْرُ جيفةً يَحتاج إلى عدة تَحمُّلِه، وهي مَحل الأعراضِ الروحانيةِ كالجسم في كونِه محلًا للأعراض الجسمانية.

وقد حث اللَّه تعالى على التدبّر في النفسِ والتفكّر فيها، وجَعَلَ معرفتَها مقرونةً بمعرفته تعالى في قوله: "وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ. وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ؟" (الذرايات 20، 21) وقال تعالى: "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ." (فصلت 53) وقال صلى الله عليه وسلم: "أعرفُكم بربّه أعرفكم بنفسِه."...

وقالت الحكماء : قد ركّب اللَّه الإنسان تركيبًا محسوسًا معقولاً ، على هيئة العالَمِ وأوجده شَبَهَ كل ما هو موجودٌ في العالَم حتّى قيل: "الإنسانُ هو عالَمٌ صغيْر ومُختصرٌ للعالَم الكبيْر." وذلك ليدلّ به على معرفة العالَم ، فيتوصّل بهما إلى معرفة صانعهما. فغايةُ معرفة الإنسان لبارئه تعالى أن يعرفَ العالَم، فيعلم أنّه مَوجُودٌ ، وأن له موجِدًا ليس مثله تعالى اللَّه عن ذلك علوًّا كبيْرًا.

البصيْرةِ	عقل و دانش، بصیرت	مستطابًا	صحت مند	جيفةً	مردہ

فضيلةُ الإنسان على سائرِ الحيوانات (أصفهاني، الذريعة)

للإنسانِ فضل على الحيوانات كلّها في نفسه وجسمه :

أما فضله في نفسه فبالقُوَّة الْمُفكِّرة التي بها العقلُ والعلم والحكمة والتمييز والرأي. فإنّ البهائمَ وإن كانتْ كلّها تُحسّ وبعضها يتخيّل فليس لها فكرٌ ولا رَوِيَّةٌ ولا استنباطُ الْمجهول بالْمعلومِ، ولا تعرفُ عِللَ الأشياء وأسبابها. وليس في قوّتها تعلّم الصناعاتِ الفكريَّة. وإنّما يتعلّم بعضُها بعضَ الصناعاتِ الْمُتخيِّلَة وأقواها في ذلك الفيلُ والقِرَد.

وأما فضلُه في جسمه فباليَد العاملة، واللسان الناطقِ، وانتصاب القامة الدالة على استيلائه على كل ما أُوجِد في هذا العالم. وقد نبّه الله تعالى على ذلك بقوله : "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ." (التين 4) وبقوله : "وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ." (غافر 64)

ولَم يَعنِ الصورةَ التخطيطيةَ فقط، بل عناها والصورةَ الْمعقولة. ولتشريفه تعالى إيّاه بذلك قال: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا." (الإسراء 70)

ومن زعَمَ أنّ الإنسان خُلِقَ خلقةً ناقصةً عن الوحشيات من حيث إنّه لم يكف الْملبسُ كما كفيته، ولم يُعط سلاحًا في ذاته كما أُعطِيَ كثيْرٌ منها، فنَظرُه ناقصٌ. إذ قد أعطي الإنسانُ بدلُ ذلك التمييزُ الذي يُمكنُه أن يتخذَ به كلّ ملبسٍ وكل سلاحٍ حسبُ ما يريده ، فيتناوَله متَى أراد، ويضعَه متَى أحبَّ....

الإنسان وإن كان هو بكونه إنسانًا أفضلَ موجود، فذلك بشرط أن يُراعِيَ ما به صارَ إنسانًا. وهُو العلمُ الحق والعملُ الْمُحكَم. فبقدرِ وجود ذلك المعنَى فيه يفضل... أما الإنسانُ من حيث ما يتَغَذَّى وينسلُ فنباتٌ. ومن حيث ما يُحسّ ويتحرّك فحيوانٌ. ومن حيث الصورةِ التخطيطيةِ فكصورةٍ في جدار. وإنّما فضيلتُه بالنُطقِ وقواه ومُقتضاه.

القِرَد	بندر	استيلاء	غلبہ پانا	أن يُراعِيَ	وہ دیکھ بھال کرے
انتصابِ	نصب کرنا	التخطيطِيةَ	ظاہری شکل سے متعلق	يتَغَذّى وينسِلُ	وہ غذا لیتا اور نسل بڑھتا ہے

ولهذا قيل: ما الإنسانُ لولا اللسان إلا بَهيمةً مُهملة أو صورة مُمثلة ، فالإنسان يُضارع الْمَلَكَ بِقُوةِ العلم والنطقِ والفهم، ويُضارع البهيمةَ بقوةِ الغذاءِ والنكاح.

فمَن صَرَفَ هِمَّتَهُ كلّها إلى تربيَة الفكرِ بالعلمِ والعملِ، فخليقٌ أن يلحقَ بأفُقِ الْملَك فيُسمّى ملكًا وربّانيًّا كما قال تعالى: "إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ."

ومن صرف همته كلها إلى تربيةِ القوة الشهوية باتّباع اللذّات البدَنيّة، يأكل كما تأكلُ الأنعامُ، فخليق أن يلحقَ بأفقِ البهائم. فيصيْرُ إمّا غمرًا كثورٍ أو شرهًا كخنْزير، أو ضَريًا ككلب، أو حقودًا كجملٍ، أو متكبّرًا كنمرٍ، أو ذا روغان كثعلب، أو يَجمعُ ذلك كله فيصيْرُ كشيطانٍ مريدٍ، وعلى ذلك قوله تعالى: "وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ."

ولكون كثيْرٌ ممّن صورته صورة إنسان وليس هو في الحقيقة إلا كبعضِ الحيوان. قال اللّه تعالى في الذين لا يعقلُون عن اللّه : "إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا." وقال : "إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ." وقال تعالى: "إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ." فبيّن أنّ الذين كفروا ولَم يستعملوا القوةَ التي جعلَها اللّه لَهم هُم شرّ الدواب. وقال تعالى: "وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ."

الفِطرة الإنسانية (أبو علي مسكوية، الهوامل والشوامل)

للإنسان – بما هو إنسان – أفعالٌ وهِمَمٌ وسجايا وشِيَمٌ قبل ورودِ الشرعِ. وله بدايةٌ في رأيه وأوائلُ في عقله. لا يَحتاجُ فيها إلى الشرعِ، بَل إنّما تَأتيه الشريعةَ بتأكيد ما عنده والتنبيهِ عليه فتثيْرُ ما هو كامِنٌ فيه وموجودٌ في فطرته. قد أخذه الله تعالى وسَطَرَه فيه من مبدأ الخلق.

مُهملة	نظر انداز کیا گیا	ثور	بَیل	نَمرٍ	چیتا
يُضارع	وہ میچ کرتا ہے	شرهًا	بہت خواہش ہونا	ذا روغانٍ	دھوکہ دینے والا
خليقٌ	مناسب	ضَريًا	نقصان دہ	ثعلبٍ	لومڑی
غمرًا	سست، جو تیز نہ ہو	حقودًا	کینہ رکھتے ہوئے	مريدٍ	باغی

فكلّ من له غريزةٌ من العقلِ ونصيبٌ من الإنسانية، ففيه حركةٌ إلى الفضائلِ وشوقٌ إلى الْمحاسنِ. لا لشيءٍ آخر أكثر من الفضائل والْمحاسنِ التي يقتضيها العقلُ وتُوجبُها الإنسانيةُ. وإن اقترَنَ بذلك في بعضِ الأوقاتِ مَحبَّةُ الشكرِ وطلبُ السمعةِ والتماسُ أمورٍ أخر.

ولولا أن مَحبة الشكرِ وما يتبعُه أيضاً جَميلٌ وفضيلةٌ لما رُغِّبَ فيه ولولا أنّ الخالقَ تعالى واحدٌ لَما تَساوَت هذه الحال بالناس ولا استجاب أحدٌ لمن دَعَا إليها وحضّ عليها إذا لم يَجدْ في نفسه شاهِداً لَها ومُصَدِّقاً بِها. ولَعمري إذا هذا أوضَحُ دَليلٍ على توحيدِ الله تعالى ذِكرُه وتقدّس اسْمه.

التعاونُ والْمدَنِيّة (مسكوية، الهوامل والشوامل)

قد تبيّن أنّ الإنسان لا تتمّ له الحياةُ بالتفرُّد لحاجته إلى الْمعاونات الكبيْرة ممن يَعدّ له الأغذيةَ الموافقة والأدويةَ والكسوةَ والْمنْزلَ والكِنَّ وغيْر ذلك من سائرِ الأسباب التي بعضُها ضروريةٌ في المعيشةِ وبعضها نافعةٌ في تَحسيْنِ العيشِ وتفضيله حتّى يكون لذيذاً أو جَميلاً أو فاضلاً .

وليس يَجرى الإنسانُ مَجرى سائرِ الحيوانات التي أُزيْحتْ علتُها في ضروراتِ عيشِها وفيما تَقُومُ به حياتُها بالطبعِ. فالاهتداءُ إلى الغذاءِ والرياشِ وغيرِهما من حاجاتِ بدنه. ولذلك أمدّ بالعقل وأعين به ليستخدمَ به كلّ شيءٍ ويتوصّل بِمكانه إلى كلّ أربٍ.

ولَما كان التعاونُ واجباً بالضرورةِ والاجتماع الكثيْرِ طبيعياً في بقاءِ الواحد، وَجَبَ لذلك أن يتمدَّنَ الناس أي يَجتمِعُوا ويتوزّعُوا الأعمالَ والْمِهنَ لِيتمّ من الجميعِ هذا الشيء المطلوب، أعنِي البقاء والحياة على أفضلِ ما يُمكن.

غريزةٌ	جبلت، فطرت	أُزِيْحتْ	اسے ہٹایا گیا	يتمدَّنَ	وہ مہذب ہوتا ہے
تَساوَت	وہ برابر ہے	أمدّ	اس نے مدد کی	يتوزّعُوا	وہ تقسیم کرتے ہیں
الكِنَّ	سایہ، چھتری	أربٍ	مقصد	الْمِهنَ	پیشے

احتياجُ الناسِ بعضهم إلى بعض (أصفهانِي، الذريعة)

اعلم أنه لَما صعُب على كلّ أحد أن يَحصُلَ لنفسه أدنَى ما يَحتاجُ إليه إلَّا بمعاونة غيْره له. فإن لقمةَ الطعام لو عددنَا تَعَبَ تَحصيلِها من حيْنَ الزرعِ إلى حين الطَحنِ والْخُبزِ وصناعِ آلاتها لصعُبَ حصرُه. احتاجَ الناس أن يَجتمعُوا فرقةً فرقة، مُتظاهِرين متعاونيْنَ. ولِهذا قيل الإنسانُ مدنِيّ بالطبعِ. أي: أنه لا يُمكِن التفرّد عن الجماعةِ بعيشِه. بل يفتَقِرُ بعضُهم إلى بعضٍ في مصالِحِ الدينِ والدُنيا.

وعلى ذلك نبَّهَ صلى الله عليه وسلم بقولِه: "الْمُؤمن للمؤمن كالبنيانِ يشدّ بعضُه بعضًا." وبقوله صلى الله عليه وسلم : "مثلُ المؤمن في توادهم وتراحُمهم مثل الجسدِ الواحد إذا اشتَكَى منه عضوٌ تداعى سائرُه بالسهرِ والحمى."وقد قيل: الناسُ كجسدٍ واحد متَى عاون بعضُه بعضًا استقلّ ، ومتَى خَذَلَ بعضُه بعضًا اختَلّ...

لَما احتاج الناسُ بعضهم إلى بعض سخّر اللّه تعالى كل واحد منهم لصناعة ما يتعاطاها. وجَعَلَ بين طبائعِها وصنائعِهم مناسبات خفيةً واتفاقات سَماوِية؛ ليؤثِرَ كلّ واحد منهم حرفةً من الحرف يَنشرِحُ صدرَه لَها. ويُفرح بِملابستِها وتُطيعه قوّاه لِمُزاولتِها. ولو كلّف صناعةٌ أخرى ربّما وجد متبلدًا فيها، ومُتبرمًا بِها.

وقد سخرهم الله تعالى لذلك، لئلا يَختارُوا بأجْمعهم صناعةً واحدة، فتبطِلُ الأقواتُ والمعاونات. ولولا ذلك لَما اختاروا من الأسْماء إلا أحسنها، ومن البلاد إلا أطيبها، ومن الصناعات إلا أجْملها، ومن الأعمال إلا أرفعها، ولتفاخَرُوا على ذلك. ولكن اللّه تعالى بحكمته جعل كلًا منهم فيما هو فيه مُجبَرًا في صورة مُختار. فالناس إمّا: راضٍ بصنعته لا يُريد عنها حولاً كالحائلِ الذي يرضى بصناعته ويعيب الحجام ، والحجام الذي يرضى بصناعته ، ويعيب الحائلَ، وبهذا انتظم أمرهم كما قالَ تعالى: "فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ."

الطَحنِ	پیسنا	الحرفِ	پیشے، حرفۃ کی جمع	متبلدًا	عادی
يتعاطاها	وہ اس پر عمل کرتے ہیں	مُزاولة	پریکٹس، عمل	مُتبَرمًا	بور

وإما كارهٌ لها، يُكابِدُها مع كراهيته إيّاها، كأنه لا يَجد عنها بديلاً، وعلى هذا دلّ قول النبي صلى الله عليه وسلم: "كلّ ميسّر لما خلق له." بل صرّح تعالى بذلك في قوله: "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاة الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا." وقوله تعالى : "وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ؟" وقوله تعالى : "قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ." ولِهذا قال صلى الله عليه وسلم : "لن يزالَ الناس بِخيْرٍ ما تبايَنُوا، فإذا تساوُوا هلكوا."

فالتبايُن والتفرّق والاختلاف في نَحو هذا الموضعِ سببُ الالتِئَامِ والاجتماع والاتّفاق، كاختلافِ صُوَرِ الكتابة وتبايُنِها وتعدّدها الذي لولاه لِما حصل لها نظامٌ. فسبحان اللّه ما أحسَنَ ما صنع وأحكم ما أسَّسَ، وأتقن ما دبَّرَ...

حصولُ الفقر وخوفِه المنتجانُ للحرصِ. هُما الباعثان على الجدّ واحتمال الكدرِ في منفعة الناس إما باختيارٍ، وإما باضطرار. ولهذا قيل: رُبّ ساعٍ لقاعد." وهو أن الناسَ لو كُفِيَ كلَّ واحد منهم أمره لأدّى إلى فساد العالَم. من حيثُ إنه لَم يكن لأًحد أن يتولى لغيرِه مِهنة. وكان الواحدُ منهم يُعجز عن القيامِ بِمصالِح نفسه كلّها فيؤدي ذلك إلى فقرِ جَميعهم.

وقد قيل: قيامُ العالَم بالفقر أكثر من قيامه بالغنيّ. لأنّ الصناعات القائمة بالغنيّ ثلاث: الْمُلك، والتجارةُ، والكتابةُ. وسائرها قائم بالفقر. فلو لَم يكن الفقرُ وخوفه لما انتظَمَ معاشَ العالَم. فمَن كان يتولّى الحياكةُ والحجامة والدباغة والكِناسةُ، ومَن كان ينقُل الْمَيْرَ والملابسَ من الشرق إلى الغرب، ومن الجنوب إلى الشمال.

أنّ الاجتماعَ الإنسانِي ضروريٌّ (ابن خلدون، مقدمة)

ويُعبِّرُ الحكماء عن هذا بقولِهم: الإنسان مدنِيّ بالطبعِ. أي: لابدّ له من الاجتماعِ الذي هو المدنية في اصطلاحِهم وهو معنَى العُمران. وبيانُه أنّ الله سبحانَه خلق الإنسانَ وركّبه على صورةٍ لا يصِحّ حياتُها وبقاؤها إلا بالغذاء.

الالتِئَامِ	سوشل ہونا	الحجامة	پچھنے لگا کر فاسد خون نکالنا	الكِناسةُ	کوڑا کرکٹ کی صفائی کرنا
الحياكةُ	کپڑا بننا	الدباغة	چمڑا رنگنا	الْمَيْرَ	سامان

وهداه إلى التماسه بفطرته، وبما ركّب فيه من القدرة على تَحصيله. إلا أنّ قدرةَ الواحد من البشرِ قاصرةٌ عن تَحصيلِ حاجته من ذلك الغذاء، غير مُوفِّيَة له بِمادة حياته منه.

ولو فرضنَا منه أقل ما يُمكن فرضه وهو قُوتُ يومٍ من الحنطةِ مثلاً، فلا يَحصلُ إلا بعلاجٍ كثيْرٍ مِن الطحنِ والعَجنِ والطبخِ. وكل واحد من هذه الأعمال الثلاثة يَحتاجُ إلى مواعيْنَ وآلات لا تتمّ إلا بصناعات متعددة من حدّاد ونَجّار وفاخُورِي. هَب أنه يأكُلُه حبًّا من غيْرِ علاج، فهو أيضاً يَحتاجُ في تَحصيله حباً إلى أعمال أخرى أكثر من هذه، من الزراعةِ والحِصادِ والدراسِ الذي يَخرُج الحبَّ مِن غلاف السُنبل.

ويَحتاجُ كل واحد من هذه إلى آلات متعددة وصنائع كثيْرة أكثر من الأولى بكثيْر. ويستحيلُ أن توفّيَ بذلك كلّه أو ببعضه قدرة الواحد. فلابدّ من اجتماعِ القدر الكثيْرة من أبناء جنسه ليحصلَ القوتَ له ولَهم. فيحصل بالتعاون قدر الكفايةِ من الحاجة لأكثر منهم بأضعاف. وكذلك يَحتاجُ كل واحد منهم أيضاً في الدفاعِ عَن نفسِه إلى الاستعانة بأبناء جنسه.

لأن الله سبحانه لَما ركّب الطباع في الحيوانات كلها، وقسّم القدرَ بينها، جعل حظوظاً كثيْر من الحيوانات العجمِ من القدرة أكمَلُ مِن حظّ الإنسان: فقُدرة الفُرُسِ مثلاً أعظمُ بكثيْرٍ مِن قدرة الإنسان وكذا قدرةُ الحمارِ والثور، وقدرةُ الأسدِ والفيل أضعافٌ مِن قدرته.

ولما كان العدوانُ طبيعيًّا في الحيوان، جعل لكلّ واحد منها عُضوًا، يَختصّ بمدافعته ما يصل إليه من عادية غيره. وجعل للإنسان عوَضًا من ذلك كلّه الفكر واليَد. فاليدُ مَهيئةٌ للصنائعِ بخدمةِ الفكر. والصنائعُ تَحصلُ له الأَلات التي تنُوبُ له عن الجوارحِ الْمُعدة في سائر الحيوانات للدفاع: مثلُ الرماحِ التِي تنُوبُ عن القرونِ الناطحة، والسيوفُ النائبة عن الْمخالبِ الجارحة، والتراسِ النائبة عن البشرات الجاسيةِ، إلى غير ذلك مما ذكر جالينوس في كتابٍ منافعِ الأعضاء..

مواعيْنَ	برتن	القرونِ الناطحةِ	اٹھے ہوئے سینگ	النائبة	نمائندے
يستحِيلُ	وہ ناممکن ہے	المخالِبِ الجارحةِ	حملہ کرنے والے پنجے	التراسِ	ڈھال
حظوظاً	حصے	البشرات الجاسِيةِ	سخت کھالیں	تنُوبُ	یہ نمائندگی کرتا ہے

فالواحدُ من البشر لا تقاوَمُ قدرتُه قدرة واحد من الحيوانات العجم سيّما الْمفترسة، فهو عاجزٌ عن مدافعتِها وحده بالجُملة. ولا تفي قدرتُه أيضاً باستعمالِ الألات المعدة للمدافعة لكثرتِها وكثرة الصنائعِ والمواعينَ الْمعدّة. فلا بد في ذلك كله من التعاون عليه بأبناء جنسِه. وما لم يكن هذا التعاون فلا يَحصل قوتٌ ولا غذاء، ولا تتمّ حياته لما ركّبه الله تعالى عليه من الحاجة إلى الغذاء في حياته، ولا يحصل له أيضاً دفاعٌ عن نفسه لفُقدان السلاحِ فيكون فريسةٌ للحيوانات ويُعاجِلُه الهلاك عن مدى حياتِه، ويُبطل نوع البشر.

وإذا كان التعاونُ حصل له القوت للغذاءِ والسلاح للمدافعة، وتَمّت حكمةُ الله في بقائه وحفظ نوعه. فإذَن هذا الاجتماعُ ضروريّ للنوعِ الإنساني، وإلا لَم يكملْ وجودُهم وما أراده الله من اعتمارِ العالَم بِهم واستخلافِه إيّاهم، وهذا هو معنَى العُمران الذي جعلناهُ موضوعًا لِهذا العلم.

حاجة الناس في اجتماعهم إلى السلطان (ابن خلدون، مقدمة)

ثم إن هذا الاجتماع إذا حصَلَ للبشر كما قرّرناه وتَمّ عمرانَ العالَم بِهم، فلا بُدّ من وَازِعٍ يدفَعُ بعضَهم عن بعض، لما في طباعِهم الحيوانِيّةُ من العُدوان والظلم. وليستْ آلةُ السلاح التِي جعلتْ دافعةٌ لعدوان الحيوانات العجم عنهم كافيةٌ في دفعِ العُدُوّ عنهم، لأنّها موجودةٌ لجميعهم. فلا بدّ من شيءٍ آخر يدفع عدوانَ بعضِهم عن بعض ولا يكون من غيرِهم لقصور جَميع الحيوانات عن مداركِهم والْهاماتِهم. فيكون ذلك الوازعُ واحداً منهم يكون له عليهم الغلبةُ والسلطانُ واليدُ القاهرة، حتّى لا يصلَ أحدٌ إلى غيره بعدوان، وهذا هو معنَى الْمَلِك.

وقد تبيّن لك بِهذا أنه خاصةٌ للإنسان طبيعية ولا بد لهم منها. وقد يُوجدُ في بعضِ الحيوانات العجم على ما ذَكَرَهُ الحكماء كما في النَحلِ والجرادِ لما استُقرِىءُ فيها من الحكمِ والانقيادِ والاتباع لرئيسٍ من أشخاصِها مُتميّز عنهم في خلقه وجُثمانه، إلا أن ذلك موجودٌ لغيْرِ الإنسان بِمقتضى الفطرةِ والهدايةِ لا بِمقتضى الفكرة والسياسة: "أعطى كلّ شيء خلقه ثُم هدى."

الْمفترسة	مار دینے والی	اعتمارِ	آباد کرنا	وَازِعٍ	کنٹرول، دفاع
فريسةٌ	شکار	العُمران	معاشرہ، آبادی	جُثمانِ	جسم

أصناف الناس (أصفهاني، الذريعة)

الناسُ ضربان: خاصٌ وعام. فالخاصُ: من قد تَخصَّص من العارف بالحقائقِ دُون التقليدات ومن الأعمال بما يَتبَلَّغُ به إلى جنّة الْمأوى، دُون ما يقتَصرُ به على الحياة الدنيا. والعام: إذا اعتَبَرَ بذلك فالذين يَرضُون مِن العارِفِ بالتقليدات، ومن أكثر الأعمال بما يُؤدّي إلى منفعة دُنيَوِية.

وإذا اعتبَرنا بأمورِ الدنيا: فالخاصُ مَن يتخصّصُ مِن البلدِ بما يَنخَرِمُ بافتقادِه إحدى السياساتِ الْمدنية، والعام من لا ينخرمُ بافتقادِه شيء منها.

وهم من وجه آخر ثلاثة: خاصّة وعامة، وأوسطهم الْمُسمَّون في كلامِ العرب بالسُوقَة. فالخاص: هو الذي يَسُوسُ ولا يُسَاس. والعام: الذي يُساس ولا يسوس. والوسط: الذي يُسوسُه من فوقَه، وهو يسوس من دونه.

ومن جهة أخرى ثلاثة أضرب: أصحابُ الشهوات ــ وهمَهم الجدّة واليسار والأكل والشرب والبِغال. وأصحاب الكرامة والرياسة ــ وهِمهم الْمَدح واجتلاب الْمُحمَّدَة والصيت. وأصحاب الحكمة.

وكل واحد منهم يَستعظمُ من هو من جنسه. ولهذا احتاج السلطانُ أن يتخصّصَ بكل ذلك ويَستَبِدّ به ليكون معظّمًا. عند كل ضربِ من الناس، فيعظّمه أصحاب الحكمة لِحكمته، وأصحاب الكرامة لكرامته، والرياسة لرئاسته، وأصحاب الشهوات لماله وكثرة قيناته.

ومن وجه آخر ثلاثة أضرب: مَلَكِيٌّ ، وشيطانِيّ، وإنسيّ. فالملكي ــ الذي يستعملُ القوةَ العاقلة بقدر جهدِه وهم المؤمنون حقًا. والشيطاني ــ هو الذي يستعمل القوة الشهويةَ من غيْرِ تلفُّت إلى مقتضى العقل. والإنسي: الذي خلط عملًا صالحًا وآخر سَيِّئًا. وهم المذكورون في قوله تعالى: "فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيم. وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِين. فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ. وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ. فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيمٍ. وَتَصْلِيَةُ جَحِيم."

يَنخَرِمُ	اسے نقصان پہنچتا ہے	السُوقَة	عام لوگ	يَستَبِدّ به	وہ اکٹھا کرتا ہے
افتقادِ	کمی	يَسُوسُ	وہ حکومت کرتا ہے	قينات	گانے والی اور رقاصہ لونڈیاں

ومن وجه آخر: مُصطَفِيٌ ، ومُسترذلٌ. والْمصطفي: الأبرارُ، وهم ثلاثةُ أضرُب: ظالمٌ ومقتَصدٌ وسابِقٌ. وهم المذكورون في قوله تعالى: "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ."

وهم أيضًا أعني الأبرار ثلاثة أضرب: أنبياء ـــ للمشاهدة والْهداية لقوله تعالى: "لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ." وحكماء ـــ وهم الأولياء للمراقبة والرعاية لقوله تعالى : "أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ." وعوام ـــ للمجاهدة والكفاية وهم المذكورون في قوله تعالى : "يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ."

وهم أيضًا ضربان: عبدٌ بالطبعِ، وإن كان ملكًا. وملكٌ بالطبعِ، وإن كان عبدًا مُسترقًا. والملك من فضلٍ بالفضائلِ النفسية التي بِها يصيْرُ الإنسان بحيثُ يصحّ أن يوصفَ بأنه ربَّانِيّ وإلَهي وملكي. ويصلح أن يكونَ خليفة الله في أرضه. والعبد من قال النبي صلى الله عليه وسلم فيه: "تعس عبدُ الدرهم، تعس عبد الدينار، تعس فلا انتَقَشَ، وإذا شيك فلا انتقش."

وقال بعض الحكماء: ما من إنسان إلا وفيه خُلُقٌ من أخلاق بعض الحيوانات وبعض النبات. ليكون الإنسان مشاركًا لَها في الجِنسية. وإن كان مُبايِنًا لَهما في النوعيّة. فمن الناسِ غشومٌ كالأسد، وعابثٌ كالذئب، وخبٌّ كالثعلب، وشرّه كالْخنْزير، وخاضعٌ كالكلب، وجامعٌ كالنملِ، ووقحٌ كالذباب، وبليدٌ كالحمارِ، وألوفٌ كطيْرِ ألوفًا، وصنعٌ كالسرقة، وأنفٌ كالأسدِ والنمرِ، وغيُورٌ كالديك، وهادلٌ كالحمامِ.

مُصطَفِيٌ	منتخب	عابثٌ	سرکش، باغی	ألوفٌ	گھل مل جانے والا، سوشیبل
مُسترذلٌ	ذلیل	خبٌّ	دھوکہ دینے والا	أنفٌ	مغرور
مُسترقًا	غلام بنایا گیا	الثعلبِ	لومڑی	غيُورٌ كالديكِ	مرغے کی طرح غیور
غشومٌ	وحشی	وقحٌ	بے عزت	هادلٌ كالحمامِ	کبوتر کی طرح عاجز

والْمؤمن الْخيْرُ هو فِى الحيوانات كالنحلِ يأخذ أطيابُ الأشجارِ فلا يَقطفُ ثَمرًا، ولا يكسر شجرًا، ولا يُؤذّي بشرًا. ثُم يُعطِي الناس ما يكثر نفعَه ، ويَحلُو طعمَه، ويطيب ريْحَه. وفِي الأشجار هُو كالأترجِ يطيب حَملاً ونورًا وعودًا وورقًا ورائحة وطعمًا. والْمنافقُ والشريرُ هو في الحيوانات كالقَملِ والأرضة، وفِي الأشجار كالكَشوت، مثل الكشوت فلا أصلَ ولا ورق ، ولا نسيمَ ولا ظلّ ولا زهرَ. يُفسد الثمارَ، وييبس الأشجارَ، وكالثمرةِ التِي قلّ ورقَها وكثُر شوكَها ، وصعُب مُرتقاها.

معنى التفاوت بيْن الناس (مسكوية، الهوامل والشوامل)

فأما قولُهم: لا يزال الناس بِخبَرٍ ما تفاوتُوا فإذا تساوُوا هلكوا فإنّهم لم يذهبوا فيه إلى التفاوتِ فِي العدلِ الذي يساوي بينهم فِي التعايُشِ وإنّما ذهبوا فيه إلى الأمورِ التِي يتمّ بِها التمدّن والاجتماع. والتفاوت بالآحاد ههنا هو النظام للكلّ. وقيل: إن الإنسان مدنِيّ بالطبع فإذا تساوى الناس فِي الاستغناءِ هلكت المدنية وبطَل الاجتماع.

وقد تبيَّنَ أن اختلافَ الناس في الأعمال وانفراد كلّ واحد منهم بعملٍ هو الذي يُحدثُ نظامَ الكلّ ويتمّ المدنية. ومثال ذلك الكتابةُ التِي كليّتُها تَتمّ باختلاف الحروف في هيئاتها وأشكالها وأوضاعِ بعضها عند بعض. فإن هذا الاختلافُ هو الذي يُقوّم ذات الكتابةِ التِي هي كليّة ولو استَوت الحروفُ لبطلت الكتابةِ .

إصلاح حالِ الإنسان (الْماوردي، أدب الدنيا والدين)

وَأَمَّا مَا يَصْلُحُ بِهِ حَالُ الانْسَان فِيهَا فَثَلاثَةُ أَشْيَاءَ، هِيَ قَوَاعِدُ أَمْرِه وَنِظَامُ حَاله، وَهِيَ: نَفْسٌ مُطِيعَةٌ إِلَى رُشْدِهَا مُنْتَهِيَةٌ عَنْ غَيِّهَا، وَأُلْفَةٌ جَامِعَةٌ تَنْعَطِفُ الْقُلُوبُ عَلَيْهَا وَيَنْدَفِعُ الْمَكْرُوهُ بِهَا، وَمَادَّةٌ كَافِيَةٌ تَسْكُنُ نَفْسُ الانْسَانِ إِلَيْهَا وَيَسْتَقِيمُ أَوَدُهُ بِهَا.

الأترجِ	لیموں کی طرح کا پودا	الأرضةِ	دیمک	التعايُشِ	ایک ساتھ رہنا
القَملِ	جوں	مُرتقاها	اس پر چڑھنا	أوضاعٍ	جگہ

فَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الاولى الَّتِي هِيَ نَفْسٌ مُطِيعَةٌ: فَلأَنَّهَا إِذَا أَطَاعَتْهُ مَلَكَهَا، وَإِذَا عَصَتْهُ مَلَكَتْهُ وَلَمْ يَمْلِكْهَا. وَمَنْ لَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهُ فَهُوَ بِأَنْ لاَ يَمْلِكَ غَيْرَهَا أَحْرَى، وَمَنْ عَصَتْهُ نَفْسُهُ كَانَ بِمَعْصِيَةِ غَيْرِهَا أَوْلَى.

وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الثَّانِيَةُ وَهِيَ الأُلْفَةُ الْجَامِعَةُ: فَلأَنَّ الانْسَانَ مَقْصُودٌ بِالأَذِيَّة، مَحْسُودٌ بِالنِّعْمَة. فَإِذَا لَمْ يَكُنْ آلِفًا مَأْلُوفًا تَخَطَّفَتْهُ أَيْدِي حَاسِدِيه، وَتَحَكَّمَتْ فِيه أَهْوَاءُ أَعَادِيه، فَلَمْ تَسْلَمْ لَهُ نِعْمَةٌ، وَلَمْ تَصْفُ لَهُ مُدَّةٌ. فَإِذَا كَانَ آلِفًا مَأْلُوفًا انْتَصَرَ بِالالْفَة عَلَى أَعَادِيه، وَامْتَنَعَ مِنْ حَاسِدِيه، فَسَلِمَتْ نِعْمَتُهُ مِنْهُمْ، وَصَفَتْ مُدَّتُهُ عَنْهُمْ، وَإِنْ كَانَ صَفْوُ الزَّمَان عُسْرًا، وَسِلْمُهُ خَطَرًا.

فَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الثَّالِثَةُ: فَهِيَ الْمَادَّةُ الْكَافِيَةُ؛ لأَنَّ حَاجَةَ الانْسَان لاَزِمَةٌ لاَ يُعَرَّى مِنْهَا بَشَرٌ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لاَ يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ." فَإِذَا عَدِمَ الْمَادَّةَ الَّتِي هِيَ قِوَامُ نَفْسِه لَمْ تَدُمْ لَهُ حَيَاةٌ، وَلَمْ تَسْتَقِمْ لَهُ دُنْيَا...

انتظام أحوال الناس (الْماوردي، أدب الدنيا والدين)

إن ما به تصلَحُ الدنيا حتّى تصيْرُ أحوالُها منتظمةٌ وأمورُها ملتَئِمةٌ ستّة أشياء في قواعدها. وإن تفرعتْ، وهي: دينٌ مُتَّبَع، وسلطان قاهر، وعدل شامل، وأمن عام، وخصبٌ دائم، وأملٌ فسيحٌ.

فأما القاعدةُ الأولى وهي الدين المتبع، فلأنه يَصرِفُ النفوس عن شهواتها، ويعطفُ القلوبَ عن إرادتها حتّى يصير قاهرًا للسرائر، زاجرًا للضمائر، رقيبا على النفوس في خَلَواتِها، نصوحا لَها في مُلمَّاتِها.

وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الثَّانِيَةُ: فَهِيَ سُلْطَانٌ قَاهِرٌ تَتَأَلَّفُ مِنْ رَهْبَته الاهْوَاءُ الْمُخْتَلفَةُ، وَتَجْتَمعُ لِهَيْبَته الْقُلُوبُ الْمُتَفَرِّقَةُ، وَتَكُفُّ بِسَطْوَته الايْدِي الْمُتَغَالبَةُ، وَتَمْتَنِعُ مِنْ خَوْفه النُّفُوسُ الْعَادِيَةُ؛ لأَنَّ فِي طِبَاعِ النَّاسِ مِنْ حُبِّ الْمُغَالَبَةِ عَلَى مَا آثَرُوهُ وَالْقَهْرِ لِمَنْ عَانَدُوهُ، مَا لاَ يَنْكَفُّونَ عَنْهُ الا بِمَانِعٍ قَوِيٍّ، وَرَادِعٍ مَلِيٍّ....

ملتَئِمةٌ	اکٹھے	السرائر	راز	عَانَدُوهُ	انہوں نے اس کی مخالفت کی
خصبٌ	زرخیز	مُلِمَّات	تباہ کاریاں	يَنْكَفُّونَ	وہ باز رہتے ہیں

وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الثَّالِثَةُ: فَهِيَ عَدْلٌ شَامِلٌ يَدْعُو إِلَى الالْفَةِ، وَيَبْعَثُ عَلَى الطَّاعَةِ، وَتَتَعَمَّرُ بِهِ الْبِلَادُ، وَتَنْمُو بِهِ الامْوَالُ، وَيَكْثُرُ مَعَهُ النَّسْلُ، وَيَأْمَنُ بِهِ السُّلْطَانُ. فَقَدْ قَالَ الْمَرْزُبَانُ[1] لِعُمَرَ، حِينَ رَآهُ وَقَدْ نَامَ مُتَبَذِّلًا: عَدَلْتَ فَأَمِنْتَ فَنِمْتَ. وَلَيْسَ شَيْءٌ أَسْرَعُ فِي خَرَابِ الارْضِ وَلاَ أَفْسَدُ لِضَمَائِرِ الْخَلْقِ مِنْ الْجَوْرِ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ يَقِفُ عَلَى حَدٍّ وَلاَ يَنْتَهِي إِلَى غَايَةٍ، وَلِكُلِّ جُزْءٍ مِنْهُ قِسْطٌ مِنْ الْفَسَادِ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ....

وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الرَّابِعَةُ: فَهِيَ أَمْنٌ عَامٌّ تَطْمَئِنَّ إِلَيْهِ النُّفُوسُ وَتَنْتَشِرُ فِيهِ الْهِمَمُ، وَيَسْكُنُ إِلَيْهِ الْبَرِيءُ، وَيَأْنَسُ بِهِ الضَّعِيفُ. فَلَيْسَ لِخَائِفٍ رَاحَةٌ، وَلاَ لِحَاذِرٍ طُمَأْنِينَةٌ....

وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ الْخَامِسَةُ: فَهِيَ خِصْبُ دَارٍ تَتَّسِعُ النُّفُوسُ بِهِ فِي الاحْوَالِ وَتَشْتَرِكُ فِيهِ ذُو الاكْثَارِ وَالاقْلَالِ. فَيَقِلُّ فِي النَّاسِ الْحَسَدُ، وَيَنْتَفِي عَنْهُمْ تَبَاغُضُ الْعَدَمِ، وَتَتَّسِعُ النُّفُوسُ فِي التَّوَسُّعِ، وَتُكْثِرُ الْمُوَاسَاةَ وَالتَّوَاصُلَ. وَذَلِكَ مِنْ أَقْوَى الدَّوَاعِي لِصَلَاحِ الدُّنْيَا وَانْتِظَامِ أَحْوَالِهَا، وَلِأَنَّ الْخِصْبَ يَئُولُ إِلَى الْغِنَى وَالْغِنَى يُورِثُ الامَانَةَ وَالسَّخَاءَ. إِذَا كَانَ الْخِصْبُ يُحْدِثُ مِنْ أَسْبَابِ الصَّلَاحِ مَا وَصَفْتُ، كَانَ الْجَدْبُ يُحْدِثُ مِنْ أَسْبَابِ الْفَسَادِ مَا ضَادَّهَا. وَكَمَا أَنَّ صَلَاحَ الْخِصْبِ عَامٌّ، فَكَذَلِكَ فَسَادُ الْجَدْبِ عَامٌّ، وَمَا عَمَّ بِهِ الصَّلَاحُ إِنْ وُجِدَ، وَمَا عَمَّ بِهِ الْفَسَادُ إِنْ فُقِدَ، فَأَحْرَى أَنْ يَكُونَ مِنْ قَوَاعِدِ الصَّلَاحِ وَدَوَاعِي الاسْتِقَامَةِ.... وَأَمَّا الْقَاعِدَةُ السَّادِسَةُ:

فَهِيَ أَمَلٌ فَسِيحٌ يَبْعَثُ عَلَى اقْتِنَاءِ مَا يَقْصُرُ الْعُمُرُ عَنْ اسْتِيعَابِهِ وَيَبْعَثُ عَلَى اقْتِنَاءِ مَا لَيْسَ يُؤَمَّلُ فِي دَرْكِهِ بِحَيَاةِ أَرْبَابِهِ. وَلَوْلاَ أَنَّ الثَّانِي يَرْتَفِقُ بِمَا أَنْشَأَهُ الاوَّلُ حَتَّى يَصِيرَ بِهِ مُسْتَغْنِيًا، لَافْتَقَرَ أَهْلُ كُلِّ عَصْرٍ إِلَى إِنْشَاءِ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ السُّكْنَى وَأَرَاضِي الْحَرْثِ، وَفِي ذَلِكَ مِنْ الإِعْوَازِ وَتَعَذُّرِ الامْكَانِ مَا لاَ خَفَاءَ بِهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ: الامَلُ رَحْمَةٌ مِنْ اللَّهِ لِأُمَّتِي، وَلَوْلاَهُ لَمَا غَرَسَ غَارِسٌ شَجَرًا وَلاَ أَرْضَعَتْ أُمٌّ وَلَدًا.

(۱) مرزبان ایرانی بادشاہ کا سفیر تھا جو سیدنا عمر کے پاس آیا تو آپ عام شخص کی طرح مسجد کے فرش پر سو رہے تھے۔

الدَّوَاعِي	داعیہ کی جمع، ترغیبات	أَحْرَى	زیادہ مناسب	الإِعْوَاز وتَعَذُّرِ	غربت اور مشکل
يَئُولُ إِلَى	وہ واپس آتا ہے	أَمَلٌ فَسِيحٌ	طویل امید	تَبَاغُضُ الْعَدَمِ	دولت نہ ہونے کے باعث باہمی نفرت
الْجَدْبُ	زرخیز نہ ہونا، کم پیداوار	يَرْتَفِقُ	اس کے ساتھ ہو		

وجوه الْمعاش وأصنافُه ومذاهبُه (ابن خلدون، مقدمة)

اعلم أن الْمعاشَ هو عبارة عن ابتغاءِ الرزق والسعي في تَحصيله، وهو مفعلٌ من العيش. كأنه لما كان العيش الذي هو الحياة لا يَحصُل إلا بِهذه، جعلت موضعاً له على طريق المبالغة. ثم إنّ تَحصيل الرزق وكسبَه:

إما أن يكون بأخذه من يد الغيْرِ وانتزاعه بالاقتدار عليه، على قانون متعارف، ويُسمّى مغرماً وجِبايةً. وإما أن يكون من الحيوان الوحشي باقتِنَاصه وأخذه برميه منَ البَرّ أوَ البحر، ويُسمّى اصطياداً. وإما أن يكون من الحيوان الداجِنِ باستخراجِ فضوله المتصرّفة بين الناس في منافعِهم، كاللبَنِ مِن الأنعامِ، والحريرِ مِن دُودَة، والعسل من نَحله، أو يكون من النبات في الزرعِ والشجرِ بالقيام عليه وإعدادِه لاستخراجِ ثَمرته. ويسمّى هذا كله فلحًا.

وإما أن يكون الكسب من الأعمال الإنسانيَة: إما في مواد بعينها، وتسمّى الصنائع من كتابة وتِجارة وخيّاطة وحيّاكة وفُرُوسيَة وأمثال ذلك، أو في موادٍ غير معينة، وهي جميع الامتهاناتِ والتصرفات، وإما أن يكون الكسبُ من البضائعِ وإعدادها للأعواضِ، إما بالتقلّب بِها في البلادِ أو احتِكارها وارتقابِ حوالَةِ الأسواق فيها. ويسمّى هذا تِجارة.

أنواع الصناعات (أصفهاني، الذريعة)

الصناعات ضربان: علمي وعملي. فالعلمي: ما يستغنى فيه عن الاستعانة بالجوارِح من اليدِ والرِجل، كالْمعارفِ الإلَهيّة والحساب. والعملي: ما يَحتاج فيه إلى الاستعانة بالجوارِحِ، وذلك ضربان: الأول: شيء ينقضي بانقضاء حركةِ الصانع، كالرقص والزمر والْمحاكاة. والثاني: شيءٌ يبقى له أثر ، وذلك ضربان: ضربٌ يبقى له أثرٌ معقولٌ لا مَحسوسٌ، كالطبّ والبيطرة، وضرب يبقى له أثر محسوس كالبناء والكتابة.

جِبايةً	ٹیکس	الداجِنِ	گھریلوپالتو جانور	البضائِع	سامان
اقتِنَاص	شکار کرنا	الحريرِ دُودَة	ریشم، ریشم کا کیڑا	أعواضِ	متبادل سامان
اصطياداً	شکار کرنا	فُرُوسِيَة	گھوڑے پالنا	ارتقابِ حوالَةِ	Looking for Bill of Exchange

أحوال الإنسان في الكسب (الْماوردي، أدب الدنيا والدين)

وَإِذْ قَدْ وَضَحَ الْقَوْلُ فِي أَسْبَابِ الْمَوَادِّ وَجِهَاتِ الْكَسْبِ، فَلَيْسَ يَخْلُو حَالُ الانْسَانِ فِيهَا مِنْ ثَلاَثَة أُمُورٍ:

أَحَدُهَا: أَنْ يَطْلُبَ مِنْهَا قَدْرَ كِفَايَته، وَيَلْتَمِسَ وَفْقَ حَاجَته، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَعَدَّى إِلَى زِيَادَة عَلَيْهَا، أَوْ يَقْتَصِرَ عَلَى نُقْصَانٍ مِنْهَا. فَهَذِه أَحَدُ أَحْوَالِ الطَّالِبِيْنَ، وَأَعْدَلُ مَرَاتِبِ الْمُقْتَصِدِينَ....

وَالامْرُ الثَّانِي: أَنْ يُقَصِّرَ عَنْ طَلَبِ كِفَايَته، وَيَزْهَدَ فِي الْتِمَاسِ مَادَّته. وَهَذَا التَّقْصِيْرُ قَدْ يَكُونُ عَلَى ثَلاَثَة أَوْجُه: فَيَكُونُ تَارَةً كَسَلًا، وَتَارَةً تَوَكُّلًا، وَتَارَةً زُهْدًا وَتَقَنُّعًا. فَإِنْ كَانَ تَقْصِيرُهُ لِكَسَلٍ فَقَدْ حُرِمَ ثَرْوَةُ النَّشَاطِ، وَمَرَحُ الاغْتِبَاطِ، فَلَنْ يَعْدَمَ أَنْ يَكُونَ كَلًّا قَصِيًّا، أَوْ ضَائِعًا شَقِيًّا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ: "كَادَ الْحَسَدُ أَنْ يَغْلِبَ الْقَدَرَ، وَكَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا." وَقَالَ بَزَرْجَمْهَرُ: "إِنْ كَانَ شَيْءٌ فَوْقَ الْحَيَاة فَالصِّحَّةُ. وَإِنْ كَانَ شَيْءٌ مِثْلَهَا فَالْغِنَى، وَإِنْ كَانَ شَيْءٌ فَوْقَ الْمَوْتِ فَالْمَرَضُ، وَإِنْ كَانَ شَيْءٌ مِثْلَهُ فَالْفَقْرُ." وَقِيلَ فِي مَنْثُورِ الْحِكَمِ: الْقَبْرُ خَيْرٌ مِنْ الْفَقْرِ....

وَأَمَّا الامْرُ الثَّالِثُ: فَهُوَ أَنْ لاَ يَقْنَعَ بِالْكِفَايَة وَيَطْلُبَ الزِّيَادَةَ وَالْكَثْرَةَ، فَقَدْ يَدْعُو إِلَى ذَلِكَ أَرْبَعَةُ أَسْبَابٍ:

ــ أَحَدُهَا: مُنَازَعَةُ الشَّهَوَاتِ الَّتِي لاَ تُنَالُ الا بِزِيَادَة الْمَالِ وَكَثْرَة الْمَادَّة،...

ــ وَالسَّبَبُ الثَّانِي: أَنْ يَطْلُبَ الزِّيَادَةَ وَيَلْتَمِسَ الْكَثْرَةَ لِيَصْرِفَهَا فِي وُجُوه الْخَيْرِ، وَيَتَقَرَّبَ بِهَا فِي جِهَاتِ الْبِرِّ، وَيَصْطَنِعَ بِهَا الْمَعْرُوفَ، وَيُغِيثَ بِهَا الْمَلْهُوفَ. فَهَذَا أَعْذَرُ...

ــ وَالسَّبَبُ الثَّالِثُ: أَنْ يَطْلُبَ الزِّيَادَةَ وَيَقْتَنِيَ الامْوَالَ؛ لِيَدَّخِرَهَا لِوَلَده، وَيَخْلُفُهَا عَلَى وَرَثَته، مَعَ شِدَّة ضَنِّه عَلَى نَفْسه، وَكَفِّه عَنْ صَرْف ذَلِكَ فِي حَقِّه... وَهَذَا شَقِيٌّ بِجَمْعِهَا، مَأْخُوذٌ بِوِزْرِهَا، قَدْ اسْتَحَقَّ اللَّوْمَ مِنْ وُجُوه لاَ تَخْفَى عَلَى ذِي لُبٍّ..

تَقَنُّعًا	قناعت کرنا	مَرَحُ الاغْتِبَاط	لطف اندوز ہونے کی خوشی	أَعْذَرُ	عذر رکھنے والا
كَسَلٍ	سستی	الْمَلْهُوفَ	خواہش کرتے ہوئے	ضَنِّه	دولت کو سمیٹ سمیٹ کر رکھنا

وَالسَّبَبُ الرَّابِعُ: أَنْ يَجْمَعَ الْمَالَ وَيَطْلُبَهُ اسْتِحْلالا لِجَمْعِه، وَشَغَفًا بِاحْتِرَامِه. فَهٰذَا أَسْوَأُ النَّاسِ حَالا فِيه، وَأَشَدُّهُمْ حُزْنًا لَهُ، قَدْ تَوَجَّهَتْ إِلَيْه سَائِرُ الْمَلاَوِمِ حَتَّى صَارَ وَبَالا عَلَيْه وَمَذَامَّ. وَفِي مِثْلِه قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ."

نظرية الصنائع (ابن خلدون، مقدمة)

إعلم أن الصناعة[1] هي ملكة في أمر عملي فكري. وبكونه عملياً هو جسماني محسوس. والأحوال الجسمانيةُ الْمحسوسة، فنقلُها بالمباشرةِ أوعَبُ لها وأكمل، لأن المباشرة في الأحوال الجسمانية الْمحسوسة أتَم فائدة. والملكة صفة راسخة تَحصُل عن استعمالِ ذلك الفعل وتكرُّرِه مرّة بعد أخرى، حتّى ترسَخُ صورتُه. وعلى نسبة الأصل تكون الملكة. ونقل الْمُعايَنَة أوعبُ وأتَمّ من نقل الْخَبَرِ والعلم. فالْملكة الحاصلةُ عنه أكملُ وأرسخُ مِن الملكة الحاصلة على الْخَبَر. وعلى قدرِ جُودةِ التعليم ومَلَكَةِ الْمُعلّم يكون حِذقُ الْمُتعلّم في الصناعةِ وحصول ملكته.

ثُم إنّ الصنائع منها البسيطُ ومنها الْمُركّب. والبسيط هو الذي يَختص بالضروريات، والْمركب هو الذي يكون للكماليات. والْمتقدّم منها في التعليمِ هو البسيط، لبساطته أولاً، ولأنّه مُختصّ بالضروري الذي تتوَفَّرُ الدواعي على نقله، فيكون سابقاً في التعليمِ ويكونَ تعليمُه لذلك ناقصاً. ولا يزال الفكرُ يَخرُج أصنافَها ومركباتَها من القُوَّة إلى الفعلِ، بالاستنباط شيئاً فشيئاً على التدريجِ، حتّى تكمُلُ. ولا يَحصُلُ ذلك دُفعةٌ وإنما يَحصل في أزمانٍ وأجيالٍ... ولهذا تَجدُ الصنائعَ في الأمصارِ الصغيْرَة ناقصةً، ولا يوجد منها إلا البسيط، فإذا تزايَدتْ حضارتُها ودعتْ أمور الترفِ فيها إلى استعمالِ الصنائعِ، خرجتْ من القوة إلى الفعل. [2]

(۱) اس کا مطلب ہے کہ کسی چیز کا پوٹینشل موجود تھا۔ اسے استعمال میں لا کر اس پوٹینشل سے کوئی چیز تخلیق کی گئی۔

الصناعة	مہارت	أوعَبُ	زیادہ مناسب	البسيطُ	سادہ
المباشرةِ	ڈائرکٹ	ترسَخُ	وہ راسخ ہوتا ہے	الْمُركّب	پیچیدہ
ملكة	ٹیلنٹ، خصوصیت	الْمُعايَنَةِ	معائنہ	من القُوَّة إلى الفعلِ	صلاحیت کا عمل میں آنا

بيان الطريق في رياضةِ الصُبيان في أوّل نشوهم ووجه تأديبهم وتحسين أخلاقهم (غزالي، أحياء العلوم)

اعلم أن الطريقَ في رياضة الصبيان من أهم الأمور وأوكدِها. والصبيان أمانةٌ عند والدَيه وقلبه الطّاهرِ جوهرةٌ نفيسةٌ ساذَجةٌ خالية عن كل نقشٍ وصورةٍ. وهو قابل لكل ما نُقشَ ومائل إلى كلّ ما يُمال به إليه.... وقد قال الله عز وجل: "ياأيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا." ومهما كان الأبُ يَصونه عن نارِ الدنيا فبأن يصونَه عن نار الآخرةِ أولى.

وصيانته بأن يؤدِّبَه ويهذّبه ويعلّمه محاسنَ الأخلاق ويَحفظه من القُرَناءِ السوءِ ولا يُعَوّدَه التنعّمَ ولا يُحبّب إليه الزينةَ والرفاهية فيضيع عمرُه في طلبِها إذا كَبُرَ فيَهلك هلاك الأبد. بل ينبغي أن يراقبَه من أول أمرِه فلا يستعمل في حضانته وإرضاعه إلا امرأةً متديّنَة تأكل الحلال...

ومهما رأى فيه مَخايلَ التمييز فينبغي أن يُحسنَ مراقبتَه وأوّل ذلك ظهورُ أوائل الحياءِ. فإنه إذا كان يَحتَشِمُ ويستحي ويترُك بعضَ الأفعال فليس ذلك إلا لإشراقِ نورِ العقل عليه حتّى يرى بعض الأشياء قبيحًا ومُخالفًا للبعض فصار يستحي من شيءٍ دون شيء. وهذه هديةٌ من الله تعالى إليه وبشارة تدل على اعتدال الأخلاقِ وصفاءِ القلب. وهو مبشر بكمال العقل عند البلوغ.

فالصبي المستحي لا ينبغي أن يُهمَلَ بل يُستعان على تأديبه بحيائه أو تَمييزِه. وأوّل ما يَغلب عليه من الصفات شَرَهُ الطعام، فينبغي أن يُؤدّب فيه مثل أن لا يأخذُ الطعام إلا بيمينه وأن يقول عليه "بسم الله" عند أخذه وأن يأكل مِما يليه وأن لا يُبادرَ إلى الطعام قبل غيْره وأن لا يَحدِقَ النظر إليه ولا إلى من يأكل وأن لا يسرع في الأكلِ وأن يَجيدَ الْمضغ....

ويُحفظ الصبي عن الصبيان الذين عُوِّدوا التنعّم والرفاهية ولبس الثيابِ الفاخرةِ وعن مُخالطةِ كلّ من يسمعه ما يرغبه فيه.

ساذَجةٌ	معصوم	يُعَوّد	وہ عادت ڈالتا ہے	يَحتَشِمُ	وہ حیاء دار بنتا ہے
يَصون	وہ حفاظت کرتا ہے	التنعّمَ الرفاهية	لگژری	يَحدِقَ	وہ گھیرتا ہے
القُرَناءِ السوءِ	برے ساتھی	حضانة	دودھ پلانا	يَجيد الْمضغ	وہ آواز سے چباتا ہے

فإن الصبِي مهما أهْمل في ابتداءِ نَشوِه خرج في الأغلَبِ رديءَ الأخلاق كذّابا حسودًا سروقًا نَمّاما لَحوحًا ذا فصولٍ وضحك وكياد ومَجانة. وإنّما يُحفظ عن جَميع ذلك بحُسنِ التأديب. ثُم يشتغل في المكتبِ فيتعلّم القرآنَ وأحاديثَ الأخيارِ وحكاياتِ الأبرار وأحوالَهم لينغَرِسَ في نفسه حبُّ الصالحين. ويُحفظ من الأشعارِ التي فيها ذكرُ العشق وأهله. ويُحفظ من مخالطة الأُدباءِ الذين يزعَمُونَ أنّ ذلك مِن الظرفِ ورِقّة الطبع. فإن ذلك يَغرِسُ في قلوب الصبيانَ بِذرَ الفسادِ.

ثم مهما ظهر من الصبِي خُلُقٌ جَميلٌ وفعلٌ مَحمودٌ فينبغي أن يُكرمَ عليه ويُجازى عليه بِما يَفرح به ويَمدحُ بيْنَ أظهرِ الناس. فإن خالف ذلك في بعضِ الأحوال مرّة واحدة فينبغي أن يتغافَلَ عنه ولا يهتِكَ سترَه ولا يُكاشفه ولا يظهَر له أنه يتصوّر أن يتجاسَرُوا أحد على مثله. ولا سيما إذا ستَرَه الصبِي واجتهد في إخفائه، فإن إظهارَ ذلك عليه ربّما يفيدُه جسارةً حتّى لا يُبالِي بالمكاشفة فعند ذلك. إن عاد ثانيًا فينبغي أن يُعاتَب سِرًّا... ولا تُكثر القولَ عليه بالعتابِ في كلّ حيْن فإنه يَهون عليه سِماع الملامةِ وركوبِ القبائح ويسقُطُ وقعُ الكلام من قلبه...

وينبغي أن يَمنعَ عن النومِ نهارا، فإنّه يُورث الكسلَ ولا يَمنع منه ليلاً ولكن يَمنَعُ الفرشَ الوطِيئَةَ حتّى تَتصلّب أعضاؤه ولا يُسمنُ بدنَه، فلا يصبرُ عن التنعّم بل يُعوّد الخشونةَ في المفرشِ والملبسِ والمطعم. وينبغي أن يَمنع من كل ما يفعله في خفيةٍ، فإنّه لا يُخفيه إلا وهو يَعتقدُ أنّه قبيحٌ. فإذا ترك تُعوّد فعلَ القبيح.

ويعوّد في بعضِ النهار الْمَشي والحركة والرياضة حتّى لا يغلبَ عليه الكسلُ... ويُمنع من أن يفتَخِرَ على أقرانه بشيءٍ مما يَملكُه والداه أو بشيءٍ من مطاعمه وملابسه أو لوحه ودواتِه، بل يعوّدَ التواضعَ والإكرام لكل من عاشَرَه والتلطّف في الكلامِ معهم.

أهْمل	غیر محتاط، نظر انداز	مَجانة	بدتمیز، بے شرم	يُسمنُ	وہ موٹا ہو جاتا ہے
نَمّاما	چغلی خور	لا يهتِكْ	نہ پھاڑو	الرياضة	کھیل، مشق
لَحوحًا	ضدی	يتجاسَرُوا	وہ جرأت کرتے ہیں	لوحِ دواتِ	قلم دوات
كيادٍ	دھوکے باز	الوطِيئَةَ	نرم	التلطّف	مہربانی، نرمی

ويُمنع من أن يأخذَ من الصبيان شيئا بدَالةَ حشمة. إن كان من أولاد الْمُحتشميْنَ، بل يعلّم أن الرفعةَ في الإعطاءِ لا في الأخذ، وأن الأَخذَ لؤمٌ وخِسةٌ ودناءةٌ. وإن كان من أولاد الفقراءِ فليعلّم أنّ الطمعَ والأخذَ مهانةٌ وذلّة. وأنّ ذلك من دأبِ الكلب فإنّه يُبصبِصُ في انتظارِ لُقمةٍ والطمعِ فيها .وبالجُملة يَقبُّحُ إلى الصبيانِ حبُّ الذهبِ والفضة والطمعِ فيهما. ..

وينبغي أن يعوّد أن لا يَبصُقَ في مجلسه، ولا يَمتَخِطَ، ولا يَتَثاءَبَ بحضرةِ غيْرِه، ولا يستدبِرَ غيْره، ولا يضع رِجلا على رِجل، ولا يضعَ كفّه تَحت ذقنه، ولا يعمّد رأسَه بساعده، فإنّ ذلك دليل الكسلِ. ويعلّم كيفية الجلوس. ويُمنع كثرةَ الكلامِ ويبيّن له أن ذلك يدلّ على الوقاحةِ، وأنه فعلُ أبناءِ اللئام.

ويُمنع اليمين رأسا صادقا كان أو كاذبًا حتى لا يعتاد ذلك في الصِغر. ويُمنع أن يبتديءَ بالكلام ويعوّد أن لا يتكلّم إلا جوابًا وبقدرِ السؤال، وأن يُحسنَ الاستماع مهما تكلم غيره ممن هو أكبر منه سنًّا. وأن يقومَ لِمن فوقَه ويوسّع له المكان ويَجلس بين يديه. ويُمنع من لغوِ الكلام وفحشه ومن اللعن والسبّ ومن مُخالطةِ من يَجري على لسانه شيء من ذلك. فإن ذلك يسري لا محالة من القرناء السوء. وأصل تأديب الصبيان الحفظ من قرناء السوء.... وينبغي أن يعلّم طاعةَ والدَيه ومعلّمه ومؤدّبه ومَن هو أكبَرُ منه سنّا من قريبٍ وأجنبيٍّ. وأن ينظُرَ إليهم بعيْنِ الجلالة والتعظيمِ وأن يتركَ اللعبَ بين أيديهم.

ومهما بلغ سن التمييزِ فينبغي أن لا يُسامَحَ في ترك الطهارةِ والصلاة ويؤمَّر بالصومِ في بعضِ أيام رمضان. ويُجنَبُ لبسَ الديباج والحريرَ والذهب. ويعلّم كل ما يَحتاج إليه من حدودِ الشرع ويُخوّف من السرقةِ وأكلِ الحرام ومن الخيانةِ والكذب والفحش وكل ما يَغلِبُ على الصبيان.

بدَالةَ	تبادلہ	يُبصبِصُ	وہ انتظار کرتا ہے	يَتَثَاءَبَ	وہ جماہی لیتا ہے
لؤمٌ وخِسةٌ ودناءةٌ	گھٹیاپن	يَبصُقَ	وہ تھوکتا ہے	الوقاحة	بے شرمی
مهانةٌ	بے عزتی	يَمتَخِطَ	وہ ناک سڑکتا ہے	يُسامَحَ	اسے معاف کیا جاتا ہے

فمهما قارَبَ البلوغ أمكن أن يعرفَ أسرارَ هذه الأمور، فيُذكر له أنّ الأطعمةَ أدويَةٌ. وإنّما المقصود منها أن يُقوّى الإنسان بها على طاعة الله عز وجل. وأنّ الدنيا كلّها لا أصلَ لَها إذْ لا بقاء لَها وإنّ الموت يقطَعُ نعيمَها. وأنّها دارُ مُمَرٍّ، لا دارَ مقرّ. وأنّ الآخرةَ دار مقرّ لا دار مُمر. وأنّ الْموتَ منتظر في كلّ ساعة. وأن الكيسَ العاقل من تزوّد من الدنيا للآخرةِ حتّى تعظَّمَ درجته عند الله تعالى ويتّسِعُ نعيمَهُ في الجنانِ.

فإذا كان النشوُ صالحًا، كان هذا الكلام عند البلوغِ واقعًا مؤثّرًا ناجعًا، يثبّت في قلبه كما يثبّت النقشَ في الحجرِ. وإن وقع النشو بخلاف ذلك حتّى ألّف الصبيُ اللعبَ والفحشَ والوقاحةَ وشرّه الطعام واللباس والتزيّن والتفاخرِ، نَبَا قلبُه عن قبولِ الحق نبوةَ الحائطِ عن التُرابِ اليابِس. فأوائل الأمور هي التي ينبغي أن تُرَاعى فإن الصبِي بِجوهرِه خُلِقَ قابلا للخيْرِ والشر جَميعًا. وإنّما أبواه يَميلان به إلى أحد الجانبيْنِ.

أن الشدّة على الْمتعلّميْن مضرةٌ بِهم (ابن خلدون، مقدمة)

وذلك أن إرهافَ الحدّ في التعليمِ مضرٌّ بالمتعلّم، سيما في أصاغرِ الولد، لأنه من سوءِ الملكة. ومَن كان مَربَاه بالعسفِ والقهرِ من الْمتعلميْنَ أو الْمماليكِ أو الخدمِ، سطا به القهرُ. وضيّق على النفس في انبساطِها، وذهب بنشاطِها. ودعاه إلى الكسلِ وحُمِل على الكذبِ والْخُبث، وهو التظاهر بغيْرِ ما في ضميْرِه، خوفاً من انبساطِ الأيدي بالقهرِ عليه.

وعلّمه المكرَ والخديعةَ لذلك. وصارت له هذه عادةً وخُلُقًا، وفَسدت معاني الإنسانية التي له من حيثُ الاجتماعِ والتمدّن، وهي الحميةُ والمدافعة عن نفسه أو منْزله. وصار عيالاً على غيْرِه في ذلك، بل وكَسلَتْ النفسُ عن اكتساب الفضائل والخلقِ الجميل، فانقبضت عن غايتِها ومَدَى انسانيتها، فارتَكَسَ وعاد في أسفل السافليْنَ. وهكذا وَقَعَ لكلّ أمّة حصلت في قبضةِ القهر ونال منها العسف. واعتبَره في كل من يُملَك أمرُه عليه. ولا تكون الملكةُ الكافلةُ له رفيقة به.

إرهافَ الحدّ	بہت پریشر ڈالنا	انبساطِ	نرمی، آسانی	ارتَكَسَ	وہ تباہ کرتا ہے
العسفِ	پریشر، دبانا	عيالاً على	کسی پر بوجھ بننا	مَدَى	حد تک

في وجهِ الصواب في تعليمِ العلوم وطريق إفادته (ابن خلدون، مقدمة)

اعلم أن تلقيْنَ العلوم للمتعلميْن إنما يكون مفيداً، إذا كان على التدريجِ، شيئاً فشيئاً، وقليلاً قليلاً، يلقى عليه أولاً مسائلَ من كل باب مِن الفن هي أصولُ ذلك الباب. ويقرَّب له في شرحها على سبيلِ الإجْمال ويُراعى في ذلك قوة عقله واستعداده لقبول ما يُورد عليه، حتّى ينتهي إلى آخر الفن. وعند ذلك يُحصل له ملكةٌ في ذلك العلم، إلا أنّها جُزئيَةٌ وضعيفة.

وغايتُها أنّها هيأتُه لفهمِ الفن وتَحصيل مسائلِه. ثُم يَرجع به إلى الفنِ ثانيةً، فيَرفعه في التلقيْنِ عن تلك الرتبة إلى أعلى منها، ويستوفي الشرح والبيان، ويَخرج عن الإجْمال، ويذكر له ما هنالك من الخلاف ووجهِه، إلى أن ينتهيَ إلى آخر الفن فتَجُودُ ملكتُه.

ثُم يرجع به وقد شدَا فلا يُترك عويصاً ولا مبهماً ولا مغلقاً إلا وضّحه وفتّح له مقفَله. فيخلص من الفن وقد استولى على ملكَته. هذا وجه التعليمِ الْمفيد وهو كما رأيتُ إنّما يُحصل في ثلاث تكراراتٍ. وقد يُحصل للبعضِ في أقلّ من ذلك بِحسب ما يخلق له ويتيسّر عليه.

وقد شاهدنا كثيْرًا من الْمعلّميْن لِهذا العَهد الذي أدرَكنا يَجهلُون طرقَ التعليمِ وإفاداته، ويَحضرون للمتعلّم في أول تعليمه المسائلُ الْمقفلة من العلم، ويُطالبونه بإحضارِ ذهنه في حلّها، ويَحسبُون ذلك مراناً على التعليم وصواباً فيه. ويكلّفونه رعي ذلك وتَحصيله، فيخلّطون عليه بِما يلقون له من غايات الفنون في مبادئها، وقبل أن يستَعدّ لفهمها. فإنّ قبولَ العلم والاستعدادات لفهمه تَنشأُ تدريْجًا. ويكون الْمتعلّم أول الأمرِ عاجزاً عن الفهمِ بالجُملة، إلا في الأقلّ وعلى سبيلِ التقريبِ والإجْمال وبالأمثال الحسية.

استعدادِ	صلاحیت، رجحان	عویصاً	مشکل	إحضارِ ذهنِ	ذہن کو حاضر کرنا
التلقِيْنِ	استاذ کی تعلیم وتربیت	مقفَل	بند	مراناً	پریکٹس سے

سبق 11A: تقدیم و تاخیر

تمام زبانوں میں الفاظ کو گرامر کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے۔ جہاں گرامر کے اصول ایک سے زائد طریقے سے الفاظ کو ترتیب دینے کی اجازت دیتے ہوں، وہاں پر مختلف طریقے سے الفاظ کو ترتیب دینے سے مختلف معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تعمیر شخصیت
خود کو اللہ تعالی کے مشن کے لئے تیار کیجیے۔ ہمیں اس کے دین کی صحیح دعوت کو مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچانا ہے۔

- کسی لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو شروع میں لا کر مخاطبین کے ذہن میں سوالات پیدا کیے جاتے ہیں۔ جیسے ہی مخاطبین کا ذہن اس جانب متوجہ ہوتا ہے، اسے سوال کا جواب فراہم کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے مخاطبین کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی جاتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: الْقَارِعَةُ! مَا الْقَارِعَةُ؟ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ؟۔ یہاں پہلی الْقَارِعَةُ مخاطب کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہے، اس کے بعد کے دونوں سوالات اس توجہ کو مزید کھینچتے ہیں۔ جب مخاطب پوری طرح متوجہ ہوتا ہے تو پھر اگلی آیات میں اس عظیم دھماکے کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں جو روز قیامت ہو گا۔
- کسی لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو اس وجہ سے بھی شروع میں لایا جاتا ہے کہ اس میں کوئی اچھی یا بری خبر ہوتی ہے۔ اس طرح سے مخاطبین کی نفسیاتی حالت میں ایک جھٹکا سا پیدا کیا جاتا ہے جو کہ بہت موثر ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے: أَلْهَاكُمْ التَّكَاثُر! حَتَّى زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ!! کثرت مال کی خواہش نے تو تمہیں تباہ کر دیا۔ یہ کہہ کر بری خبر مخاطب تک پہنچائی گئی تاکہ مخاطب اپنی روش کی طرف متنبہ ہو۔ اسی طرح إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ میں اچھی خبر پہلے سنا دی گئی تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی دی جائے۔
- بعض اوقات کسی حیرت انگیز یا غیر معمولی بات کو شروع میں بیان کیا جاتا ہے تاکہ مخاطبین کو تیار کیا جا سکے۔ جیسے لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ! إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ!! فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ میں قریش کے تجارتی سفروں کو بیان کر کے اللہ تعالی کے غیر معمولی احسان کی طرف توجہ دلائی گئی جس پر ان کی معیشت کا دارومدار تھا۔ ان کے یہ سفر خانہ کعبہ کے مرہون منت تھے جس سے تعلق کے باعث لوٹ مار کرنے والے قبائل ان کے قافلوں سے تعرض نہ کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد انہیں اس پروردگار کا شکر گزار ہونے کی ترغیب دی گئی۔
- بعض اوقات کسی اختلافی بات کو شروع میں لایا جاتا ہے تاکہ اس ایشو کی طرف توجہ مبذول کروائی جا سکے۔ جیسے أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْداً إِذَا صَلَّى؟ اس کے بعد کی آیات میں اس شخص کا کیریکٹر بیان ہوا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کیا کرتا تھا۔
- بعض اوقات کلام کو زیر بحث چیز کے مراحل کو ترتیب دی جاتی ہے: پہلا مرحلہ، دوسرا مرحلہ اور تیسرا مرحلہ۔ جیسے سورۃ القارعہ میں آخرت کے مختلف مراحل کو ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے تباہی، پھر حساب و کتاب اور پھر جزا و سزا۔
- بعض اوقات کسی چیز کو اس کی فطری ترتیب میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔

سبق 11A: تقدیم وتاخیر

- جملہ فعلیہ میں عام طور پر پہلے فعل کو لایا جاتا ہے اور اس کے بعد فاعل کو۔ جیسے جاءَ زَیدٌ۔ اگر فاعل کو فعل سے پہلے لایا جائے تو اس میں فاعل پر زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ زَیدٌ جاءَ کا معنی ہو گا کہ "زید ہی وہ شخص ہے جو آیا تھا۔"
- جملہ فعلیہ میں فاعل یا مفعول کو فعل سے پہلے لا کر "صرف اور صرف" کا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم صرف اور صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں)۔ اگر جملہ اس طرح سے ہوتا: نَعْبُدُكَ وَ نَسْتَعِينُكَ تو اس کا معنی سادہ تھا یعنی "ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔" مفعول کو پہلے لا کر "ایا" لگایا گیا تاکہ "صرف اور صرف" کا مفہوم پیدا کیا جا سکے۔
- کبھی دلائل کو پہلے بیان کر کے نتیجے کو آخر میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس کبھی نتیجے کو پہلے بیان کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔ دونوں کے مخاطبین کی نفسیات پر اپنے اپنے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
- بعض اوقات ایک عمومی بات کو بطور "شہ سرخی" بیان کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔
- بعض اوقات جملوں کا قافیہ برقرار رکھنے کے لئے انہیں اس انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ مثلاً خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ... ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ... ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوه (اسے پکڑو، پھر اسے طوق پہناؤ، پھر اسے جہنم کی طرف لے کر چلو، پھر اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر سے باندھو)۔ ان آیات میں سرخ الفاظ ہم قافیہ ہیں۔ یہ سب فعل ہیں۔ اسماء کو ان افعال سے پہلے لانے کی وجہ قافیہ برقرار رکھنا ہے۔

چیلنج! عربی میں الفاظ کو حذف کرنے کی پانچ وجوہات بیان کیجیے۔

آج کا اصول:

واؤ بیک وقت حرف عطف بھی ہے اور حرف جر بھی۔ جب اسے بطور حرف عطف استعمال کیا جاتا ہے تو یہ "اور" کا معنی دیتا ہے۔ جب اسے بطور حرف جر استعمال کیا جاتا ہے تو یہ "مجھے قسم ہے" کا معنی دیتا ہے۔ واؤ کی ایک تیسری قسم بھی ہے جسے واؤ الْحال کہتے ہیں۔ اس صورت میں واؤ "جبکہ" یا "اس حالت میں" کا معنی دیتا ہے۔ یہ کسی خاص وقت کی صورتحال بیان کرتا ہے۔ اس صورت میں اسے جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ (فرشتوں نے انہیں پکارا جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے)، وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ (جو کوئی مرد یا خاتون نیک عمل کرے اس حالت میں کہ وہ صاحب ایمان ہو تو وہ سب جنت میں داخل ہوں گے)، وَأَخْذِهِمْ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ (ان کے سود لینے کی وجہ سے جبکہ انہیں اسے منع بھی کیا گیا تھا) وغیرہ۔

سبق 11A: تقدیم وتاخیر

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ الفاظ یا مرکبات کی تقدیم و تاخیر کی وجہ بیان کیجیے اور ان کے مخاطب کے ذہن پر اثرات کو بیان کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق وسباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	تجزیہ
إِذَا زُلْزِلَتْ الأَرْضُ زِلْزَالَهَا. وَأَخْرَجَتْ الأَرْضُ أَثْقَالَهَا. وَقَالَ الإِنسَانُ مَا لَهَا. يَوْمَئِذ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا. بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا. يَوْمَئِذ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ. فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَه. وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَه (99:1-8)	آیات کو قیامت کے واقعات کی ترتیب میں لایا گیا ہے۔ (۱) پہلے زلزلے آئیں گے۔ (۲) زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی۔ (۳) زمین ساری خبریں بیان کر دے گی۔ (۴) انسانوں کے گروہ بنائے جائیں گے۔ (۵) نیکی وبدی کا بدلہ ملے گا۔
إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (97:1-3)	
أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ. وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ. الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً. إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً. (94:1-6)	
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى. وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى. وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالأُنثَى. إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى. (92:1-4)	
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُمْ بَلْ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَلا يُظْلَمُونَ فَتِيلاً (4:49)	
بَلْ اللَّهَ فَاعْبُدْ (39:66)	
وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ. الَّذِي جَمَعَ مَالاً وَعَدَّدَهُ. يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (104:1-3)	
وَالْعَصْرِ. إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ. إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (103:1-3)	

سبق 11A: تقدیم وتاخیر

تجزیہ	عربي
	وَالضُّحَى. وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى. وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنْ الْأُولَى. وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى. أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَى؟ وَوَجَدَكَ ضَالّاً فَهَدَى؟ وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنَى؟ (93:1-8)
	وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا. وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاهَا. وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا. وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا. وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا. وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا. وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا. فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا. قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (91:1-10)
	هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ؟ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ! عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ! تَصْلَى نَاراً حَامِيَةً (88:1-4)
	وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ! الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ. أَلا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (83:1-4)
	فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ. وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ. وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ. وَإِذَا الرُّسُلُ وُقِّتَتْ. لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ (77:8-11)
	اللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (2:105)
	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (2:222)

آج کا اصول:

لفظ "لا بُدَّ" کا معنی ہے "اس سے فرار ممکن نہیں" یعنی "یہ ضروری ہے کہ" جیسے لابُدّ أنْ تَعَلَّمَ الكِتَابَةَ (یہ ضروری ہے کہ آپ لکھنا سیکھ لیں)، لابد مِنَ الاختبَار (امتحان دینا ضروری ہے) وغیرہ۔ اگر لابد کے ساتھ اسم استعمال کیا جائے تو اس اسم سے پہلے "مِن" استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سبق میں ہم ماضی کے عظیم اسکالر ابن خلدون کے سیاسی نظریات کا مطالعہ کریں گے۔ یہ اقتباسات علم سیاسیات میں ان کے گہرے مطالعے کو ظاہر کرتے ہیں۔

تعمیر شخصیت
مطالعہ سے بڑھ کر کوئی تفریح نہیں ہے۔

قيام الدُول وسقوطها (ابن خلدون، مقدمة)

إن كلّ دولة لَها حصةٌ من الْممالك والأوطان لا تزيد عليها، والسبب في ذلك أنّ عصابةَ الدولة وقومَها القائمين بِها الْمُمَهِّدين لَها لابُدّ من توزيعِهم حصصًا على الممالكِ والثغورِ التي تصيْر إليهم، ويستولون عليها لحمايتها من العدو. وإمضاءُ أحكام الدولة فيها من جباية وردعٍ وغير ذلك. فإذا توزّعت العصائبَ كلها على الثغور والممالك فلابدّ من نفاد عَدَدها، وقد بَلَغت الممالك حينئذ إلى حدٍّ يكون ثغراً للدولة، وتُخُمًا لوطنها، ونطاقاً لمركزِ ملكها. فإن تكلّفَت الدولة بعد ذلك زيادةً على ما بيدها بَقِيَ دون حامية وكان مَوضعًا لانتهازِ الفُرصة من العدوّ والْمُجاوِر، ويعُودُ وبالُ ذلك على الدَولة، بما يكون فيه من التجاسُرِ وخرقِ سياجِ الْهَيبَة.

وما كانت العصابةُ موفورةٌ ولَم ينفذْ عددُها في توزيعِ الحصص على الثغورِ والنواحي، بقِيَ في الدولة قوةٌ على تناوُل ما وراءَ الغاية، حتّى يَنفَسِخَ نطاقُها إلى غايته. والعلّة الطبيعيّة في ذلك هي قوة العَصبية من سائر القوى الطبيعية، وكل قوّة يصدرُ عنها فعلَ من الأفعال فشأنُها ذلك في فعلِها. والدولة في مركزِها أشد مِما يكون في الطرفِ والنطاق. وإذا انتهت إلى النطاق الذي هو الغاية عجزت وأقصرت عما وراءه...

ثُم إذا أدركها الْهرم والضعف فإنّما تأخُذُ في التناقُص من جهة الأطراف ولا يزال المركزُ مَحفوظاً إلى أن يتأذّن الله بانقراضِ الأمر جُملة، فحينئذ يكون انقراضُ الْمركز. وإذا غُلب على الدولة من مركزِها فلا ينفعُها بقاءَ الأطرافِ والنطاقُ بل تضمَحِلُ لوقتها فإن المركزَ كالقلب الذي تَنبَعَثُ منه الروح.

عصابة	اپنی قوم سے تعلق کا جذبہ	تُخُمًا	حدود کے نشان	خرق سياجِ	سرحد کی تباہی
الثغورِ	سرحدی شہر، سرحدیں	نطاقاً	رینج	يَنفَسِخَ	وہ شکست کھاتا ہے
نفادِ	ختم ہونا	التجاسُرِ	بہادری	انقراضِ	آہستہ آہستہ مرنا

وانظُر هذا في الدولة الفارسية. كان مركزُها "الْمدائن". فلمّا غَلَبَ المسلمونَ على المدائن انقَرَضَ أمر فارس أجْمع، ولَم ينفعْ "يزدجرد"[1] ما بقِيَ بيدِه مِن أطراف مَمالكه. وبالعكسِ من ذلك الدولةُ الروميةُ بالشام، لما كان مركزُها "القسطنطينية". وغلبَهم المسلمون بالشام تَحيّزُوا إلى مركزِهم بالقسطنطينية، ولَم يضرهم انتزاعُ الشام من أيدِيهم، فلم يزل ملكُهم متّصلاً بِها إلى أن تأذن الله بانقراضه.

وانظُر أيضاً شأن العرب أول الإسلامِ لما كانت عصائبُهم موفورة، كيف غلبُوا على ما جاوَرَهم من الشام والعراق ومصر، لأسرع وقت. ثُم تَجاوزُوا ذلك إلى ما وراءَه من السند والحبشة وإفريقية والمغرب، ثُم إلى الأندلس. فلمّا تفرّقُوا حِصَصًا[2] على الْممالكِ والثغورِ، ونزلُوها حاميةً، ونفد عددهم في تلك التوزيعاتِ، أقصروا عَن الفتوحات بعد، وانتهى أمرُ الإسلام، ولَم يتجاوزْ تلك الحدود، ومنها تراجعتِ الدولةُ حتّى تأذن الله بانقراضها.

وكذا كان حال الدُول من بعد ذلك، كل دولةٌ على نسبة القائمين بِها في القلّة والكثرة، وعند نفادِ عددهم بالتوزيعِ، ينقطع لَهم الفتح والاستيلاء. سنة الله في خلقه.

أن الدولة لها أعمار طبيعية كما للأشخاص (ابن خلدون، مقدمة)

أعمار هذه الْملّة ما بين الستّيْن إلى السبعين كما في الحديث. ولا يزيد على العمرِ الطبيعي الذي هو مائةٌ وعشرون إلا في الصُوَرِ النادرة وعلى الأوضاعِ الغريبة... وأما أعمارُ الدُول أيضاً وإن كانت تَختلفُ... إلا أن الدولةَ في الغالب لا تعدو أعمارَ ثلاثة أجيال. والجيلُ هو عمرُ شخصٍ واحدٍ من العمر الوسطِ... وإنّما قلنا أن عمرَ الدولة لا يعدو في الغالب ثلاثة أجيال:

لأن الجيلَ الأول لم يزالُوا على خلقِ البداوة وخشونتها وتوحُّشها من شظفِ العيش والبسالةَ والافتراسِ والاشتراك في الْمجد، فلا تزال بذلك سورة العصبية مَحفوظةٌ فيهم، فحدّهم مرهف، وجانبُهم مرهوب، والناس لَهم مغلوبون.

(۱) یزدگرد، ایران کا آخری بادشاہ۔ (۲) اس اقتباس کا معنی یہ ہے کہ قوم کی بقا کا انحصار "عصبیت" پر ہوتا ہے۔ اگر لوگ اپنی قوم سے تعلق کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں تو قوم ترقی کرنے لگتی ہے۔ کچھ عرصے بعد قوم اپنی اوقات سے بڑھ کر بڑے کاموں میں ہاتھ ڈال دیتی ہے جس سے اس کا زوال شروع ہوتا ہے۔ جب قوم کمزور پڑتی ہے تو دوسری قومیں اس پر غالب آجاتی ہیں۔

والجيل الثاني تَحول حالَهم بالملك[1] والترفه من البداوة إلى الحضارةِ ومن الشظفِ إلى الترفِ والخصب، ومن الأشتراكِ في الْمجد إلى انفرادِ الواحد به. وكَسَلَ الباقيْن عن السعي فيه، ومن عزّ الاستطالة إلى ذل الاستكانة، فتنكسر سورة العصبية بعض الشيء، وتؤنَس منهم المهانة والخضوع. ويبقى لَهم الكثيْر من ذلك، بما أدركُوا الجيلُ الأول وباشَرُوا أحوالَهم وشاهدوا من اعتزازِهم وسعيِهم إلى الْمجدِ ومراميهم في المدافعة والحماية. فلا يسعهم ترك ذلك بالكلية، وإن ذهب منه ما ذهب، ويكونون على رجاءِ من مُراجعة الأحوال التِي كانت للجيل الأول، أو على ظنّ من وجودها فيهم.

وأما الجيل الثالث فينسُونَ عهد البداوةِ والخشونة كأن لَم تكنْ، ويفقدون حلاوةَ العزّ والعصبيةِ بما هم فيه من ملكةِ القَهر ويبلُغُ فيهم الترفُ. غايتُه بما تفنَقُوه من النعيم وغضارةِ العيش، فيصيرون عيالاً على الدولة. ومن جُملة النساء والولدان الْمحتاجين للمدافعة عنهم، وتسقُطُ العصبية بالجُملة، وينسَون الحمايةَ والمدافعة والمطالبة. وينسون على الناس في الشارةِ والزي وركوبِ الخيل وحُسن الثقافةِ يَموهون بِها...

فيحتاج صاحب الدولة حينئذ إلى الاستظهارِ بِسواهم من أهل النجدة، ويستكثِرُ بالموالي[2]، ويَصطَنِعُ من يُغنِي عن الدولة بعض الغناء، حتى يتأذّن بانقراضها، فتذهَبُ الدولة بما حُملت. فهذه كما تراه ثلاثة أجيال فيها يكون هرمُ الدولة وتَخلُّفها. ولهذا كان انقراضُ الحسبِ في الجيلِ الرابع كما مرّ في أن الْمجدَ والحسب إنّما هو في أربعة آباء. فهذا العمرُ للدولة بِمثابةِ عمر الشخص مِن التزيُّدِ إلى سنّ الوقوف، ثُم إلى سن الرجوع.[3]

(۱) یہاں لفظ "الملک" کو غلبہ و اقتدار کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ (۲) بادشاہ غلاموں پر مشتمل افواج تیار کرتے تھے۔
(۳) ضروری نہیں کہ یہ معاملہ محض تین نسلوں ہی میں ختم ہو جائے۔ قومی نفسیات کے تحت یہ کم زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

الشظفِ	محنت و مشقت	الأشتراكِ في الْمجد	مشترکہ فخر	غضارةِ	لگژری
الترفِ	لگژری زندگی	الاستكانةِ	فرمانبرداری	الشارةِ والزي	اسٹیٹس سمبل اور لباس
الخصب	بار آور	سورة	فصیل	أهل النجدة	فوجی
الاستطالةِ	پھیلنا	مرامِيهم	ان کے ہدف	هرمُ	زوال

حقيقةُ الْمُلك

الملكُ منصبٌ طبيعِيٌّ للإنسان لأنا قد بينا أنّ البشر لا يُمكن حياتُهم ووجودُهم إلا باجتماعِهم وتعاوُنِهم على تحصيلِ قوتِهم وضروورياتِهم. وإذا اجتمعوا دعت الضرورة إلى المعاملة واقتضاءِ الحاجات ومَدَّ كل واحد منهم يده إلى حاجته يأخُذُها من صاحبه، لِما في الطبيعةِ الحيوانية مِن الظُلم والعدوان بعضهم على بعض. ويُمانعه الآخر عنها بمقتضى الغضبِ والأنفة ومقتضى القوة البشرية في ذلك. فيقَعُ التنازع المفضي إلى المقاتلةِ، وهي تُؤدّي إلى الهرجِ وسفك الدماءِ وإذهاب النفوسِ، المفضي ذلك إلى انقطاع النوع.

وهو مِما خَصَّهُ البارِي سبحانه بالْمُحافظة، واستَحَال بقاؤُهم فَوضَى دونَ حاكمٍ يَزَعُ بعضهم عن بعض، واحتاجُوا من أجلِ ذلك إلى الوازعِ وهو الحاكم عليهم، وهو بِمقتضى الطبيعة البشرية الملكُ القاهرُ المتحكم. ولا بدّ في ذلك مِن العصبية لما قدمناه. من أن المطالبات كلّها والمدافعات لا تَتِمّ إلا بالعصبية. وهذا الْمَلكُ كما تراه منصبٌ شريف تتوجّه نَحوه المطالبات ويَحتاج إلى المدافعات. ولا يتمّ شيء من ذلك إلا بالعصبيات كما مرّ.

والعصبيات متفاوتةٌ، وكل عصبيةٌ فلها تَحكّم وتغلّب على من يليها من قومها وعشيرها. وليس الملك لكلّ عصبية، وإنما الْمُلكُ على الحقيقة لِمن يستَعبِدُ الرعية ويَجبِي الأموال ويبعثُ البعوثَ ويَحمي الثغورَ، ولا تكون فوق يده يد قاهرة. وهذا معنى الملك وحقيقته في المشهور.

فمن قصرتْ به عصبيتُه عن بعضها، مثل حِماية الثغورِ أو جباية الأموال أو بعث البعوثِ فهو مَلكٌ ناقصٌ لَم تتمّ حقيقته... ومن قصرتْ به عصبيته أيضاً عن الاستعلاءِ على جَميع العصبيات، والضرب على سائِر الأيدي، وكان فوقَه حكم غيره، فهو أيضاً ملكٌ ناقص لم تتمّ حقيقته.

الْمُلكُ	اقتدار	فَوضَى	انارکی	يستَعبِدُ	وہ غلام بناتا ہے
الأنفةِ	غرور، دوسروں کی تحقیر	عصبيةٌ	اپنے گروہ سے تعلق	يَجبِي	وہ ٹیکس لیتا ہے

الانفراد بالحكم في الدولة

وذلك أن الملكَ كما قدّمناه إنّما هو بالعصبيةِ. والعصبيةُ مُتألّفة من عصبات كثيْرة تكون واحدةٌ منها أقوَى من الأخرى كلّها فتغلِبها وتستولِي عليها، حتى تُصيِّرَها جَميعًا في ضِمنها، وبذلك يكون الاجتماعُ والغَلَب على الناس والدُول... وتلك العصبية الكبرى إنّما تكون لقومِ أهل بيت ورياسة فيهم، ولابدّ أن يكون واحدٌ منهم رئيسًا لهم غالبًا عليهم، فيتعيَّنُ رئيسًا للعصبيات كلّها لغلب منبته لجميعها. وإذا تعيّن له ذلك فمن الطبيعةِ الحيوانية خُلقُ الكبَرِ والأنفة، فيأخذُ حينئذ مِن الْمُساهَمة والمشاركةِ في استتباعِهم والتحكّم فيهم، ويَجيء خُلُقُ التَألّه الذي في طباع البشر مع ما تقتضيه السياسة من انفرادِ الحاكم، لفساد الكلّ باختلاف الحكام.

أثر الترف في الدولة

وذلك أنّ الأمة إذا تغلّبتْ وملكتْ ما بأيدي أهلِ الْمُلك قبلَها، كثُر رياشُها ونعمتُها فتكثُرُ عوائدُهم، ويتجاوزُون ضروراتِ العيشِ وخُشُونَتَه إلى نوافله ورقّته وزينته. ويذهبون إلى اتباعِ مَن قبلهم في عوائدِهم وأحوالهم، وتصيْرُ لتلك النوافلِ عوائدُ ضروريةٍ في تَحصيلها، وينْزعون مع ذلك إلى رقة الأحوال في المطاعم والملابس والفُرش والأنية، ويتفاخرون في ذلك ويفاخرون فيه غيرهم من الأمم، في أكلِ الطيب ولبس الأنيق وركوب الفارِه، ويُناغِي خلفهم في ذلك سلفهم إلى آخر الدولة. وعلى قدرِ ملكهم يكون حظُّهم من ذلك، وتَرَفُهم فيه، إلى أن يبلغوا من ذلك الغاية التِي للدولةِ أن تبلغَها بِحسبِ قوتِها وعوائد من قبلها.

چیلنج! پانچ ایسی صورتحال بیان کیجیے جہاں کسی شخص کو پکارا گیا ہو مگر پکارنے کا مقصد محض پکارنا نہ ہو بلکہ کچھ اور ہو۔

أنفة	غرور، تحقیر	رياشُ	فرنیچر،لباس	الفارِه	اچھے گھوڑے
التَألّه	کسی کو خدا بنا لینا	نوافِل	اضافی	يُناغِي	وہ بچے کی طرح نقل کرتا ہے

عوامل تضعضع الدولةِ

أنّ من طبيعة الْملك الدعةُ والسكون. وذلك أنّ الأمة لا يَحصل لَها الملك إلا بالْمُطالبة، والمطالبة غايتُها الغلبَ والْمُلك. وإذا حصلت الغاية انقضَى السعي إليها. قال الشاعر:

عجبتُ لِسعي الدهرِ بيني وبينها ... فلمّا انقضى ما بيننا سَكَنَ الدهرُ

فإذا حصلَ الْمُلكَ أقصَرُوا عن الْمتاعبِ التي كانوا يتكلّفونَها في طلبه وآثروا الراحَةَ والسكونَ والدعة. ورجعوا إلى تَحصيل ثَمراتِ الْمُلك مِن الْمَباني والْمساكن والملابس، فيبنُونَ القصورَ، ويَجرّون الْمياه، ويغرسون الرياضَ، ويستمتعون بأحوالِ الدُنيا، ويؤثرون الراحةَ على المتاعبِ، ويتأنّقون في أحوالِ الْملابس والمطاعم والأنية والفُرُش ما استطاعوا. ويألّفون ذلك ويورِثُونه من بعدِهم من أجيالِهم. ولا يزال ذلك يتزايَدُ فيهم إلى أن يتأذّن الله بأمره، وهو خير الحاكمين.

هيبةُ الدولة والأمن في الْمُدُنِ والبوادي

أنّ الله سُبحانه ركب في طبائعِ البشر الْخَيْرِ والشرّ. كما قال تعالى: "وهَدَيناهُ النجدَيْنَ." وقال: "فألْهَمَها فُجُورَها وتَقوَاها." والشرّ أقرَبُ الخلال إليه إذا أهْمل في مَرعى عوائِده ولَم يهذّبْه الأقتداء بالذين. وعلى ذلك الجمّ الغفيْر، إلا من وفقه الله. ومن أخلاقِ البشرِ فيهم الظلمُ والعُدوان بعض على بعض. فمن أمتَدَتْ عينه إلى متاعِ أخيه، أمتدتْ يده إلى أخذِه ألا أن يُصَدّه وازِعٌ كما قال:

والظُلم من شِيَمِ النفوس فإن تَجد ... ذا عفّة فلعلة لا يُظلم

فأما الْمدن والأمصار فعُدوان بعضهم على بعضٍ تدفَعُه أحكامٌ والْمُدلَّةُ بما قبضُوا على أيدي مِن تَحتِهم من الكافّة أن يَمتدّ بعضهم على بعض، أو يعدُو علي. فإنّهم مكبوحون بِحكمةِ القهرِ والسلطان عن التظالُم، إلا إذا كان مِن الحاكم بنفسه.

تضعضع	زوال	الْمُدِلَّةُ	اہم لوگ، اشرافیہ	مکبوحون	بری طرح کچلے ہوئے

العصبية [1]

أن العصبية إنّما تكون من الالتحامِ بالنسب أو ما في معناه. وذلك أنّ صلةَ الرحمِ طبيعيٌّ في البشر إلا في الأقلّ. ومن صلتِها النُعرةُ على ذوي القربى وأهلِ الأرحام أن ينالَهم ضَيمٌ أو تُصيبهم هلكةٌ. فإنّ القريبَ يَجِدُ في نفسه غضاضةٌ من ظلمِ قريبِه أو العداءِ عليه. ويودّ لو يَحُولُ بينه وبين ما يصلُه من الْمعاطبِ والْمهالك نزعةً طبيعية في البشرِ مُذ كانوا.

فإذا كان النسبُ المتواصلُ بين المتناصرين قريباً جداً بِحيثُ حصَلَ به الاتّحاد والالتحام، كانت الوصلة ظاهرةٌ. فاستدعتْ ذلك بمجرّدها ووضوحها. وإذا بعُدَ النسب بعض الشيء فربّما تُنُوسِيَ بعضها ويبقى منها شهرةٌ، فتَحمِلُ على النُصرة لِذوي نسبه بالأمر المشهور منه، فراراً من الغضاضةِ التي يتوهّمها في نفسه من ظلمٍ من هو منسوبٌ إليه بوجه.

ومن هذا الباب الولاءُ والحلفُ إذ نعرةُ كل أحد على أهل ولائه وحلفه للألفة التي تلحق النفس من اهتضامِ جارِها أو قريبها أو نسيبها من وجوه النسب... فإذا كان ظاهراً واضحاً حَمل النفوس على طبيعتِها من النعرة كما قلناه. وإذا كان إنّما يُستفادُ.

أنّ الغاية التِي تَجري إليها العصبية هي الْمُلك

وذلك لأنا قدّمنا أن العصبية بِها تكون الحماية والمدافعة والمطالبة وكل أمر يَجتمع عليه. وقدّمنا أنّ الآدميين بالطبيعة الإنسانية يَحتاجون في كل اجتماعٍ إلى وازع وحاكم، يَزَعُ بعضهم عن بعض. فلا بدّ أن يكون مُتغلّبًا عليهم بتلك العصبية، وإلا لَم تَتم قدرته على ذلك. وهذا التغلُّبُ هو الْمُلكُ وهو أمر زائدٌ على الرئاسة، لأن الرئاسة إنّما هي سؤدد وصاحبها متبوعٌ، وليس له عليهم قهرٌ في أحكامه، وأما الملك فهو التغلّب والحكم بالقهر.

(۱) قدیم دور میں عصبیت کی بنیاد قبیلہ پر تھی۔ اب یہ سیاسی پارٹی، مذہبی گروہ، ذات پات، صوبہ یا لسانی گروہ پر ہے۔

الالتحامِ	گروہ کا باہمی مضبوط تعلق	غضاضةٌ	اعتراض	وازع	چیک
النُعرةُ	گروہ سے شدید وابستگی	الْمعاطِبِ	تباہ کرنے والا عامل	الرئاسةِ	لیڈرشپ، قیادت
ضَيمٌ	ناانصافی	اهتضامِ	ناانصافی، ظلم	سؤدد	حکومت، لیڈرشپ

وصاحبُ العصبية إذا بلغ إلى رتبة طَلَبَ ما فوقها، فإذا بلغ رتبةَ السؤددِ والاتباعِ ووجد السبيلَ إلى التغلّب والقهر، لا يتركُه لأنه مطلوبٌ للنفس. ولا يتمّ اقتدارُها عليه إلا بالعصبيةِ التي يكون بِها متبوعًا. فالتغلّب الملكيّ غايةٌ للعصبيةِ كما رأيتَ. ثُم إن القبيلَ الواحد وإنْ كانت فيه بيوتاتٌ متفرقة وعصبياتٌ متعددة، فلا بدّ من عصبيةٍ تكون أقوَى من جَميعها، تغلّبَها وتَستتبعُها وتَلتَحِمُ جَميعَ العصبيات فيها، وتصير كأنّها عصبية واحدة كبْرى [1]، وإلا وَقَعَ الافتراق الْمُفضِي إلى الاختلافِ والتنازع: "ولولا دَفَعَ اللهُ الناسَ بعضُهم ببعضٍ لفسدتِ الأرضُ."

ثم إذا حصل التغلبَ بتلك العصبيةِ على قومها طلبتْ بطبعها التغلّب على أهلِ عصبية أُخرى بعيدة عنها. [2] فإن كافأتْها أو مانعتْها كانوا أقتالاً وأنظاراً. ولكل واحدة منهما التغلّب على حوزتِها وقومها، شأنَ القبائلِ والأممِ المفترقة في العالَم. وإن غلبتْها واستَتبعتْها التحمتْ بها أيضًا، وزادتْها قوة في التغلّب إلى قوّتها، وطلبتْ غايةً من التغلّب والتحكّم أعلى من الغايةِ الأولى وأبعد. وهكذا دائماً حتى تكافِئَ بقوتها قوة الدول.

فإن أدركت الدولةُ في هرمها ولم يكن لها مُمانع من أولياء الدولة أهل العصبياتِ استولتْ عليها وانتزعت الأمر من يدها، وصار الْملك أجْمع لها. وإن انتهتْ إلى قوتها ولم يقارنْ ذلك هَرَمَ الدولة، وإنّما قارنُ حاجتها إلى الاستظهارِ بأهل العصبيات انتظمتها الدولة في أوليائها تستظهر بها على ما يعن من مقاصدها. وذلك ملك آخر دون الملك الْمُستبد، وهو كما وقع للتُرك [3] في دَولة بني العباس... فقد ظهر أنّ الملك هو غايةُ العصبية وأنها إذا بلغتْ إلى غايتها حصَلَ لِلقبيلةِ الْمَلِك، إما بالاستبدادِ أو بالْمظاهرةِ على حسبٍ ما يسعُه الوقت المقارن لذلك.

(۱) جدید دور میں اس کی مثال یورپ ہے جو یورپی عصبیت کی بنیاد پر اکٹھا ہو رہا ہے۔ (۲) جدید دنیا میں سپر پاورز کے پھیلاؤ کی نفسیات کو اس بیان سے سمجھا جا سکتا ہے۔ (۳) عباسی بادشاہ اگرچہ عرب تھے مگر ان کی اصل قوت وسطی ایشیائی غلام تھے۔ بنو امیہ کے خاتمے کے لئے عباسیوں کو ترکوں سے مدد لینی پڑی۔ بعد میں یہی ترک غلام بادشاہ گر بن گئے۔ عباسیوں کو اپنے اقتدار کے لئے چونکہ عربوں سے مناسب عصبیت فراہم نہیں ہو سکی، اس وجہ سے انہیں ایرانیوں اور ترکوں پر انحصار کرنا پڑا۔

بیوتاتٌ	گروہ	الْمُفضِي	نتیجے پر پہنچانے والا	أقتالاً	دشمن
الافتراق	افتراق وانتشار	كافأتْها	یہ اس کے برابر ہے	حوزة	علاقہ جو کنٹرول میں ہو

عوائِقُ الْمُلك

أن من عوائقِ الْملكِ حصولُ الترفِ وانغماسُ القبيلِ في النعيمِ. وسبب ذلك أنّ القبيل إذا غلبتْ بعصبيتِها بعضُ الغلب، استَولتْ على النعمة بِمقدارِه وشاركتْ أهلُ النِعَمِ والخصب في نعمتِهم وخصبِهم، وضربتْ معهم في ذلك بِسهمٍ وحصّة بِمقدارِ غلبها واستظهارِ الدولة بِها.

فإن كانت الدولة من القوة بِحيث لا يطمُعُ أحد في انتزاعِ أمرها ولا مشاركتِها فيه، أذعَن ذلك القبيل لولايتِها. والقنوع بِما يسوِّغُون من نعمتِها ويُشركون فيه من جبايتِها. ولَم تَسمُ آمالُهم إلى شيء من منازعِ الملك ولا أسبابه. إنما همتهم النعيمُ والكسبُ وخصبُ العيشِ والسكونُ في ظلِّ الدولةِ إلى الدَعَةِ والراحة والأخذ بِمذاهِبِ الْمُلك في الْمباني والملابس والاستكثارِ من ذلك والتأنُّقِ فيه بِمقدارٍ ما حصل من الرياشِ والترف وما يدعو إليه من توابع ذلك.

فتذهَبُ خشونةُ البداوةِ وتضعفُ العصبية والبسالة، ويتنعّمون فيما آتاهم الله من البسطة. وتنشأُ بنُوهم وأعقابُهم في مثلِ ذلك من الترفّع عن خدمةِ أنفسهم وولاية حاجاتهم. ويستنكفون عن سائرِ الأمور الضرورية في العصبية، حتّى يصيْرَ ذلك خلقاً لَهم وسجيةً. فتنقُصُ عصبيتُهم وبسالتُهم في الأجيالِ بعدهم يتعاقبُها إلى أن تنقرضَ العصبية، فيأذَنُون بالانقراض.

وعلى قدر ترفهم ونعمتهم يكون إشرافُهم على الفناء فضلاً عن الملك. فإن عوارضَ التعرّف والغرق في النعيم كاسرٌ من سورة العصبية التي بِها التغلّب. وإذا انقرضت العصبيةُ قَصَّرَ القبيلُ عن المدافعة والحماية فضلاً عن المطالبةِ، والتهَمَتْهم الأممُ سواهم. فقد تبيّن أنّ الترفَ من عوائِقِ الْمُلك. واللهُ يؤتِي ملكَه من يشاء.

عوائِق	رکاوٹیں، زوال کے اسباب	القنوع	قانع، مطمئن	يستنكفون	وہ حقارت سے رد کرتے ہیں
انغماسُ	عیش پرستی میں پڑ جانا	يسوِّغُون	وہ جائز کر دیتے ہیں	سجيةً	طبیعت، عادت
استظهارِ	غالب آجانا	جباية	ٹیکس	كاسرٌ	توڑنے والا
أذعَن	فرمانبردار ہو جانا	آمالُ	توقعات	التهَمَتْهم	وہ اسے ہڑپ کر گئے

عوائِقُ الْمُلك

أن من عوائقُ الملك حصول الْمذلّة للقبيل والانقيادِ إلى سواهُم. وسبب ذلك أن المذلة والانقياد كاسران لسورةِ العصبية وشدّتها. فإن انقيادَهم ومذلتَهم دليل على فقدانها. فما رئِمُوا للمذلة حتّى عجَزُوا عن المدافعةِ، ومن عجز عن المدافعةِ فأولى أن يكون عاجزاً عن الْمُقاومةِ والْمُطالبة.

واعتبرْ ذلك في بنِي إسرائيل لَما دعاهم موسَى عليه السلام إلى مُلك الشام، وأخبَرَهُم بأنّ الله قد كتب لهم ملكَها، كيف عجزوا عن ذلك، وقالوا: "إنّ فيها قومًا جبّارين وإنا لن ندخلَها حتّى يُخرجوا منها." أي يُخرجُهم الله تعالى منها بضربٍ من قدرته غيْرُ عصبيتنا وتكون من معجزاتِك يا موسى. ولَما عزم عليهم لَجُّوا وارتكبوا العصيانً وقالوا له: "اذهبْ أنت وربُّكَ فقاتلا."

وما ذلك إلا لما آنسوا من أنفسهم من العجزِ عن المقاومة والمطالبة كما تقتضيه الآية، وما يؤثر في تفسيْرِها، وذلك بِما حَصَلَ فيهم من خلقِ الانقياد وما رئِمُوا من الذُلّ للقُبط [1] أحقابًا، حتّى ذهبت العصبية منهم جُملة، مع أنّهم لَم يؤمنوا حقّ الإيْمان بِما خبَرَهم به موسى من أنّ الشامَ لهم، وأن العمالقةَ [2] الذين كانوا بأرْيْحاءِ [3] فرِيستَهم بِحكم من الله قدَّرَه لهم.

فأقصروا عن ذلك، وعجزوا تعويلاً على ما علمُوا من أنفسهم من العجز عن المطالبة، لما حصل لهم من خلقِ الْمذلة، وطعنوا فيما أخبَرهم به نبَيُّهم من ذلك، وما أمَرَهم به. فعاقبَهُمُ الله بالتيَه [4]، وهو أنّهم تاهُوا في قفرٍ من الأرض ما بين الشام ومصر أربعين سنة لم يَأوُوا فيها لعمرانَ، ولا نزلوا مصراً ولا خالطوا بشراً... أنّ حكمة ذلك التيه مقصودةٌ وهي فناءُ الجيل الذين خرجُوا من قبضةِ الذُلّ والقهر والقوة، وتَخلَقُوا به وأفسدُوا من عصبيتِهم حتّى نشأ في ذلك التيه جيلٌ آخر عزيزٍ لا يعرف الأحكامَ والقهرَ ولا يسامُ بالمذلة، فنشأت لهم ذلك عصبية أخرى اقتدروا بِها علي المطالبة والتغلب.

(۱) قبطی، مصر کے قدیم باشندے۔ (۲) موجودہ اردن کے علاقے کی ایک قدیم قوم۔ (۳) یریحو، فلسطین کا ایک شہر۔ (۴) جزیرہ نما سینا، مصر

الانقيادِ	فرمانبرداری قبول کرنا	الْمُقاومةِ	دفاع	فرِيسَة	شکار
رئِمُوا	وہ خوش ہوئے	لَجُّوا	انہوں نے اصرار کیا	لم يَأوُوا	وہ نہ رہے

كيف يتطرق الْهَرَمُ إلى الدولة

إذا استحكمت طبيعة الْمُلك من الانفرادِ بالْمَجدِ وحصول الترفِ والدعة، أقبلتِ الدولةُ على الْهرم وبيانُه من وجوه:

الأول: أنّها تقتَضِي الانفراد بالْمجدِ كما قُلناه. وما كان الْمجدُ مشتركًا بين العصابةِ وكان سعيُهم له واحدًا، كانت هِمَمُهم في التغلّب على الغيْرِ والذبِّ عن الحوزةِ أسوةً في طموحِها وقوةِ شكائمِها، ومرماهم إلى العز جَميعًا. وهم يستطيبون الْموتَ في بناء مَجدهم ويُؤثرون الهلَكةَ على فسادِه. وإذا انفرَدَ الواحدُ منهم بالْمجد، قَرَعَ عصبيتَهم وكَبَحَ من أعِنَّتَهم. واستَأثَرَ بالأموالِ دُونَهم، فتكاسَلُوا عن الغزوِ وفَشِلَ ريْحُهم ورَئِمُوا المذلة والاستعباد.

ثُم رُبِّيَ الجيل الثاني منهم على ذلك، يَحسَبون ما ينالُهم من العطاء أجراً من السلطان لهم على الحمايةِ والْمعونة، لا يَجري في عقولِهم سواه، وقَلَّ أن يستأجرَ أحدٌ نفسَه على الموت، فيصيْر ذلك وهنًا في الدولةِ وخضدًا من الشوكة، وتقبّل به على مَنَاحِي الضعفِ والهرم لفسادِ العصبيةِ بذهابِ البأسِ من أهلها.

والوجه الثاني: أن طبيعةَ الْملك تقتضي الترفَ كما قدمناه. فتكثُرُ عوائدُهم وتزيد نفقاتُهم على أعطياتهم، ولا يفي دخلُهم بِخرجهم، فالفقير منهم يُهلكُ والْمُترف يستغرق عطاءَه بترفه. ثُم يزدادُ ذلك في أجيالِهم المتأخرة إلى أن يقصرَ العطاء كلّه عن الترفِ وعوائده. وتَمسّهم الحاجة وتُطالبهم ملوكَهم بِحصرِ نفقاتِهم في الغَزوِ والحروب. فلا يَجدون وليجةً عنها. فيُوقعون بِهم العقوبات، وينتزِعُون ما في أيدي الكثيْر منهم[1] يستأثرون به عليهم، أو يؤثرون به أبناءَهم وصنائعَ دولتِهم، فيُضعفونَهم لذلك عن إقامةِ أحوالِهم، ويَضعُف صاحبُ الدولة بضعفِهم.

(۱) اشرافیہ لوگوں پر ٹیکس لگا کر اپنی ذاتی دولت میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ لوگ سرکاری خزانے کو لوٹ کر اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عام آدمی قوم سے تعلق ختم کر لیتا ہے۔ جب عصبیت کمزور پڑتی ہے تو قوم زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

طموحِ	کر گزرنے کی شدید خواہش	قَرَعَ	اس نے مار دیا	تکاسَلُوا	وہ سست ہو گئے
شکائمِ	گھوڑ سوار فوج	کَبَحَ	اس نے کنٹرول کیا	وليجةً	ساتھی

وأيضاً إذا كثُرَ الترف في الدولةِ وصار عطاؤهم مقصِّرًا عن حاجاتهم ونفقاتهم، احتاجَ صاحبُ الدولة الذي هو السلطان إلى الزيادةِ في أعطياتهم حتّى يسدّ خللَهم ويزيحَ عللَهم. والجباية مقدارها معلوم، ولا تزيد ولا تنقص وإن زادتْ بما يستحدثُ من الْمُكُوس فيصيْر مقدارها بعد الزيادة مَحدوداً. فإذا وزعت الجباية على الأعطياتِ وقد حدثتْ فيها الزيادةُ لكلّ واحدٍ بما حدث من ترفِهم وكثرة نفقاتِهم، نقصّ عددَ الحاميةِ حينئذ عما كان قبلُ زيادة الأعطيات.

ثُم يعظُم الترفُ وتكثُر مقاديرُ الأعطيات لذلك، فينقُصُ عدد الحامية، وثالثاً ورابعاً إلى أن يعودَ العسكر إلى أقلّ الأعداد، فتضعُفُ الحماية لذلك، وتسقُطُ قوة الدولة ويتجاسر عليها مَن يُجاورها مِن الدُوَل أو من هو تَحت يدَيها من القبائِل والعصائب، ويأذّن الله فيها بالفناءِ الذي كتَبَهُ على خليقته...

الوجه الثالث: أن طبيعةَ الْملك تقتضي الدعَةَ كما ذكرناه، وإذا اتّخذوا الدعة والراحة مألفاً وخلقاً صار لهم ذلك طبيعةٌ وجِبِلّةٌ شأنَ العوائد كلها وإيلافها، فتَربَى أجيالُهم الحادثةُ في غضارة العيش ومهادِ الترف والدعة. وينقلب خُلُقُ التوحّش وينسون عوائدَ البداوة التي كان بِها الْمُلكُ مِن شدّة البأس، وتعوّدَ الافتراس وركوبِ البيداء وهداية القَفرِ... وينسلخون عنها شيئاً فشيئاً، وينسون خُلُق البسالة التِي كانت بِها الحماية والمدافعة، حتّى يعودوا عيالاً على حاميةٍ أُخرى إن كانت لهم.

وربّما يُحدث في الدولة، إذا طَرقَها هذا الْهرمُ بالترف والراحة، أن يتخيّر صاحب الدولة أنصارًا وشيعةً من غير جِلدَتِهم، ممن تعوّد الخشونةَ، فيتّخذهم جُندًا، يكون أصبَرُ على الحرب وأقدر على معاناة الشدائد من الجوع والشظف. ويكون ذلك دواءٌ للدولةِ من الْهرم الذي عساه أن يطرقها حتّى يأذنَ اللهُ فيها بأمره. وهذا كما وَقَع في دولة الترك بالمشرق، فأبَى غالبُ جندهِا الْموالِي مِن الترك.

يزيحُ	وہ ہٹ جاتا ہے	الافتراس	چھین لینا، لوٹ لینا	البيداء، القَفرِ	صحرا
الْمُكُوس	ٹیکس	ركوبِ	سوار	ينسلخون	وہ الگ ہو جاتا ہے

التنافس في الخلال الحميدة

أنّ من علاماتِ الْملك التنافسُ في الخلالِ الحميدة وبالعكس، لما كان الملك طبيعياً للإنسان لما فيه من طبيعةِ الاجتماع كما قلناه. وكان الإنسانُ أقرب إلى خَلالِ الْخيْرِ من خلال الشرّ بأَصل فطرِته وقوّته الناطقة العاقلة. لأن الشرّ إنّما جاءه من قبل القوى الحيوانية التِي فيه. وأمّا من حيث هو إنسان فهو إلى الخير وخلاله أقرب.

والملك والسياسَةُ إنّما كانا له من حيث هو إنسان، لأنّها خاصة للإنسان لا للحيوان. فإذا خلال الخير فيه هي التِي تُناسِبُ السياسة والملك، إذ الخيْر هو المناسب للسياسة. وقد ذكرنا أن الْمجدَ له أصلٌ ينبنِي عليه، وتتحقّق به حقيقتة وهو العصبيةُ والعشيْرُ، وفرع يَتِمّ وجودَه ويكفله وهو "الخلال". فقد تبيّن أن خلالَ الخيْر شاهدةٌ بوجود الملك لِمن وجدت له العصبية.

فإذا نظرنا في أهلِ العصبية ومن حصل لهم من الغلبِ على كثيْرٍ مِن النواحي والأُمم، فوجدناهم يَتنافسُون في الخيْر وخلاله مِن الكرمِ والعُفو عن الزلات، والاحتمالِ من غيْر القادر، والقِرَى للضُيُوف، وحَمل الكلّ وكسبِ الْمُعدمِ، والصبْر على المكاره والوفاءِ بالعهد، وبذلِ الأموال في صونِ الأَعراض وتعظيمِ الشريعةِ وإجلال العلماءِ الحاملين لها، والوقوفَ عندها يُحدّدُونه لهم من فعل أو تركٍ وحسن الظن بِهم، واعتقادَ أهل الدين والتبَرّك بِهم، ورغبَة الدعاءِ منهم، والحياءِ من الأكابرِ والمشايخ وتوقيْرهم وإجلالِهم، والانقيادِ إلى الحق مع الداعي إليه، وإنصافِ المستضعفيْنَ من أنفسهم، والتبذّلِ في أحوالهم، والانقيادِ للحقّ والتواضع للمسكينَ، واستماع شِكوَى الْمستغيثيْن، والتديّنِ بالشرائع والعبادات، والقيامِ عليها وعلى أسبابِها والتجافِي عن الغدرِ والمكرِ والخديعة ونقضِ العهد وأمثال ذلك.

التنافسُ	مقابلہ بازی	القِرَى	مہمان نوازی	صونِ الأعراض	حادثوں سے بچاؤ
الخلالِ	صفات، خصوصیات	حَمل الكلّ	یتیم کا بوجھ اٹھانا	التبذّلِ	عجز و انکسار
الزلات	غلطیاں	المكارِه	دھوکہ دہی	التجافِي	تنہارہ جانا
الاحتمالِ	رواداری	بذلِ	سخاوت	الغدرِ	غداری

علمنا أنّ هذه خُلُقِ السياسة قد حصلتْ لديهم واستحقّوا بها أن يكونوا سَاسةً لمن تَحت أيديهم، أو على العموم. وأنه خير ساقَهُ الله تعالى إليهم مناسِبٌ لعصبيتِهم وغلبهم، وليس ذلك سُدًى فيهم، ولا وجد عبثًا منهم. والملك أنسَبُ المراتب والخيرات لعصبيتِهم، فعلمنا بذلك أن الله تأذّن لَهم بالْمُلك وساقه إليهم.

وبالعكسِ من ذلك إذا تأذّن الله بانقراضِ الْمُلك مِن أمّة، حَمَلهم على ارتكابِ المذموماتِ وانتحالِ الرذائل، وسلوك طُرُقها. فتُفقَدُ الفضائل السياسية منهم جُملة، ولا تزال في انتقاصِ إلى أن يُخرج الملك من أيديهم، ويتبدّل به سواهم ليكون نَعيًا عليهم في سلبِ ما كان الله قد آتاهم من الملك، وجعل في أيديهم من الخير: "وإذا أردْنا أن نُهلكَ قريةً أمرنا مُترفِيهَا ففسقوا فيها فحقّ عليها القول، فدمّرناها تدميْرًا." واستقرِئْ ذلك وتتبَّعْه في الأُمم السابقة تَجِدُ كثيْرًا مِما قلناه ورسَمناه. والله يَخلق ما يشاء ويَختار.

واعلم أن من خلال الكمال التي يتنافسُ فيها القبائل أولُوا العصبية وتكون شاهدةٌ لهم بالملك: إكرامُ العلماء والصالحين والأشرافِ وأهلِ الأحساب وأصنافِ التجارِ والغُرَباءِ وإنزالُ الناسِ منازلهم... فالصالحون للدينِ والعلماء للجأ إليهم[1] في إقامةِ مراسم الشريعة، والتُجّار للترغيبِ حتّى تَعِمّ المنفعةُ بِما في أيديهم، والغُرباء من مكارمِ الأخلاق، وإنزال الناس منازلهم من الإنصافِ وهو من العدل.

(۱) بڑی طاقتوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ بہترین انسانی وسائل کو اپنی طرف کھینچیں۔ اس کے لئے وہ اپنے ہاں ایسا اچھا ماحول بنا دیتے ہیں کہ لوگ وہاں رہنے میں فخر محسوس کریں۔ وہ اپنے دروازے امیگریشن کے لئے کھولتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اچھے تعلیم یافتہ اور دیانت دار لوگ ان ملکوں کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ نئے خون کی آمد ان قوموں کو مضبوط کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار اور علم ہی قومی ترقی کی دو بنیادیں ہیں۔

چیلنج! الف لام کی مختلف اقسام بیان کیجیے اور اس کے استعمال کی وجوہات بھی بتائیے۔

سَاسةً	لیڈر	انتقاصِ	کم ہونا، زوال پذیر ہونا	أهلِ الأحساب	پروفیشنل لوگ
انتحالِ	اپنا لینا	نَعيًا عليهم	ان پر تنقید کے طور پر	لَجأ إليهم	وہ مائل ہوئے

العصبية بالدين

أن الدولَ العامة الاستيلاء العظيمة الْمُلك أصلُها الدين إمّا من نُبُوَّة أو دعوة حقٍّ. وذلك لأنّ الْمُلكَ إنّما يَحصُل بالتغلّب، والتغلّب إنّما يكون بالعصبِيَة واتّفاقُ الأهواء على الْمطالبة. وجَمع القلوب وتأليفُها إنّما يكون بمعونة من الله في إقامة دينه. قال تعالى: " لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ." وسرّه أنّ القلوب إذا تداعتْ إلى أهواءِ الباطلِ والْميلِ إلى الدنيا حَصَلَ التنافُسُ وفشا الخلاف. وإذا انصرفتْ إلى الحق ورفضت الدنيا والباطلَ وأقبلتْ على الله، اتّحدتْ وِجهَتُها فذهب التنافسُ وقلّ الخلافُ وحَسُنَ التعاونُ والتعاضدُ، واتّسع نِطاقُ الكلمةِ لذلك، فعظُمت الدولة.

الدعوة الدينية

أن الدعوةَ الدينية تزيد الدولة في أصلِها قوةٌ على قوةِ العصبية التِي كانت لَها من عددِها. والسببُ في ذلك كما قدّمناه أنّ الصبغَةَ الدينية تذهَبُ بالتنافُس والتحاسُد الذي في أهلِ العصبية وتُفرِدُ الوِجهةُ إلى الحقّ. فإذا حَصَلَ لهم الاستبصار في أمرِهم لم يقف لهم شيءٌ لأنَّ الوجهةَ واحدةٌ والمطلوبُ مُتَساوٍ عندهم، وهم مُستَميتون عليه.

وأهلُ الدولة التي هم طالبوها وإن كانوا أضعافُهم فأغراضُهم متباينةٌ بالباطلِ، وتَخاذُلُهم لتَقيَةِ الْموتِ حاصلٌ. فلا يُقاومونَهم وإن كانوا أكثرٌ منهم، بل يغلبون عليهم ويُعاجلهم الفناءُ بِما فيهم من الترفِ والذلّ كما قدمناه.

وهذا كما وقع للعربِ صدرَ الإسلام في الفتوحات. فكانت جيوشُ المسلمين بالقادسية واليرموك بِضعاً وثلاثيْنَ ألفًا في كلّ معسكرٍ، وجَموع فارس مائة وعشرين ألفاً بالقادسية، وجَموع هرقل على ما قاله الواقدي أربع مائة ألف، فلم يقف للعربِ أحدٌ من الجانبين، وهزمُوهم وغلبوهم على ما بأيديهم.

التعاضدُ	باہمی تعاون	تَخاذُلُ	کمزوری	تَقيَة	خوف

قوة الدولة

أن الترفَ يزيد الدولة في أولها قوةً إلى قوتها. والسبب في ذلك أنّ القبيل إذا حصل لهم الملكُ والترفُ كثُر التناسُلُ والولدُ والعمومية، فكَثُرتْ العصابةُ، واستكثروا أيضاً من الموالي والصنائع. ورَبِيَتْ أجيالُهم في جَوِّ ذلك النعيم والرِّفَه. فازدادوا بِهم عدداً إلى عددِهم وقوةً إلى قوتِهم بسببِ كثرةِ العصائبِ حينئذ بكثرة العددِ. [1]

فإذا ذهب الجيلُ الأول والثاني وأخذتِ الدولة في الْهرمِ لَم تستقلْ أولئك الصنائع والموالي بأنفسِهم في تأسيس الدولة وتَمهيد ملكها، لأنّهم ليس لهم من الأمر شيء. إنّما كانوا عيالاً على أهلِها ومَعُوْنَةً لها، فإذا ذهب الأصلُ لم يستقل الفرعُ بالرسوخِ، فيذهَبُ ويتلاشَى، ولا تَبقَى الدولة على حالِها من القوة.

واعتبرْ هذا بما وقع في الدولة العربية في الإسلام. كان عددُ العرب كما قُلناه لعهدِ النبوة والخلافة مائةُ وخَمسين ألفاً أو ما يُقارِبُها من مُضَرَ وقَحطَانَ[2]. ولَما بلغ الترفُ مَبَالِغُه في الدولة وتوفَّرَ نُمُوُّهم بتوفّر النعمة، واستكثَرَ الخلفاءُ من الموالي والصنائع، بلغ ذلك العددُ إلى أضعافه. يقال: أنَ الْمعتصمَ[3] نَازَلَ عَمُورِيَّةَ لَما افتتحها في تسعُ مائة ألف. ولا يبعُدُ مثل هذا العددِ أن يكون صحيحاً إذا اعتَبَرْتَ حاميتُهم في الثغورِ الدانِيَةِ والقاصِيَةِ شرقاً وغرباً إلى الجند الحاملين سريرَ الملك والموالي والْمصطنعِيْنَ.

وقال المسعودي: أحصَى بنو العباس بن عبد المطلب خاصةً أيامَ الْمأمون[3] للإنفاقِ عليهم، فكانوا ثلاثيْن ألفاً [4] بين ذكران وإناث، فانظُر مبالغُ هذا العدد لأقلّ من مئتَي سنة، واعلَم أن سببَه إلى الرِفَه والنعيم الذي حصل للدولة وربِيَ فيه أجيالهم، وإلا فعدد العربِ لأول الفتح لم يبلغ هذا ولا قَريباً منه. والله الخلاق العليم.

(۱) یہاں عروج کے اسباب زیر بحث ہیں۔ کسی بھی سلطنت کے عروج کے زمانے میں بہت دولت ہوتی ہے۔ بے فکری کے باعث لوگ بچے زیادہ پیدا کرتے ہیں۔ پروفیشنل ہجرت کر کے اس مالک میں آجاتے ہیں۔ (۲) دور جاہلیت کے دو بڑے قبائل۔ (۳) یہ دونوں عباسی بادشاہ تھے۔ (۴) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکمران قومی دولت کو کیسے لوٹتے تھے۔

القاصِيَةِ	دور کا	سريرَ الملك	شاہی تخت	الْمصطنعِيْنَ	صنعتی کارکن

أطوارُ الدولة واختلاف أُحوالِها وخُلُق أهلها باختلاف الأطوار

اعلم أن الدولة تنتقل في أطوار مختلفة وحالات متجددة. ويكتسب القائمون بها في كل طورٍ خُلُقًا من أحوال ذلك الطور لا يكون مثلة في الطور الأخر، لأن الخلقَ تابعٌ بالطبع لِمزاجِ الحال الذي هو فيه. وحالات الدولة وأطوارها لا تعدو في الغالب خَمسة أطوار:

الطور الأول: طورُ الظفرِ بالبُغيَة وغَلب الْمُدافعِ والْمُمانع، والاستيلاء على الملك وانتزاعه من أيدي الدولة السالفَة قبلها. فيكون صاحبُ الدولة في هذا الطورِ أسوةُ قومه في اكتساب الْمَجد وجبايةِ الْمالَ والمدافعة عن الحوزةِ والحماية. لا ينفرِد دونَهم بشيءٍ لأن ذلك هو مُقتضى العصبيةَ التي وقع بِها الغلبُ وهي لَم تزل بعد بِحالِها.

الطور الثاني: طورُ الاستبداد على قومه والانفراد دونَهم بالملك وكبحِهم عن التطاوُل للمُساهَمة والمشاركة. ويكون صاحبُ الدولة في هذا الطورِ مَعنيًا باصطناعِ الرجالِ واتّخاذ الْموالي والصنائع. والاستكثارُ من ذلك لِجدعِ أُنوف أهلِ عصبيته وعشيرته الْمُقاسمين له في نِسبة الضاربين في الملك بِمثل سهمه.

فهو يُدافعهم عن الأمرِ ويصدّهم عن موارده ويردّهم على أعقابهم، أن يَخلصُوا إليه، حتّى يقرّ الأمر في نصابه، ويُفرد أهلَ بيته بما يبني من مَجده، فيُعاني مَن مُدافعتهم ومغالبتهم مثل ما عانَاه الأوّلون في طلبِ الأمر أو أشدّ. لأنّ الأولين دَافَعُوا الأجانب فكان ظُهَرَاؤُهم على مدافعتهم أهل العصبية بأجْمعهم، وهذا يُدافع الأقاربَ لا يُظاهره على مدافعتِهم إلا الأقلّ مِن الأباعد، فيَركَبُ صعباً من الأمر.

الطور الثالث: طورُ الفراغِ والدعَةَ لتحصيلِ ثَمَرات الملك مما تَنزِعُ طباعَ البشر إليه من تحصيلِ الْمال وتَخليد الأثار وبعد الصيت، فيستفرغُ وسعه في الجباية وضبط الدخلِ والخرج وإحصاءِ النفقات والقصد فيها، وتشييد الْمباني الحافلة والمصانعِ العظيمة والأمصارِ الْمتّسعة والهياكلِ الْمُرتفعة، وإجازةِ الوفود من أشرافِ الأمم ووجوه القبائلِ وبَثِّ المعروف في أهله.

أطوارُ	مراحل	الاستبدادِ	آمرانہ طرزِ حکومت	اصطناعِ	ملازم / ملا کر ایک بنانا
البُغيَةِ	مقصد	التطاوُلِ	حملہ کرنا	جدعِ أنُوفِ	ناک کاٹنا (ذلیل کرنا)

هذا مع التوسعّة على صنائعه وحاشيته في أحوالِهم بالْمال والجاه، واعتراضِ جنودِه وإدرارِ أرزاقهم وإنصافِهم في أعطياتِهم لكلّ هلال، حتّى يظهَرُ أثر ذلك عليهم في ملابسِهم وشكتِهم وشاراتِهم يوم الزينةِ. فيُبَاهِي بِهم الدول الْمُسالمَةُ، ويَرُهِّبُ الدُول الْمُحاربة. وهذا الطورُ آخرُ أطوارِ الاستبداد من أصحاب الدولة. لأنّهم في هذه الأطوارِ كلها مستقلّون بآرائهم، بانُونَ لعزّهم، موضِحُونَ الطرقَ لِمن بعدهم.

الطور الرابع: طورُ القُنُوع والْمُسالمة. ويكون صاحبُ الدولة في هذا قانعًا بما بنَى أوّلُوه، سلمًا لأنظارِه من الملوكِ وأقتاله، مُقلّدًا للماضيْن مَن سَلَفَه، فيتّبعُ آثارهم حَذوَ النعلِ بالنعلِ، ويقتَفِي طرُقَهم بأحسنِ مناهِجِ الاقتداء، ويَرَى أن في الخروجِ عن تقليدِهم فسادَ أمرِه وأنّهم أبصَرُ بِما بَنَوا من مَجدِه.

الطور الخامس: طورُ الإسراف والتبذير. ويكون صاحبُ الدولة في هذا الطورِ مُتلفًا لِما جَمع أوّلوه في سبيلِ الشهوات والْملاذِ والكرم على بطانته وفي مجالسه، واصطناعِ أخدانِ السُوء وخضراءِ الدمَنِ، وتقليدِهم عظيماتِ الأمورِ التي لا يستقِلُون بحملها.

ولا يعرفُون ما يأتُون ويَذرُون منها مُستفسدًا لكبَارِ الأولياءِ من قومه وصنائعِ سلفه، حتّى يَضطَغِنُوا عليه، ويتخاذَلُوا عن نُصرته، مُضيعًا من جُنده بما أنفقَ من أعطياتِهم في شهواته، وحَجَبَ عنهم وَجهَ مباشرته وتفقُّده، فيكون مَخرباً لما كانَ سَلَفُهُ يُؤَسِّسُونَ، وهادماً لما كانوا يَبنُونَ، وفي هذا الطور تَحصُلُ في الدولة طبيعةُ الْهَرَم، ويستولي عليها الْمرضُ الْمُزمِنُ الذي لا تَكَادُ تَخلُصُ منه، ولا يكون لها معه بُرءٌ، إلى أن تنقرِضَ كما نُبَيِّنُه في الأحوالِ التِي نَسرِدُها. والله خير الوارِثيْن.

هلالِ	پہلی کا چاند، مہینہ	يَرُهِّبُ	وہ خوفزدہ کرتا ہے	خضراءِ الدمَنِ	خوبصورت خواتین
شِكتِ	ہتھیار	حَذوَ النعلِ بِالنعلِ	بالکل برابر	يَضطَغِنُوا	وہ نفرت کرتے ہیں
يُباهِي	وہ فخر کرتا ہے	يقتَفِي	وہ پیروی کرتا ہے	يتخاذَلُوا	وہ ناکام رہتے ہیں
الْمُسالِمَةُ	امن	أخدانِ	دوست	بُرءٌ	مخلوقات

حُدوثُ الدولةِ وتَجدّدها

اعلم أنّ نشأةَ الدول وبدايتَها إذا أخذت الدولةُ المستقرة في الهرمِ والانتقاصِ يكون على نوعين: إما بأن يستبدّ ولاةُ الأعمال في الدولة بالقاصية عندما يتقلّصُ ظلّها عنهم، فتكون لكل واحد منهم دولةٌ يستَجِدُّها لقومِه وما يستقرّ في نصابِه، يَرِثُهُ عنه أبناؤُه أو مواليه، ويستفحِلُ لهم الملكُ بالتدريج.

وربّما يزدَحِمُون على ذلك الملك ويتقارِعُون عليه، ويتنازعون في الاستئثار به، ويغلب منهم من يكون له فضلُ قوةٍ على صاحبِه، وينتزع ما في يده... وكما وقَعَ بالدولةِ الأُموية بالأندلس وافترق ملكُها في الطوائفِ الذين كانوا وُلاتُها في الأعمال، وانقسمتْ دولاً وملوكاً أورثُوها مَن بعدهم مِن قرابتِهم أو مواليهم. وهذا النوعُ لا يكون بينهم وبين الدولةِ المستقرّة حربٌ لأنّهم مستقرّون في رئاستهم، ولا يطمَعُون في الاستيلاء على الدولةِ المستقرة بِحربٍ، وإنّما الدولة أدركها الهرم وتقلّص ظلها عن القاصية، وعجزت عن الوصولِ إليها.

والنوع الثاني بأن يَخرجَ على الدولة خارجٌ ممن يُجاوِزُها مِن الأمم والقبائل إما بدعوةٍ يَحمل الناس عليها كما أشَرنا إليه، أو يكون صاحبُ شوكةٍ وعصبيةٍ كبيْراً في قومه، قد استفحَلَ أمره فيَسمُو بِهم إلى الملك. وقد حدّثوا به أنفسهم بِما حصَل لهم مَن الاعتزازِ على الدولة المستقرة. وما نزل بِها من الهرم فيتعيّن له ولقومِه الاستيلاء عليها، ويُمارسونَها بالمطالبةِ إلى أن يظفروا بِها ويَرِثُون أمرَها كما يتبيّن. والله سبحانه وتعالى أعلم.

کیا آپ جانتے ہیں؟ قرون وسطی کی سلطنتوں میں تمام وسائل بادشاہ کی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ یہی سلطنت وراثت میں بادشاہ کے بیٹے کو منتقل ہوتی تھی۔ اسلام نے ایک مختلف سیاسی نظریہ پیش کیا۔ اسلام کے مطابق تمام حکومتی معاملات لوگوں کے مشورے سے چلانے چاہییں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ اسی اصول پر قائم ہوئی۔ ہر شہری کو اس کا حق تھا کہ وہ حکومتی معاملات میں اپنے رائے دے۔ بعد کی نسلوں میں، مسلمانوں نے اس سنہری اصول کو نظر انداز کر دیا اور ان کے ہاں آمریت رائج ہو گئی۔ اس کا نتیجہ باہمی جنگ وجدل کی صورت میں نکلا۔

يتقلّصُ	وہ سکڑتا ہے	يزدَحِمُون	وہاں رش ہو جاتا ہے	الاستِئثار	اجارہ داری قائم کرنا
يستفحِلُ	وہ برا ہو جاتا ہے	يتقارِعُون	وہ لڑتے ہیں	الاعتزازِ	عزت، فخر

الحروب ومذاهبُ الأُممِ في ترتيبِها

اعلم أن الحروبَ وأنواع المقاتلة لَم تزل واقعةٌ في الخليقة مُنذُ بَرَأها الله. وأصلُها إرادةُ انتقامِ بعضِ البشر من بعض، ويتعَصَّبُ لكلٍّ منها أهلُ عصبيته. فإذا تَذَامَرُوا لذلك وتوافقَت الطائفتان، إحداهُما تطلبُ الإنتقام والأُخرى تُدَافِع، كانت الحرب وهو أمرٌ طبيعيٌّ في البشر لاَ تَخلُو عنه أمّةٌ ولا جيلٌ. وسببُ هذا الإنتقامِ في الأكثر: إما غَيْرةٌ ومُنافسةٌ، وإما عدوانٌ، وإمّا غضبُ لله ولدينِه، وإمّا غضبُ للمُلك وسعي في تَمهيدِه.

فالأول: أكثر ما يَجري بين القبائلِ الْمُتجاورةِ والعشائر الْمُتناظرة.

والثانِي: وهو العدوان، أكثَرُ ما يكون من الأُمَم الوحشية الساكنيْن بالقَفرِ كالعربِ والتُرك والتركمان والأكراد وأشباهُهم، لأنّهم جعلُوا أرزاقَهم في رماحِهم، ومعاشَهم فيما بأيدي غيْرِهم، ومَن دَافَعَهم عن متاعه آذَنُوه بالحربِ. ولا بُغيَةَ لهم فيما وراءَ ذلك من رُتبةٍ ولا مُلكٍ، وإنّما هِمَمهم ونصبُ أعيُنِهم غَلَبُ الناسِ على ما في أيديهم.

والثالث: هو الْمُسمّى في الشريعةِ بالجهاد.

والرابع: هو حروبُ الدُوَل مع الخارجيْن عليها والْمانِعيْن لطاعتِها.

فهذه أربعةُ أصناف من الحروب: الصنفان الأوّلان منها حروبٌ بغيٌ وفتنة، والصنفانُ الأخيران حروبُ جهادٍ وعدلٍ.

وصفةُ الحروب الواقعة بين الخليقة منذ أول وجودهم على نوعين: نوعٌ بالزَحف صفوفاً، ونوعٌ بالكرّ والفرّ. أما الذي بالزحف فهو قتالُ العجمِ كلّهم على تعاقُبِ أجيالهم. وأما الذي بالكرّ والفر فهو قتالُ العرب والبَربر من أهل الْمغرب. وقتال الزحف أوثق وأشد من قتال الكر والفر. وذلك لأنّ قتال الزحف تُرَتَّب فيه الصفوف، وتُسوَّى كما تسوى القداح أو صفوف الصلاة، ويَمشون بصفوفِهم إلى العدو قدمًا... وأما قتالُ الكر والفر فليس فيه من الشدّة والأمن من الهزيْمة ما في قتالِ الزحف. إلا أنّهم قد يتّخذون وراءَهم في القتال مصافاً ثابتاً يلجأون إليه في الكرّ والفر...

الْمُتناظرة	متعلقہ	الزَحفِ	پیدل فوج کا آگے بڑھنا	الكرّ والفرّ	گوریلا جنگ (مارو اور بھاگو)

ثُم إن الدولَ القديمة الكثيرة الجنود الْمُتسعة الممالك كانوا يَقسمُون الجيوشَ والعساكرَ أقسامًا، يُسمّونَها "كراديسَ". ويُسَوُّونَ في كلّ كُردُوسٍ صُفُوفَه. وسببُ ذلك أنه لَمّا كثُرت جنودُهم الكثرةَ البالغة، وحُشِدُوا من قاصيةِ النواحي، استَدعى ذلك أن يَجهل بعضُهم بعضاً إذا اختلطُوا في مَجالِ الحربِ، واعتَوَرُوا مع عدوّهم الطعنَ والضربَ، فيُخشَى من تدافُعِهم فيما بينهم لأجَلِ النُكَراءِ وجهلِ بعضِهم ببعض.

فلذلك كانوا يقسمُون العساكر جُمُوعًا ويَضُمُّون الْمتعارفيْن بعضَهم لبعضٍ، ويرتّبونَها قريبًا مِن الترتيبِ الطبيعي في الجهات الأربع. ورئيسُ العساكِرِ كلّها من سلطانٍ أو قائد في القلبِ. ويُسمّون هذا الترتيب "التعبِئَةُ"، وهو مذكورٌ في أخبارِ فارس والروم والدّولتين صدر الإسلام. فيجعلون بيْن يدي الملك عسكرًا منفردًا بصُفُوفه مُتميّزًا بقائده ورايته وشعاره، ويسمّونه "الْمُقدَّمَة". ثُم عسكرًا آخر من ناحيةِ اليمينِ عن موقف الْمَلَك وعلى سَمته يُسمّون "الْميمَنة". ثُم عسكراً آخر من ناحيةِ الشِمَالِ كذلك يسمون "الْمَيسَرَة". ثُم عسكراً آخر من وراء العسكر يسمّونه "الساقة"

ويَقفُ الملك وأصحابُه في الوسطِ بين هذه الأربع، ويسمّون موقَفَه "القلب". فإذا تَمّ لَهم هذا الترتيب الْمُحكم، إما في مَدًى واحد للبصرِ أو على مُسافة بعيدة، أكثرُها اليوم واليومان بين كل عسكرين منها، أو كيفما أعطاه حالَ العساكرِ في القلّة والكثرةِ، فحينئذ يكون الزحفُ من بعد هذه التعبئة.

ومن مذاهب أهل الكرّ والفرّ في الحروبِ، ضَربُ الْمَصافِ وراء عسكرِهم من الجمادات والحيوانات العجم، فيتّخذونَها ملجأ للخيّالة في كرهم وفرهم، يطلبون به ثباتُ الْمقاتلةِ ليكونَ أدوَمَ للحرب وأقربَ إلى الغلب. وقد يفعَلُه أَهلُ الزحف أيضاً ليزيدَهم ثباتاً وشدّة.

حُشِدُوا	انہیں اکٹھا کیا گیا	النُكَراءِ	جنگ کی سختیاں	ملجأ	پناہ
اعتَوَرُوا	انہوں نے لڑنا شروع کیا	الْمَصافِ	بیس کیمپ	الخيّالةِ	گھڑ سوار فوج

سبق 12A: تعریف و تنکیر

تعمیر شخصیت
اپنے تمام اعمال خالصتاً اللہ تعالی کے لئے کیجیے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے کئے گئے نیک اعمال کا بدلہ اللہ تعالی کے ہاں نہ مل سکے گا۔

عربی میں اسم معرفہ اور نکرہ کو مختلف معانی بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ عربی میں کسی اسم نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے اس پر "ال" داخل کیا جاتا ہے۔ اس سبق میں ہم اس کے مختلف استعمال سیکھیں گے۔ آپ الف لام کی مختلف اقسام کے بارے میں لیول ۴ میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ان کی مزید تفصیل دی جا رہی ہے:

- ال جنسی: یہ وہ "ال" ہے جو کسی گروہ یا جنس کے نام کے ساتھ آتا ہے۔ ضروری نہیں کہ اس گروہ کا ہر ہر فرد مراد ہو۔ جیسے وَلَئِنْ أَذَقْنَا الإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ (جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں اور پھر اس سے اسے چھین لیتے ہیں تو وہ مایوس اور ناشکرا بن جاتا ہے۔) یہاں لفظ "انسان" پر "ال" لگایا گیا ہے۔ اس سے پوری نسل انسانیت مراد ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس میں ہر ہر فرد شامل ہو کیونکہ بہت سے انسان اپنے رب کے شکر گزار ہوتے ہیں۔
- ال استغراقی: یہ "ال جنسی" کی وہ شکل ہے جو کسی گروہ یا جنس کے نام کے ساتھ آتا ہے اور اس میں اس گروہ کا ہر ہر فرد مراد ہوتا ہے۔ جیسے خُلِقَ الإِنسَانُ ضَعِيفاً۔ یہاں "انسان" میں نسل انسانی کا ہر ہر شخص شامل ہے۔
- ال عہدی: یہ وہ "ال" ہے جو کسی اسم نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مختلف اقسام ہیں:
  - عام طور پر پہلی مرتبہ کسی اسم کو نکرہ بیان کیا جاتا ہے۔ جب دوبارہ اس کا ذکر کیا جائے تو پھر اسے بطور معرفہ بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً. فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ۔ یہاں پہلی مرتبہ لفظ "رسول" نکرہ آیا ہے، پھر دوسری مرتبہ اس پر "ال" لگا کر اسے معرفہ کر دیا گیا ہے۔ معنی کچھ اس طرح ہو گا: "جیسا کہ ہم نے فرعون کی جانب ایک رسول کو بھیجا۔ تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی۔"
  - بعض اوقات کوئی اسم جملے میں پہلے بیان نہیں کیا گیا ہوتا مگر وہ مخاطبین کے ذہنوں میں اتنا واضح اور متعین ہوتا ہے کہ اس پر "ال" ملا دیا گیا ہے۔ مثلاً وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ، الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔ دونوں مثالوں میں "یوم" پر "ال" لگا دیا گیا ہے کیونکہ یہ مخاطبین کے ذہنوں میں موجود ہے۔ پہلی مثال میں الیوم سے مراد "قیامت کا دن" ہے اور دوسری مثال میں "آج کا دن"۔
- جب کبھی جملہ اسمیہ میں خبر پر "ال" لگا دیا جاتا ہے تو یہ خبر کو اس مبتدا کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ کا مطلب ہے "صرف وہی مغفرت کرنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

"ال" کے استعمال کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے کیونکہ اسے نہ سمجھنے کے باعث ترجمہ کرتے ہوئے سنگین غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

سبق12A: تعریف و تنکیر

اسم نکرہ

اسم نکرہ کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے:

- اسم نکرہ کا عام استعمال تو یہ ہے کہ کسی غیر متعین شخص یا چیز کا ذکر کیا جائے۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ۔ یہاں لفظ کسی غیر متعین شخص کو بیان کرتا ہے۔
- بعض اوقات کسی چیز کی بہتات یا کمی کو بیان کرنے کے لئے بھی اسم نکرہ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے مَتَاعٌ إِلَى حِينٍ۔ اس اسم نکرہ کا مطلب ہو گا "ایک متعین مدت تک کے لئے بہت سے وسائل"۔ کمی کی مثال سیدنا لوط علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے: أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ؟ اس کا مطلب ہو گا: "کیا تم میں ایک بھی باکردار شخص نہیں ہے؟) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قوم میں اچھے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔
- کبھی اسم نکرہ کے استعمال کا مقصد کسی شخص یا چیز کی عظمت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ جیسے رِضْوَانٌ مِنْ اللّٰه أَكْبَرُ یعنی "اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔" اس میں "رضوان" کی تعظیم مقصود ہے۔ اسی طرح بعض اوقات اس کا مقصد کسی شخص یا چیز کے لئے حقارت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے پیغمبر کے بارے میں کفار کا یہ قول نقل ہوا ہے: قَالُوا مَا هَذَا إِلاَّ رَجُلٌ۔ "یہ تو سوائے ایک انسان کے اور کچھ نہیں۔" اس میں وہ اپنے تکبر کے زعم میں نعوذ باللہ پیغمبر کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے تھے۔
- بعض اوقات کسی گروہ یا جنس کو عمومی طور پر بیان کرنے کے لئے اسم نکرہ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ۔ اس آیت میں لفظ "دابۃ" کو نکرہ لا کر اس میں ہر چلنے والے جانور کو شامل کر لیا گیا ہے۔
- منفی جملوں میں اسم نکرہ کا استعمال "کسی ایک بھی" کا مفہوم پیدا کرتا ہے۔ جیسے۔ مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلا نَذِيرٍ (ہمارے پاس کوئی ایک بھی بشارت دینے والا یا خبر دار کرنے والا نہ آیا)۔
- بعض اوقات اسم نکرہ کے استعمال کا مقصد کسی خاص شخص کے نام کو ظاہر نہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسے وَلا تُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَهِينٍ. هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ۔ آپ کسی قسمیں کھانے والے، ذلیل، سرکش، چل پھر کر چغلیاں کرنے والے کی بات نہ مانیے۔" نام کو ظاہر نہ کرنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہے۔ ان آیات میں تو وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کو اس قابل ہی نہ سمجھتا ہو کہ اس کا نام لے۔ انسانوں کے کلام میں اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کلام کرنے والا اس شخص سے خائف ہو یا کسی مصلحت کے تحت اس کا نام نہ لینا چاہتا ہو۔

سبق 12A: تعریف و تنکیر

(ا) اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ سرخ الفاظ کے "ال" کی قسم کا تعین کیجیے۔ اس کے معانی کی تشریح کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (1:1)	ال استغراقي	ہر قسم کی تعریف صرف اللہ کے لئے ہے
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ (1:7)		
ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (2:2)		
الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَة (2:3)		
كَصَيِّبٍ مِنْ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ (2:19)		
أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ (2:25)		
يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ (2:61)		
اهْبِطُوا مِصْراً فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (2:61)		
فَجَعَلْنَاهَا نَكَالاً لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ (2:65)		
وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً (2:67)		

سبق12A: تعریف وتنکیر

عربي	قسم	تجزیہ
ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً (2:74)		
قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلاَّ أَيَّاماً مَعْدُودَةً (2:80)		
لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (2:87)		
لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ (2:89)		
مَنْ كَانَ عَدُوّاً لِلَّهِ وَمَلائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (2:98)		
قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ (3:183)		
هُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ (2:204)		
إِنَّ اللَّهَ لا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلا فِي السَّمَاءِ (3:5)		
هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ (3:6)		
إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلامُ (3:19)		
إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ (3:62)		

سبق 12A: تعریف و تنکیر

عربي	قسم	تجزیہ
وَلا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَاباً (3:80)		
لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (3:81)		
وَمِنْ الأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشاً كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ (6:142)		
لا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنْ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ (6:147)		
فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنْ السَّاجِدِينَ (7:11)		
أُوْلَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. خَالِدِينَ فِيهَا لا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلا هُمْ يُنْظَرُونَ (3:87-88)		
أُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (3:105-106)		

آج کا اصول: لفظ "هلاّ" کو فعل مضارع کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد مخاطب کو کسی کام پر ابھارنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اسے حرف التحریض کہا جاتا ہے۔ مثلاً هلاّ تَشكُوه إلى الْمُدِيرِ (کیا تم منیجر سے اس کی شکایت نہیں کرو گے ؟)۔ اسے فعل ماضی کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ ندامت کو ظاہر کرتا ہے اور حرف التندیم کہلاتا ہے۔ هلاّ شَكَوتَهُ إلى الْمُدِيرِ (تم نے منیجر سے اس کی شکایت کیوں نہ کی!!!)۔ بعض دیگر الفاظ ألا، ألاّ، لولا، لوما بھی اسی مقصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

اسم معرفہ کی اقسام

اسم نکرہ کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے:

- اسم العَلَم: یہ کسی شخص کا نام ہوتا ہے۔ اس کا مقصد اس شخص کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ جیسے نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ إِلَهاً وَاحِداً وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ بعض اوقات نام بیان کرنے کا مقصد کسی شخص کی تعظیم یا تذلیل ہوتی ہے۔ کلام کرنے والے کا لہجہ اور سیاق وسباق اس کا تعین کرتا ہے۔
- اسم الضمیر: ضمیر کو نام کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل ہم پچھلے لیولز میں بیان کر چکے ہیں۔
- اسم الموصول: یہ بھی ضمیر کی طرح نام کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:
  - کسی چیز کی وجہ بیان کرنے کے لئے: جیسے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً۔ یہاں لفظ "الذین" کا مقصد اس وجہ کو بیان کرنا ہے جس کے باعث جنت میں استقبال ہو گا۔
  - کسی کی عظمت یا ذلت کو بیان کرنے کے لئے: جیسے فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ۔ یہاں "الذی" کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرنا ہے۔ اسی طرح : أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَنِ میں "الذی" اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی بھی قوت کی کمزوری اور ذلت کو بیان کر رہا ہے۔
  - کسی چیز کی بڑائی یا بڑے خطرے کو بیان کرنے کے لئے: جیسے فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔ یہاں اسم الموصول "ما" پانی کی اس بے پناہ قوت کو بیان کر رہا ہے جس نے فرعون کے اتنے بڑے لشکر کو ہر جانب سے ڈھانک لیا۔
- مُضَافٌ لِمَعْرِفَة : یہ مرکب اضافی میں وہ اسم ہوتا ہے جس کی نسبت دوسرے سے کی گئی ہوتی ہے۔ مجازی اعتبار سے اس کی بھی مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔
  - تعظیم یا تذلیل کے لئے: جیسے كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ۔ یہاں لفظ "کتاب" اللہ کے قانون کی عظمت کو بیان کر رہا ہے۔ بامحاورہ ترجمہ یوں ہو گا، "یہ اللہ کا عظمت والا قانون ہے جس پر عمل کرنا تم پر لازم ہے۔" اسی طرح لا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں لفظ "خطوات" تذلیل کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بامحاورہ معنی یہ ہو گا: "شیطان کے گھٹیا نقش قدم کی پیروی نہ کرنا۔"
  - کثرت یا بے شمار ہونے کو بیان کرنے کے لئے: جیسے لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ۔ یہاں لفظ "اہل" یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ بے شمار لوگ ہیں۔ یعنی "اگر یہ بے شمار بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان و زمین کی عظیم برکات کے دروازے کھول دیتے۔"

سبق 12A: تعریف و تنکیر

- اسم الاشارہ: اسم اشارہ کا مقصد کسی شخص یا چیز کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ مجازی اعتبار سے اس کے بھی متعدد معانی ہوتے ہیں:

- حیرت کے اظہار کے لئے: جیسے سیدنا زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا۔ یہاں لفظ "ھذا" اس حیرت کا اظہار ہے جو سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم کے پھلوں کو دیکھنے کے بعد انہیں پیش آئی۔
- کسی شخص یا چیز کی تعظیم یا تذلیل کے لئے: جیسے ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ یعنی "وہ بلند مرتبہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں"۔ یہاں لفظ "ذلک" میں تعظیم ہے۔ اسی طرح کفار نے عذاب کی وعید کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ یہاں لفظ "ھذا" میں تمسخر یا حقارت کا مفہوم ہے۔
- ذہن میں کسی چیز کو حاضر کرنے کے لئے: بعض اوقات کوئی چیز سامنے موجود نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں اسم اشارہ کے استعمال سے اسے مخاطب کی نگاہوں کے سامنے لا کھڑا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جیسے هُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ۔ یہاں تلاوت کرنے والے کے سامنے دو دریا موجود نہیں ہوتے مگر لفظ "ھذا" کے استعمال سے یہ اس کے ذہن میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

آج کا اصول: عربی میں کسی اچانک چیز پر ہونے والی حیرت خواہ وہ خوشگوار ہو یا ناگوار، الفاظ ما أَفْعَلَ، أَفْعِلْ به استعمال کیے جاتے ہیں جیسے ما أجْمَلَ الْحَدِيقَةَ (یہ باغ کتنا خوبصورت ہے!!!)۔ قرآن مجید میں ہے فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (جہنم کے معاملے میں ان کی ثابت قدمی قابل دید ہے!!!)، أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ (کیا خوب ہے وہ (اللہ) دیکھنے والا اور سننے والا!!!)

چیلنج! جملوں میں الفاظ کو مناسب ترتیب دینے کے لئے دس اہم عوامل بیان کیجیے۔

مطالعہ کیجیے! دولت اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے مگر اس سے کچھ مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں:

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0008-Wealth.htm

سبق 12A: تعریف و تنکیر

(۲) اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ اسم کی قسم بیان کیجیے اور اسم کے استعمال سے جو حقیقی و مجازی معانی پیدا ہو رہے ہیں، ان کا تجزیہ کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزُلاً أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ (37:62)	إشارة	ذلک کا اشارہ جنت کی تعظیم کے لئے ہے۔
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيراً (25:1)		
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (29:7)		
يَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ (28:62)		
قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ (28:79)		
إِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلاَّ هُزُواً أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ (21:36)		
قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنْ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ (27:40)		
فَلا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلاَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (28:29)		
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَنِ هُمْ كَافِرُونَ (21:36)		
رَبَّنَا هَؤُلاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ (28:63)		

سبق12A: تعریف وتنکیر

عربي	قسم	تجزیہ
مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا (34:37)		
وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الأَيْكَةِ أُوْلَئِكَ الأَحْزَابُ. إِنْ كُلٌّ إِلاَّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ. وَمَا يَنظُرُ هَؤُلاءِ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ (38:13-15)		
إِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلاَّ هُزُواً أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولاً (25:41)		
ذَلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (32:6)		
لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ (57:26)		
إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَاماً آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلالٍ مُبِينٍ (6:74)		
وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (30:23)		
ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (30:30)		
الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُوْلَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمْ اللَّهُ وَأُوْلَئِكَ هُمْ أُوْلُوا الأَلْبَابِ (39:18)		

عربي	قسم	تجزیہ
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ (3:144)		
أُوْلَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوْا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالآخِرَةِ فَلاَ يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلاَ هُمْ يُنصَرُونَ (2:86)		
الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمْ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ (2:257)		
تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ (111:1-5)		
آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ (47:2)		
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (93:11)		
الَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً (4:76)		
لا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلاَّ مَنْ رَحِمَ (11:43)		
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ. الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (114:4-5)		

اس سبق میں ہم قدیم مسلم علماء کی ان تحریروں کا مطالعہ کریں گے جن کا تعلق اخلاقیات، فلسفہ اخلاق اور انسانی نفسیات کے اخلاقی پہلو سے ہے۔

تعمیر شخصیت
کامیاب لوگ ہمیشہ متبادل منصوبہ رکھتے ہیں۔

الخلقُ هيئةٌ وفعلٌ (راغب الأصفهانِي، الذريعة)

وأما الخُلُق في الأصل فهو كالْخَلق كقولهم الشَرْب والشُرب، والصَّرْم والصُّرُم، لكن الْخُلُق يقال في القوى الْمدركة بالبصيْرة، والْخَلْق في الْهيئات والأشكال والصُوَرِ الْمُدركة بالبصر. وجُعل الْخُلق تارةً للقُوّةَ الغريزيةِ. وتارة يَجعل اسْمًا للحالة الْمُكتسبة التي يصيْر بِها الإنسانُ خليقًا أن يفعل شيئًا دُون شيء، كمن هو خليقٌ بالغضب لِحدة مزاجه، ولِهذا خصّ كلّ حيوانٍ بِخلق في أصلِ خلقتهِ، كالشجاعةِ للأسد، والْجُبْن للأرنب، والمكر للثعلب.

الأخلاقُ ليست طبيعية (مسكوية، الهوامل والشوامل)

وأما قولك: هل الجودُ والبخل طبيعيّان أم مكسُوبان؟ فإن الأخلاق بأجْمعها ليست طبيعيةٌ ولو كانت كذلك، لَما عالَجناها، ولا أمرنا بإصلاحِها، ولا طَمعنا في نقلها وإزالتها إذا كانتْ قبيحةٌ. ولكانت بِمَنْزلةِ الحرارة والإضاءة في النارِ وبِمنْزلة الثقل والارجحنَان في الأرضِ فإن أحدًا لا يروم هذه الطبائع ولا إزالتها ونَقلَها ولكنا نقول : إنّها – وإن لم تكن طبيعيةٌ – فإنّها بِسُوءِ العادة أو بِحسنها تصيْر قريبةٌ مِن الطبيعة في صعوبةِ العلاج وإزالة الصورة مِن النفس.

ولسنا نُسمّيها خلقاً إلا بعدَ أن تصيْرَ هيئة للنفسِ يصدرُ أبداً عنها فعلٌ واحدٌ بلا رُوِيَةٍ، فأما قبل ذلك فلا تُسمّى خلقاً ولا يقال: فلانٌ بَخيلٌ ولا جوّاد إلا إذا كان ذلك دأبَهُ.

فأما الطفل والناشئُ فقد يكون مستعداً بِمزاج خاص له نحو قبول خلق بعينه، لكنّه يُؤَدّب ويُعَوَّد الأفعال الجميلة لتصيْرَ صورةً لنفسه وهيئة لها يصدر عنها – أبداً – ذلك الفعل الْمحمود كما يكون مستعداً لقبول مرض بعينه فيعالَجُ بالأغذية والأدوية إلى أن ينقلَ من ذلك الاستعداد إلى ضدّه بتبديلِ المزاجِ إلى أن يصحّ ولا يقبل ذلك المرض.

طبيعيّان	فطری، قدرتی	مكسُوبان	کوشش سے حاصل شدہ	الارجِحنَان	دوزیادہ وزن والے

قبول الأخلاق للتغييرِ بطريق الرياضة (غزالي، أحياء العلوم)

اعلم أنّ بعضَ من غلبتْ البطالةُ عليه، استثقَلَ الْمجاهدةَ والرياضةَ والاشتغالَ بتزكيةِ النفس وتَهذيبِ الأخلاق، فلم تسمحْ نفسَه بأن يكونَ ذلك لقصوره ونقصه وخُبثِ دخلتِه. فزعم أنّ الأخلاقَ لا يُتصوّر تغييْرها. فإن الطباعَ لا تتغيّر واستدلّ فيه بأمرين:

أحدهُما: أنّ الْخُلقَ هو صورةُ الباطن كما أن الْخَلق هو صورةُ الظاهرِ. فالْخلقةُ الظاهرة لا يقدر على تغييْرِها. فالقصيْرُ لا يقدر أن يَجعل نفسَه طويلا، ولا الطويلُ يقدرُ أن يَجعل نفسه قصيْرا، ولا القبيحُ يقدر على تَحسين صورتِه. فكذلك القبحُ الباطنُ يَجري هذا الْمَجرى .

والثانِي: أنّهم قالوا، حُسنُ الْخُلق يَقمَعُ الشهوةَ والغضبَ، وقد جرَّبنا ذلك بطول الْمجاهدة وعرِفنا أن ذلك من مُقتضى الْمزاجِ والطبعِ. فإنّه قطّ لا ينقطع عن الآدميّ, فاشتغَالُه به تضييعُ زمانٍ بغيْرِ فائدةٍ. فإنّ المطلوبَ هو قطعُ التفات القلبِ إلى الحظوظِ العاجلة وذلك مَحالُ وجوده.

فنقول: لو كانت الأخلاق لا تُقبل التغييْر، لبَطَلت الوصايا والمواعظ والتأديبات. ولَما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حَسِّنُوا أخلاقكم."... وكيف يُنكر هذا في حقّ الآدمي وتغييْر خُلق البهيمة مُمكن. إذ يُنقَلُ البازِيّ مِن الاستيحاشِ إلى الأنس، والكلبُ مِن شَرَه الأكل إلى التأدُّبِ والإمساكِ والتخليةِ، والفرس مِن الْجماحِ إلى السلاسةِ والانقيادِ. وكل ذلك تغييْر للأخلاق.

فكذلك الغضبُ والشهوة لو أردنَا قمعَهما وقهرَهُما بالكليّة حتّى لا يبقى لهما أثرٌ، لم نقدرْ عليه أصلا. ولو أردنا سلاستَهما وقَودَهُما بالرياضةِ والْمجاهدةِ، قدرنا عليه وقد أُمِرنا بذلك. وصار ذلك سببُ نَجاتِنا ووصولِنا إلى الله تعالى.

البطالةُ	بے کاری، بے روز گاری	التأديبات	ڈسپلن میں لانا	السلاسة	نرمی
استثقَلَ	وہ بھاری ہوا	البازِيّ	باز، عقاب	رياضة، مجاهدة	کوشش، پریکٹس
جرَّبنا	ہم نے تجربہ کیا	استيحاشِ	وحشی ہونا	الجبلاَّتُ	جبلتیں، فطری عوامل
الحظوظِ	لطف اندوزیاں	الْجماحِ	شدید خواہش	بطِيئةُ	آہستہ

نعم، الجِبِلاّتُ مختلفةٌ. بعضُها سريعةُ القبول وبعضها بطِيئةُ القبول. ولاختلافها سببان:

أحدهُما: قوةُ الغريزةِ في أصل الجبلّة وامتداد مدّة الوجود. فإنّ قوةَ الشهوة والغضب والتكبّر موجودة في الإنسان، ولكن أصعَبَها أمرًا وأعصاها على التغييرِ قوة الشهوة، فإنّها أقدَمُ وجودًا. إذ الصبِي في مبدإ الفطرةِ تُخلق له الغضبُ. ثُم .. يُخلق له الشهوة وبعد ذلك يُخلق له قوة التمييز.

والسبب الثاني: أنّ الْخُلُقَ قد يتأكّد بكثرةِ العمل بِمقتضاه والطاعة له وباعتقادِ كونه حُسنًا ومرضيًا. والناسُ فيه على أربع مراتبٍ:

الأولى: وهو الإنسانُ الْمغفَّل الذي لا يُميّز بيْن الحق والباطلِ والجميل والقبيح. بل بقي كما فُطِرَ عليه خاليًا عن جَميع الاعتقادات، ولَم تَستتِمْ شهوتُه أيضًا بِاتباعِ اللذات. فهذا سريعُ القبول للعلاجِ جدّا. ..

والثانية: أن يكون قد عَرَفَ قُبحَ القبيحِ ولكنه لَم يتعوّد العملَ الصالحَ. بل زيّن له سوءَ عمله فتَعَاطاه انقيادًا لشهواتِه وإعراضا عن صوابِ رأيه لاستيلاء الشهوة عليه. ولكن عُلِمَ تقصيْرَه في عمله. فأمرُه أصعَبُ من الأول. إذ قد تضاعفتِ الوظيفةُ عليه، إذ عليه قَلعُ ما رَسَخَ في نفسه أولاَ مِن كثرةِ الاعتيادِ للفسادِ...

والثالثة: أن يعتقدَ في الأخلاق القبيحة، أنّها الواجبة المستحسنة وأنّها حق وجَميل، وتَربّى عليها. فهذا يكاد تَمتنِعُ معالَجتُه ولا يُرجَى صلاحَه إلا على الندورِ. وذلك لتضاعُفِ أسباب الضلال.

والرابعة: أن يكون مع نشئه على الرأي الفاسد وتربِيَته على العملِ به. يرى الفضيلةَ في كثرةِ الشرّ واستهلاكِ النفوسِ ويُبَاهي به ويظنّ أن ذلك يرفَعُ قدرَه. وهذا هو أصعَبُ المراتب...

والأول من هؤلاء جاهلٌ فقط. والثانِيُ جاهلٌ وضال. والثالثُ جاهلٌ وضالٌ وفاسقٌ. والرابع جاهلٌ وضالّ وفاسقٌ وشريرٌ.

الغريزةِ	فطری عامل، جبلت	لَم تَستتِمْ	وہ مکمل نہیں ہوتا	الندورِ	نادر، بہت ہی کم، نایاب

وأمّا الخيال الآخر الذي استدلّوا به وهو قولُهم: إنّ الآدمي ما دام حيًّا فلا تنقطعُ عنه الشهوةُ والغضبُ وحبّ الدنيا وسائر هذه الأخلاق. فهذا غلطٌ وَقَعَ لطائفة، ظنّوا أن الْمقصودَ من الْمجاهدة قَمعُ هذه الصفات بالكليّة ومَحوِها. وهيهات! فإن الشهوةَ خُلقتْ لفائدة. وهي ضروريةٌ في الجبلّة. فلو انقطعتْ شهوةُ الطعامِ لَهلَكَ الإنسانُ. ولو انقطعتْ شهوةُ الوقاعِ، لانقطع النسلُ. ولو انعَدَمَ الغضبُ بالكلية، لَم يدفعِ الإنسان عن نفسه ما يهلِكُه ولَهلك.

ومهما بَقِيَ أصلُ الشهوة فيبقى لا مَحالة حبّ الْمالِ الذي يُوَصّله إلى الشهوة حتّى يَحملُه ذلك على إمساكِ الْمال. وليس المطلوبُ إماطَةُ ذلك بالكليّة، بل المطلوب ردُّها إلى الاعتدالِ الذي هو وسطٌ بين الإفراطِ والتفريط. والمطلوب في صفة الغضبِ، حُسنُ الحمية. وذلك بأن يَخلو عن التهوُّرِ وعن الْجَبْن جَميعا. وبالجُملة أن يكونَ في نفسه قويًّا ومع قوّته مُنقادًا للعقلِ....

وقال تعالى: "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنْ النَّاسِ". ولَم يقلْ "والفاقدين الغيظ". فردّ الغضبَ والشهوةَ إلى حدّ الاعتدال بحيثُ لا يقهَرُ واحدٌ منهما العقلَ ولا يغلبُه. بل يكون العقلُ هو الضابطُ لَهُما والغالبُ عليهما...

فإنه ربّما تستولي الشهوةُ على الإنسان بحيث لا يقوى عقلُه على دفعِها. فيقدّم على الانبساط إلى الفواحشِ. وبالرياضةِ تعوّد إلى حدّ الاعتدالِ. فدلّ أن ذلك مُمكن. والتجربة والمشاهدةُ تدلّ على ذلك دلالةً، لا شكّ فيها.

والذي يدُلُّ على أنّ المطلوب هو الوسط في الأخلاقِ دون الطرفَيْن. أنّ السخاءَ خُلُقٌ محمودٌ شَرعًا، وهو وسطٌ بين طرفَي التبذيرِ والتقتيْر. وقد أثنى الله تعالى عليه فقال: "وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً." وقال تعالى: "وَلا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ."وكذلك المطلوبُ في شهوة الطعامِ الاعتدالُ دون الشرَهِ والجمودِ. قال الله تعالى: "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ."

التهوُّرِ	ناقابل کنٹرول غصہ	منقادًا	ماتحت، فرمانبردار	الشرَہِ	کھانے کی شدید خواہش
الْجَبْن	بزدلی	التقتِيْرِ	کنجوسی، بخل	الجمودِ	جامد ہونا، خواہش نہ ہونا

علاماتُ أمراضِ القلوب وعلامات عودها إلى الصحةِ (غزالي، أحياء العلوم)

اعلم أنّ كل عضو من أعضاء البدن خُلِق لفعلٍ خاص به وإنّما مرضه أن يتعذّرَ عليه فعله الذي خُلق له حتّى لا يصدر منه أصلاً أو يصدر منه مع نوع من الاضطرابِ. فمرضُ اليد أن يتعذّر عليها البطشُ ومرضُ العين أن يتعذّر عليها الإبصارُ وكذلك مرضُ القلبِ أن يتعذّر عليه فعلُه الخاص به الذي خُلق لأجله، وهو العلمُ والحكمةُ والْمعرفةُ وحبُّ الله تعالى وعبادتُه والتلذُّذُ بذكرِه وإيثارُه ذلك على كلِ شهوةٍ سواه. والاستعانةُ بِجميع الشهوات والأعضاء عليه.

قال الله تعالى: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُون." ففي كلّ عضوٍ فائدةٌ. وفائدةُ القلب الحكمة والمعرفة. وخاصةُ النفس التي للآدمي ما يتميّز بِها عن البهائِمِ، فإنّه لَم يتميّز عنها بالقوةِ على الأكل والوقاعِ والإبصارِ أو غيْرها بل بِمعرفة الأشياءِ على ما هي عليه.

وأصلُ الأشياء ومُوجدها ومُخترعها هو الله عز وجل الذي جعلَها أشياءً. فلو عَرَفَ كلَّ شيءٍ ولم يعرف الله عزوجل، فكأنه لم يعرفْ شيئًا. وعلامةُ المعرفة، الْمحبّة. فمن عرفَ اللهَ تعالى، أحبَّه. وعلامةُ الْمحبة أن لا يؤثرَ عليه الدنيا ولا غيْرها من الْمَحبوبات. كما قال الله تعالى: "قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ."

فمن عنده شيء أحبّ إليه من اللهِ، فقلبُه مريضٌ. كما أن كل معدة، صار الطيْن أحبُّ إليها مِن الْخُبْزِ والْماءِ أو سقطتْ شهوتُها عن الخبز والْماء، فهي مريضةٌ. فهذه علاماتُ الْمرضِ وبِهذا يُعرف أنّ القلوبَ كلها مريضةٌ إلا ما شاء الله...

وأما علاماتُ عودها إلى الصحة بعدَ الْمعالَجة، فهو أن ينظُرَ في العلّةِ التي يُعالِجُها:

فإن كان يُعالِج داءَ البُخل، فهو الْمُهلك الْمُبعد عن الله عز وجل، وإنّما علاجُه بِبَذلِ الْمالِ وإنفاقه. ولكنه قد يبذُلُ الْمالَ إلى حدٍّ يصيْرُ به مُبذِّرًا، فيكون التبذير أيضًا داء...

التلذُّذُ	لذت حاصل کرنا	الوقاعِ	شہوانی خواہش	الطيْن	مٹی، کیچڑ

فاعلم أن الغالب عليك خُلُق البخلِ، فزد في الْمُواظبة على البذلِ. فإنْ صار البذلُ على غيرِ المستحق، أَلَذُّ عندك وأخفّ عليك من الإمساكِ بالْحقّ، فقد غَلَبَ عليك التبذير. فارجِعْ إلى المواظبة على الإمساك. فلا تزال تَراقِبْ نفسَك وتستدلْ على خُلقك بتيسيْرِ الأفعالِ وتعسيْرِها حتّى تنقطع علاقةُ قلبِك عن الالتفات إلى المال. فلا تَميل إلى بذلِه ولا إلى إمساكه، بل يصيْر عندك كالْماء فلا تطلبْ فيه إلا إمساكَه لحاجة مُحتاجٍ أو بذله لحاجة مُحتاجٍ، ولا يَترجِّحْ عندك البذل على الإمساك، فكل قلب صارَ كذلك فقد أتى الله سليمًا عن هذا المقام خاصة.

ويَجب أن يكون سليمًا عن سائر الأخلاق حتّى لا يكون له علاقةٌ بشيءٍ مما يتعلّق بالدنيا حتّى ترتَحِلُ النفسُ عن الدنيا منقطعةُ العلائِقِ منها غير ملتفتةٍ إليها ولا متشوّقةً إلى أسبابِها...

ولَما كان الوسطُ الحقيقيّ بين الطرفيْنِ في غايةِ الغموضِ، بل هو أدقّ مِن الشعرِ، و أحدّ من السيف. فلا جَرَمَ أن من استوى على هذا الصراطِ المستقيم في الدنيا جاز على مثل هذا الصراط في الآخرة. وقلّ ما ينفكّ العبدُ عن ميل عن الصراط المستقيم أعنِي الوسط حتّى لا يَميل إلى أحدِ الجانبيْن، فيكون قلبُه معلّقا بالجانبِ الذي مَالَ إليه...

كمالُ حُسنِ الْخُلق (غزالي، أحياء العلوم)

وكما أنّ حسنَ الصورة الظاهرة مطلقًا، لا يتمّ بِحُسن العينيْنِ دُون الأنفِ والفم والْخد، بل لابدّ مِن حسن الجميعِ ليتمّ حسن الظاهر. فكذلك في الباطن أربعةُ أركان، لابدّ من الحسن في جَميعِها حتى يتمّ حسن الْخُلق. فإذا استوت الأركان الأربعة واعتدلتْ وتناسبتْ، حصل حسنُ الخلق. وهو قوةُ العلم وقوة الغضبِ وقوةُ الشهوة وقوة العدلِ بين هذهِ القوى الثلاث.

- أما قوة العلم: فحُسنُها وصلاحُها في أن تصيْرَ بحيثُ يسهل بها دركُ الفرق بين الصدقِ والكذبِ في الأقوالِ، وبين الحقّ والباطل في الاعتقادات، وبين الجميل والقبيح في الأفعال. فإذا صلحتْ هذه القوة، حصل منها ثَمرةُ الحكمة والحكمة رأسِ الأخلاق الحسنة...

الْمُواظبة	سخت محنت	العلائِق	تعلقات	الغموضِ	متعین نہ ہونا
تَراقِبْ	دیکھو! کنٹرول کرو!	متشوّقة	خواہش والی	تناسبتْ	یہ مناسب ہوا

- وأما قوةُ الغضبِ: فحُسنها في أن يصيْرَ انقباضُها وانبساطُها على حدّ ما تقتضيه الحكمةُ.
- وكذلك الشهوةُ: حسنُها وصلاحها في أن تكونَ تَحت إشارةِ الحكمةِ، أعنِي إشارةِ العقل والشرعِ.
- وأما قوة العدل: فهو ضبطُ الشهوةِ والغضبِ تَحت إشارة العقل والشرعِ. فالعقلُ مثاله مثالُ الناصحِ الْمشيْرِ. وقوة العدلِ هي القُدرة ومثالُها مثال الْمنفذ الْمُمضي لإشارة العقلِ. والغضبُ هو الذي تنفذُ فيه الإشارةُ. ومثالُه مثال كلبِ الصيد، فإنّه يَحتاج إلى أن يؤدّبَ حتّى يكون استرسالُه وتوقّفه بِحسب الإشارةِ، لا بِحسب هيجان شهوة النفسِ. والشهوة مثالُها مثال الفرسِ الذي يُركب في طلبِ الصيد. فإنه تارةً يكون مروضًا مؤدّبا وتارة يكون جموحًا.

فمن استوتْ فيه هذه الخصال، واعتدلتْ فهو حسنُ الْخُلق مطلقًا. ومن اعتدَلَ فيه بعضها دونَ البعض، فهو حسنُ الخلق بالإضافةِ إلى ذلك الْمعنَى خاصة، كالذي يُحسِن بعض أجزاءِ وجههِ دُون بعضٍ.

وحسنُ القوة الغضبية واعتدالُها يُعبِّرُ عنه بالشُجاعة وحسن قوةِ الشهوة واعتدالُها يعبّر عنه بالعفَّة. فإن مالَتْ قوةَ الغضب عن الاعتدال إلى طرفِ الزيادة تُسمّى "تَهوُّرًا". وإن مالتْ إلى الضَعفِ والنقصان تسمّى "جبنا وخورا". وإن مالت قوةُ الشهوة إلى طرف الزيادة تسمى "شرها" وإن مالت إلى النقصان تسمى "جَمودا". والْمحمود هو الوسطُ وهو الفضيلة، والطرفانِ رذيلتانِ مذمومتانِ. والعدلُ إذا فات فليس له طرفًا زيادة ونقصان بل له ضِدّ واحدٌ ومقابل وهو "الجور".

وأما الحكمةُ فيسمّى إفراطَها عند الاستعمال في الأغراض الفاسدة "خبثا وجربزة" ويسمّى تفريطها "بلها". والوسط هو الذي يَختص باسم "الحكمة". فإذن أمهات الأخلاق وأصولُها أربعةٌ: الحكمة والشجاعةُ والعفةُ والعدل.

- ونعنِي بالحكمةِ حالة للنفس بِها يُدرك الصوابَ من الخطأ في جَميع الأفعال الاختيارية.

- ونعنِي بالعدل حالةَ للنفسِ وقوة بها، تسُوسُ الغضب والشهوة وتَحمّلهما على مقتضى الحكمة وتضبّطَهما في الاسترسالِ والانقباضِ على حسب مقتضاها.
- ونعنِي بالشجاعةِ كون قوة الغضب مُنقادَةٌ للعقلِ في إقدامِها وإحجامِها.
- ونعنِي بالعِفة تأدُّبَ قوةِ الشهوة بتأديبِ العقلِ والشرعِ.

فمِن اعتدالِ هذه الأصول الأربعة، تصدرُ الأخلاق الجميلة كلّها.

إذ مِن اعتدالِ قوة العقل يَحصل حسنَ التدبيْر، و جُودةَ الذهنِ، و ثقاهةَ الرأي، وإصابةَ الظن، والتفطّن لدقائقِ الأعمال وخفايا آفات النفوس. ومِن إفراطِها تصدُر الجربزة والمكر والخداع والدهاء. ومِن تفريطِها يصدرُ البله والغمارة والحمق والجنون. وأعنِي بالغمارة قلّةُ التجربة في الأُمورِ مع سلامة التخيّل. فقد يكون الإنسانُ غمرًا في شيء دون شيء. والفرقُ بين الحمقِ و الجنونِ أن الأحْمقَ مقصودُه صحيحٌ ولكن سلوكُه الطريق فاسدٌ. فلا تكوّن له رويةٌ صحيحةٌ في سلوكِ الطريقِ الْموصل إلى الغرض. وأما الْمجنونُ فإنه يَحتار ما لا ينبغي أن يَختارَ. فيكون أصلُ اختيارِه وإيثاره فاسدًا.

وأما خلقُ الشجاعة، فيصدر منهُ الكرَمُ والنجدة والشهَامةُ وكسرُ النفسِ والاحتمالُ والْحلم و الثبات وكظمُ الغيظِ والوقارُ والتودّد وأمثالُها، وهي أخلاقٌ مَحمودةٌ. وأما إفراطُها وهو "التهور". فيصدر منه الصلفُ والبذخُ والاستشاطةُ والتكبّر والعُجُب. وأما تفريطُها فيصدِر منه الْمهانةُ والذلّة والْجزَعُ والْخساسةُ وصِغرُ النفس والانقباض عن تناوُلِ الحق الواجب.

ثقاهةَ	قابل اعتماد ہونا	يَحتار	وہ کنفیوز ہوتا ہے	البذخُ	فضول خرچی
التفطّن	نوٹس لینا، سمجھنا	النجدة	دوسروں کو آسانی دینا	الاستشاطةُ	شدید چھپا ہوا غصہ
الجربزة	مکاری	الشهَامةُ	سخاوت	العُجُب	خود پسندی
الدهاء	عیاری	التودّد	محبت، پیار	الْجزَعُ	پریشانی، ڈپریشن
البله	حماقت	الصلفُ	شیخی بگھارنا	الْخساسةُ	گھٹیا پن

وأما خلقُ العفّة، فيصدُر منه السخاء والحياء والصبر والْمُسامَحة والقناعة والوَرَع واللطافة والْمساعدة والظرف وقِلّة الطمع. وأما ميلُها إلى الإفراط أو التفريط فيحصُلُ منه الحرص والشَرَه والوقاحة والخبث والتبذير والتقتيْر والرياء والْهتكة والْمجانةُ والعبث والْملق والحسد والشماتة والتذلّل للأغنياءِ واستحقارُ الفقراء وغير ذلك.

فأمهاتُ مَحاسن الأخلاق هذه الفضائل الأربعة: وهي الحكمة والشجاعة والعفة والعدل. والباقِيُ فروعُها. ولَم يبلغْ كمالَ الاعتدال في هذه الأربع إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم. والناسُ بعده متفاوِتُون في القُرب والبُعد منه. فكلّ مَن قَرُبَ منه في هذه الأخلاق فهو قريبٌ مِن الله تعالى بقدرِ قُربه من رسول الله صلى الله عليه وسلم....

ومن انفكَّ عن هذه الأخلاق كلّها واتّصَفَ بأضدادِها استحقّ أن يُخرَج مِن بين البلادِ والعبادِ. فإنه قد قَرُبَ من الشيطان اللعينِ الْمُبعَدِ...

فالإيْمانُ بالله وبرسولِه من غيْرِ ارتياب، هُو قوةُ اليقين. وهو ثَمرةُ العقلِ ومُنتَهى الحكمة. والْمُجاهدة بالْمالِ هُو السخاء. الذي يرجِعُ إلى ضبطِ قوة الشهوة والْمجاهدة بالنفسِ، هي الشجاعة. التي ترجِع إلى استعمال قوة الغضب على شرط العقل وحدِّ الاعتدال، فقد وَصَفَ اللهُ تعالى الصحابةَ فقال: "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" إشارةً إلى أنّ للشدّة موضعًا وللرحْمة موضعًا. فليس الكمالُ في الشدّة بكل حالٍ ولا في الرحْمةِ بكل حالٍ. فهذا بيان معنَى الخلقِ وحُسنه وقُبحه وبيان أركانه وثَمراته وفروعِه.

السخاء	سخاوت	مساعدة	ایکدوسرے کی مدد	العبث	بے کار کاموں سے لطف اندوزی
مُسامَحة	رواداری، معاف کرنا	الظرف	خوش مزاجی	الْملق	چاپلوسی
القناعة	قناعت، کم پر راضی رہنا	الوقاحة	بے شرمی	الشماتة	دوسرے کی تکلیف پر خوش ہونا
الوَرَع	خداخوفی	الْهتكة	سرکشی	ارتياب	شک ووہم
اللطافة	دوستانہ رویہ، مہربانی	الْمجانةُ	بدتمیزی		

صفة الإمام العادل (ابن عبد ربه، العقد الفريد)

كتب عمرُ بن عبد العزيز رضي الله عنه لَما وُلي الخلافة إلى الحسنِ بن أبي الحسن البصري أن يكتبَ إليه بصفةِ الإمام العادل. فكتب إليه الحسنُ رحِمه الله:

اعلم يا أميْر المؤمنين! أنّ الله جعل الإمامَ العادلَ قوامَ كلّ مائلٍ، وقَصْدَ كل جائرٍ، وصلاح كلّ فاسدٍ، وقوة كل ضعيفٍ، ونَصفَةَ كل مظلوم، ومَفزِعَ كل ملهوفٍ.

والإمام العادل، يا أميْر المؤمنين! كالراعي الشفيق على إبِله، الرفيقُ بها، الذي يرتاد لها أطيبُ المراعي، ويُذوِّدُها عن مراتِع الهلكة، ويَحميها من السِباع، ويكنها من أذى الحر والقر.

والإمام العادل، يا أمير المؤمنين! كالأب الْحانِي على ولدِه، يسعى لَهم صغارًا، ويعلّمُهم كبارًا؛ يكتسِبُ لهم في حياتِه، ويدّخِرُ لهم بعد مَماته.

والإمام العادل، يا أمير المؤمنين! كالأمّ الشفيقة البرة الرفيقة بولدها، حَملتْه كرهًا، ووضعتْه كرها، وربَته طِفلاً، تسهَرُ بِسَهرِه، وتسكُن بِسكونه، ترضِعُه تارةً، وتَفطِمُه أخرى، وتُفرِح بعافيته، وتغتَمُّ بشكايته.

والإمام العادل، يا أمير المؤمنين! وصِيُ اليتامى، وخازنُ المساكين. يربّي صغيْرهم، ويُموّن كبيْرهم. والإمام العادل يا أمير المؤمنين! كالقلبِ بين الجوارحِ، تصلِحُ الجوارحَ بصلاحه، وتفسد بفساده. والإمام العادل يا أمير المؤمنين! هو القائم بين اللهِ وبين عباده، يسمَعُ كلام الله ويُسمِعُهم. وينظُر إلى الله ويُريهم، وينقَادُ إلى الله ويَقُودُهم.

فلا تكن! يا أمير المؤمنين! فيما مَلَكَك الله عز وجل كعبدٍ ائتمَنَه سيّده، واستحفظَه ماله وعياله، فبَدَّدَ الْمالَ وشَرَّدَ العيال، فأفقر أهلَه وفرق ماله.

مَفزِعَ	پناہ کی جگہ	مراتِع	سبزہ	الْحاني	جھکا ہوا
ملهوف	پریشان	السِباع	وحشی درندے	تسهَرُ	وہ رات کو جاگتی ہے
يرتاد	وہ اکثر لاتا ہے	الحر والقر	گرم و سرد	يُموّن	وہ فراہم کرتا ہے

واعلم يا أمير المؤمنين! أنّ الله أنزل الحدودَ ليزجرَ بِها عن الخبائثِ والفواحش. فكيف إذا أتاها مَن يليها! وأنّ الله أنزل القصاصَ حياةٌ لعباده، فكيف إذا قتلَهم من يَقتصُّ لهم!

واذكر يا أميْر المؤمنين الموتَ وما بعده، وقِلّةَ أشياعِك عنده، وأنصارَك عليه، فتزوّد له ولما بعده من الفزعِ الأكبَر.

واعلم يا أمير المؤمنين! أن لك منْزلاً غير منْزلك الذي أنت فيه، يطُول فيه ثواؤك، ويفارِقُك أحبّاؤك، يسلّمونك في قعرِه فريداً وحيداً. فتزوّدْ له ما يصحبك "يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ."

واذكر يا أمير المؤمنين! "إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ. وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ." فالأسرارُ ظاهرةٌ، والكتاب لا يُغادِر صغيْرةٌ ولا كبيْرة إلا أحصاها. فالآن يا أمير المؤمنين وأنت مهل قبل حلولِ الأجل، وانقطاعِ الأمل.

لا تَحكم يا أمير المؤمنين في عباد الله بحكم الجاهلين، ولا تسلكْ بِهم سبيلَ الظالمين، ولا تُسلِّطْ الْمُستكبِرين على المستضعفين. فإنّهم لا يرقُبون في مؤمنٍ إلاً ولا ذمّة، فتبوءُ بأوزارِك مع أوزارِك، وتُحمل أثقالك مع أثقالك. ولا يغرّنك الذين يتنعمون بما فيه بؤسك، ويأكلون الطيبات في دنياهم بإذهابِ طيباتك في آخرتك. و لا تنظرْ إلى قدرتك اليوم، ولكن انظُر إلى قدرتِك غداً وأنت مأسورٌ في حبائلِ الْموت، وموقوفٌ بين يدي الله في مجمع من الملائكة والنبيين والمرسلين. وقد عنت الوجوه للحي القيوم.

إني يا أمير المؤمنين، وإن لَم أبلغْ بعظتِي ما بلغه أولو النهي مِن قبلي، فلم آلك شفقةً ونصحاً، فأنزل كتابِي إليك كمداوي حبيبه يسقيه الأدويةَ الكريهةَ لِما يرجو له في ذلك من العافية والصحة. والسلام عليك يا أمير المؤمنين ورحْمة الله وبركاته.

أشياعِ	گروہ، شیعہ کی جمع	حلولِ	آنا، اندر گھس جانا	بؤسك	کمینہ پن، بخل، کینہ

سببُ اختلاف الناس في أخلاقهم (أصفهانِي، الذريعة)

جَميع الفضائل النفسية ضربان: نظريّ وعمليٌّ، وكل ضرب منهما يَحصل على وجهَيْن:

أحدهُما: بِتعلّم بَشريّ يَحتاج فيه إلى زمان وتدرُّب ومُمارسة. ويتقوّى الإنسان فيه درجةٌ فدرجةٌ. وإن كان فيهم من يكفيه أدنَى مُمارسة. وفيهم من يَحتاج إلى زيادة مُمارسة، وذلك بِحسب اختلاف الطبائع في الذكاءِ والبلادة.

والثانِي: يَحصُل بفضلِ إلَهي نَحو، أن يُولَدَ إنسانٌ فيصيْرُ من غيرِ تعلّمٍ مِن البشرِ عالِمًا كعيسى ابن مريَم، ويَحيَى بن زكريا، وغيرهُما من الأنبياء عليهم السلام، الذين حصل لَهم من المعارفِ من غير مُمارسة ما لَم يَحصل للأنبياء غيرهم...

وكل ما كان بتدرّب فقد يكون بالطبعِ كصبِي يُوجَدُ صادقُ اللهجة، وسخيا وجريئًا، وآخرُ على عكسِ ذلك. وقد يكون بالتعلّم والعادة، فمن صار فاضلًا طبعًا وعادةً وتعلّمًا، فهو كاملُ الفضيلة. ومن كان رذلاً بثلاثتِها فهو كاملُ الرذيلة. (الذريعة)

تقسيمُ الْخَيْر (أصفهانِي، الذريعة)

الْخيْرات ثلاث: مُؤثَّرةٌ لذاتِها، ومؤثرة لغيرها ، ومؤثرة تارةً لذاتِها وتارةً لغيرها.

فالْمؤثرة لذاتِها، السعادةُ الأخرويّة والنفسية. والْمؤثرة لغيرها الدراهِمُ والدنانيْرُ. فإنّا لو تصوَّرنا ارتفاعَ الضرورات التِي تستدفَعُ بِها لكانت هي والحصباء سواء. والْمؤثرة تارة لذاتِها وتارةً لغيرها كصحةِ الجسم. فمعلومٌ أن الرِّجلَ، وإن أُرِيدت للمشي، فالإنسان يُريد أن يكون صحيحُ الرِجل وإن استغنَى عن المشي.

ويقال أيضًا : الْخيْرات ثلاث: نافعٌ، وجَميل ، ولذيذ. والشرور ثلاثة: ضارٌ، وقبيحٌ، ومُؤلَّمٌ.

تدرُّبٌ	پریکٹس، تربیت	الرذيلة	گھٹیا، قابل نفرت	مؤثرة لغيرها	کسی اور وجہ سے موثر
البلادة	کند ذہن ہونا	مُؤثَّرةٌ لذاتِها	اپنی ذات میں موثر	الحصباء	کنکریاں

البواعِثُ على فعلِ الْخيْرِ وتَحرّي الفضائل (أصفهاني، الذريعة)

البواعث على فعلِ الْخيْرات الدنيوية ثلاثة: أدناها: الترغيب والترهيب ممن يرجى نفعَه ويَخشى ضرّه. والثانِي: رجاءُ الحمد وخوفُ الذم مِمن يعتدّ بِحمدِه وذمّه. والثالث: تَحرّي الخيْر وطلبُ الفضيلة.

فالأول: مِن مُقتضى الشهوةِ وذلك من فعلِ العامة. والثاني: مِن مقتضى الحياءِ وهو من فعلِ السلاطين وكِبارِ أبناء الدنيا. والثالث: من مقتضى العقل ، وذلك من فعل الحكماء. ولهذه المنازل الثلاث قِيل: خيرٌ ما أُعطِيَ الإنسانُ عقل يَردَعُه. فإن لم يكن فحياءٌ يَمنعُهُ، فإن لَم يكن فخوفٌ يقمَعُه، فإن لم يكن فمال يسترُه، فإن لم يكن فصاعقةٌ تُحرِّقُه فتُريحُ منه العبادُ والبلاد.

وكذلك البواعث على الخيرات الأخروية ثلاثة: الأول: الرغبة في ثوابِ اللَّه تعالى والْمخافةُ من عقابه، وذلك منْزلةُ العامة. الثاني: رجاءُ حَمده ومَخافة ذمّه، وذلك منْزلة الصالحيْن. والثالث: طَلبُ مرضاتِ اللَّه تعالى فِي الْمتحريات، وذلك منْزلة النبيين، والصديقين، والشهداء، وهي أعزّها وجودًا.

الاعتدالُ في مطالبِ الجسم والعقل (مسكوية، الهوامل الشوامل)

أما طلبُ الدنيا فضروري للإنسان لما ذكرناه. فإن وجودَه بأحد جزأيه طبيعيّ. ولا بد من إقامةِ هذا الجزء بِمادته، لأنه سيالٌ دائمُ التحلّلِ ولا بدّ من تعويضِ ما يتحلّل منه. ولَم ينه العلم عن هذا المقدارِ. وإنّما نَهَى عن الزيادة على قدر الحاجة إذ كانت الزيادةُ مذمومةٌ... فمن طلبَ بالعلم من الدُنيا قدرَ الحاجة في حفظ الصِحّة على الجسد، فهو مُصيبٌ تابِعٌ لِما يرسَمه العقل ويأمر به العلم. ومن طلب أكثر من ذلك فهو مفرّطٌ مُسرفٌ.

مطالعہ کیجیے! کامیابی کے راز کیا ہیں؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0015-Secrets.htm

صاعقةٌ	آسمانی بجلی	الْمتحريات	تلاش کی گئی چیزیں	تعويضِ	اطمینان

الإنفاقُ الْمحمود والإنفاق الْمذموم (مسكوية، الهوامل الشوامل)

الإنفاقُ ضربان: مَمدوح ومذموم. فالْممدوح: منه ما يكسبُ صاحبُه العدالةَ. وهو بذلٌ ما أوجبت الشريعةُ بذلَه، كالصدقة الْمفروضة، والإنفاقِ على العيال. ومنه ما يكسبُ صاحبه أجرًا وهو الإنفاقُ على من ألزمت الشَريعةُ الإنفاقَ عليه. ومنه ما يكسبُ صاحبُه الحريةَ، وهو بذلٌ ما ندبت الشريعة إلى بذله. فهذا يكتسِبُ من الناس شكرًا ، ومن ولِي النعمة أجرًا.

والْمَذموم ضربان: إفراطٌ: وهو التبذيرُ والإسراف. وتفريط : وهو التقتيْرُ والإمساك. وكلاهُما يُراعى فيه الكيفية والكمية. فالتبذيرُ من جهةِ الكمية أن يُعطي أكثر مِما يَحتمِلُه حاله. ومن جهةِ الكيفية فبأن يضعَه في غير موضعِه.

والاعتبار فيه بالكيفية أكثر منه بالكمية. فرُبّ مُنفقٌ درهَمًا من ألوف وهو في إنفاقه مُسرف وببذلِه مُفسد ظالِمٌ، كمن أعطى فاجرةً درهَمًا ، أو اشترى خَمرًا. ورُب منفقُ ألوفًا لا يَملك غيرها هو فيها مقتصدٌ وببذلِها مُجتهد. كما روي في شأن الصديق أبي بكر رضي الله عنه. وقد قيل لِحكيم: "متَى يكون بذَلُ القليل إسرافًا والكثيْرُ اقتصادًا؟" قال: "إذا كان بذلُ القليل في باطل وبذل الكثيْر في حق."

والتقتيْرُ من جهة الكمية أن ينفق دُون ما يَحتمله حاله. ومن حيث الكيفيةِ أن يَمنع من حيثُ يَجِب، ويضعُ حيث لا يَجِبُ.

والتبذيرُ عِند الناس أحْمَدُ، لأنه جُودٌ لكنّه أكثر مِما يَجبُ. والتقتيْرُ بُخلٌ، والجودُ على كل حالٍ أحْمد من البخلِ. لأن رجوعَ الْمبذّرِ إلى السخاءِ سهلٌ، وارتقاءُ البخيل إليه صعبٌ. ولأن المبذرَ قد ينفعُ غيرَه وإن أضَرَّ بنفسِه والْمُقتر لا ينفع غيره ولا نفسه.

على أن التبذيرَ في الحقيقة هو من وجه أقبحُ، إذ لا إسرافَ إلا وبِجانبه حقٌ مُضيعٌ. ولأن التبذيرَ يؤدّي بصاحبه إلى أن يظلمَ غيره. ولهذا قيل: الشحيح أعذَرُ من الظالِم؛ لأنه جاهلٌ بقدرِ الْمالِ الذي هو سببُ استبقاءِ النفس، والجهلُ رأس كل شرّ. والْمُتلاف المبذر ظالم من وجهين: لأخذهِ من غير موضعِه، ووضعه في غير موضعه.

الجنون وما إليه (أصفهانِي، الذريعة)

والْجَنون : هو عارضٌ يغمُرُ العقلَ. والْحُمْقُ: قِلّة التنبُّه لطريقِ الحقّ. وكلاهُما يكونان تارةً خلقةً وتارةً يكونان عارضًا. وقد عظُم الحمقُ ما لَم يعظمْ الجنون. وقد قصد الشاعرُ ذلك في قوله :

لكلّ داءٍ دواءٌ يستَطِبٌّ به ... إلا الحماقةَ أعيتُ مَن يداويها

..ومما يفرّق به بينهما أن الْمجنونَ: يكون غرضُه الذي يريدُه ويؤُمّه فاسدًا ويكون سلوكُه إلى غرضِه صوابًا. والأحْمق: الذي يكون غرضُه الذي يريده صحيحًا وسلوكُه إليه خطأً...

وأما البله: فقِلّة التنبه على الأمور، و يُضادُه الكَيِّس. وقد تقدم أنّ البله والكيس قد يُقالان تارةً باعتبار الأمورِ الدنيوية، وتارة يكونان بالأمور الأخروية. فمن كان في إحداهُما كيِّسًا كان في الأُخرى أبلهًا. وقد قال الصديق رضي الله عنه: "أكيَس الكيس التقي ، وأحْمق الحمق الفجور."

وأما الرقيع: فالذي يلصَقُ بقلبِه كل محالٍ كأنه رُقع بذلك.

والأرعنُ: الذي يأتِي بِما يَخرج عن الصوابِ، تشبّهًا برعنِ الجبلِ وهو الحيدُ منه.

والأحْمق: هو الناقص العقلِ من قولهم : انْحمقتِ السوق، أي : نقصت.

والغمارةُ: قِلّة التجربة في الأمور العملية، مع تَخيّل سليم. وقد يكون الإنسان غمرًا في شيء غير غمرٍ في شيء آخر.

والْخَرَقُ: يُقال في الجاهل بالعلوم العملية، وذلك هو أن يفعلَ أكثر مما يَجب أو أقل، أو على غيرِ النظام الْمحمود.وفسادُ كلِّ عمل لا يعدو هذه الوجوه الثلاثة. ويُضاده الحذق.

والغَيّ : اتباع الْهوى وترك ما يقتضيه العقل.

يستَطِبُّ	وہ طبی مشورہ لیتا ہے	يؤُمّ	وہ ذمہ داری لیتا ہے	الأرعنُ	احمق، سادہ لوح
أعيتُ	زیادہ تھکا ہوا	الرقيع	بے وقوف	الحيدُ	گمراہی
يداوي	وہ ڈیل کرتا ہے	يلصَقُ	وہ اٹیچ کرتا ہے	الْخرقُ	حماقت

والضلالُ: أن يُقصد لاعتقاد الحق، أو فعل الجميل، أو قول الصدق، فظنّ بتقصيره وسوءِ تصوّره فيما كان باطلًا أنه حقّ، فيَعتَقدُه، أو فيما كان كذبًا أنه صدقٌ فيقوله، أو فيما هو قبيحٌ أنه جَميل ففعله. والجهل : عام في كل ذلك.

والْخَب: استعمال الدهاءِ في الأمور الدنيوية ، صغيرها وكبيرها. والجربزة : مثله لكن تُقال فيما تقتضي الأمور الدينية. والدهاء : مثله لكن يُقال في الأمور العظام إذا أدرك غاياتُها...

ومن الجهل: الكفرُ؛ وهو عنادُ الإنسان للحقّ على سبيلِ التكذيب له لا بيقيْنٍ. وأصلُه: سَترُ ما جعلَه اللّه تعالى للإنسان بفطرته وصبغته من الْمعارف بما يستعملُه ويتحرّاه من عناده الحق، ومن ترك النظر، والإخلالِ بتزكيةِ النفس، المعنَى بقوله تعالى: ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا.“

الأخلاق الحاصلةُ من الحضارةِ والترف (ابن خلدون، مقدمة)

أنّ غايةَ العُمران هي الحضارة والترف. وأنه إذا بلغ غايتَه، انقلبَ إلى الفساد وأخذ في الْهرم، كالأعمارِ الطبيعية للحيوانات. بل نقول إنّ الأخلاقَ الحاصلةَ من الحضارة والترف هي عينُ الفساد. لأن الإنسانَ إنّما هو إنسانٌ باقتداره على جلبِ منافعه ودفع مضارِه واستقامة خَلقه للسعي في ذلك... والحضري بما قد فَقَدَ من خُلق البأسِ بالترف.. فهو لذلك عيالٌ على الحاميه التي تُدافِعُ عنه. ثم هو فاسد أيضاً في دينه غالباً بما أفسدت منه العوائدُ وطاعتها. وما تُلوِّنَت به النفس من ملكاتِها كما قررناه، إلا في الأقلّ النادر.

وإذا فسَدَ الإنسان فى قدرته، ثُم في أخلاقه ودينه، فقد فسدت إنسانيتُه وصار مَسخاً على الحقيقة. وبهذا الاعتبار كان الذين يتقربون ... إلى البداوة والخشونة، أنفع من الذين يَترَبُون على الحضارةِ وخلقها.

جلبِ	حاصل کرنا	عيالٌ على	دوسرے پر بوجھ	البداوة، الخشونة	دیہاتی پن، سختی
البأسِ	مصیبت	تُلوِّنَت	اسے رنگ دیا گیا	يَترَبُونَ	اس پر مٹی پڑتی ہے

خاصية قلب الإنسان (غزالي، أحياء العلوم)

قد أنعم الله به على سائرِ الحيوانات سوى الآدمي إذ للحيوان الشهوة والغضب والحواسُ الظاهرةُ والباطنة أيضًا حتّى إن الشاةَ ترى الذئبَ بعينها، فتعلَمُ عداوتَه بقلبها، فتَهرُبُ منه. فذلك هو الإدراكُ الباطن. فلنذكرُ ما يَختصّ به قلب الإنسان ولأجلِه عظم شرفه واستأهُلِ القرب من الله تعالى وهو راجعٌ إلى علم وإرادة.

أما العلم: فهو العلم بالأمور الدنيوية والأخروية والحقائق العقليةِ. فإن هذه أمور وراءُ الْمحسوساتِ ولا يُشاركه فيها الحيوانات. بل العلومُ الكلية الضرورية مِن خواص العقلِ...

وأما الإرادة: فإنّه إذا أدرك بالعقلِ عاقبةُ الأمر وطريقُ الصلاح فيه، انبَعَثَ من ذاته شوقٌ إلى جهةِ الْمُصلحة وإلى تعاطِي أسبابها والإرادة لَها. وذلك غيْرُ إرادة الشهوة وإرادة الحيوانات، بل يكون على ضدّ الشهوةِ. فإن الشهوةَ تَنفرُ عن الفصد والحجامة، والعقلُ يُريدها ويطلبُها ويبذِلُ المالَ فيها. والشهوةُ تَميل إلى لذائذِ الأطعمة في حين المرضِ، والعاقل يَجدُ في نفسِه زاجرًا عنها..

ولو خلق الله العقلَ الْمعرّف بعواقبِ الأمور ولَم يَخلق هذا الباعث الْمحرّك للأعضاءِ على مُقتضى حكمِ العقل، لكان حكمُ العقل ضائعًا على التحقيق. فإذن قلبُ الإنسان اختصّ بعلمٍ وإرادة ينفكّ عنها سائر الحيوان، بل ينفك عنها الصبِي في أول الفطرةِ. وإنّما يُحدث ذلك فيه بعد البلوغ. وأما الشهوة والغضب والحواس الظاهرة والباطنة فإنها موجودة في حق الصبِي.

آج کا اصول: بعض اوقات لفظ "مِن" بعض یا کچھ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے مِنَ الناسِ (بعض لوگ)، جَاءَ الْمُعَذِّرُونَ منَ الأَعْرَاب (دیہاتیوں میں سے کچھ معذرت کرنے والے آئے)، ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ (یہ خبروں میں سے کچھ ہیں) وغیرہ۔ اسے مِنْ التَبعِيضِيّة کہتے ہیں۔

الفصدِ	خون نکالنا	الحجامة	پچھنے لگانا، قدیم دور میں یہ علاج کا طریقہ تھا جس میں خون نکالا جاتا تھا

مَجامعُ أوصافِ القلب (غزالي، أحياء العلوم)

اعلم أن الإنسانَ قد اصطحَبَ في خلقته وتركيبه أربعُ شوائب. فلذلك اجتمَعَ عليه أربعةُ أنواعٍ من الأوصاف وهي: الصفات السبعِيَّةُ والبهيميّة والشيطانية والربانية.

فهو من حيثُ سلّط عليه الغضبُ يتعاطَى أفعالَ السباعِ من العداوة والبغضاءِ والتهجّم على الناسِ بالضربِ والشتمِ. ومن حيثُ سلّطتْ عليه الشهوة يتعاطَى أفعالَ البهائِم من الشرَه والحرصِ والشبقِ وغيْره.

ومِن حيث إنّه في نفسه أمرٌ ربّانِيّ. كما قال الله تعالى: "قُلِ الرُوحُ مِن أمرِ ربِّي." فإنّه يدعي لنفسه الربوبية. ويُحِبّ الاستيلاءَ والاستعلاءَ والتخصّص والاستبداد بالأمور كلّها والتفرُّدَ بالرياسةِ والانسلالَ عن رَبقة العبودية والتواضُعِ. ويشتهي الاطلاعَ على العلومِ كلّها. بل يدعي لنفسه العلمَ والمعرفة والإحاطة بحقائقِ الأمور. ويفرَحُ إذا نُسبَ إلى العلمِ ويَحزُنُ إذا نُسب إلى الجهلِ. والإحاطةُ بجميعِ الحقائق والاستيلاءُ بالقهرِ على جَميعِ الخلائق مِن أوصاف الربوبيةِ وفي الإنسان حرصٌ على ذلك .

ومن حيثُ يَختصّ من البهائِمِ بالتمييز مع مشاركته لها في الغضبِ والشهوة حصلتْ فيه شيطانيةٌ فصار شريرًا. يستعملُ التمييزَ في استنباط وُجوه الشرّ، ويتوصّل إلى الأغراضِ بالمكرِ والحيلةِ والخداعِ. ويظهَرُ الشرُّ في معرضِ الخيْرِ. وهذه أخلاق الشياطين.

وكل إنسان فيه شوبٌ من هذه الأصول الأربعة: أعنِي الربانية والشيطانية والسبعية والبهيمية. وكلّ ذلك مجموعٌ في القلبِ فكأنّ الْمجموعَ في إهابِ الإنسان: خنْزيرٌ وكلب وشيطان وحكيم.

اصطحَبَ	وہ ساتھ ہوتا ہے	البهيميّة	جانور کی طرح کا وحشی پن	الانسلال عن	بچنا
شوائب	آمیزہ، مکسچر	التهجّم	حملہ کرنا، جارح ہونا	رَبقةِ	جال
السبعِيَّةُ	درندگی	الشبقِ	جنسی خواہش	إهابِ	جلد

فالْخنْزير هو الشهوةُ. فإنه لم يكن الخنْزير مذمومًا للونه وشكله وصورته، بل لجَشعه وكَلبه وحِرصِه. والكَلَبُ هو الغضبُ. فإنّ السبعَ الضاريّ والكلبُ العقورُ ليس كلبًا وسبعًا باعتبارِ الصورةِ واللونِ والشكلِ، بل روحٌ معنَى السبعيةِ الضراوةِ والعدوان والعَقر. وفي باطنِ الإنسان ضراوةُ السبعِ وغضبُه وحرصُ الخنْزيرُ وشبقُه. فالخنْزير يدعو بالشرَهِ إلى الفحشاءِ والمنكرِ والسبع بالغضبِ إلى الظلم والإيذاءِ.

والشيطان لا يزال يُهِيجُ شهوةَ الخنْزير وغيظَ السبعِ ويُغري أحدَهُما بالآخرِ. ويَحسنُ لهما ما هُما مَجبولان عليه.

والحكيم الذي هو مثالُ العقلِ مأمور بأن يدفعَ كيدَ الشيطان ومكرَه، بأن يكشفَ عن تلبيسه ببصيْرته النافذةِ ونُورِه المشرق الواضحِ، وأن يكسرَ شرهَ هذا الخنْزير... يكسرُ سورةَ الشهوةِ ويدفَعُ ضراوةَ الكلب ... ويَجعل الكلبَ مقهورًا تَحت سياستِه.

فإن فَعَلَ ذلك وقدّر عليه، اعتَدَل الأمرُ وظهر العدلُ في مَملكة البدَنِ وجرى الكلُّ على الصراطِ الْمستقيم. وإن عَجَزَ عن قهرِها وقُهِرُوه واستخدمُوه، فلا يزال في استنباطِ الْحِيَلِ وتدقيقِ الفكرِ لِيشبَعَ الخنْزيرَ ويرضَى الكلبَ، فيكون دائمًا في عبادة كلبٍ وخنْزيرٍ.

وهذا حالُ أكثرِ الناس مهما كان أكثرُ هِمّتهم: البَطَنُ والفَرجُ ومُنافسةُ الأعداءِ والعُجب منه. أنّه يُنكرُ على عبدة الأصنامِ عبادتهم لِلحجارة. ولو كُشفَ الغطاءُ عنه وكُوشفَ بحقيقة حاله ومثّلَ له حقيقةَ حالِه... لرَأَى نفسَه مَاثلاً بين يدي خنْزيرِ ساجدًا له مرّة وراكعا أُخرى ومُنتظِرا لإشارتِه وأمرِه. فمهما هاج الخنْزيرُ لطلب شيءٍ من شهواتِه انبعث على الفورِ في خدمتِه وإحضارِ شهوتِه. أو رأى نفسَه ماثلا بين يدي كلبٍ عقورٍ عابدًا له مُطيعًا سامعًا. لَما يقتضِيه ويلتمسُه مدقّقًا بالفكر في حيلِ الوصول إلى طاعتِه.

جَشع	مادیت کی شدید خواہش	الضراوةِ	وحشی پن	سياسة	پالیسی
العقورُ	کاٹنے والا	مَجبول	ڈھلا ڈھلایا	كُشِفَ	اسے ظاہر کیا گیا

وهو بذلك ساعٍ في مُسِرَّة شيطانه، فإنه الذي يهيجُ الخنْزير ويُثيْرُ الكلبَ ويبعثُهما على استخدامه. فهو من هذا الوجه يعبُدُ الشيطانَ بعبادتِهما، فليُراقبْ كل عبد حركاتَه وسكناتَه وسكوتَه ونطقَه وقيامه وقعودَه، ولينظرْ بعينِ البصيرة فلا يرى إن أنصَفَ نفسَه إلا ساعيًا طُول النهارِ في عبادة هؤلاء.

وهذا غايةُ الظلم، إذ جُعِلَ المالكُ مَملوكًا والربُّ مربوبًا والسيّدُ عبدًا والقاهرُ مقهورًا. إذ العقلُ هو المستحقُ للسيادة والقهرِ والاستيلاء. وقد سخَّرَهُ لخدمة هؤلاء الثلاثة. فلا جَرَمَ ينتشرُ إلى قلبِه من طاعةِ هؤلاء الثلاثة صفاتٌ، تتراكم عليه حتّى يصير طابعًا ورينًا مُهلكًا للقلبِ ومُميتًا له.

أما طاعة خنْزيرِ الشهوة، فتصدرُ منها صفة الوقاحة والْخُبث والتبذير والتقتيْر والرياءِ والْهتكةِ والْمجانة والعبث والحرص والجشع والْملق والحسد والحقد والشماتة وغيرها.

وأما طاعةُ كلبِ الغَضَب، فتنتَشِرُ منها إلى القلبِ صفةُ التهوُّرِ والبذالة والبذخِ والصلفِ والاستشاطةِ والتكبّر والعُجب والاستهزاءِ والاستخفاف وتَحقيْرِ الخلق وإرادةِ الشر وشهوةِ الظلمِ وغيْرها.

وأما طاعةُ الشيطان بطاعة الشهوة والغضبِ، فيحصُلُ منها صفة المكرِ والخداعِ والحيلة والدهاءِ والجرأة والتلبيس والتضريبِ والغشّ والْخب والْخنا وأمثالِها.

ولو عُكِسَ الأمر وقُهِرَ الجميع تَحت سياسةِ الصفة الربّانية، لاستقَرّ في القلب من الصفاتِ الربانية: العلم والحكمة واليقين والإحاطة بِحقائق الأشياء، ومعرفة الأمور على ما هي عليه، والاستيلاءِ على الكلّ بِقوّة العلم والبصيرة، واستحقاق التقدّم على الخلق لكمال العلم وجلالِه.

مُسِرَّة	خوش	الحقد	کینہ	الاستشاطة	شدید غصے سے جلنا
يهيجُ يُثيْرُ	وہ ترغیب دیتا ہے	البذخِ	فضول خرچی	التضريب	ملاوٹ
تتراكم	ترتیب سے	الصلفِ	شیخی بگھارنا	الْخنا	فحش گفتگو

سبق 13A: اطلاق و تقیید

> **تعمیر شخصیت**
> رات کے آخری حصے میں کچھ وقت نکال کر اللہ تعالی سے اپنا تعلق مضبوط کیجیے۔

سبھی زبانوں میں بعض جملے عمومی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی قید نہیں لگائی گئی ہوتی۔ بعض جملوں میں کچھ حدود و قیود لگا دی جاتی ہیں۔ مثلاً جاء زید ایک سادہ جملہ ہے۔ اس میں کوئی تفصیل یا حدود و قیود مقرر نہیں کی گئیں۔ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کیسے آیا؟ کہاں سے آیا؟ کیوں آیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ کہا جائے کہ جاء زید راکبا علی الفرس من المکۃ للدراسۃ۔ تو اس میں ان تمام سوالات کے جوابات موجود ہیں۔ عربی میں ان تفصیلات کو "قید" کہا جاتا ہے اور ایسے جملوں کو "مقید" کہا جاتا ہے۔ اگر جملے کو بغیر کسی قید کے بیان کیا جائے تو اسے "اطلاق" کہتے ہیں اور ایسے جملے کو "مطلق" کہا جاتا ہے۔ اگر کلام کرنے والا جان بوجھ کر بات کو غیر مقید رکھنا چاہے تو وہ مطلق جملہ بولتا ہے ورنہ تمام قیود بالعموم بیان کر دی جاتی ہیں۔ جملوں میں قیود لگانے کے مختلف طریقے ہیں جن میں حال، نواسخ، شرط، بدل شامل ہیں۔ ہم ایک ایک کر کے ان پر بات کریں گے۔

حال

آپ پڑھ چکے ہیں کہ حال کا مقصد فعل کی حالت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم صفت، اسم تفضیل اور اسم المبالغہ کو بطور حال استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لاعِبِينَ۔ اس آیت میں لفظ لاعِبِينَ آسمان و زمین کی تخلیق کی حالت کو بیان کر رہا ہے۔ یہ جملے میں لگی ہوئی ایک قید ہے۔

نواسخ

یہ ایسے افعال ہوتے ہیں جو جملے معنی میں کچھ قیود کا اضافہ کرتے ہیں۔ انہیں افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ان کی تفصیل آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں۔ اسے یہاں ایک بار پھر دوہرا لیجیے۔

- کان : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں ہونے کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے زیدٌ قائمٌ (زید کھڑا ہے)، کان زیدٌ قائمًا (زید کھڑا تھا) ہو جائے گا۔
- ظَلَّ : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں دن کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے ظل زیدٌ قائمًا (زید دن کے وقت کھڑا ہو گیا)۔
- بات : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں رات کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے باتَ زیدٌ قائمًا (زید رات کے وقت کھڑا ہو گیا)۔
- أصبَحَ : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں صبح کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے أصبَحَ زیدٌ قائمًا (زید صبح کے وقت کھڑا ہو گیا)۔
- أمسی : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں شام کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے أمسی زیدٌ قائمًا (زید شام کے وقت کھڑا ہو گیا)۔
- أضحی : یہ جملہ اسمیہ کو ماضی میں صبح کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے أضحی زیدٌ قائمًا (زید صبح کے وقت کھڑا ہو گیا)۔

بعض اوقات یہ الفاظ وقت کی تخصیص کے بغیر بھی محض "ہو گیا" کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

نواسخ میں افعال قلوب بھی شامل ہیں۔ یہ وہ افعال ہیں جو انسانی ذہن سر انجام دیتا ہے:

- كاد، أوشك : یہ جملے میں "ہوا چاہتا ہے" یا "قریب ہے کہ" کا مفہوم پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے كاد زيدٌ أن يَموت (زید بس مرنے ہی والا ہے)۔
- وجد، ألفى، درى، تعلّم : یہ بھی انسانی ذہن کے کام ہیں جیسے وَجَدتُ زيدٌ قائمًا (میں نے زید کو کھڑا پایا)۔ ان میں یقین کا مفہوم پایا جاتا ہے۔
- حَسب، ظنَ : یہ بھی انسانی ذہن کے کام ہیں مگر ان میں شک کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے ظننتُ زيدٌ قائمًا (میرا خیال تھا کہ زید کھڑا تھا)۔

شرط

شرط سے متعلق الفاظ بھی جملے میں قیود کا اضافہ کرتے ہیں:

- إنْ : یہ حال یا مستقبل میں کسی شرط کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس میں یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ شرط کا پورا ہونا یقینی نہیں ہے۔ جیسے انصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنتُمْ فَاعِلِينَ۔ اس کے ساتھ عام طور پر وہ معاملات آتے ہیں جو کبھی کبھار ہوں۔
- إِذَا : یہ حال یا مستقبل میں کسی یقینی شرط کے لئے آتا ہے۔ مثلاً الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ۔ ایسے معاملات جو ہوتے رہتے ہوں، اس کے ساتھ وہ معاملات آتے ہیں جو باقاعدگی سے ہوتے رہتے ہوں جیسے فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى۔ جب اذا کو ماضی کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ شرط کا مفہوم نہیں دیتا۔
- لَوْ : یہ ماضی میں کسی شرط کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے لَوْ شَاءَ اللَّهُ لأَنزَلَ مَلائِكَةً۔

بدل

یہ کسی بات کی وضاحت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں اسے "میرا مطلب ہے" "یعنی کہ" وغیرہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے:

- بدل الكل : وہ بدل جو اپنے مبدول منہ کے پورے حصے کی وضاحت کرے۔ جیسے جاء إبني علي۔ یہاں لفظ علی اور ابنی دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔
- بدل البعض: وہ بدل جو اپنے مبدول منہ کے کچھ حصے کی وضاحت کرے۔ جیسے سافر الجند أغلَبُهُ۔ یہاں اغلبہ ، جند کی وضاحت کر رہا ہے کہ لشکر کے پورے حصے نے سفر نہیں کیا بلکہ غالب حصے نے سفر کیا تھا۔
- بدل الإشتمال : وہ بدل جو اپنے مبدول منہ کے کسی پہلو کی وضاحت کرے جیسے نفعنِي الأستاذ علمَهُ۔
- بدل الغلط : وہ بدل جو کسی غلطی کی وضاحت کرے جیسے طلع البدرُ الشمسُ۔ یہاں بولنے والا غلطی سے سورج کی جگہ چاند بول گیا تھا، مگر اس نے اپنی غلطی کی وضاحت کر دی۔

سبق 13A: اطلاق و تقیید

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ قید کی قسم بیان کیجیے اور واضح کیجیے کہ قید لگانے سے مفہوم میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لاعِبِينَ (21:16)	حال	یہاں لفظ "لاعبینَ" وضاحت کر رہا ہے کہ آسمان و زمین کی یہ تخلیق محض کھیل کود نہیں ہے۔
فَأَخْرَجَ بِهِ مِنْ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَكُمْ (2:25)		
نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وَجُوهِهِمْ عُمْياً وَبُكْماً وَصُمّاً (17:97)		
وَيَدْعُ الإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الإِنسَانُ عَجُولاً (17:11)		
وَلا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ فَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُوماً مَدْحُوراً (17:39)		
قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذاً لابْتَغَوْا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلاً (17:42)		
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوا لآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ كَانَ مِنْ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلاً (18:50)		
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً (18:54)		
فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ (26:157)		

عربي	قسم	تجزیہ
فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (29:37)		
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ (2:19)		
تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ (42:5)		
تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنْ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ (67:8)		
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (9:117)		
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً (3:37)		
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّاباً رَحِيماً (4:64)		
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لا يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَلا يَهْتَدُونَ (2:170)		
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمْ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ (9:16)		
وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لا يَعْلَمُ كَثِيراً مِمَّا تَعْمَلُونَ. وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمْ الَّذِي ظَنَنتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنْ الْخَاسِرِينَ (41:22-23)		

مطالعہ کیجیے! سستی اور کسل مندی پر قابو کیسے پایا جائے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0016-Procrastination.htm

عربي	قسم	تجزیہ
كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآناً عَرَبِياً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (41:3)		
وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَقُولَ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِباً (72:5)		
إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ (2:70)		
قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (2:94)		
وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (2:103)		
وَقَالَ الَّذِينَ لا يَعْلَمُونَ لَوْلا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ (2:118)		
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَراً وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَداً بَعِيداً (3:30)		
إِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمْ الأَنَامِلَ مِنْ الْغَيْظِ (3:119)		
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ (3:135)		
فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (3:159)		

اس سبق میں ہم ڈاکٹر مناع القطان کی کتاب "مباحث فی علوم القرآن" کے منتخب حصوں کا مطالعہ کریں گے۔ اس کتاب کا موضوع قرآن سے متعلق علوم ہیں۔

تعمیر شخصیت
ہمیں خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اللہ کا پیغام غیر مسلموں تک پہنچانا چاہیے نہ کہ نفرت کے جذبے سے۔

التعريفُ بالعلمِ (القرآنِ) وبيان نشأتِه وتطوّره

القرآن الكريم هو معجزة الإسلام الخالدة التي لا يزيدها التقدّم العلمي إلا رسوخًا في الإعجازِ، أنزَلَه الله على رسولنا محمد صلى الله عليه وسلم ليُخرجَ الناس من الظلمات إلى النور، ويَهديهم إلى الصراط المستقيم. فكان صلوات الله وسلامه عليه يبلغه لصحابته – وهم عرب خُلَّصٌ – فيفهمونه بسليقتِهم.

وإذا التبس عليهم فهم آية من الآيات سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عنها... وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُفَسِّرُ لهم بعض الآيات. وحَرَصَ الصحابة على تلقي القرآن الكريم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وحفظِه وفهمه، وكان ذلك شرفًا لهم. عن أنس رضي الله عنه قال: "كان الرجل منا إذا قرأ البقرة وآل عمران جَدَّ فينا." أي عَظُم.

وحرصُوا كذلك على العملِ به والوقوفِ عند أحكامه. رُوِيَ عن أبي عبد الرحْمن السلمي أنه قال: "حدثنا الذين كانوا يقرئوننا القرآن، كعثمان بن عفان وعبد الله بن مسعود وغيرهُما، أنّهم كانوا إذا تعلّموا من النبِي صلى الله عليه وسلم عشر آيات لَم يُجاوزوها حتّى يتعلموا ما فيها من العلم والعمل." قالوا: "فتعلّمنا القرآن والعلم والعمل جَميعًا."..

جاءت خلافة عثمانَ رضي الله عنه، واقتضت الدواعي التي سنذكرها فيما بعد إلى جَمع المسلمين على مصحفٍ واحد، فتمّ ذلك، وسُمِّيَ بالمصحف الإمام، وأُرْسلت نسخ منه إلى الأمصار، وسُمِّيَتْ كتابته بالرسم العثمانِي، نسبة إليه، ويُعتبر هذا بداية لـــ "علم رسم القرآن".

ثم كانت خلافة عليٍّ رضي الله عنه فوضع أبو الأسود الدؤلي بأمرٍ منه قواعدَ النحو، صيانةً لسلامة النطق، وضبطًا للقرآن الكريم، ويُعتبر هذا كذلك بداية لـــ "علم إعراب القرآن."

استمرّ الصحابة يتناقلون معانِي القرآن وتفسير بعض آياته على تفاوتٍ فيما بينهم، لتفاوت قدرِتهم على الفهم، وتفاوت ملازمتهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم. وتَنَاقَلَ عنهم ذلك تلاميذهم من التابعين.

ومن أشهر المفسرين من الصحابة: الخلفاء الأربعة، وابن مسعود، وابن عباس، وأُبَيٌّ بن كعب، وزيد بن ثابت، وأبو موسى الأشعري، وعبد الله بن الزبيْر. وقد كثُرت الرواية في التفسير عن: عبد الله بن عباس، وعبد الله بن مسعود، وأُبَيٍّ بن كعب، وما رُوِيَ عنهم لا يتضمّن تفسيْرًا كاملًا للقرآن. وإنّما يقتصر على معانِي بعض الآيات، بتفسير غامضِها، وتوضيح مُجملها.

أما التابعون، فاشتهر منهم جَماعة، أخذوا عن الصحابة، واجتهدوا في تفسير بعض الآيات. فاشتهر من تلاميذ ابن عباس بمكة: سعيد بن جبير، ومجاهد، وعِكرمة مولى ابن عباس، وطاوس بن كيسان اليماني، وعطاء بن أبي رباح. واشتهر من تلاميذ أُبَيٍّ بن كعب بالمدينة: زيد بن أسلم، وأبو العالية، ومحمد بن كعب القرظي. واشتهر من تلاميذ عبد الله بن مسعود بالعراق: علقمة بن قيس، ومسروق، والأسود بن يزيد، وعامر الشعبي، والحسن البصري، وقتادة بن دعامة السدوسي... والذي رُوِيَ عن هؤلاء جَميعًا يتناول: علم التفسير، وعلم غريب القرآن، وعلم أسباب النُزول، وعلم المكيّ والمدنِي، وعلم الناسخ والمنسوخ، ولكن هذا كله ظل مُعتمدًا على الرواية بالتلقين.

جاء عصرُ التدوين في القرن الثانِي، وبدأ تدوين الحديث بأبوابه المتنوعة، وشَمَلَ ذلك ما يتعلق بالتفسير، وجَمع بعض العلماء ما رُوِيَ من تفسير للقرآن الكريم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أو عن الصحابة، أو عن التابعين.

واشتُهِرَ منهم: يزيد بن هارون السلمي المتوفى سنة 117 هجرية، وشُعْبَة بن الحجاج المتوفى سنة 160 هجرية، ووكيع بن الجراح المتوفى سنة 197 هجرية، وسفيان بن عُيينة المتوفى سنة 198 هجرية، وعبد الرزاق بن هَمام المتوفى سنة 211 هجرية. وهؤلاء جَميعًا كانوا من أئمّة الحديث، فكان جَمعهم للتفسير جَمعًا لباب من أبوابه، ولم يصلنا من تفاسيرهم شيء مكتوب سوى مخطوطة تفسير عبد الرزاق بن هَمام.

ثم نَهَجَ نَهجهم بعد ذلك جَماعة من العلماء، وضَعُوا تفسيرًا متكاملًا للقرآنِ وفق ترتيب آياته. واشتُهِر منهم ابن جرير الطبري المتوفى سنة 310 هجرية. وهكذا بدأ التفسيرَ أولًا بالنقلِ عن طريقِ التلقّي والرواية. ثم كان تدوينُه على أنه بابٌ من أبواب الحديث، ثم دُوِّنَ على استقلالٍ وانفراد. وتتابَعَ التفسير بالْمأثور، ثم التفسيْر بالرأي.

وبإزاءِ علم التفسيْرِ كان التأليف الموضوعي في موضوعات تتّصل بالقرآن ولا يستغني الْمُفسّر عنها. فألَّف عليٌّ بن المدينِي شيخ البخاري المتوفى سنة 234 هجرية في أسباب النُزول. وألَّف أبو عبيد القاسم بن سلام المتوفى سنة 224 هجرية في الناسخ والمنسوخ، وفي القراءات. وألَّف ابن قتيبة المتوفى سنة 276 هجرية في مُشْكَل القرآن. وهؤلاء من علماء القرن الثالث الهجري.

وألَّف محمد بن خلف المرزبان المتوفى سنة 309 هجرية "الحاوي في علوم القرآن". وألَّف أبو بكر محمد بن القاسم الأنباري المتوفى سنة 328 هجرية في علوم القرآن. وألَّف أبو بكر السجستاني المتوفى سنة 330 هجرية في غريب القرآن. وألَّف محمد بن عليٍّ الأدفوي المتوفى سنة 388 هجرية "الاستغناء في علوم القرآن". وهؤلاء من علماء القرن الرابع الهجري.

ثم تتابع التأليف بعد ذلك. فألَّف أبو بكر الباقلاني المتوفى سنة 403 هجرية في إعجاز القرآن. وعليٌّ بن إبراهيم بن سعيد الحوفي المتوفى سنة 430 هجرية في إعراب القرآن. والماوردي المتوفى سنة 450 هجرية في أمثال القرآن. والعز بن عبد السلام المتوفى سنة 660 هجرية في مجاز القرآن. وعلم الدين السخاوي المتوفى سنة 643 هجرية في علم القراءات. وابن القيم المتوفى سنة 751 هجرية في "أقسام القرآن".

وهذه الْمؤلَّفات يتناوِلُ كل مؤلّف منها نوعًا من علوم القرآن وبَحثًا من مباحثه المتصلة به. أما جَمع هذه المباحث وتلك الأنواع -كلها أو جلها- في مؤلَّف واحد، فقد ذكر الشيخ محمد عبد العظيم الزرقانِي في كتابه "مناهل العرفان في علوم القرآن" أنه ظَفَرَ في دار الكتب المصرية بكتاب مَخطوط لعلي بن إبراهيم بن سعيد الشهير بالحوفي، اسمه "البُرهان في علوم القرآن." يَقَعُ في ثلاثين مُجلدًا، يوجد منها خَمسة عشر مجلدًا غير مرتّبة ولا متعاقبة. حيث يتناول المؤلف الآية من آيات القرآنِ الكريم بترتيبِ المصحف، فيتكلّم عما تشتَمِلُ عليه من علومِ القرآن، مفردًا كل نوعٍ بعنوانٍ.

فيجعل العنوان العام في الآية: "القول في قوله عز وجل..." ويذكر الآية، ثم يَضَعُ تَحت هذا العنوان: "القول في الإعراب" ويتحدّث عن الآية من الناحيةِ النحوية واللغوية. ثُم "القول في المعنَى والتفسيْر" ويُشَرِّحُ الآية بالمأثور والمعقول. ثم "القول في الوقف والتمام" ويبيّن ما يَجوز من الوقف وما لا يَجوز. وقد يُفْرِدُ القراءات بعنوانٍ مستقلٍّ فيقول: "القول في القراءة". وقد يتكلّم عن الأحكام التِي تُؤخذ من الآية عند عرضِها.

والحوفِيُّ بِهذا النهجِ يعتبِرُ أول من دَوَّن علومَ القرآن. وإن كان تدوينُه على النمطِ الخاص الآنف الذكر، وهو المتوفى سنة 430هـــ. ثُم تبعه ابن الجوزي سنة 597 هجرية في كتابه "فنون الأفنان في عجائب علوم القرآن." ثم جاء بدر الدين الزركشي المتوفى سنة 794 هجرية وألّف كتابًا وافيًا سَمّاه "البُرهان في علوم القرآن". ثُم أضاف إليه بعضُ الزيادات جلال الدين البلقينِي المتوفى سنة 824 هجرية في كتابه "مواقع العلوم من مواقع النجوم." ثُم ألّف جلال الدين السيوطي المتوفى سنة 911 هجرية كتابه المشهور "الإتقان في علوم القرآن."

ولَم يكن نصيبُ علوم القرآن من التأليف في عصر النهضةِ الحديثة أقلّ مِن العلوم الأُخرى. فقد اتّجَهُ المتصلون بِحركة الفكر الإسلامي اتّجاهًا سديدًا في معالَجة الموضوعات القرآنية بأسلوب العصر، مثلُ كتاب.... هذه المباحث جَميعها هي التِي تُعرف بعلومِ القرآن، حتّى صارت علمًا على العلم الْمعروف بِهذا الاسم.

والعلومُ: جَمع عِلمٍ، والعلم: الفهم والإدراك. ثم نُقلَ بِمعنَى المسائل المختلفة المضبوطة ضبطًا علميًّا. والمراد بعلومِ القرآن: العلم الذي يتناول الأبْحاثَ الْمتعلقةَ بالقرآن من حيث معرفة أسباب النُزول، وجَمع القرآن وترتيبه، ومعرفة المكيّ والمدنّيّ، والناسخ والمنسوخ، والمُحْكَمِ والْمُتشابه، إلى غيْر ذلك مِما له صلةٌ بالقرآن.

وقد يُسمى هذا العلم بأصول التفسيْر، لأنّه يتناول المباحثَ التِي لا بدّ للمفسّر من معرفتها للاستناد إليها في تفسيْر القرآن.

الوحي

إمكانيةُ الوحي ووقوعه

ازدَهَرت الحياة العلمية وبددتْ أشعتُها كل ريبة، كانت تُساوِرُ الناس إلى عهد قريب فيما وراءَ الْمادّة من روحٍ. وآمن العلم المادي الذي وَضَعَ جلّ الكائنات تَحت التجربة والاختبار بأنّ هناك عالمًا غيبيًّا وراءَ هذا العالَمَ المشاهَد. وأن عالَم الغيب أدقّ وأعمق من عالَم الشهادة، وأكثر الْمُخترعات الحديثة التي أخذت بألبابِ الناس، تَحجُب وراءَها هذا السرّ الخفي الذي عَجَزَ العلم عن إدراك كنهِه وإن لاحظ آثارَه ومظاهره. وقَرَّبَ هذا بُعْدَ الشقة بين التنكّر للأديان والإيْمان بها مصداقًا لقوله تعالى: "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ." وقوله: "وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا."...

فالبحوثُ النفسية الروحية لها في مضمارِ العلم الآن مكانتها، ويُساندُها ويُقرِّبُها إلى الأفهام. تفاوت الناس في مداركِهم وميولِهم وغرائزهم، فمن العقولِ العبقريُّ الفذُّ الذي يبتَكِرُ كل جديد، ومنها الغبيُّ الذي يستعصي عليه إدراك بديهِي الأمور، وبين الْمنْزلتيْن درجات. والنفوسُ كذلك، منها الصافِيُّ الْمُشرِق، والخبيث الْمُعتم.

وجسمُ الإنسان يطوِي وراءه روحًا هي سر حياته، وإذا كان الجسم تَبلَى ذرَّاته وتفنى أنسجتَه وخلاياه ما لم يتناول قسطَه من الغذاء، فجديرُ بالروح أن يكون لها غذاء يُمدها بالطاقة الروحية كي تَحتفظ بِمقوماتِها وقيمها.

ازدَهَرتِ	اسے پھل پھول لگے	مضمارِ	لائحہ عمل	الْمُعتم	اندھیرا
ريبة	شک	يُساندُ	وہ مدد کرتا ہے	يطوِي	وہ چھپاتا ہے
تُساوِرُ	وہ دوڑے	ميولِ	رجحانات	أنسجة	جسم کے ٹشوز
بُعْدَ الشقة	طویل فاصلہ	الفذّ	منفرد	خلايا	جسم کے خلیے
كنهِ	مادہ، حقیقت	يبتَكِرُ	وہ ایجاد کرتا ہے	جديرُ	مناسب

وليس ببعيد على الله تعالى أن يَختارَ من عباده نفوسًا لها من نقاءِ الجوهر وسلامةِ الفطرة ما يعدها للفيض الإلٰهي، والوحي السماوي، والاتصال بالملأ الأعلى، ليُلقي إليها برسالاته التِي تسدّ حاجة البشر فِي رقيِ وجدانِه، وسُموّ أخلاقه، واستقامة نظامه، وهؤلاء هم رسله وأنبياؤه.

ولا غرابةَ فِي أن يكون هذا الاتصال بالوحي السماوي.فالناس اليومَ يشاهدون التنويْم الْمغناطيسي، وهو يوضِحُ لهم أن اتّصالَ النفس الإنسانيةِ بقوّة أعلى منِها يُحدث أثرًا، يُقرِّب إلى الأفهام ظاهرة الوحي؛ حيثُ يستطيع الرجلُ القوي الإرادة أن يتسلّط بإرادته على من هو أضعَفُ منه فينام نومًا عميقًا، ويكون رهنَ إشارته، ويُلَقِّنه ما يريد فيجري على قلبِه ولسانه، وإذا كان هذا فعل الإنسان بالإنسان فما ظنّك بِمن هو أشدّ منه قوة؟

ويسمعُ الناس الأحاديث الْمسجّلة التِي تَحملها اليوم موجات الأثيْرِ، عابرةُ الوهادِ والنجاد، والسهولِ والبحار، دون رؤية ذويها، بل بعد وفاتِهم. وأصبح الرجلان يتخاطبان فِي الهاتفِ، أحدهُما فِي أقصَى المشرق، والآخر فِي أقصى المغرب، وقد يتراءيان مع هذا التخاطُب، ولا يسمع الجالسون بِجانبِهما شيئًا سِوَى أزيزٍ كدوِي النحل الذي فِي صفة الوحي. ومَن منا ليس له حديثُ نفسْ فِي يَقظَتْه أو منامه يدوّر فِي خلده دون أن يرى متكلّمًا أمامه؟ هذه وغيرها أمثلة تفسر لعقولِنا حقيقة الوحي.

وقد شاهَدَ الوحيَ معاصِرُوه، ونُقلَ بالتواتر المستوفِي لشروطه بما يُفيد العلمَ القطعيّ إلى الأجيال اللاحقة. ولَمَستَ الإنسانية أثره فِي حضارةِ أمّته، وقوةَ أتباعه، وعزتّهم ما استمسكوا به وانْهيار كيانِهم وخذلانِهم ما فرَّطوا فِي جنبه، مما لا يدع مَجالا للشك فِي إمكانِ الوحي وثبوته. وضرورةُ العودة إلى الاهتداء به إطفاءً للظمأ النفسي بمُثله العليا، وقيّمه الروحية.

التنويْم	ہپناٹزم	عابرةُ	گزرنے والی	أزيزٍ	بززززکی آواز
مغناطيسي	مقناطیسی	الوهاد والنجادِ	لہر کے اونچے اور نیچے حصے	دوِي	آواز
الْمسجّلة	ریکارڈشدہ			انْهيار	تباہی
موجات	موجیں،لہریں	السهولِ	میدان	كيانِ	ڈھانچہ
الأثيْرِ	ایتھر،مفروضہ مادہ	يتراءيان	وہ دونوں ظاہر ہوتے ہیں	مُثُلِ	ماڈل

ولَم يكن رسولنا صلى الله عليه وسلم أوّل رسول أُوحِيَ إليه، بل أَوْحَى الله تعالى إلى الرسل قبلَه بِمثل ما أَوْحَى إليه: "إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا، وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا." فليس هناك في نزول الوحي على محمد صلى الله عليه وسلم ما يدعو إلى العجب، ولذا أنكر الله على العقلاء هذا في قوله: "أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَباً أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ مُبِينٌ."

معنى الوحي

يقال: وحيتُ إليه وأوحيت: إذا كلَّمته بما تَخفيه عن غيرِه. والوحي: الإشارة السريعة، وذلك يكون بالكلام على سبيل الرمز والتعريضِ، وقد يكون بصوت مُجرد، وبإشارة ببعضِ الجوارح. والوحي مصدرٌ، ومادة الكلمة تدلّ على معنييْن أصلييْن، هُمَا: الخفَاءُ والسرعةُ، ولذا قيل في معناه: الإعلامُ الخفيُ السريعُ الخاص بِمن يوجَّه إليه بِحيث يَخفى على غيره. وهذا معنَى المصدر، ويُطلق ويُراد به الوحي، أي بِمعنَى اسم المفعول. والوحي بمعناه اللغوي يتناول:

1- الإلهام الفطري للإنسان، كالوحي إلى أُم موسى "وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ."

2- والإلهام الغريزي للحيوان، كالوحي إلى النحل "وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ."

3- والإشارة السريعة على سبيل الرمزِ والإيْحاء كإيْحاء زكريا فيما حكاه القرآن عنه: "فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا."

4- ووسوسة الشيطان وتزيينه الشر في نفس الإنسان: "وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ." "وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا."

5– وما يُلقيه الله إلى ملائكته من أمر ليفعلوه: "إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا."...

ووحيُ الله إلى أنبيائه قد عرَّفوه شرعًا بأنه: كلام الله تعالى الْمُنَزَّلُ على نبي من أنبيائه. وهو تعريف له بِمعنَى اسم المفعول أي الموحى. والوحي بالمعنى المصدري اصطلاحًا: "هو إعلام اللهِ تعالى مَن يصطفيه من عباده ما أراد من هداية بطريقة خفية سريعة."..

كيفية وحي الْمَلَكِ إلى الرسول

وحي الله إلى أنبيائه إما أن يكون بغير واسطة، وهو ما ذكرناه آنفًا. وكان منه الرؤيا الصالحة في الْمنام، والكلام الإلَهي من وراء حجاب يقظةً، وإما أن يكون بواسطةِ مَلَك الوحي وهو الذي يعنينا في هذا الموضوع لأن القرآن الكريم نزل به. ولا تَخلو كيفية وحي الْمَلَكِ إلى الرسول من إحدى حالتين:

الحالة الأولى: وهي أشدّ على الرسول، أن يأتيه مثل صلصلةِ الْجرسِ، والصوتُ القوي يُثِيْرُ عوامل الانتباه فتُهَيَّأُ النفس بكل قواها لقبولِ أثره. فإذا نزل الوحي بِهذه الصورة على الرسولِ صلى الله عليه وسلم، نزل عليه وهو مستجمعٌ القوى الإدراكية لتلقّيه وحفظه وفهمه. وقد يكون هذا الصوت حفيفُ أجنحةِ الملائكة المشار إليه في الحديث: "إذا قضى الله الأمر في السماء ضربت الملائكة بأجنحتها خضعانًا لقوله..." (أخرجه البخاري) وقد يكون صوت الْمَلَكِ نفسه في أول سِماعِ الرسول له.

والحالة الثانية: أن يتمثّل له الْمَلَكُ رجلًا ويأتيه في صورةِ بشر، وهذه الحالة أخفّ من سابقتها، حيث يكون التناسب بين المتكلم والسامعِ، ويأنس رسول النبوَّة عند سِماعه من رسول الوحي، ويطمئن إليه اطمئنان الإنسان لأخيه الإنسان. وكلتا الحالتين مذكور فيما رُوِيَ عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها....

صلصلةِ	گھنٹی کی آواز	تُهَيَّأُ	اسے تیار کیا گیا	حفيفُ	پھڑ پھڑاہٹ

الْمكيّ والْمَدَنِيُّ

تُولى الأمم اهتمامها البالغ بالْمحافظة على تراثها الفكري ومقومات حضارتها. والأمةُ الإسلامية أحرزَتْ قصبَ السبق في عنايتها بتراث الرسالة الْمحمديةِ التي شرفت به الإنسانية جُمعاء، لأنّها ليست رسالةُ علم أو إصلاح يُحدد الاهتمام بِها مدى قبول العقلِ لها واستجابةِ الناس إليها. وإنما هي، فوق زادها الفكري وأسسها الإصلاحية، دينٌ يُخامر الألباب ويَمتزِجُ بِحبات القلوب.

فنجدُ أعلام الهدى من الصحابةِ والتابعين ومن بعدهم يضبطُون منازلَ القرآن آية آية ضبطًا، يُحدد الزمان والمكان. وهذا الضبط عمادٌ قوي في تاريخ التشريعِ يستندُ إليه الباحثُ في معرفةِ أسلوب الدعوةِ، وألوان الخطاب، والتدرّج في الأحكام والتكاليف. ومِما رُوِي في ذلك ما قاله ابن مسعود رضي الله عنه: "والله الذي لا إله غيْره ما نزلتْ سورة من كتاب الله إلا وأنا أعلم أين نزلت؟ ولا نزلت آية من كتاب الله إلا وأنا أعلم فيم نزلت؟ ولو أعلم أن أحدًا أعلم مِني بكتاب الله تبلغه الإبل لركبتُ إليه." (بُخاري)...

والذي يقرأ القرآن الكريم يَجِد للآيات المكية خصائص ليست للآيات الْمدنيةِ في وقعها ومعانيها. وإن كانت الثانية مبنية على الأولى في الأحكامِ والتشريع.

فحيث كان القوم في جاهلية تَعمى وتَصم، يعبدون الأوثان، ويشركون بالله، وينكرون الوحي، ويكذّبون بيوم الدين، وكانوا يقولون: "أإِذَا متنا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِئنَّا لَمَبْعُوثُونَ؟" "مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ." وهم ألداء في الخصومة، أهل مَماراة ولجاجة في القول عن فصاحةٍ وبيان؛ حيث كان القوم كذلك نزل الوحي المكي قوارعَ زاجرة، وشهبًا منذرة، وحججًا قاطعة، يَحطم وثنيتهم في العقيدة، ويدعوهم إلى توحيد الألوهية والربوبية، ويهتِكُ أستارَ فسادهم، ويسَفِّه أحلامهم، ويقيم دلائل النبوة، ويضرب الأمثلة للحياة الآخرة وما فيها من جنة ونار، ويتحداهم على فصاحتهم بأن يأتوا بِمثل القرآن، ويسوق إليهم قصص المكذبين الغابرين عبرةً وذكرى.

فتجد في مكي القرآن ألفاظًا شديدة القرعِ على المسامعِ، تقذفُ حروفها شرر الوعيد والسُّنَّة العذاب، فـــ "كلا" الرادعة الزاجرة، والصاخة والقارعة، والغاشية والواقعة، وألفاظ الهجاء في فواتِح السور، وآيات التحدى في ثناياها، ومصيْر الأمم السابقة، وإقامة الأدلة الكَونية، والبراهين العقلية. كل هذا نَجده في خصائص القرآن المكي.

وحين تكونتِ الجماعة المؤمنةُ بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره، وامتُحنت في عقيدتِها بأذى المشركين، فصبَرت وهاجرت بدينها مؤثرة ما عند الله على مُتع الحياة – حين تكونت هذه الجماعة – نرى الآيات المدنيةَ طويلةَ المقاطع. تتناول أحكام الإسلام وحدوده، وتدعو إلى الجهاد والاستشهاد في سبيل الله، وتُفَصِّل أصول التشريع، وتضع قواعد الْمجتمع، وتُحدد روابط الأسرة، وصلات الأفراد، وعلاقات الدُول والأمم، كما تَفضَحُ الْمنافقين وتكشِفُ دخيلتهم، وتُجادل أهلَ الكتاب وتُلجم أفواههم – وهذا هو الطابع العام للقرآن المدني....

فوائد العلم بالمكي والمدني: وللعلم بالمكي والمدني فوائد أهَمها:

أ– الاستعانة به في تفسيْر القرآن: فإن معرفةَ مواقع النُزول تساعد على فهم الآية وتفسيرها تفسيرًا صحيحًا، وإن كانت العبْرة بعموم اللّفظ لا بِخصوص السبب...

ب– تذوقُ أساليب القرآن والاستفادة منها في أسلوب الدعوةِ إلى الله، فإن لكل مقام مقالًا، ومراعاة مقتضى الحال من أخص معانِي البلاغة، وخصائص أسلوب المكي في القرآن والمدني منه تعطي الدارسَ منهجًا لطرائقِ الخطاب في الدعوة إلى الله بِما يُلائم نفسية المخاطب، ويَمتلك عليه لُبّه ومشاعره، ويعالِج فيه دخيلته بالحكمة البالغة، ولكلِ مرحلة من مراحل الدعوة موضوعاتُها وأساليب الخطاب فيها، كما يَختلف الخطاب باختلاف أنْماط الناس ومعتقداتِهم وأحوال بيئاتِهم، ويبدو هذا واضحًا جليًّا بأساليب القرآن المختلفة في مخاطبة المؤمنين والمشركين والمنافقين وأهل الكتاب.

التحدى في ثنايا	سامنے آکر چیلنج کرنا	الكَونية	کائنات سے متعلق	مشاعر	داخلی احساس

جـــ- الوقوف على السيرة النبوية من خلال الآيات القرآنية..

فإن تتابع الوحي على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ساير تاريخ الدعوة بأحداثها في العهد المكي والعهد المدني منذ بدأ الوحي حتّى آخر آية نزلت. والقرآن الكريم هو المرجع الأصيلُ لِهذه السيرة الذي لا يدع مَجالًا للشك فيما رُوِيَ عن أهل السِيَر موافقًا له، ويقطع دابرَ الخلاف عند اختلاف الروايات.

معرفة المكي والمدنِيّ وبيان الفرق بينهما

اعتمد العلماء في معرفة المكي والمدنِي على منهجَين أساسيين: المنهج السماعي النقلي، والمنهج القياسي الاجتهادي.

والمنهج السماعي النقلي يستند إلى الرواية الصحيحة عن الصحابة الذين عاصروا الوحي، وشاهدوا نزوله، أو عن التابعين الذين تلقوا عن الصحابة وسمعوا منهم كيفية النُزول ومواقعه وأحداثه، ومعظم ما ورد في المكي والمدني من هذا القبيل...

والْمنهج القياسي الاجتهادي يستند إلى خصائص المكي وخصائص المدني، فإذا وَرَدَ في السورة المكية آيةُ تَحمّل طابِعِ التنْزيل المدنِي أو تتضمّن شيئًا من حوادثه، قالوا "إنّها مدنية". وإذا ورد في السورة المدنية آية تَحمل طابع التنْزيل المكي أو تتضمن شيئًا من حوادِثه، قالوا: "إنّها مكية". وإذا وُجِدَ في السورة خصائص المكي قالوا إنها مكية، وإذا وُجِدَ فيها خصائص المدنِي قالوا إنّها مدنية. وهذا قياس اجتهادي.

مطالعہ کیجیے!
بعض لوگ دو چہرے کیوں رکھتے ہیں؟ دوہری شخصیت کا انسان کی ساکھ پر کیا اثر ہوتا ہے؟
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0016-Twofaces.htm

جَمعُ القرآن وترتيبه

وَرَدَ في قوله تعالى في خطابه لنبيه صلى الله عليه وسلم، وقد كان يُحرِّك شفتَيه ولسانَه بالقرآن إذا نزل عليه قبل فراغ جبْريل من قراءة الوحي حرصًا على أن يَحفظه: "لا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ, إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ, فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ, ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ."...

أـــ جَمع القرآن بِمعنَى حفظه على عهد النبِي صلى الله عليه وسلم

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مولعًا بالوحي، يترقّب نزولَه عليه بشوق، فيحفظه ويفهمه، مصداقًا لوعد الله: "إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ." فكان بذلك أول الْحُفَّاظ، ولصحابته فيه الأسوة الحسنة، شغفًا بأصل الدين ومصدر الرسالة. وقد نزل القرآن في بضع وعشرين سنة. فربّما نزلت الآية الْمفردة، وربما نزلت آيات عدة إلى عشر. وكلما نزلت آية حُفِظَت في الصدور، ووعتها القلوب، والأمة العربِية كانت بسجِيَتها قوية الذاكرة، تستعيضُ عن أميتها في كتابةِ أخبارها وأشعارها وأنسابِها بسجل صدورها.

وقد أورد البخاري في صحيحِه بثلاث روايات سبعة من الحفَّاظ، هم: عبد الله بن مسعود، وسالِم بن معقل مولى أبي حذيفة، ومعاذ بن جبل، وأُبَيُّ بن كعب، وزيد بن ثابت، وأبو زيد بن السكَن، وأبو الدرداء.... (رضي الله عنهم)

وذكر هؤلاء الحفاظ السبعة. أو الثمانية، لا يعني الحصر، فإن النصوص الواردة في كتب السِيَر والسُّنن تدلّ على أن الصحابة كانوا يتنافسون في حفظ القرآن، ويُحَفِّظونه أزواجهم وأولادهم. ويقرءون به في صلواتِهم بِجوف الليل، حتى يُسمعَ لهم دوي كدوي النحل، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يَمرّ على بيوت الأنصار، ويستمع إلى ندى أصواتهم بالقراءة في بيوتِهم... ومع حرص الصحابة على مدارسة القرآن واستظهاره، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشجّعُهم على ذلك، ويَختار لهم مَن يعلّمهم القرآن....

لا سيما وأن الصحابة تفرقوا في الأمصار، وحفظ بعضهم عن بعض، ويكفي دليلًا على ذلك أن الذين قُتلوا في بئر مَعونة من الصحابة كان يُقال لهم القُرَّاء، وكانوا سبعين رجلًا...

ب- جَمع القرآن بِمعنَى كتابته على عهدِ الرسول صلى الله عليه وسلم

اتّخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم كُتَّابًا للوحي من أجلَّاء الصحابة. كعلي، ومعاوية، وأُبَي بن كعب، وزيد بن ثابت، تنزل الآية فيأمرهم بكتابتِها، ويُرشِدُهم إلى موضعها من سورتِها، حتّى تُظاهِر الكتابة في السطورِ، الجمع في الصدور.

كما كان بعض الصحابة يكتَبون ما ينْزل من القرآن ابتداء من أنفسهم، دون أن يأمرَهم النبِي صلى الله عليه وسلم. فيخطُّونه في العسب، واللِّخاف، والكرانيف، والرقاع، والأقتاب، وقطع الأديم، والأكتاف[1]. عن زيد بن ثابت قال: "كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نُؤلِّف القرآن من الرقاع." (أخرجه حاكم في المستدرك بسند على شرط الشيخين) وهذا يدلّ على مدى المشقّة التِي كان يتحمّلها الصحابة في كتابة القرآن، حيث لم تتيسر لهم أدوات الكتابة إلا بِهذه الوسائل، فأضافوا الكتابة إلى الحفظ.

وكان جبْريل يُعارض رسولَ الله صلى الله عليه وسلم بالقرآن كل سنة فِي ليالي رمضان. عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أجوَدُ الناس وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقَاه جبريل، وكان يلقاه جبريل في كل ليلة من رمضان فيُدارسه القرآنَ. فلرسول الله صلى الله عليه وسلم حين يلقاه جبريل، أجود بالخير من الريح المرسلة." (متفق عليه)

وكان الصحابة يعرّضون على رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لديهم من القرآن حفظًا وكتابة كذلك.... ويسمى هذا الجمع في عهد النبِي صلى الله عليه وسلم: أ- حفظًا، ب- وكتابة: "الجمع الأول".

(۱) چونکہ اس زمانے کے عرب میں کاغذ نایاب تھا، اس وجہ سے درختوں کی چپٹی شاخیں، پتے، پتھر کی سلیں، پتے، چمڑا، لکڑی کی پلیٹیں اور چپٹی ہڈیوں کو لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے کسی حصے کے ضائع ہونے کا کوئی امکان نہ تھا کیونکہ ہزاروں لوگ لکھنے کے ساتھ ساتھ اسے حفظ بھی کرتے تھے۔ لکھنا تو محض ایک اضافی احتیاط تھی۔

العُسُب	کھجور کی چپٹی شاخیں	الكرانيف	کھجور کے پتے	الأقتاب	لکڑی کی پلیٹیں
اللِّخاف	پتھر کی پلیٹیں	الرقاع	چمڑے کے پارچے	الأكتاف	جانور کی چپٹی ہڈیاں

2- جَمع القرآن في عهد أبي بكر رضي الله عنه

قام أبو بكر بأمر الإسلام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم. وواجهته أحداثُ جُسام في ارتدادِ جَمهرة العرب. فجهَّز الجيوش وأوفدها لحروب المرتدين، وكانت غزوة أهل اليمامة سنة اثنتَي عشرة للهجرة، تضم عددًا كبيْرًا من الصحابة القرَّاء، فاستشهَدَ في هذه الغزوة سبعون قارئًا من الصحابة. فهَالَ ذلك عمر بن الخطاب، ودخل على أبي بكر رضي الله عنه وأشار عليه بِجمعِ القرآن وكتابتِه خشيةَ الضياع...

ثُم أرسل إلى زيد بن ثابت لمكانته في القراءة والكتابة والفهم والعقل، وشهوده العرضة الأخيْرة... وبدأ زيد بن ثابت فِي مهمّته الشاقّة معتمدًا على الْمحفوظ في صدور القرَّاء، والمكتوب لدى الكتبة. وبقيت تلك الصُحُف عند أبِي بكر، حتّى إذا توفّي سنة ثلاث عشرة للهجرة صارت بعده إلى عمر، وظلت عنده حتّى مات. ثم كانت عند حفصة ابنته صدرًا من ولاية عثمان حتى طلبها عثمان من حفصة...

3- جَمع القرآن في عهد عثمان رضي الله عنه

اتّسعت الفتوحات الإسلامية، وتفرَّق القرَّاء في الأمصار، وأخذ أهل كل مِصر عمّن وفد إليهم قراءته... فلمّا كانت غزوة "أرمينية" وغزوة "أذربيجان" من أهل العراقِ، كان فيمن غزاهُما "حذيفة بن اليمان. فرأى اختلافًا كثيرًا في وجوه القراءة، وبعض ذلك مشوب باللحنِ، مع إلِف كل لقراءته، ووقوفه عندها، ومَماراته مخالفة لغيره، وتكفير بعضهم الآخر. حينئذ فزع إلى عثمان رضي الله عنه وأخبَره بِما رأى.

وكان عثمان قد نَمى إليه أن شيئًا من ذلك الخلاف يُحدث لمن يُقرئون الصبية، فينشأ هؤلاء وبينهم من الاختلاف ما بينهم. فأكبَر الصحابة هذا الأمر مخافة أن يَنجُمَ عنه التحريف والتبديل. وأجْمعوا أمرهم أن ينسخوا الصحفَ الأولى التِي كانت عند أبي بكر. ويَجمعوا الناس عليها بالقراءات الثابتة على حرف واحد، فأرسل عثمان إلى حفصة، فأرسلت إليه بتلك الصحف. ثُم أرسل إلى زيد بن ثابت الأنصاري، وإلى عبد الله بن الزبيْر، وسعيد بن العاص، وعبد الرحْمن بن الحارث بن هشام القرشيين، فأمَرَهم أن ينسخوها في المصاحف....

التفسيْرُ والتأويل

القرآن الكريم هو مصدر التشريعِ الأوّل للأمة الْمحمدية. وعلى فقهِ معناه ومعرفة أسراره والعمل بِما فيه تتوقّف سعادتُها. ولا يستوي الناس جَميعًا في فهم ألفاظه وعباراته مع وضوح بيانه وتفصيل آياته. فإنّ تفاوت الإدراك بينهم أمر لا مراءَ فيه. فالعامي يدرك من المعانِي ظاهرها ومن الآيات مجملها. والذكي الْمُتعلم يستخرج منها المعنَى الرائع. وبين هذا وذاك مراتب فهم شتى، فلا غروَ أن يَجدَ القرآن من أبناء أمته اهتمامًا بالغًا في الدراسة لتفسيْرِ غريب، أو تأويل تركيب.

شروطُ الْمُفسِّرِ وآدابه

وقد ذكر العلماء للمفسر شروطًا نَجملها فيما يأتِي:

1- صِحَّةُ الاعتقاد: فإن العقيدة لها أثرها في نفس صاحبها، وكثيْرًا ما تحمل ذويها على تَحريف النصوص والخيانة في نقل الأخبار. فإذا صنفّ أحدهم كتابًا في التفسير أوَّل الآيات التِي تُخالف عقيدته، وحَمَّلها باطل مذهبه، ليصدَّ الناس عن اتباع السلف، ولزوم طريق الهدى.

2- التجرُّد عن الهوى: فالأهواء تدفَعُ أصحابَها إلى نُصرة مذهبهم، فيغرّون الناس بلينِ الكلام ولَحن البيان كدأب طوائف القدرية والرافضة والمعتزلة ونَحوهم من غلاة المذاهب.

3- أن يبدأ أولًا بتفسير القرآن بالقرآن، فما أُجْمل منه في موضع فإنه قد فُصّل في موضع آخر، وما اختُصر منه في مكان فإنه قد بُسط في مكان آخر.

4- أن يطلب التفسير من السُّنَّة، فإنّها شارحة للقرآن موضِّحة له. ..

5- فإذا لم يَجد التفسير من السُّنَّة رجع إلى أقوالِ الصحابة فإنّهم أدرى بذلك لِما شاهدُوه من القرائن والأحوالِ عند نزولِه. ولِما لهم من الفهم التام، والعلم الصحيح، والعمل الصالح.

لا مراءَ	کوئی اختلاف نہیں	لا غروَ	کوئی حیرت کی بات نہیں	غلاة	انتہا پسند لوگ

6- فإذا لم يَجد التفسير في القرآن ولا في السُّنَّة ولا في أقوال الصحابة، فقد رجع كثيْرٌ مِن الأئمة في ذلك إلى أقوال التابعين، كمجاهد بن جبر، وسعيد بن جبير، وعكرمة مولى ابن عباس، وعطاء بن أبي رباح، والحسن البصري، ومسروق بن الأجدع، وسعيد بن المسيب، والربيع بن أنس، وقتادة والضحاك بن مزاحم، وغيرهم من التابعين، ومن التابعين من تلقى جَميع التفسير عن الصحابة. وربّما تكلموا في بعض ذلك بالاستنباط والاستدلال. والْمُعتمد في ذلك كلّه النقل الصحيح، ولهذا قال أحْمد: "ثلاث كتُبٍ لا أصل لها: الْمغازي، والملاحم، والتفسير." يعنِي بِهذا: التفسيْر الذي لا يعتمد على الروايات الصحيحة في النقل.

7- العلم باللغة العربية وفروعها: فإن القرآن نزل بلسان عربِي، ويتوقّف فهمه على شرح مفردات الألفاظ ومدلولاتها بِحسب الوضع. قال مجاهد: "لا يحل لأحد يؤمن بالله واليوم الآخر أن يتكلّم في كتاب الله إذا لم يكن عالمًا بلغات العرب."

والْمعانِي تَختلف باختلاف الإعراب. ومن هنا مسّت الحاجة إلى اعتبار علم النحو. والتصريف الذي تُعرَف به الأبنية، والكلمة الْمبهمة يتّضح معناها بِمصادرِها ومشتقاتِها. وخواصُ تركيب الكلام من جهة إفادتِها المعنَى. ومن حيث اختلافها بحسب وضوحِ الدلالة وخفائها. ثم من ناحيةِ وجوه تحسين الكلام. وهي علوم البلاغة الثلاثة: الْمعاني والبيان والبديع، من أعظم أركان المفسِّر. إذ لا بد له من مراعاةِ ما يقتضيه الإعجاز، وإنما يُدرك الإعجاز بِهذه العلوم.

8- العلم بأصولِ العلوم الْمتصلة بالقرآن، كعلم القراءات؛ لأن به يُعرف كيفية النُطق بالقرآن. ويترجح بعض وجوه الاحتمال على بعض، وعلم التوحيد، حتى لا يؤول آيات الكتاب التِي في حق الله وصفاته تأويلًا يتجاوز به الحق. وعلم الأصول، وأصول التفسير خاصة مع التعمّق في أبوابه التِي لا يتضح المعنَى ولا يستقيم المراد بدونِها، كمعرفة أسباب النُزول، والناسخ والمنسوخ، ونحو ذلك.

9- دقّةُ الفهم التِي تُمكن المفسر من ترجيحِ معنى على آخر، أو استنباط معنى يتفق مع نصوص الشريعة.

آداب الْمفسِّر

1- حسنُ النية وصحة المقصد: فإنما الأعمال بالنيات، والعلوم الشرعية أولى بأن يكون هدفَ صاحبها منها الخيْر العام، وإسداء المعروف لصالح الإسلام، وأن يتطهّر من أعراض الدنيا ليسدد الله خطاه، والانتفاع بالعلم ثَمرة الإخلاص فيه.

2- حسن الخُلُق: فالْمفسِّر في موقف الْمؤدِّب، ولا تبلغ الآداب مبلغها في النفس إلا إذا كان الْمؤدِّب مثالًا يُحتذى في الخُلُق والفضيلة. والكلمة النابيةُ قد تصرف الطالب عن الاستفادة مِما يسمع أو يقرأ وتقطع عليه مَجرى تفكيْره.

– الامتثال والعمل: فإن العلمَ يَجد قبولًا من العاملين أضعاف ما يَجد من سُمو معارفِه ودقة مباحثه.

– وحسن السيرة يَجعل المفسِّر قدوة حسنة لما يقرره من مسائل الدين، وكثيْرًا ما يصد الناس عن تلقي العلم من بَحر زاخر في المعرفة لسوءِ سلوكه وعدم تطبيقِه.

4- تَحري الصدق والضبط في النقل: فلا يتكلم أو يكتب إلا عن تثبت لِما يرويه حتّى يكون في مأمن من التصحيف واللَّحن.

5- التواضع وليْنُ الجانب: فالصلف العلمي حاجز حصينٌ يُحول بين العالِم والانتفاع بعلمه.

6- عزة النفس: فمن حق العالِم أن يترفعَ عن سفاسفِ الأمور، ولا يغشى أعتابُ الجاه والسلطان كالسائل المتكفف.

7- الجهر بالحق: فأفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر.

8- حسن السمت: الذي يُكسب المفسِّر هيبة ووقارًا في مظهره العام وجلوسه ووقوفه ومشيته دون تكلّف.

يُحتذى	اسے نقل کیا گیا	عدم تطبيقِ	عمل نہ کرنا	اللَّحن	گرامر کی غلطی
النابيةُ	قابل نفرت	التصحيف	پڑھنے یا سننے میں غلطی	المتكفف	بھکاری

9- الأناة والروية: فلا يسرد الكلام سردًا بل يفصِّله ويُبِين عن مخارج حروفه.

10- تقديم من هو أولى منه: فلا يتصدى للتفسيْر بِحضرتِهم وهم أحياء، ولا يغمِطُهم حقهم بعد الممات، بل يرشد إلى الأخذ عنهم وقراءة كتبهم.

11- حسن الإعداد وطريقة الأداء: كأن يبدأ بذكر سبب النُزول - ثُم معانِي المفردات وشرح التراكيب وبيان وجوه البلاغة والإعراب الذي يتوقّف عليه تَحديد المعنَى. ثم يبيّن المعنَى العام ويصله بالحياة العامة التِي يعيشها الناس في عصره، ثم يأتي إلى الاستنباط والأحكام. أما ذكر المناسبة والربط بين الآيات أولًا وآخرًا فذلك حسب ما يقتضيه النظم والسياق.

طبقاتُ الْمفسّرين

نستطيع أن نقسمَ طبقات المفسرين على النحو التالي:

1- المفسرون من الصحابة: واشتهر منهم الخلفاء الأربعة، وابن مسعود، وابن عباس، وأُبَيُّ بن كعب، وزيد بن ثابت، وأبو موسى الأشعري، وعبد الله بن الزبير، وأنس بن مالك، وأبو هريرة، وجابر، وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهم أجْمعين. وأكثر من رُوِي عنه من الخلفاء الأربعة علي بن أبي طالب، والرواية عن الثلاثة نَزِرَة جدًّا، وكان السبب في ذلك تقدّم وفاتِهم، كما أن ذلك هو السبب في قلّة رواية أبِي بكر رضي الله عنه.

فقد رَوَى معمر عن وهب بن عبد الله عن أبي الطفيل قال: شهدت عليًّا يَخطب وهو يقول: "سلونِي، فوالله، لا تسألونِي عن شيء إلا أخبَرتُكم، وسلونِي عن كتابِ الله .فوالله ما من آية إلا وأنا أعلم أبِليلِ نزلتْ أم بنهار، أم في سهل أم في جبل."

وأما ابن مسعود فرُوِي عنه أكثر مما رُوِي عن علي، وقد أخرج ابن جرير وغيره عنه أنه قال: "والذي لا إله غيره ما نزلت آية من كتاب الله إلا وأنا أعلم فيمن نزلت، وأين نزلت، ولو أعلم مكان أحد أعلم بكتاب الله مني تناله المطايا لأتيته."..

2- المفسرون من التابعين: قال ابن تيمية: "أعلم الناس بالتفسير أهل مكة؛ لأنهم أصحاب ابن عباس كمجاهد، وعطاء بن أبي رباح، وعكرمة مولى ابن عباس، وسعيد بن جبير، وطاوس وغيرهم – وفي الكوفة أصحاب ابن مسعود – وفي المدينة زيد بن أسلم الذي أخذ عنه ابنه عبد الرحْمن بن زيد، ومالك بن أنس."

ومن أصحاب ابن مسعود علقمة، والأسود بن يزيد، وإبراهيم النخعي، والشعبي، ومن هذه الطبقة: الحسن البصري، وعطاء بن أبِي مسلم الخراساني، ومحمد بن كعب القرظي، وأبو العالية رفيع بن مهران الرياحي، والضحاك بن مزاحم، وعطية بن سعيد العوفي. وقتادة بن دعامة السدوسي، والربيع بن أنس، والسدي – فهؤلاء قدماء المفسرين من التابعين، وغالب أقوالهم تلقّوها عن الصحابة.

3- ثُم بعد هذه الطبقة: طبقة الذين صنّف كثيْرٌ منهم كتب التفاسيْرَ التِي تَجمع أقوال الصحابة والتابعين، كسفيان بن عيينة، ووكيع بن الجراح، وشعبة بن الحجاج، ويزيد بن هارون، وعبد الرزاق، وآدم بن أبي إياس، وإسحاق بن راهويه، وعبد بن حميد، وروح بن عبادة، وأبي بكر بن أبي شيبة، وآخرين.

4- ثُم بعد هؤلاء طبقات أخرى: منها علي بن أبي طلحة، وابن جرير الطبري، وابن أبي حاتم، وابن ماجه، والحاكم، وابن مردويه، وأبو الشيخ بن حبان، وابن المنذر في آخرين، وكلها مسندة إلى الصحابة والتابعين وأتباعهم، وليس فيها غير ذلك إلا ابن جرير فإنه يتعرّض لتوجيهِ الأقوال وترجيح بعضها على بعض والإعراب والاستنباط، فهو يفوّقها بذلك.

5- ثم انتصَبَتْ طبقة بعدهم: صنّفت تفاسيْرَ مشحونةً بالفوائد اللغوية، ووجوه الإعراب، وما أثر في القراءات برواياتِ مَحذوفة الأسانيد. وقد يضيف بعضُهم شيئًا من رأيه، مثل أبي إسحاق الزجاج، وأبي علي الفارسي، وأبي بكر النقاش، وأبي جعفر النحاس.

6- ثُم ألَّف في التفسير طائفة من المتأخرين، فاختصروا الأسانيد، ونقلوا الأقوال بتراء، فدخل من هنا الدخيل، والتبس الصحيح بالعليل.

7– ثم صار كل مَن سَنحَ له قول يورده، ومَن خطر بباله شيءٌ يعتمده، ثم ينقل ذلك عنه مَن يَجيء بعده ظانًّا أن له أصلًا، غير ملتفت إلى تَحريرٍ ما ورد عن السلف الصالح. ومن هم القدوة في هذا الباب – قال السيوطي: رأيتُ في تفسير قوله تعالى: "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ." نَحو عشرة قوال، مع أن الوارد عن النبي صلى الله عليه وسلم وجَميع الصحابة والتابعين ليس غير اليهود والنصار. حتّى قال ابن أبي حاتم: لا أعلم في ذلك اختلافًا من المفسِّرين.

8– صنّف بعد ذلك قومٌ بَرَعُوا في شيء من العلوم. منهم من مَلأ كتابه بِما غلب على طبعه من الفن. واقتصر فيه على ما تَمَهَّر هو فيه، كأن القرآن أنزل لأجلِ هذا العلم لا غير، مع أن فيه تبيان كل شيء.

فالنحوي نراه ليس له هم إلا الإعراب وتكثِيْر أوجهه الْمُحتملة فيه، وإن كانت بعيدة وينقُل قواعد النحو ومسائله وفروعه وخلافياته كأبِي حيان في البحر والنهر.

والإخباري هَمّه القصصُ واستيفاؤه. والإخبار عمن سلف سواءً أكانت صحيحة أو باطلة. ومنهم الثعالِبي.

والفقيه يكاد يسرد فيه الفقه جَميعًا، وربّما استطرَدَ إلى إقامة أدلّة الفروع الفقهية التِي لا تعلُّقَ لَها بالآية أصلًا والجواب على أدلة المخالفين، كالقرطبِي.

وصاحب العلوم العقلية، خصوصًا الإمام فخر الدين الرازي، قد ملأ تفسيره بأقوال الحكماءِ والفلاسفة، وخرج من شيء إلى شيء، حتّى يقضي الناظرُ العجب مِن عدمِ مطابقة المورد للآية. قال أبو حيان في البحر: جَمع الإمام الرازي في تفسيرِه أشياء كثيرة طويلة لا حاجةَ بِها في علمِ التفسير ولذلك قال بعض العلماء: فيه كل شيء إلا التفسيْر.

سَنحَ	اس نے مناسب سمجھا	بَرَعُوا	وہ ماہر ہو گئے	استيفاؤه	اسے پورا کرنا
القدوة	مثال، طریقہ	تَمَهَّر	وہ ماہر ہوا	استطرَدَ	وہ کہتا چلا گیا

والْمبتدع ليس له قصد إلا تَحريف الآيات وتسوِيَتها على مذهبه الفاسد، بحيث أنه لو لاحَ له شاردة من بعيد اقتنصها، أو وجد موضعًا له فيه أدنّى مجال سَارَعَ إليه.... وهكذا الشأن بالنسبة إلى الملحدين وغيرهم.

9- ثم جاء عصر النهضة الحديثة: فانتحى كثير من المفسرين منحًى جديدًا، في العنايةِ بطلاوةِ الأسلوب، وحُسن العبارة، والاهتمام بالنواحي الاجتماعية، والأفكار المعاصرة، والمذاهب الحديثة. فكان التفسير الأدبي الاجتماعي، ومن هؤلاء: محمد عبده، والسيد محمد رشيد رضا، ومحمد مصطفى المراغي، وسيد قطب، ومحمد عزة دروزة.

وللحافظ جلال الدين السيوطي المتوفى سنة **911** هجرية كتاب "طبقات المفسرين" ذكر في مقدمته أنه سيتناول المفسرين من الصحابة والتابعين وأتباع التابعين، والمفسرين من الْمحَدِّثين، وأهل السُّنَّة، والمفسرين من أهل الفرق كالمعتزلة والشيعة ونحوهم، ولكنه لم يتمّ، وبلغ عدد التراجم فيه **136** ترجَمة وهو مرتب على الحروف الهجائية.

وصنّف في طبقات المفسرين أيضًا الشيخ أبو سعيد صنع الله الكوزه كناني المتوفى سنة **980** هجرية. كما صنف فيها أحْمد بن محمد الأدنه وي من علماء القرن الحادي عشر. وللحافظ شَمس الدين محمد بن علي بن أحْمد الداودي المصري المتوفى سنة **945** هجرية كتابه المشهور "طبقات المفسرين" وهو أوفى كتاب في موضوعه بالمكتبة الإسلامية، استقصى فيه الداودي تراجم أعلام المفسرين حتى أوائل القرن العاشر للهجرة، قال فيه حاجي خليفة في كشف الظنون: "وهو أحسن ما صُنف فيه".

مطالعہ کیجیے!
آخرت کی کامیابی کا انحصار کسی گروہ سے تعلق پر نہیں ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0009-Attachment.htm

تسوِيَة	برابر کرنا	شاردة من بعيد	دور کی کوڑی لانا	اقتنص	اس نے دے مارا

سبق 14A: قصر

تعمیر شخصیت
دوسروں کے لئے فائدہ مند بنیے۔ خواہ چھوٹا سا فائدہ ہی کیوں نہ ہو، اسے دوسروں تک پہنچائیے۔

تمام زبانوں میں کسی چیز کو محدود کرنے کے لئے کچھ الفاظ ہوتے ہیں۔ جیسے "وہ تو بس ایک شاعر ہی ہے۔" اور "اس کے سوا کوئی شاعر نہیں ہے۔" پہلے جملے میں "بس" نے اس شخص کی صلاحیت کو محدود کر دیا ہے۔ جبکہ دوسرے جملے میں "کے سوا" نے شاعری کو ایک شخص میں محدود کر دیا ہے۔ عربی میں بھی محدود کرنے کے اسالیب موجود ہیں:

- إلاَّ : یہ استثناء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے لا اله الا الله۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی خدا ہے، جس کا نام اللہ ہے۔
- إنَّمَا : یہ اردو لفظ "صرف" یا "بس" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے إِنَّمَا هَذه الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ۔ اس کا مطلب ہے کہ "یہ دنیا کی زندگی تو بس تھوڑی سی لطف اندوزی ہی ہے۔" اسی بات کو استثناء کے اسلوب میں بھی بیان کیا گیا ہے: مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ۔
- لا، بل، لكن : یہ الفاظ اپنے سے پہلے کہی گئی بات سے پیدا ہونے والے تصور کو دور کر کے اپنے بعد کہی گئی بات کی تائید کرتے ہیں۔ جیسے لا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلامَكُمْ بَلْ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ۔ دیہاتی لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ وہ اسلام لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کر رہے ہیں۔ لفظ "بل" نے اس غلطی فہمی کی نفی کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے۔
- محدود کرنے کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ مفعول کو فعل سے پہلے لایا جائے۔ جیسے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ اس سے "صرف اور صرف" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

کسی شخص یا چیز کی محدودیت کرنے کی دو وجوہات ممکن ہیں:

- صرف اور صرف ایک شخص کے پاس وہ چیز یا صلاحیت ہے جو زیر بحث ہے۔ جیسے لا كاتب إلا زيد۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ بات کی جا رہی ہے وہاں زید کے علاوہ کوئی لکھنے والا موجود نہیں ہے۔ بعض اوقات یہ استثناء پوری کائنات میں بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے لا اله الا الله۔
- لوگوں کو اس شخص یا چیز کے بارے میں کوئی شک ہو تو اس کی وضاحت کی جائے۔ جیسے مَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ۔ جنگ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر بہت سے لوگ سکتے میں آ گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تا کہ لوگوں کے وہم کی تردید کی جائے۔ آپ کی حقیقی وفات کے وقت بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی آیت پڑھ کر لوگوں کو تسلی دی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ "محمد تو ایک رسول ہی ہیں" یعنی آپ خدا نہیں ہیں جو کبھی نہیں مر سکتا۔ اس جملے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کی ذات میں سوائے رسالت کے اور کوئی صفت نہیں ہے۔ یہاں زیر بحث ہمیشگی کی زندگی ہے جو سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔

سبق 14A: قصر

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ کس بات کو محدود کیا گیا ہے اور اس کے لئے کیا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	القصر	تجزیہ
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (2:9)	إِلاَّ	وہ صرف اور صرف اپنے آپ ہی کو دھوکہ دیتے ہیں۔
يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِي بِهِ كَثِيراً وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفَاسِقِينَ (2:26)		
وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلاَّ عَلَى الْخَاشِعِينَ (2:45)		
وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلاَّ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ (2:78)		
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (3:102)		
مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ اللَّهُ (3:135)		
مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلاَّ الْبَلاغُ (5:99)		
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لا تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (2:11)		
بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (2:117)		

مطالعہ کیجیے! سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا پہاڑی کا وعظ مذہبی ادب کی تاریخ میں ایک شہ پارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں کی گئی باتیں آج کے دور سے بھی مطابقت رکھتی ہیں۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0009-Mount.htm

عربي	القصر	تجزیہ
إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (2:173)		
إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَاراً (4:10)		
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلاَ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلاَّ الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ (4:171)		
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ (5:90)		
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنْ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (7:32-33)		

آج کا اصول: لفظ کم دو طرح استعمال ہوتا ہے: (۱) تعداد پوچھنا، اس صورت میں یہ "کتنے؟" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۲) حیرت کے اظہار کے لئے، اس صورت میں یہ "کتنے ہی!!" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ سوال کی مثال یہ ہے: قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْماً (اس نے کہا، "میں کتنے دن رہا؟" پھر جواب دیا، "میں ایک دن رہا۔")، كَمْ كُتُبٌ عِندَكَ (تمہارے پاس کتنی کتابیں ہیں؟)۔ حیرت کی مثال یہ ہے: كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (کتنے ہی چھوٹے لشکر اللہ کے حکم سے بڑے لشکروں پر حاوی ہو جاتے ہیں!!!)، أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ (کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا)، أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ (کیا وہ زمین میں نہیں دیکھتے کہ ہم نے اس میں ہر چیز کے کتنے ہی قابل احترام جوڑے پیدا کیے؟)۔

سبق14A: قصر

عربي	القصر	تجزیہ
قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمْ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلاً مَا يُؤْمِنُونَ (2:88)		
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَداً سُبْحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ (2:116)		
وَقَالُوا كُونُوا هُوداً أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ (2:135)		
أَلا إِنَّهُمْ هُمْ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لا يَعْلَمُونَ (2:13)		
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (2:102)		
لَوْلا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتْ الأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ (2:251)		
أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (2:40)		
وَإِذَا مَسَّكُمْ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلاَّ إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الإِنْسَانُ كَفُوراً (17:67)		
يَا عِبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ (29:56)		

آج کا اصول: بعض اوقات مصدر کا مقصد کسی فعل کی تعداد کو بتانا ہوتا ہے۔ اسے "مصدر المرة" کہا جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ فَعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے طُبِعَ الكتابُ طَبْعَةٌ (کتاب ایک بار شائع کی گئی)، نكَبِّرُ سِتَّةَ تَكبِيْراتٍ فِي صَلوةِ العيدِ (ہم نے نماز عید میں چھ تکبیریں کہیں)۔ اس کے علاوہ بھی مصدر کی ایک اور قسم ہے جو کسی چیز کی حالت کو بیان کرتی ہے۔ اسے "مصدر ہیَت" کہا جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ فِعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے جِلْسَةٌ، مِشْيَةٌ وغیرہ۔ ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں بعض اوقات مفعول ہی کو مصدر کے معنوں میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔

سبق 14B & 15B میں دور جاہلیت کی مشہور نظموں "سبع معلقات" کے منتخب اشعار کا مطالعہ کریں گے۔ ان نظموں کی بلاغت کے باعث انہیں خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکایا گیا۔ یہ مذہبی لٹریچر نہیں ہے۔ ان میں گھٹیا مضامین اور گندے اشعار بھی ملتے ہیں۔ مگر ان کی مدد سے قرآن مجید کے کچھ اسالیب کو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ قرآن اسی زبان میں نازل ہوا جو عربوں کے خطیبوں اور شاعروں کی زبان تھی۔ کسی بھی چیز کی اعلی کوالٹی کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا موازنہ گھٹیا کوالٹی کی پراڈکٹ سے کیا جائے۔ جب آپ عربی کے اعلی ترین ادب کا موازنہ قرآن سے کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ قرآن کس طرح بلاغت کا معجزہ ہے۔ اس کے علاوہ اس شاعری کو پڑھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دور جاہلیت کے عربوں کے ماحول اور زندگی کے بارے میں براہ راست معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ معلومات بھی قرآن و سنت کے پیغام کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس وجہ سے ہم اس شاعری کو پڑھنے پر مجبور ہیں۔

تعمیر شخصیت
تخلیقی طرز فکر، عام لوگوں کے طریقے سے کچھ ہٹ کر سوچنے کا نام ہے۔

مُعَلَّقَةُ امرئُ القَيسِ الطَوِيلِ بنِ حَجَر الكِندي

امرؤالقیس (500 – 540CE) دور جاہلیت کے عظیم شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا باپ بنو اسد کا سردار تھا۔ ایک ذمہ دار بیٹا بننے کی بجائے امرؤالقیس عیاشی میں پڑ گیا۔ وہ سیر و تفریح، شکار، رقص و سرود، شراب اور شاعری میں پڑ گیا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہ تالابوں کے کنارے خوبصورت لونڈیوں کا رقص دیکھتا، شراب پیتا اور شاعری کیا کرتا۔ اس کی شاعری کا خاص موضوع عورت کا حسن ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام ہی "الملک الضلیل" یعنی گمراہ بادشاہ پڑ گیا۔

بعض عربوں نے اس کے باپ کے خلاف بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا۔ امرؤالقیس کو اب ہوش آیا۔ اس نے عیاشی چھوڑ دی۔ اس کے دشمنوں کو حیرہ کے بادشاہ کی حمایت حاصل تھی۔ یہ ایران اور عرب کے درمیان ایک بفر اسٹیٹ کی حیثیت رکھتی تھی۔ امرؤالقیس نے دشمنوں سے اپنا اقتدار چھیننے کے لئے رومی بادشاہ سے مدد مانگی۔ اس کے لئے اس نے قسطنطنیہ کا سفر بھی کیا۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی مگر موت نے اسے انقرہ کے قریب آلیا۔ اس کی شاعری کی خصوصیات یہ ہیں:

ا۔ امرؤالقیس بہت سی تشبیہات، استعارے اور مجازی زبان استعمال کرتا ہے۔ بعض اوقات اس کی شاعری بہت پیچیدہ اور مشکل ہو جاتی ہے۔

۲۔ وہ محبوب خواتین کے حسن اور گھوڑوں کا سراپا کھینچنے کا ماہر ہے۔ خواتین کے بارے میں اس کی شاعری فحش ہے۔

۳۔ اس کی شاعری میں اعلی درجے کی اولوالعزمی اور تخیل پسندی موجود ہے۔

مستشرق اے جے آربیری نے سبع معلقات کی شرح "The Seven Odes" کے نام سے لکھی ہے۔ وہ اس نظم کی کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امرؤالقیس اپنی کزن عنیزہ کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے ہر ممکن کوشش کی مگر عنیزہ نے اسے لفٹ نہ کروائی۔ ایک مرتبہ ان کا قبیلہ سفر میں تھا۔ مرد آگے آگے جا رہے تھے اور خواتین کچھ پیچھے رہ گئی تھیں۔ امرؤالقیس بھی پیچھے رہ گیا۔ راستے میں ایک تالاب "دارۃ جلجل" آیا۔ خواتین نے یہاں نہانے کا ارادہ کیا۔ جب وہ کپڑے اتار کر تالاب میں اتریں تو ان

شاعر صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کے کپڑے پر قبضہ کر لیا اور کہنے لگا: "میں اس وقت تک تمہیں لباس نہ دوں گا جب تک تم برہنہ باہر نہ نکلو۔" انہوں نے انکار کر دیا اور تالاب میں بیٹھی رہیں۔ شام پڑ گئی۔ بالآخر انہیں نکلنا پڑا۔ جو بھی باہر نکلتی، امرؤالقیس اسے اس کا لباس دے دیتا۔ مگر عنیزہ اب بھی اندر رہی تھی۔ مجبور ہو کر وہ باہر نکلی تو اسے لباس ملا۔

خواتین نے شاعر کو بڑی لعنت ملامت کی۔ اب انہیں بھوک لگ رہی تھی۔ اب شاعر کو جوش آیا اور اس نے اپنی اکلوتی اونٹنی ان کے لئے ذبح کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے جھاڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور اس پر گوشت بھونا۔ خواتین کو بھی اب مزا آیا اور انہوں نے ایک دوسرے پر گوشت کی چربی اچھال کر کھیلنا شروع کر دیا۔ خوب عیاشی کر کے یہ لوگ وہاں سے نکلے۔ اب امرؤ القیس کے پاس سواری نہ تھی۔ چنانچہ یہ اچھل کر عنیزہ کی اونٹنی پر جا چڑھا۔ اس واقعے کو یاد کرتے ہوئے اس نے یہ نظم کہی۔ اس واقعہ کا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ سب شاعر کے تخیل ہی میں رونما ہوا ہو۔

یہاں ہم ہر شعر کو تین خانوں میں بیان کریں گے۔ پہلے میں شعر، دوسرے میں اس کا ترجمہ اور تیسرے میں تشریح۔

قِفا نَبْكِ مِنْ ذِكرَى حبيبٍ ومنْزِلِ ... بِسِقطِ اللِّوى، بينَ الدَّخُولِ، فحَوْمَلِ

ٹھہرو ٹھہرو! ہم محبوبہ اور اس کے گھر کی یاد میں دو آنسو ہی بہا لیں جو کہ ریت کی پہاڑی کے کنارے، دخول اور حومل کے درمیان واقع ہے۔

قفا: یہ تثنیہ ہے۔ اس کے دو معانی ممکن ہے۔ (۱) میرے دو دوستو! رک جاؤ۔ یا پھر (۲) ٹھہرو ٹھہرو!۔ عربی ادب میں یہ اسلوب ہے کہ بات کو دوہرانے کے لئے تثنیہ یا جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے خواہ مخاطب کوئی ایک ہی ہو۔ قرآن مجید میں ہے: حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمْ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ۔ یہاں جمع کا صیغہ ارْجِعُونِ : مجھے واپس بھیج! مجھے واپس بھیج! مجھے واپس بھیج! کے معنی میں ہے۔

سِقط : ریت کا آخری کنارہ۔ اللوی : بل دار۔ یعنی ریت کی پہاڑی۔ الدَّخُولِ، حَوْمَلِ : دو مقامات کے نام۔

فتُوضِحَ فالمِقْراةِ لم يَعفُ رَسْمُها ... لَما نَسجَتْها مِن جَنُوبٍ وشَمالِ

محبوبہ کا گھر توضح اور مقراۃ کے درمیان تھا۔ اس کے نشان ابھی نہیں مٹے کیونکہ اس پر جنوب اور شمال سے ہوا چلتی ہے۔

تُوضِحَ ، المِقْراة : دو مقامات۔ سقط اللوی چار جگہوں کے درمیان تھا۔ رَسْمُ : نشانات۔ نسج الرِیْحین : متضاد سمتوں میں چلنے والی ہوائیں۔ محبوبہ کے گھر کے نشانات اس وجہ سے نہیں مٹے کہ اگر شمالی ہوائیں ان پر ریت بکھیر تیں تو جنوبی ہوائیں اس ریت کو واپس اڑا لے جاتیں۔ مجازی اعتبار سے شاعر نے اپنے متضاد جذبات کو شمالی و جنوبی ہواؤں سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے دل میں محبوبہ کی جدائی اور اس کی محبت کے جذبات شمالی و جنوبی ہواؤں کی طرح ہیں جنہوں نے اس کی محبت کے نشانات کو اس کے دل میں تازہ رکھا ہوا ہے۔

تَرَى بَعَرَ الآرامِ فِي عَرصَاتِها ... وَقيعانِها، كأنَّهُ حَبُّ فُلْفُلِ

تم اس کے (گھر کے) صحن اور باہر کی زمین پر سفید ہرن کی مینگنیاں دیکھتے ہو، گویا کہ وہ سیاہ مرچ کے دانے ہیں۔

بَعَرَ : مینگنیاں۔ **الآرام** : سفید ہرن۔ اس کا واحد رئم ہے۔ یہ صحرا میں رہتا ہے۔ **عَرصَات** : صحن۔ اس کا واحد عرصة ہے۔ **قيعان** : گھر کے باہر کی جگہ۔ اس کا واحد قاع ہے۔ چونکہ عنیزہ بھی خانہ بدوش قبیلے سے تعلق رکھتی تھی، اس وجہ سے وہ اپنے خاندان کے ساتھ چراگاہ اور پانی کی تلاش میں دوسری جگہ چلی گئی۔ شاعر کو اس کے گھر کے نشان دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ سفید ہرن کی مینگنیاں اس گھر کے ویران ہونے کا استعارہ ہیں۔ یعنی گھر اتنا ویران ہو گیا کہ سفید ہرن جیسے جنگلی جانور نے وہاں بسیرا کر لیا۔ ہرن کی مینگنیوں کو سیاہ مرچ کے دانوں سے تشبیہ نہایت ہی بد ذوقی ہے۔

كأنّي غَداةَ البَينِ، يَومَ تَحَمَّلُوا ... لدَى سَمُراتِ الحَيِّ ناقِفُ حَنظَلِ

جب جدائی کی صبح انہوں نے (جانوروں پر) سامان لاد لیا تو میں ایسا تھا گویا کہ قبیلے کے ببول کے درخت کے پاس کھڑا اس کی گری نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

غَداةَ البَينِ : جدائی کی صبح۔ یہ شدید غم کا وقت ہے۔ **سَمُرات** : ببول کا درخت۔ **الحَيِّ** : قبیلہ۔ **ناقِفُ حَنظَل** : وہ شخص جو ناخنوں سے چھیل کر ببول کے پھل کی گری نکالے۔ ببول کے پھل کی گری نکالنے سے انسان کے آنسو اسی طرح بہتے ہیں جیسے پیاز چھیلتے ہوئے۔ شاعر نے اپنے رونے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

وُقُوفاً بِها صَحْبِي عَليَّ مَطِيَّهُمْ ... يَقولونَ: لا تَهلِكْ أَسًى، وتَجَمَّلِ

میرے دوست اپنی سواریوں پر کھڑے مجھ سے کہہ رہے تھے: خود کو غم سے ہلاک نہ کر۔ اچھے طریقے سے صبر کر۔

وُقُوفاً : ٹھہرے ہوئے۔ یہ حال ہونے کے باعث منصوب ہے۔ **أَسًى** : شدید غم، ڈپریشن۔ یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **تَجَمَّلِ** : اچھی طرح صبر کر۔ قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جب ان کے بیٹے، سیدنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی قمیص پر خون لگا کر لائے اور کہا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا: فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔

وإنّ شِفائي عَبْرَةٌ مُهَرَاقَةٌ ... فهل عَنْدَ رَسْمٍ دارِسٍ من مُعَوَّلِ

(میں نے جواب دیا:) میری شفا یہی بہے ہوئے آنسو ہیں۔ (پھر مجھے عقل آئی تو میں نے کہا: کہتے تو تم ٹھیک ہی ہو) کیا ان ختم ہوتے نشانات کے پاس کوئی مددگار ہے؟ (یعنی رونے دھونے کا کیا فائدہ، محبوبہ تو واپس آنے سے رہی۔)

عَبْرَةٌ : آنسو۔ **مُهَرَاقَةٌ** : بہائے ہوئے۔ **دارِسٍ** : مٹتے ہوئے۔ **مُعَوَّل** : مددگار۔

كَدَأْبكَ مِنْ أُمِّ الْحُوَيْرِثِ قَبلَها ... وَجارَتِها أُمِّ الرَّبابِ بِمَأْسَلِ
(امرؤالقیس!) تمہاری عادت تو اس سے پہلے ماسل کے مقام پر ام الحویرث اور اس کی پڑوسن ام الرباب کے معاملے میں بھی یہی تھی۔
دَأْب : عادت۔ مَأْسَلِ : پہاڑ کا نام۔ اگر اسے مَأْسِلِ پڑھا جائے تو اس کا معنی چشمہ ہے۔ اب شاعر اپنا غم غلط کرنے کے لئے اپنے پہلے دو افیئرز کا ذکر کر رہا ہے۔ اس سے اس کے کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔
إذا قامَتَا تَضَوَّعَ المِسْكُ مِنهُما ... نَسيمَ الصَّبا جاءَتْ بِرَيَّا القَرَنْفُلِ
جب وہ دونوں کھڑی ہوتیں، تو مشک کی خوشبو ان سے اس طرح آتی جیسے باد صبا قرنفل کی خوشبو کو بکھیر دیتی ہے۔
تَضَوَّعَ : وہ پھیلتی ہے۔ نَسيمَ الصَّبا : باد صبا، صبح کی ہلکی ہلکی ہوا۔ رَيَّا : خوشبو۔ القَرَنْفُلِ : ایک پھول۔
فَفَاضَتْ دُموعُ العَيْنِ مِنِّي صَبابَةً ... على النَّحْرِ حتَّى بَلَّ دَمعَيَّ مِحمَلي
آنسو میری آنکھ سے شدید محبت کے باعث نکل کر میرے سینے پر بہے یہاں تک کہ انہوں نے میری تلوار کے نیام کو تر کر دیا۔
صَبابَةً : شدید محبت۔ یہ مفعول لہ یعنی سبب ہونے کے باعث منصوب ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال یہ ہے: يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنْ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْت۔ بَلَّ : یہ تر ہو گیا۔ مِحمَلي : میری تلوار کا نیام۔ عام طور پر یہ کمر سے باندھا جاتا ہے۔ یعنی آنسو اتنے زیادہ تھے کہ وہاں تک پہنچ گئے۔
أَلا رُبَّ يَومٍ لي مِنهُنَّ صالحٍ ... ولا سِيّما يومٍ بِدَارةِ جُلْجُلِ
ہائے! ان خواتین کے ساتھ گزارے دن کتنے خوبصورت تھے۔ خاص طور پر دارۃ جلجل میں گزار ہو وقت۔
رُبَّ : کتنے ہی۔ لا سِيّما : کوئی موازنہ نہیں۔ اب شاعر نے غم غلط کرنے کے لئے دارۃ جلجل والے واقعے کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ مطلب یہ کہ جب اتنے دن لطف اندوزی میں گزر گئے تو کیا ہوا اگر آج جدائی آ گئی۔ یہ تو زندگی کا حصہ ہے۔
وَيومَ عَقَرْتُ للعَذَارَى مَطِيَّتِي ... فَيا عَجَباً مِنْ كُوْرِها الْمتَحَمَّلِ
اس دن جب میں نے اپنی سواری کو ان کنواریوں کے لئے ذبح کیا دیا۔ کیا مزا تھا!!! جب میری اونٹنی کا کجاوہ دوسرے اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔
عَقَرْتُ : میں نے ذبح کیا۔ قرآن مجید میں ہے: فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِم۔ العَذَارَى : کنواریاں۔ اس کا واحد عذراء ہے۔ كُوْرِها : اس کا کجاوہ۔ اپنی اونٹنی ذبح ہونے کے باعث سامان کو دوسرے اونٹوں پر لادنا پڑا۔

فظَلّ العَذَارَى يَرتَمِيْنَ بلَحْمِهَا ... وشَحْمٍ كهُدَّابِ الدِّمَقْسِ الْمُفَتَّلِ

جب وہ کنواری لڑکیاں ایک دوسرے پر اس اونٹ کا گوشت اور چربی پھینک رہی تھیں۔ اس کے لمبے ریشے بل دار ریشم کی جھالر کی مانند تھے۔

يَرتَمِيْنَ : وہ پھینکتی ہیں۔ شَحْمٍ : چربی۔ هُدَّابِ : کنارے۔ الدِّمَقْسِ: ریشم۔ الْمُفَتَّلِ : بل دار

ويَومَ دَخَلتُ الْخِدْرَ، خِدْرَ عُنَيزَةٍ ... فقالتْ: لَكَ الوَيلاتُ إنَّكَ مُرْجِلي

جب میں کجاوے میں جا گھسا، عنیزہ کے کجاوے میں تو وہ بولی: "لعنت تیرے پر۔ تو مجھے پیدل کرنا چاہتا ہے۔"

الْخِدْرَ : ہودہ، اونٹ کا کجاوہ۔ یہاں دوسرا خدر بدل ہے۔ قرآن میں اس کی مثالیں عام ہیں جیسے: وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحاً لَعَلِّي أَبْلُغُ الأَسْبَابَ، أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَى۔

لَكَ الوَيلاتُ : لعنت تجھ پر۔ یہ نفرت کا اظہار بھی ہو سکتا ہے اور کبھی محبت میں بھی ایسے الفاظ کہہ دیے جاتے ہیں۔ مُرْجِلي : پیدل چلانے والا۔ جب یہ لوگ چلے تو امرؤ القیس کے پاس سواری نہ تھی۔ وہ عنیزہ کے کجاوے میں جا گھسا۔ اس نے کہا کہ چونکہ اونٹ کمزور ہے اور دو افراد کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اس لئے یہ مر جائے گا اور میں پیدل ہو جاؤں گی۔

تَقولُ، وَقَدْ مالَ الغَبِيْطُ بنا مَعاً ... عَقَرْتَ بَعيرِي، يا امرَأ القيسِ، فانْزِلِ

وہ کہہ رہی تھی: "کجاوہ ہمارے بوجھ سے ایک جانب ڈھلک گیا ہے۔ امرؤ القیس! تو نے میرے اونٹ کو مار ڈالا۔ اتر نیچے۔"

مالَ : یہ مائل ہوا، جھکا۔ الغَبِيْطُ : کجاوہ۔ عَقَرْتَ بَعيرِي : تو نے میرے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ یہ مسئلہ پیدا کرنے کے لئے بطور استعارہ ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ مستقبل کے یقینی واقعات صیغہ ماضی میں بیان ہوتے ہیں۔ اونٹ ابھی مرا نہیں مگر "تو نے مار ڈالا"۔ قرآن مجید کی آخری سورتوں میں قیامت کے واقعات کو ماضی کے صیغہ میں بیان کیا گیا ہے۔

فقُلتُ لَها: سِيْري وأَرْخي زِمامَهُ ... ولا تُبعِديني مِنْ جَنَاكِ الْمُعَلَّلِ

میں نے اس سے کہا: چلتی رہ اور اس کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دے۔ مجھے اپنے بڑی مقدار میں موجود پھلوں سے دور نہ کر۔

أَرْخي زِمامَهُ : اس کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دے۔ لا تُبعِديني : مجھے دور نہ کر۔ جَنَاكِ : تمہارے پھل۔ الْمُعَلَّلِ : بڑی مقدار میں۔ شاعر نے عنیزہ کو درخت سے تشبیہ دی ہے اور اس کے ساتھ کو پھل سے۔

چیلنج! اسم نکرہ کے استعمال کی پانچ وجوہات بیان کیجیے۔

فمثلك حُبْلى قدْ طَرَقتُ ومُرْضِعٍ ... فألْهَيْتُها عنْ ذي تَمائِمَ مُغْيَلِ

(مجھے تمہاری خاص پرواہ نہیں کیونکہ) میں تو جب رات کے وقت کسی حاملہ یا دودھ پلانے والی کے پاس آتا ہوں تو اسے اس کے تعویذ پہنے بچے سے بے پرواہ کر دیتا ہوں۔

حُبْلى : حاملہ۔ طَرَقتُ : میں رات کو آیا۔ مُرْضِع : دودھ پلانے والی ماں۔ اسے مذکر و مونث دونوں طرح استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ مرد تو دودھ پلانے سے رہا۔ مونث کے لئے مذکر الفاظ عربی میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن میں ہے: السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِه۔ عربی میں آسمان مونث ہے مگر اس کے لئے مذکر لفظ استعمال ہوا ہے۔

أَلْهَيْتُ : میں نے گمراہ کیا۔ تَمَائِمَ : تعویذ۔ مُغْيَل : پیارا۔ عرب بچوں کو نظر یا شیطان سے بچانے کے لئے ان کے گلے میں تعویذ ڈال دیتے تھے۔ اسلام نے اس شرکیہ رسم سے انہیں روکا اور اللہ تعالی سے دعا کرنے کا حکم دیا۔

شاعر محبوبہ کا دل جیتنے کے لئے خواتین کو راغب کرنے کے اپنے آرٹ کو بیان کر رہا ہے کہ وہ اس معاملے میں اتنا تیز ہے کہ دودھ پلاتی خواتین بھی اس کی خاطر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ شاعر اپنے غلیظ کردار کو محبوبہ کا دل جیتنے کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ ایسے شخص کو برداشت کرنا عنیزہ ہی کا حوصلہ تھا۔ ہمارے ہاں کا کوئی نامراد عاشق ایسی جسارت کرے تو اس کی محبوبہ ہی جوتے مار مار کر اسے گنجا کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حقیقت نہ ہو۔ محض شاعر کا تخیل ہی ہو۔

ويَوْماً على ظَهْرِ الكَثيبِ تَعَذَّرَتْ ... عَليّ، وآلَتْ حَلْفَةً لَم تُحَلَّلِ

ایک دن ٹیلے کی چوٹی پر اس نے مجھے ایسی قسم دے کر مجبور کیا جس سے بچنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

الكَثيب : ٹیلہ۔ تَعَذَّرَتْ عَليّ : اس نے مجھے مجبور کیا۔ آلَتْ : اس نے قسم دی۔ ایک مرتبہ اس نے ایسی جامع و مانع قسم دی کہ جس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔

أفاطِمَ، مَهْلاً، بَعْضَ هذا التَّدَلُّلِ ... وإن كُنْتِ قد أَزْمَعت صَرْمِيَ فاجْملي

اے فاطمہ (عنیزہ کا اصل نام)! ذرا انتظار کرو! اگر اس فلرٹ کے بعد بھی تم نے مجھ سے قطع تعلق کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو ذرا اچھے طریقے سے تو کرو۔

مَهْلاً : آہستہ آہستہ کرو! انتظار کرو!۔ التَّدَلُّلِ : فلرٹ۔ أَزْمَعتِ : تم نے فیصلہ کر لیا ہے۔ صَرْم : کاٹنا، توڑنا

أَغَرَّكِ منّي أنّ حُبَّك قاتلي ... وأنَّكِ مَهما تأْمُري القَلبَ يَفعَلِ

تم میرے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو کہ تمہاری محبت مجھے قتل کر دے گی اور جو کچھ تم میرے دل کو حکم دو گی، وہ بجا لائے گا۔

أَغَرَّكِ : تم دھوکے میں مبتلا ہو

فإنْ تَكُ قَدْ سَاءَتْكِ منّي خَليقَةٌ ... فَسُلِّي ثِيابِي منْ ثِيابِكِ تَنْسُلِ
اگر تم میرے کیریکٹر کو برا سمجھتی ہو، تو میرے دل کو اپنے دل سے کھینچو، یہ الگ ہو جائے گا۔
خَليقَةٌ : عادت، کردار، کیریکٹر۔ سُلِّي : کھینچو۔ تَنْسُلِ : یہ الگ ہو جائے گا۔ بعض ماہرین کے نزدیک یہاں ثوب یا کپڑے کو مجازی طور پر دل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔
وما ذَرَفَتْ عَيناكِ إلاّ لتَضْرِبِي ... بِسَهْمَيكِ فِي أَعْشَارِ قَلبٍ مُقَتَّلِ
تمہاری دونوں آنکھیں آنسو بہا کر اپنے تیر میرے دل کے حصوں پر چلاتی ہیں تا کہ اسے مار دیں۔
ذَرَفَتْ : وہ آنسو بہاتی ہے۔ سَهْمَ : تیر۔ أَعْشَارِ : حصے۔ مُقَتَّلِ : قتل کیا گیا۔ نینوں کے تیر چلانا اردو میں بھی ایک محاورہ ہے۔
وبَيضَةِ خِدْرٍ لا يُرامُ خِباؤُها ... تَمَتَّعْتُ مِن لَهوٍ بِها، غَيرَ مُعجَلِ
بہت ہی خیموں میں چھپی ہوئی خوبصورت خواتین ہیں، جن کے خیموں تک رسائی ممکن نہیں مگر میں ان کے ساتھ کھیلنے سے بلا جھجک لطف اندوز ہوتا ہوں اور مجھے کوئی جلدی نہیں ہوتی۔
بَيضَة : انڈہ۔ خِدْرٍ : خیمہ، ہودج۔ يُرامُ : یہ ممکن ہے۔ خِباؤُها : اس کا خیمہ۔ تَمَتَّعْتُ : میں لطف اندوز ہوا۔ لَهو : کھیلنا۔ مُعجَلِ : تیزی سے۔ شاعر نے خاتون کی خوبصورتی اور حفاظت کو انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ تمام جانور بالخصوص شتر مرغ اپنے انڈوں کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ یہیں سے یہ لفظ بطور استعارہ خواتین کے محفوظ اور چھپا ہونے کے معانی میں استعمال ہونے لگا۔ قرآن مجید میں ہے: وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ. كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ۔
تَجاوَزْتُ أَحْرَاساً إلَيها ومَعشَراً ... عليَّ حِرَاصاً لو يُسِرُّونَ مَقتَلي
میں محافظوں اور پورے قبیلے کو جل دیکھ کر اس تک جا پہنچا۔ انہیں یہ شدید خواہش ہو گی کہ وہ مجھے خفیہ طور پر قتل کر دیں۔
تَجاوَزْتُ : میں نے تجاوز کیا۔ أَحْرَاساً : محافظ، سکیورٹی گارڈ۔ مَعشَراً : لوگوں کا گروہ، قبیلہ۔ حِرَاصاً : لالچی ہونا، شدید خواہش ہونا۔
إذا ما الثُّرَيّا في السَّماءِ تَعَرَّضَتْ ... تَعَرُّضَ أَثْناءِ الوِشاحِ المُفصَّلِ
میں اس وقت اس تک جا پہنچا جب ثریا آسمان پر ظاہر ہو رہا تھا گویا کہ ایک ایسا ہار ہو جس میں فاصلے پر موتی لگے ہوئے ہوں۔
الثُّرَيّا : ایک ستارہ۔ تَعَرَّضَتْ : وہ ظاہر ہوا۔ أَثْناءِ : اس وقت جب۔ الوِشاحِ المُفصَّلِ : ہار جس میں فاصلے پر موتی لگے ہوں۔ شاعر نے ستاروں کو ہار سے تشبیہ دی ہے۔

فَجِئتُ، وقد نَضَّتْ لنَوْمٍ ثِيابَهَا ... لَدَ السِّترِ إلاّ لِبْسَةَ الْمُتَفَضِّلِ
میں اس کے پاس ایسے وقت آیا جب اس نے سوائے سونے کے لباس کے تمام کپڑے اتار دیے تھے اور پردے کے پاس کھڑی تھی۔
نَضَّتْ : اس نے کپڑے اتارے۔ السِّترِ : پردہ۔ الْمُتَفَضِّلِ : رات کا گاؤن۔
فَقالَتْ: يَمينَ اللّهِ ما لَكَ حِيْلَةٌ ... وما إنْ أَرَى عَنكَ الغَوايَةَ تَنْجَلي
وہ بولی: اللہ کی قسم! تمہارے لئے کوئی بہانہ نہیں۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی چیز اس گناہ سے تمہیں بچا سکے۔
يَمينَ : قسم۔ حِيْلَةٌ : عذر، حیلہ، بہانہ۔ الغَوَايَةَ : غلطی، گناہ۔ تَنْجَلي : تم بچ جاؤ۔
خَرَجْتُ بِها أَمشي تَجُرُّ وَرَاءَنا ... على أَثَرَينا ذَيْلَ مِرْطٍ مُرَحَّلِ
میں اس کے ساتھ باہر آیا اور چلنے لگا۔ ہمارے پیچھے وہ اپنے قدموں کے نشان پر اپنی نقش و نگار والی چادر پھیرتی جا رہی تھی۔
تَجُرُّ : وہ جاری ہے، پھیرتا ہے۔ أَثَرَينا : ہمارے قدموں کے نشان۔ ذَيْلَ : پیچھے۔ مِرْطٍ : شال، چادر۔ مُرَحَّلِ : نقش و نگار۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کہیں قبیلے کا کھوجی قدموں کے نشان دیکھ کر ان کے پیچھے نہ آ جائے۔ اس واقعہ کا بھی حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ محض شاعر کا تخیل ہو سکتا ہے۔
فلَمَّا أَجَزْنا ساحَةَ الْحَيِّ وانتَحَى ... بنا بَطْنُ خَبْتٍ ذي حِقافٍ عَقَنقَلِ
جب ہم نے قبیلے کے صحن کو پار کیا اور ایک خاموش وادی میں آ پہنچے جس کے پہاڑوں میں ریت مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔
أَجَزْنا : ہم نے پار کیا۔ ساحَةَ : صحن۔ : ہم پہنچے۔ انتَحَى : وادی۔ بَطْنُ خَبْتٍ : خاموش۔ حِقافٍ : ٹیلے، پہاڑیاں۔ قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام بھی الاحقاف ہے۔ عقَنقَلِ : مضبوطی سے ریت کا جما ہونا۔
كَبِكْرِ الْمُقاناةِ البَياضِ بِصُفْرَةٍ ... غَذاها نَميرُ الْمَاءِ غَيرُ المُحَلَّلِ
وہ اس کنواری کی طرح ہے جس کے سفید رنگ میں زردی کی ملاوٹ ہو۔ اس کی غذا ایسا صاف پانی جسے پینے کی کسی کو اجازت نہ ہو۔
بِكْرِ : کنواری۔ الْمُقاناة : ملاوٹ۔ صُفْرَةٍ : زرد۔ نَميرُ : صاف۔ المُحَلَّلِ : اجازت۔ ایسا تالاب جس پر سوائے سردار کے خاندان کے کسی اور کو جانے کی اجازت نہ ہو۔ شاعر نے زردی مائل سفید رنگ کو حسن کا معیار گردانا ہے۔ ہمارے ہاں اسے حسن کی بجائے بیماری کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے انڈے کی زردی و سفیدی کو بطور استعارہ استعمال کیا ہو۔

تَصُدّ وتُبدي عَنْ أَسِيْلٍ وَتَتّقي ... بناظِرَة منْ وَحشِ وَجرَةَ مُطْفِلِ
وہ واپس مڑی اور اپنا گال دکھایا، اس نے خود کو بچانے کی کوشش کی اور ایسی نظروں سے دیکھا جیسے وجرہ کی بچے والی کوئی وحشی ہرنی دیکھتی ہو۔
تَصُدّ : وہ واپس مڑی۔ تُبدي : اس نے دکھایا۔ أَسِيْل : گال۔ یہ اعراض کرنے کی علامت ہے۔ تَتّقي : اس نے خود کو بچایا۔ یہ لفظ قرآن میں عام استعمال ہوا ہے۔ وَجرَةَ : ایک جگہ کا نام۔ مُطْفِلِ : بچے والی۔ یعنی بچے والی ہرنی کی طرح محتاط اور خوفزدہ نظروں سے دیکھا۔
وَجيْد كَجيْدِ الرِّيْمِ ليسَ بِفاحِشٍ ... إذا هيَ نَصَّتْهُ، ولا بِمُعَطَّلِ
اس کی گردن ہرنی کی گردن کی طرح ہے اور حد سے زیادہ (لمبی) نہیں ہے۔ جب وہ اسے اٹھاتی ہے تو یہ بغیر زیور کے نہیں ہوتی۔
جيْد : گردن۔ یہ لفظ قرآن میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ۔ : حد سے زیادہ۔ نَصَّتْ : وہ اٹھاتی ہے۔ مُعَطَّلِ : بغیر زیور کے۔
وفَرْعٍ يَزينُ الْمَتَنَ أَسْوَدَ فاحِمٍ ... أَثيث كَقِنْوِ النّخْلَة الْمُتَعَثْكِلِ
اس کے سیاہ لمبے بال اس کی کمر کو سجاتے ہیں۔ وہ پھلوں سے لدی کھجور کی شاخ کے پھل کی طرح بہت گھنے ہیں۔
فَرْع : بال۔ الْمَتَنَ : کمر۔ فاحِم : گہرے سیاہ۔ أَثيث : بہت زیادہ۔ قِنْوِ : پھل۔ یہ لفظ قرآن میں بھی آیا ہے: مِنْ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ۔ الْمُتَعَثْكِلِ : پھلوں سے لدی شاخ۔
غَدائِرُهُ مُسْتَشْزِراتٌ إلى العُلاَ ... تُضِلُّ العِقَاصُ في مُثَنّىً ومُرْسَلِ
جب وہ بالوں کی چوٹی کو اٹھا کر رکھتی ہے، تو اس کے پچھلے بال دو چوٹیوں اور پیشانی کے بالوں کے درمیان لہراتے ہیں۔
غَدائِرُ : بالوں کی چوٹیاں۔ مُسْتَشْزِراتٌ : اٹھی ہوئی۔ تُضِلُّ : وہ لہراتی ہے۔ العِقَاصُ : پچھلے حصے کے بال۔ مُثَنّىً : دو چوٹیاں۔ مُرْسَلِ : پیشانی کے بال۔ یہ سب بالوں کے زیادہ ہونے کی علامت ہیں جو عرب میں حسن کا معیار تھا۔
وتُضحي، فُتيْتُ المِسكِ فوقَ فِراشِها ... نَؤُومُ الضُّحَى لم تَنتَطِقْ عن تَفَضُّلِ
صبح کے وقت مشک کے ٹکڑے اس کے بستر پر بکھرے ہوتے ہیں۔ وہ صبح دیر تک سوتی ہے اور کام کاج کے کپڑوں کے اوپر کمر پر (ملازماؤں کی طرح) پٹکا نہیں باندھتی۔
فُتيْتُ : ٹکڑے۔ لم تَنتَطِقْ : وہ پٹکا نہیں باندھتی۔ تَفَضُّلِ : اضافی کپڑے (کام کاج کے)۔ یہاں محبوبہ کی دولت مندی کے لئے تین استعارے بیان ہوئے ہیں: (۱) دیر تک سونا۔ (۲) کام کاج نہ کرنا۔ (۳) بستر پر مشک جیسی قیمتی چیز کے ٹکڑے پڑے ہونا۔

وتَعطُو برَخْصٍ غيرِ شَثْنٍ كأنَّهُ ... أَساريعُ ظَبيٍ أو مَسَاويكُ إسْحِلِ

وہ نرم (انگلیوں) سے پکڑتی ہے جو کہ کھردری نہیں ہیں۔ گویا کہ وہ مقام ظبی کے کیچوے ہوں یا اسحل کی مسواکیں ہوں۔

تَعطُو : پکڑ کر اٹھانا۔ رَخْصٍ : نرم۔ شَثْنٍ : کھردری۔ أَساريعُ : کیچوے، اسروع کی جمع۔ ظَبيٍ : ایک مقام۔ مَسَاويكُ : مسواک کی جمع۔ إسْحِلِ : ایک نرم شاخوں والا درخت۔ شاعر نے محبوبہ کی انگلیوں کو دو چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ نرم کیچوے اور نرم مسواکیں۔ چلیے مسواک کی حد تک تو معاملہ ٹھیک ہے لیکن کیچووں سے تشبیہ پر شاعر کے ذوق کی داد دینا پڑتی ہے۔

تُضيءُ الظّلامَ بالعِشاءِ كأَنَّها ... مَنارَةُ مُمْسَى رَاهبٍ مُتَبَتِّلِ

رات کو اندھیرے میں وہ ایسے چمکتی ہے جیسے خداپرست راہب کا شام کو روشن کیا ہوا چراغ۔

تُضيءُ : وہ روشن کرتی ہے۔ مَنارَةُ : چراغ۔ مُمْسَى : شام کے وقت۔ رَاهب : تارک دنیا۔ وہ شخص جو دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں زندگی گزارے۔ قرآن مجید نے عیسائیوں کی رہبانیت کو بیان کیا ہے: وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَامَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ۔ مُتَبَتِّل : وہ جو مکمل طور پر خود کو خدا کے حوالے کر دے۔ قرآن مجید میں ہے: وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً۔ راہب لوگوں کی راہنمائی کے لئے رات کو اپنی کٹیا میں چراغ جلا دیا کرتے تھے تاکہ بھولے بھٹکے مسافروں کو راستہ مل سکے۔ شاعر نے محبوبہ کے حسن کو اس کی چمک سے تشبیہ دی ہے۔

إلى مِثلِها يَرنُو الحَليمُ صَبابَةً ... إذا ما اسبَكَرَّتْ بينَ دِرْعٍ ومِجْوَلِ

ایک حلیم الطبع شخص (جسے خود پر کنٹرول ہو) بھی اس کی جانب ایسی ہوس بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے گویا وہ بوڑھی و بچی کی درمیانی عمر کی (نوجوان عورت) ہو۔

يَرنُو : وہ تاڑتا ہے۔ صَبابَةً : شدید خواہش، ہوس۔ اسبَكَرَّتْ : وہ موجود ہے۔ دِرْعٍ : جوان عورت کی قمیص۔ مِجْوَلِ : بچی کی قمیص۔ یہ اس کی عمر کی تصویر کشی ہے یعنی نہ وہ بوڑھی ہے اور نہ بچی۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے ہوس کا نام محبت رکھ لیا ہے۔

تَسَلَّتْ عَماياتُ الرِّجالِ عنِ الصِّبَا ... ولَيسَ فؤادِيْ عنْ هَواها بِمُنسَلِ

نوجوانی کا اندھا پن عمر کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے مگر اس کی ہوس میرے دل سے اترنے والی نہیں ہے۔

تَسَلَّتْ : وہ ختم ہوتا ہے۔ عَماياتُ : اندھا پن، غیر معقول رویہ۔ الصِّبَا : نوجوانی۔ هَواها : اس کی حرص و ہوس۔ قرآن مجید میں ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنْ الْهَوَى۔ مُنسَل: ختم ہونے والا۔

مطالعہ کیجیے! جدید امتحانی طریقے کا حسد سے تعلق ہے۔ کیسے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0012-Jealousy.htm

أَلا رُبَّ خَصْمٍ فيكِ أَلْوَى رَدَدْتُهُ ... نَصيحٍ على تَعذالِه غَيرِ مُؤتَلِ
خبر دار! کتنے ہی بحث کرنے والے تمہارے بارے میں مجھ سے شدید بحث کرتے ہیں مگر میں انہیں لوٹا دیتا ہوں۔ وہ مجھے نصیحت اور ملامت کرتے ہیں، مگر میں کان نہیں دھرتا۔
خَصْمٍ : بہت بحث کرنے والا۔ قرآن میں ہے: خَلَقَ الإنسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ۔ أَلْوَى : بہت شدید بحث کرنے والا۔ نَصيحٍ : خیر خواہ۔ تَعذالِ : جھڑکنا۔ مُؤتَلِ : کان دھرنے والا۔
ولَيلٍ كَمَوجِ البَحْرِ أَرْخَى سُدولَهُ ... عَليّ بأَنْواعِ الْهُمُومِ لِيَبتَلي
رات سمندر کی لہر کی مانند ہے۔ اس نے اپنے پردے (مصیبتیں) انواع واقسام کے دکھوں کے ساتھ مجھ پر پھیلا دیے ہیں تاکہ وہ مجھے آزمائے۔
أَرْخَى : اس نے پھیلا دیے، ڈھیلے چھوڑ دیے۔ سُدولَ : پردے، مراد مصیبتیں ہیں۔ الْهُمُوم : پریشانیاں، دکھ۔ لِيَبتَلي : تاکہ وہ مجھے آزمائے۔ یہ لفظ قرآن میں عام استعمال ہوا ہے: هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالاً شَدِيداً۔
فَقُلْتُ لَهُ لَمّا تَمَطَّى بِصُلْبِهِ ... وَأَرْدَفَ أَعْجازاً ونَاءَ بكَلْكَلِ
میں نے اس (رات) سے کہا جب اس نے اپنی کمر پھیلائی، اپنے سرین باہر نکالتے اور اپنی چھاتی باہر کو نکالی۔
تَمَطَّى : اسے نے پھیلایا۔ صُلْب : کمر۔ أَرْدَفَ : اس نے باہر نکالا۔ أَعْجازاً : سرین۔ نَاءَ : اس نے پھیلایا۔ كَلْكَلِ : سینہ۔ شاعر نے رات کے پھیلنے کو عورت کی انگڑائی سے تشبیہ دی ہے۔
أَلا أَيُّها اللّيلُ الطّويلُ ألا انْجَلِ ... بِصُبْحٍ، وما الإصْبَاحُ مِنكَ بِأَمْثَلِ
خبر دار! اے لمبی رات! روشن ہو کر صبح بن جا۔ لیکن صبح بھی تو تجھ سے بہتر نہیں ہے۔
انْجَلِ : روشن ہو جا۔ أَمْثَلِ : بہتر۔ رات مصیبت کا استعارہ ہے۔ یہاں شاعر مصیبت کی رات کو خطاب کر کے اسے ختم ہونے کو کہتا ہے۔ پھر اسے خیال آتا ہے کہ اس کے مصائب صبح کے وقت بھی تو جاری رہیں گے، کونسا ختم ہو جائیں گے۔
فَيَا لَكَ مِنَ لَيلٍ كأَنَّ نُجُومَهُ ... بأمراسِ كَتّانٍ إلى صُمّ جَنْدَلِ
اے رات! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ اس کے ستاروں کو کتان کی رسی سے چٹانوں کے کناروں سے باندھ دیا گیا ہے۔
يَا لَكَ : تجھے ہو کیا گیا ہے؟ أمراس : رسی۔ كَتّان : ایک مٹیریل۔ صُمّ : پشت، کنارہ۔ جَنْدَل : چٹان۔ مصیبت کی رات بہت طویل ہو گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ ستاروں کو کسی نے چٹانوں سے باندھ دیا ہے کہ یہ ٹلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

وقِرْبَةِ أَقْوامٍ جَعَلْتُ عِصامَها ... على كاهِلٍ مِنِّي ذَلُولٍ مرَحَّلِ

میں نے قوموں کے مشکیزے کے اسٹریپ اپنی کندھوں پر ڈال لیے جو کہ فرمانبرداری کے ساتھ اس کا بوجھ اٹھانے کو تیار ہیں۔

قِرْبَة : مشکیزہ۔ عِصامَ : اسٹریپ، پٹہ۔ كاهِلٍ : کندھا۔ ذَلُول : فرمانبردار۔ قرآن مجید میں ہے: هُوَ الَّذي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذَلُولاً۔ مرَحَّلِ : بوجھ اٹھانے کو تیار۔ اب شاعر مصیبتوں کا مردانہ وار سامنا کرنے کے لئے اپنے عزم کا اظہار کرتا ہے۔

وَوَادٍ كَجَوْفِ العَيْرِ قَفْرٍ قَطعْتُهُ ... بِهِ الذّئبُ يَعوي كالْخَليعِ الْمُعَيَّلِ

"(میں اتنا بہادر ہوں کہ) میں (رات کو) ایسی خالی وادی سے گزر جاتا ہوں جو کہ گدھے کے خالی پیٹ کی مانند ہو۔ (یہ اتنی بے آباد ہے کہ) اس میں بھیڑیا اس شخص کی مانند چیختا ہے جس کا بڑا خاندان ہو اور وہ سب کچھ جوئے میں ہار جائے۔

وَاد : وادی۔ جَوْف : پیٹ۔ العَيْرِ : گدھا۔ قَفْرٍ : خالی۔ قَطعْتُ : میں گزرا۔ يَعوي : وہ چیختا ہے۔ الْخَليعِ : جوئے میں ہارنے والا۔ الْمُعَيَّلِ : بڑے خاندان والا۔

فَقُلْتُ لَهُ لَمّا عَوَى: إنَّ شَأْنَنا ... قَليلُ الغِنى إنْ كنتَ لَمّا تَمَوَّلِ

جب وہ چیخا تو میں نے اس سے کہا: "ہم دونوں کی حالت غربت کی ہے بشرطیکہ تم امیر نہ ہو جاؤ۔"

تَمَوَّلِ : تم امیر ہو۔ شاعر اپنی غربت کا موازنہ بھیڑیے سے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم ایک جیسے ہیں۔ بھیڑیے کے تو امیر ہونے کا امکان ہے مگر میرے امیر ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

كِلانا إذا ما نالَ شَيْئاً أَفَاتَهُ ... وَمَنْ يَحْتَرِثْ حَرْثي وَحَرْثَك يَهْزِلِ

(او بھیڑیے!) خبردار! جب بھی ہم میں سے کسی کو کوئی چیز ملتی ہے تو وہ اسے ضائع کر دیتا ہے۔ جو بھی میری یا تمہاری طرز پر کمائی کرے گا، اسے اڑا دے گا۔

أَفَاتَهُ : وہ ضائع کرتا ہے۔ يَحْتَرِثْ : وہ کماتا ہے۔ يَهْزِلِ : وہ ضائع کرتا ہے۔ لفظ حرث کا مطلب تو زرعی پیداوار ہے مگر مجازاً اسے کمائی کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الآخرَة نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثه وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤته منْهَا وَمَا لَهُ فِي الآخرَة منْ نَصيب۔ شاعر شراب، جوئے اور طوائفوں کے معاملے میں اپنی فضول خرچی کا موازنہ بھیڑیے سے کرتا ہے جو شکار کر کے باقی گوشت کو ضائع کر دیتا ہے۔

آج کا اصول:

لفظ لَمّا کو دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱) جب (۲) ابھی تک نہیں۔ مثلاً لَمَّا أَنْبَأَهُمْ (جب اس نے انہیں خبر دے دی)، لَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ (کوئی آفت تم پر اب تک نہیں آئی جیسی تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھی)۔

وقد أغتَدي والطّيْرُ فِي وُكُناتِها ... بِمُنْجَرِدٍ قَيْدِ الأوابِدِ هَيْكَلِ
میں نے بڑے گھوڑے پر صبح سفر کا آغاز کیا جب پرندے اپنے گھونسلوں میں تھے۔ یہ بہت تیز ہے، اس کے بال چھوٹے ہیں اور اس کی پکڑ وحشی درندوں کی طرح ہے۔
أغتَدي : میں نے صبح کیا۔ وُكُناتها : ان کے گھونسلے۔ مُنْجَرِد : تیز دوڑنے والا اور چھوٹے بالوں والا۔ قَيْدِ الأوابِدِ : وحشی درندوں کی پکڑ۔هَيْكَلِ : بہت بڑا گھوڑا۔ اب شاعر اپنے ایڈونچر اور گھوڑے کا ذکر کرتا ہے۔
مِكَرٍّ مِفَرٍّ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعاً ... كَجُلْمُودِ صَخْرٍ حَطَّهُ السَّيْلُ مِنْ عَلِ
(یہ گھوڑا) بیک وقت حملہ کر سکتا ہے، فرار ہو سکتا ہے، آگے بڑھ سکتا ہے اور پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ یہ اس چٹان کے پتھر کی مانند (تیز) ہے جو بلندی سے سیلاب کے پانی کی طرح نیچے گر رہا ہو۔
مِكَرٍّ : حملہ آور۔ مِفَرٍّ : فرار ہونے والا۔ مُقْبِلٍ : آگے بڑھنے والا۔ جُلْمُودِ : بڑا پتھر۔ حَطَّهُ : گرتا ہوا۔ عَلِ : بلندی۔ اصل میں علو ہے جس کی "و" کو قافیہ برقرار رکھنے کے لئے حذف کر دیا گیا ہے۔
كُمَيتٍ يَزِلُّ اللِّبْدُ عن حالِ مَتْنِهِ ... كَمَا زَلَّتِ الصَّفْوَاءُ بِالْمُتَنَزِّلِ
یہ ایک سرخی مائل بھورے بالوں والا گھوڑا ہے۔ اگر اس کی کمر پر اون کا گدا رکھا جائے تو یہ ایسے پھسل جاتا ہے جیسے تیز بارش سے پتھر پھسلتے ہیں۔
كُمَيتٍ : سرخ مائل بھورے بالوں والا۔ يَزِلُّ : وہ پھسلتا ہے۔ اللِّبْدُ : اون کا گدا۔ الصَّفْوَاءُ : پھسلنے والے پتھر۔ الْمُتَنَزِّلِ : بارش
على الذَبلِ جَيَّاشٍ كأَنَّ اهْتِزامَهُ ... إذا جاشَ فيهِ حَمْيُهُ غَلْيُ مِرْجَلِ
اپنے دبلے جسم کے باوجود، یہ بہت تیز و طرار ہے۔ اس کی رفتار کا جوش ایسا ہے جیسے ہانڈی میں ابلتا ہوا سالن حرارت سے جوش مارتا ہے۔
الذَبلِ : دبلا جسم۔ جَيَّاشٍ : تیز و طرار، جوشیلا۔ اهْتِزامَ : رفتار۔ جاشَ : یہ جوش مارتا ہے۔ حَمْيُ : حرارت۔ غَلْيُ : ابلنا۔ مِرْجَلِ : ہانڈی۔

كأنّ دِماءَ الهادِيَات بنَحْرِه ... عُصارَةُ حِنَّاء بشَيْب مُرَجَّلِ
جنگلی جانوروں کے خون کے دھبے اس کے سینے پر ایسے لگتے ہیں جیسے کنگھی کیے ہوئے سفید بالوں میں مہندی کا رنگ۔
الهادِيَات : جنگلی جانور۔ عُصارَةُ : رس، رنگ۔ حِنَّاء : مہندی۔ شَيْب : سفید بال۔ مُرَجَّلِ : کنگھی کیے ہوئے۔ گھوڑا اتنا تیز ہے کہ جب سوار شکار کرتا ہے تو یہ گھوڑا اتنی تیزی سے شکار تک پہنچ جاتا ہے کہ ابھی جانور کے خون کا فوارہ چھوٹا نہیں ہوتا۔ یہ خون گھوڑے کے سینے کے بالوں کو مہندی کی طرح رنگ دیتا ہے۔
أَصَاحِ تَرَى بَرْقاً أُرِيكَ وَمِيْضَهُ ... كَلَمْعِ اليَدَيْنِ فِي حَبْيٍ مُكَلَّلِ
میرے دوست! کیا تم نے بجلی دیکھی ہے؟ میں تمہیں جمع ہوئے بادلوں میں اس کی چمک دکھاتا ہوں جو تیزی سے حرکت کرتے ہاتھوں کی گردش جیسی ہوتی ہے۔
صَاحِ : صاحب، دوست۔ "ب" کو شعر کا وزن برقرار رکھنے کے لئے حذف کر دیا گیا ہے۔ مِيْضَ : بجلی کی چمک۔ لَمْعِ اليَدَيْنِ: ہاتھوں کی تیز حرکت۔ حَبِي : بادل۔ مُكَلَّلِ :اکٹھا۔ گھوڑے کے بعد اب شاعر بارش کے طوفان کی منظر کشی کرتا ہے۔
وَتَيْمَاءَ لَمْ يَتْرُكْ بِهَا جِذْعَ نَخْلَة ... وَلاَ أُطُماً إلاّ مَشِيْداً بِجَنْدَلِ
تیماء کے مقام پر اس نے کھجور کا کوئی تنا نہ چھوڑا اور نہ ہی کوئی عمارت سوائے ان کے جو پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔
تَيْمَاءَ : شمالی عرب کا شہر۔ أُطُماً :عمارت۔ مَشِيْداً : تعمیر شدہ۔ جَنْدَلِ :پتھر۔ یعنی بارش نے ہر چیز تباہ کر دی۔
كَأَنَّ ثَبِيْراً فِي عَرَانِينِ وَبْلِه ... كَبِيرُ أُنَاسٍ فِي بِجادٍ مُزَمَّلِ
تیز بارش کے موٹے موٹے قطروں میں ثَبِیر پہاڑ لوگوں کے بزرگ جیسا لگ رہا تھا جس نے چادر لپیٹی ہوئی ہو۔
ثَبِيراً : پہاڑ کا نام۔ عَرَانِين : موٹے موٹے قطرے۔ وَبْلِ : تیز بارش۔ جاد :چادر۔ مُزَمَّلِ :لپٹا ہوا۔ یہ لفظ قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ! قُمْ اللَّيْلَ إلاَّ قَلِيلاً۔ شاعر نے بارش میں پہاڑ کو شال میں لپٹے بزرگ سے تشبیہ دی ہے۔
كَأَنَّ السِّباعَ فِيهِ غَرْقَى عَشِيَّةً ... بِأَرْجَائِه القُصْوَى أَنَابِيْشُ عُنْصُلِ
رات کے وقت، شہر کے دور کی اطراف میں جنگلی درندوں (کے مردہ جسم) سیلاب میں ایسے غرق پڑے تھے جیسے کسی گڑھے میں پیاز پڑے ہوں۔
أَرْجَاء القُصْوَى : دور کی اطراف۔ أَنَابِيْشُ : گڑھے۔ عُنْصُلِ : پیاز۔ شاعر نے درندوں کے جسموں کو پیازوں سے تشبیہ دی ہے۔

مُعَلَّقَةُ طرفة ابن العبد البكري

طرفہ بن عبدالبکری (d. 552 CE) بھی دور جاہلیت کا بڑا شاعر ہے۔ وہ بحرین (موجودہ مشرقی سعودی عرب) میں رہتا تھا۔ اس کے والد فوت ہوئے اور چچاؤں نے جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس جو مال و متاع تھا، اس نے شراب اور طوائفوں پر اڑا دیا۔ مال لٹانے کے بعد وہ ایران کی سرحد پر واقع حیرہ کی سلطنت میں آ پہنچا اور یہاں کے بادشاہ عمرو بن ہند کا درباری بن گیا۔ یہاں اسے کوئی بڑا عہدہ نہ مل سکا۔ اس نے غصے میں آ کر بادشاہ کی ہجو میں ہی نظم کہہ ڈالی۔ بادشاہ نے اس نظم کے باعث اسے قتل کروا دیا۔ اس کی شاعری کی خصوصیت تصویر کشی کی صلاحیت ہے۔ اس نے اپنے معلقہ میں اونٹ کی تصویر کشی کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ شاعری میں اپنا فلسفہ بھی بیان کرتا ہے۔

لِخَولَةَ أَطْلَالٌ بِبُرْقَةِ ثَهْمَدِ ... تَلُوحُ كباقي الوَشْمِ في ظاهِرِ اليَدِ

خولہ (شاعر کی محبوبہ) کے گھر کے کھنڈرات ثَہْمَدِ کے چٹانی علاقے میں ایسے ظاہر ہیں جیسے ہاتھ کی جلد پر ٹیٹو کے آثار باقی رہ جاتے ہیں۔

أَطْلَالٌ : کھنڈرات۔ بُرْقَة : چٹانی علاقہ۔ الوَشْمِ : ٹیٹو، جسے جلد پر گدوایا جاتا ہے۔

عَدَوْلِيَّةٍ أو مِنْ سَفِينِ ابنِ يامِنٍ ... يَجورُ بها الْمَلاّحُ طَوْراً وَيَهْتَدي

(محبوبہ کے اونٹوں کے کجاوے ایسے ہیں جیسے) عدولیہ یا ابن یامن کی کشتیاں ہوں۔ جب ملاح انہیں چلاتے ہیں تو وہ ایک جانب جھکتی ہیں اور پھر سیدھی چلتی ہیں۔

عَدَوْلِيَّة : کشتی کی ایک قسم۔ ابنِ يامن : کشتیوں کا کاریگر۔ سَفِين : کشتیاں۔ يَجورُ : وہ چلاتا ہے۔ طَوْراً : ایک جانب جھکی ہوئی۔ طَرفہ نے اونٹوں کے کجاوے کو کشتی سے تشبیہ دی ہے۔ عربی شاعری میں سمندر سے متعلق اشیاء کی تشبیہات کم ہی ملتی ہیں۔ طرفہ چونکہ ساحلی علاقے کا رہنے والا تھا، اس وجہ سے اس نے یہ تشبیہ استعمال کی ہے۔

أَمُونٍ كأَلْواحِ الإِرَانِ نَسَأْتُها ... على لاحِبٍ، كَأَنَّهُ ظَهْرُ بُرْجُدِ

(میرے اونٹ کی پیٹھ) بڑے صندوق کے تختے کی مانند محفوظ ہے۔ جب میں نے اسے چلایا تو یہ جھومتا ہوا (اس پیچیدہ راستے پر) چلا جو دھاری دار کمبل کے سامنے والے حصے کی مانند تھا۔

أَمُون : محفوظ۔ الإِرَان : صندوق۔ نَسَأْتُ : میں نے چلایا۔ لاحِب : جھومنا، لڑکھڑانا۔ بُرْجُد : دھاری دار کمبل۔ شاعر نے اونٹ کی کمر کو تختے سے تشبیہ دی اور راستے کی پیچیدگی کو کمبل کی دھاریوں سے۔ یعنی پیچیدہ راستوں پر بھی اونٹ خوب چلتا ہے۔ پیچیدہ راستوں کے بارے میں اپنے علم پر شاعر فخر کر رہا ہے۔

لها فَخِذانِ أُكْمِلَ النَّحضُ فيهِما ... كأَنّهُما بابا مُنيف مُمَرَّدِ

اس کی دو رانیں ہیں جو پوری طرح گوشت سے پر ہیں۔ گویا کہ یہ بڑا اونچا شاندار پھاٹک ہوں۔

فَخذان : دو رانیں۔ النَّحضُ : گوشت سے پر۔ مُنيفٍ : اونچا۔ مُمَرَّدِ : شاندار۔ شاعر نے اونٹ کی دو ٹانگوں کو قلعے کے گیٹ کے دو پٹوں سے تشبیہ دی ہے۔

كَقَنْطَرَةِ الرّوميّ أَقْسَمَ رَبُّها ... لَتُكْتَنَفَنْ حتى تُشَادَ بِقَرْمَدِ

(یہ اونٹ) اس رومی پل کی طرح ہے جس کے مالک نے قسم کھا رکھی ہو کہ جب تک اس پر پلستر کر کے اسے مضبوط نہیں کیا جاتا، وہ اس پر ضرور نظر رکھے گا۔

قَنْطَرَة : محرابی پل۔ لَتُكْتَنَفَنْ : اس پر ضرور نظر رکھے گا۔ تُشَادَ : اسے مضبوط کیا جاتا ہے۔ قَرْمَد : پلستر۔ شاعر نے اونٹ کی حفاظت کو زیر تعمیر پل کی حفاظت سے تشبیہ دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں رومیوں کا طرز تعمیر دور دور تک مشہور تھا۔

وَخَدٌّ كَقِرْطَاسِ الشّامي ومِشفَرٌ ... كَسِبتِ اليَماني قَدُّهُ لَمْ يُجَرَّدِ

اس کے گال شامی کاغذ کی مانند ہیں اور ہونٹ ایسے یمنی چمڑے کی مانند جسے پوری طرح تیار نہ کیا گیا ہو۔

مشفَرٌ : اونٹ کے ہونٹ۔ سبت : چمڑا۔ قَدُّهُ : اس کو تیار کرنا۔ لمْ يُجَرَّدِ : وہ مکمل نہیں ہوا۔ اس زمانے میں شام کا کاغذ اور یمن کا چمڑا بہترین کوالٹی کا ہوتا ہو گا۔

وجاشَتْ إلَيهِ النَّفسُ خَوْفاً وَخَالَهُ ... مُصاباً ولو أَمسىَ على غَيرِ مَرْصَدِ

(جب کوئی شخص اس پر سواری کرتا ہے تو اس کا) دل جوش سے بھر جاتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ حملہ ہوا کہ ہوا۔ اگرچہ وہ ایسی جگہ سے گزر رہا ہو جہاں کوئی گھات لگا کر نہ بیٹھا ہوا ہو۔

جاشَتْ إلَيه : وہ جوش سے بھر گیا۔ خَالَ : اس نے خیال کیا۔ مُصاباً : حملہ ہونا۔ مَرْصَد : گھات لگانے کی جگہ۔ یعنی اونٹ پر بیٹھ کر انسان اتنا جوش میں آ جاتا ہے کہ وہ ایسے جنگل میں بھی گھس جاتا ہے جہاں ہر وقت حملے کا خوف ہو۔ اگرچہ حقیقتاً وہاں ڈاکو گھات لگائے نہ بیٹھے ہوئے ہوں۔ یہ لفظ قرآن میں بھی ہے : وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ، إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَاداً۔

إذا القومُ قالوا مَن فتًى؟ خِلتُ أَنَّنِي ... عُنِيتُ، فَلَمْ أَكْسَلْ ولَم أَتَبَلَّدِ

آج کا اصول: کچھ اسم ایسے ہیں جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ انہیں "اسم الفعل" کہا جاتا ہے جیسے هَيَّا (آؤ! یہ کر لیں)، آهٍ (آہ! مجھے درد ہے)، أفٍ (اف! میں بیزار ہوں)، آمِيْن (آمین! قبول فرما) وغیرہ۔

جب قوم نے کہا: "ہے کوئی جوان مرد؟" تو میں نے خیال کیا کہ میری طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر میں نہ تو سست ہوتا ہوں اور نہ ہی ڈھیلا۔

فتًى : جوان لڑکا۔ عُنيتُ : میری جانب اشارہ کیا گیا۔ أَكْسَلْ : میں کسل مندی سے کام لیتا ہوں۔ أَتَبَلَّد : میں ڈھیلا پڑتا ہوں۔ شاعر یہاں عرب جوان کا آئیڈیل بیان کر رہا ہے کہ جب اس کے قبیلے کو کوئی مشن درپیش ہو تو ہر شخص خود آگے آئے۔

ولَسْتُ بِحَلاَّلِ التّلاعِ مَخَافَةً ... ولكِنْ متى يَستَرْفِدِ القومُ أَرْفِدِ

میں خوف کے مارے پہاڑی کے پیچھے چھپنے والا نہیں ہوں۔ جب قوم مدد مانگتی ہے، میں مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

حَلاَّلِ : چھپنے والا۔ التّلاعِ : پہاڑی۔ يَستَرْفِد : وہ مدد مانگتا ہے۔

وإنْ تَبغِني في حَلَقَةِ القَوْمِ تَلْقَنِي ... وإنْ تَقتَنِصْنِي في الحَوانيتِ تَصطَدِ

اگر تم مجھے قوم کے حلقے میں ڈھونڈو گے تو میں مل جاؤں گا۔ اور اگر تم مجھے شراب خانوں میں تلاش کرو گے تو بھی مجھے پا لو گے۔

تَبغِني : تمہیں میری ضرورت ہو۔ تَقتَنِصْنِي : تم مجھے تلاش کرو۔ الحَوانيت : شراب خانے۔ تَصطَدِ : تم میرا شکار کر لو گے (یعنی پا لو گے)۔ شراب پینا اور قوم کی صحیح یا غلط حمایت کرنا عربوں کی آئیڈیل زندگی تھی۔

وإنْ يَلتَقِ الحَيُّ الجَميعُ تُلاقِني ... إلى ذِرْوَةِ البَيتِ الرَّفِيعِ الْمُصمَّدِ

اگر پورا قبیلہ اکٹھا ہو جائے تو تم مجھے ایسے گھر کی دہلیز پر پاؤ گے جو بلند اور مضبوطی سے جما ہوا ہے۔

يَلتَقِ : وہ اکٹھے ہوں۔ الحَيُّ الجَميعُ : پورا قبیلہ۔ ذِرْوَة : دہلیز۔ المُصمَّدِ : مضبوطی سے جما۔ یعنی میرا خاندان قبیلے میں سب سے عظیم ہے۔ خاندان و قبیلے پر فخر روایتی عرب کا اثاثہ تھا۔

نَدامايَ بِيضٌ كَالنُّجومِ، وَقَينَةٌ ... تَرُوحُ عَلَينا بَيْنَ بُرْدٍ وَمُجسَدِ

میرے دوست ستاروں کی مانند خوبصورت ہیں۔ ایک گلوکارہ ہمارے درمیان چادر اور چست لباس میں ملبوس ہو کر آتی ہے۔

نَداماي : شراب پینے والے ساتھی۔ قَينَةٌ : گلوکارہ اور رقاصہ لونڈی۔ تَرُوحُ : وہ ہمارے پاس آتی ہے۔ بُرْدٍ : چادر۔ مُجسَد : چست، جسم سے چپکا ہوا۔

وما زالَ تَشرابِي الخُمُورَ ولَذّتِي ... وبَيعِي وإنفاقِي طَرِيفِي ومُتلَدِي

میرا شراب پینا، (پارٹیوں میں) لطف اٹھانا، اور اپنی کمائی اور وراثت کو اڑانا جاری رہا۔

طَرِيفِي : میرا اصلی یعنی اپنا کمایا ہوا۔ مُتلَدِي : وراثت میں ملا مال۔

لى أَنْ تَحامَتني العَشيرةُ كلُّها ... وأُفرِدْتُ إفرادَ البَعيرِ الْمُعَبَّدِ
میں نے اسے جاری رکھا یہاں تک کہ خاندان نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں خارش زدہ اونٹ کی طرح اکیلا رہ گیا۔
تَحامَتني: انہوں نے مجھ سے کنارہ کشی کی۔ الْمُعَبَّد : خارش زدہ اونٹ جسے بیماری کے باعث دوسروں سے الگ رکھا جاتا ہے۔
فإنْ كُنْتَ لا تَسْطيعُ دَفعَ مَنيَّتي ... فَدَعْني أُبادِرُهَا بِمَا مَلَكَتْ يَدِي
اگر تم میری موت کو مجھ سے دور نہیں کر سکتے تو مجھے چھوڑ دو کہ جو کچھ میرے ہاتھوں کی ملکیت ہے، میں اڑا دوں۔
مَنيَّتي : میری موت۔ أُبادِرُهَا :میں آگے بڑھ کر خرچ کروں۔ عرب اگرچہ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کے پیروکار تھے مگر انہوں نے آخرت کو بالکل نظر انداز کر کے دنیا ہی سے زیادہ سے زیادہ مزہ کشید کرنے کی زندگی اپنا رکھی تھی۔
فَلَوْلا ثَلاثٌ هُنَّ من عِيشَةِ الفَتَى ... وَجَدِّكَ لَم أَحْفِلْ متَى قامَ عُوَّدِي
اگر ایک جوان شخص کی زندگی میں یہ تین چیزیں (شراب، عورت اور کمزوروں کی مدد کرنا) نہ ہو تو تمہاری عزت کی قسم! مجھے اس کی پرواہ نہ ہو کہ موت کب آئے گی۔
لَم أَحْفِلْ : مجھے پرواہ نہیں ہے۔ عُوَّدِي : میری واپسی یعنی موت۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم عربوں میں اگرچہ برائیاں تھیں مگر کچھ خوبیاں بھی تھیں جیسے مظلوموں کی مدد کرنا۔
أَرَى قَبْرَ نَحَّامٍ بَخِيلٍ بِمَالِه ...كَقَبْرِ غَوِيٍّ في البَطَالَة مُفْسِد
میں دیکھتا ہوں کہ کمینے اور مال کے بخیل کی قبر بھی ویسی ہی ہوتی ہے جیسی لذت پرست، بے روزگار، فضول خرچ کی۔
نَحَّام : کمینہ۔ غَوِي : لذت پرست۔ البطَالَة : بے روزگار۔ یعنی جب دونوں کا انجام ایک سا ہے تو پھر دولت کیوں نہ لٹائیں۔ اسلام نے ان کے اس جذبے کو اللہ کی راہ میں غرباء کو دینے میں تبدیل کر دیا۔
أرى الْمَوتَ يَعتامُ الكِرامَ ويَصطَفي ... عَقيلَةَ مالِ الفاحِشِ الْمُتَشَدِّدِ
میں دیکھتا ہوں کہ موت سخیوں کا انتخاب کرتی ہے اور حد سے زیادہ متشدد بخیل کے اچھے مال کو بھی چھانٹ لیتی ہے۔
يَعتامُ : وہ انتخاب کرتا ہے۔ عَقيلَةَ : اچھا مال
أَرى العَيشَ كَنْزاً ناقِصاً كلَّ لَيلَة ... وما تَنْقُصِ الأَيَّامُ والدَّهرُ يَنفَد
میرا خیال ہے کہ زندگی ایک ایسا خزانہ ہے جو ہر رات کم ہو رہا ہے۔ جس چیز کو دن رات کم کریں، وہ ختم ہو کر ہی رہتی ہے۔
يَنفَدِ : وہ ختم ہو کر رہتا ہے۔

لَعَمرُكَ! إنَّ الْمَوتَ ما أَخطأَ الفتى ... لكالطِّوَلِ الْمُرْخَى وثِنياهُ باليَدِ
تمہاری جان کی قسم! موت تو جوان لڑکے کی غلطی کی طرح ہے۔ یہ توڈھیلی رسی کی طرح ہے جس کے کنارے ہاتھ میں ہوں۔
الطِّوَل : رسی۔ الْمُرْخَى : ڈھیلی۔ ثِنياهُ : اس کے دو کنارے۔ یعنی زندگی تو بس اللہ تعالی کی دی ہوئی ڈھیل ہے۔ اس کے کنارے تو اس کے کنٹرول میں ہیں۔ زندگی کی قسم کا یہ اسلوب قرآن میں بھی ہے: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ۔
فَما لي أَراني وابنَ عَمّيَ مالِكاً، ... متى أَدْنُ منهُ يَنْأَ عَنّي ويَبْعُدِ؟
ایسا کیوں ہے کہ میرا چچازاد مالک مجھ سے کنارہ کشی کیے ہوئے ہے۔ جب میں اس کے قریب ہوتا ہوں تو وہ دور بھاگتا ہے۔
أَدْنُ : میں قریب ہوتا ہوں۔ يَنْأَ : وہ کنارہ کشی کرتا ہے۔ اس سے دونوں میں شدید دشمنی کا آغاز ہوا۔
لَعَمرُكَ ما أَمْري عليَّ بغُمَّةٍ ... نَهاري، ولا لَيلي عَليَّ بِسَرْمَدِ
تمہاری جان کی قسم! ان میں سے کوئی معاملہ مجھے تذبذب میں نہیں ڈال سکتا۔ نہ تو میرے دن اور نہ ہی راتیں ہمیشہ کے لئے طویل ہیں (کہ پریشانی کبھی ختم نہ ہو)۔
غُمَّة : تذبذب۔ سَرْمَد : ہمیشہ کے لئے طویل۔ یہ ہمت اور بہادری کا اظہار ہے کہ پریشانیاں شاعر کے لئے کچھ نہیں۔
ستُبدي لكَ الأيّامُ ما كنتَ جاهِلاً ... وَيَأْتيكَ بالأخبارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ
جلد ہی وہ دن آئیں گے جن سے تم لاعلم تھے۔ وہ تمہارے پاس ایسی خبریں لائیں گے جن کے لئے تم نے تیاری نہ کر رکھی ہو گی۔
تُبدي : وہ ظاہر ہوں گے۔ یہ شاعر کا اپنے دشمنوں کو الٹی میٹم ہے۔
ويأتيكَ بالأنباءِ مَنْ لَمْ تَبِعْ لَهُ ... بَتاتاً ولَم تَضرِبْ لهُ وَقتَ مَوعِدِ
یہ تمہارے پاس ایسی خبریں لائیں گے جن کے لئے تم نے سامان نہ خریدا ہو گا اور نہ ہی وقت مقرر کر رکھا ہو گا۔
بَتاتاً : سامان، زاد۔ یہاں لفظ "بیع" یعنی بیچنے کو خریدنے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

چیلنج!

آپ یہ دیکھ چکے ہیں کہ قدیم جاہلی شعراء خواتین، گھوڑوں اور بارش کو کس طرح بیان کیا کرتے تھے۔ اب آپ سورۃ الرحمن، سورۃ العادیات اور سورۃ الذاریات کا مطالعہ کیجیے اور ان کی بلاغت کا موازنہ شاعری سے کیجیے۔ اس سے آپ کو قرآن مجید کے معجزے کا اندازہ ہو گا۔

سبق 15A: مساوات، ایجاز اور اطناب

تعمیر شخصیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لایعنی کاموں میں وقت برباد کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بعض لوگ کچھ معانی کو بیان کرنے کے لئے بہت زیادہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ انہی معانی کو بیان کرنے کے لئے کم سے کم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ علم المعانی میں الفاظ کے استعمال کی تین اقسام ہیں:

- **مساوات:** اگر الفاظ اتنے ہی ہوں جتنے معانی کو بیان کرنے کے لئے کافی ہوں تو اسے مساوات کہا جاتا ہے۔ جیسے **إِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ**۔ یہاں الفاظ اور معانی مقدار میں بالکل برابر ہیں۔ الفاظ اور معانی کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک عام اوسط ذہانت رکھنے والا شخص، جو نہ تو بالکل ہی جاہل ہو اور نہ زبان کا ماہر، ان الفاظ کی مدد سے معانی کو اچھی طرح سمجھ لے۔
- **ایجاز:** اگر معانی کی نسبت الفاظ کی تعداد کم ہو تو اسے "ایجاز" کہتے ہیں۔ جیسے **لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الأَلْبَابِ**۔ یہاں کم الفاظ میں بہت ہی گہری بات کہہ دی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے یہ بات مخاطبین کی ذہانت پر چھوڑ دی ہے کہ اس میں غور کریں کہ قصاص کے قانون میں زندگی کیسے ہے۔ یہ قصاص ہی ہے جس کے باعث لوگ دوسروں کو قتل کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اگر قصاص کی سزا کو ختم کر دیا جائے تو یہ لوگوں کو اپنے دشمنوں کے قتل کا کھلا لائسنس دینے کے مترادف ہے۔ گویا قصاص کا قانون نسل انسانیت کی زندگی کی علامت ہے۔ یہ پوری بات چھوٹے سے جملے میں بیان کر دی گئی ہے گویا کہ کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔
- **اطناب:** اگر الفاظ کی تعداد معانی کی نسبت زیادہ ہو تو اسے "اطناب" کہا جاتا ہے۔ جیسے سیدنا زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا: **رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً**۔ یہاں اتنے الفاظ میں صرف یہی بات بیان ہوئی ہے کہ "میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔"

کم الفاظ استعمال کرنے یعنی "ایجاز" کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:

- بات کو یاد رکھنے کے قابل بنانا: زندگی کے تجربوں کو ذہین لوگ مختصر سے اقوال زریں یا ضرب الامثال کی صورت میں بیان کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی آخری سورتیں ایجاز کی مثال ہیں۔ ان میں مختصر الفاظ میں اتنے معانی بیان کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر شخص انہیں یاد کر سکے۔
- سمجھنے کے قابل بنانا: بعض اوقات لمبی بات کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے جبکہ چند الفاظ میں کہی گئی بات کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔
- بعض اوقات مخاطبین لمبی بات کو سننے یا پڑھنے پر تیار نہیں ہوتے یا کلام کرنے والے کے پاس ہی اتنا وقت نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے پیغام کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔
- بعض لوگ جان بوجھ کر اشاروں کنایوں میں بات کرتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بات صرف مخصوص لوگ ہی سمجھ سکیں، ہر شخص اسے نہ سمجھ سکے۔

اطناب یعنی الفاظ کے زیادہ استعمال کی بھی متعدد وجوہات ممکن ہیں۔ جیسے:

- پیغام کو اتنی تفصیل سے بیان کرنا مقصود ہو کہ یہ اس کے ہر ہر پہلو کی وضاحت کر دے۔ اگر مخاطبین کے ذہنوں میں پیغام سے متعلق شکوک وشبہات اور سوالات ہوں، تو ان کا تفصیلی جواب دے دیا جائے۔ قرآن مجید کی آخری سورتوں میں دیے گئے توحید، رسالت اور آخرت کے پیغام کو سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف میں پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
- ایک ہی پیغام کو مختلف مقامات پر مختلف اسالیب میں بیان کر کے مخاطبین کے ذہنوں میں اتارنا مقصود ہو۔ جیسے سورۃ الرحمان میں ہر ہر نعمت کو یاد دلا کر کہا گیا ہے: فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ اس آیت کو بار بار لانے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کر کے اس کا شکر گزار بندہ بننے کی تربیت دینا ہے۔

ایجاز کی اقسام

ایجاز کو بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

- **إِيْجاز الْقصر:** اگر ایک چھوٹا اور آسان سا جملہ بہت سے معانی سمیٹے ہوئے ہو تو اسے ایجاز القصر کہا جاتا ہے۔ مثلاً خُذْ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنْ الْجَاهِلِينَ۔ یہ چھوٹی سی آیت اسلام کے فلسفہ اخلاق پر محیط ہے۔ ایک آئیڈیل مسلمان کا رویہ اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ اسے دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا چاہیے۔ زندگی کے قانونی، سماجی، معاشی اور تمام معاملات میں حق بات کی تلقین کرنی چاہیے اور متکبرانہ اور جاہلانہ رویہ رکھنے والے ہٹ دھرم لوگوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس قسم کے ایجاز کی زبان کی بلاغت میں بہت اہمیت ہے۔ بلاغت کے مشہور ماہر اکثم بن صیفی کا تو یہ کہنا ہے کہ ایجاز القصر ہی بلاغت ہے۔
- **إِيْجاز الْحذف:** جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ طے شدہ الفاظ یا جملوں کو حذف کر دیا جاتا ہے اور کلام میں بالعموم ایسا قرینہ چھوڑ دیا جاتا ہے جس سے واضح ہو کہ یہاں کچھ حذف ہوا ہے۔ یہ بھی ایجاز ہی کی ایک قسم ہے۔ اسے "ایجاز الحذف" کہتے ہیں۔ جیسے كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ (لوگ ایک ہی امت تھے، جب انہوں نے کفر کی روش اختیار کرتے ہوئے اختلاف کیا، تو اللہ نے ان میں انبیاء کو مبعوث فرمایا)۔ ترجمے میں جو سرخ الفاظ ہیں، ان کے ہم معنی الفاظ عربی میں حذف ہیں کیونکہ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ انبیاء کی ضرورت ہی اس وقت پڑی جب لوگوں نے حق کی روش سے انحراف کیا۔ اگر وہ ایک ہی دین پر رہتے تو اللہ تعالیٰ کو انبیاء بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔

چیلنج! استعارہ، کنایہ اور تشبیہ میں کیا فرق ہے؟ ہر ایک کی ایک ایک مثال دیجیے۔

اطناب کی اقسام

- **تطویل:** بعض اوقات ایک سے زائد ہم معنی لفظ کو ایک ہی معنی کے لئے بیان کیا جاتا ہے۔ اس بات کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون سا لفظ اصل ہے اور کون سا اضافی۔ اسے تطویل کہتے ہیں۔ جیسے **ألفى قولَها كذبًا و مينًا** (مجھے اس کا قول کذب اور جھوٹ لگا)۔ یہاں دو الفاظ کذبًا و مینًا استعمال ہوئے ہیں جو ہم معنی ہیں۔ ہم کسی ایک کو بھی اصل مان کر دوسرے کو اضافی قرار دے سکتے ہیں۔ ایسے الفاظ کا مقصد تاکید یا کسی بات کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت ہوتا ہے۔
- **حشو:** اگر دو یا زیادہ الفاظ و مرکبات کو ایک ہی معنی کے لئے استعمال کیا جائے تو اسے حشو کہتے ہیں۔ جیسے بقول شاعر: **و أعلمُ علمَ اليومِ و الأمسِ قبلَهُ : و لكنني عن علم ما في غد عَمي** (مجھے آج اور گزرے ہوئے کل کے بارے میں تو معلوم ہے مگر آنے والے کل کے بارے میں میں نابینا ہوں۔) گزرے ہوئے کل کے لئے "الامس" کافی تھا مگر شاعر نے "قبلہ" کا بھی اضافہ کر دیا۔ یہ حشو ہے۔
- **ذکر الخاص بعد العام:** کسی عمومی چیز کو بیان کرنے کے بعد اسی کی خصوصی چیز کو بیان کیا جاتا ہے جیسے **حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى** (نمازوں کی حفاظت کرو خاص طور پر درمیانی نماز کی)۔ پہلے نمازوں کا عمومی ذکر کیا گیا اور پھر خاص کر درمیانی نماز کو بیان کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن کے معاشرے میں نماز عصر کی حفاظت زیادہ مشکل کام تھا۔ اس وقت چرواہے اپنے گلے اکٹھے کر رہے ہوتے، تاجر سامان سمیٹ کر دکانیں بند کر رہے ہوتے، کسان دن بھر کے کام کاج کو سمیٹ رہے ہوتے تھے۔ اس وجہ سے نماز عصر کی حفاظت کے لئے زیادہ محتاط ہونا ضروری تھا جس کے لئے یہاں یہ الفاظ آئے ہیں۔
- **ذکر العام بعد الخاص:** پہلے خصوصی بات کو بیان کر کے اس کے بعد عمومی بات کو بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے: **رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ** ۔ آپ نے پہلے تو خاص اپنا اور اپنے والدین کا ذکر کیا، اس کے بعد عمومی اہل ایمان کا۔ اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ خصوصی لوگوں کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول کروائی جائے۔
- **تکرار:** کسی بات کو بار بار دوہرانے کو تکرار کہتے ہیں۔ بے جا تکرار کلام کی خامی سمجھی جاتی ہے مگر کسی خاص مقصد کے تحت تکرار مفید ہوتی ہے۔ اس کا مقصد بات پر زور دینا اور اسے مخاطب کے ذہن میں راسخ کرنا ہوتا ہے۔ اس سے محبت، خوف یا شکر گزاری کے جذبات پیدا کیے جاتے ہیں۔ جیسے سورۃ الرحمان میں **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** کی تکرار کا مقصد شکر کے جذبات پیدا کرنا ہے۔
- **الایضاح بعد الابہام:** بعض اوقات مختصر بات پہلے کر کے پھر اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد مخاطب کو سوچنے پر مجبور کرنا ہوتا ہے۔ جیسے **أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ: أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ** (اس نے تمہیں وہ دیا جو تم جانتے ہو، اس نے تمہیں مویشی اور اولاد دیے۔)

- **اعتراض:** یہ اردو والا اعتراض نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بات کرتے کرتے اچانک کلام کرنے والا کوئی ضروری مگر غیر متعلق بات بیان اپنے کلام کے بیچ میں بیان کر دے۔ اس بات کو "جملہ معترضہ" کہتے ہیں۔ جیسے بات کرتے کرتے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آ جائے تو ہم "صلی اللہ علیہ وسلم" ضرور کہتے ہیں۔ اس جملے کا پوری بات سے تعلق نہیں ہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم یہ الفاظ بات کو مکمل کرنے سے پہلے کہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے: فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ --- إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ --- نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ (جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں آنے کا حکم دیا ہے۔ یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ تمہاری خواتین تمہارے لئے کھیت کی مانند ہیں، اپنے کھیت میں جس طریقے سے چاہو، آؤ)۔ یہاں ازدواجی تعلق سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں کہ میاں بیوی کو ازدواجی تعلق اس وقت قائم کرنا چاہیے جب خاتون ماہواری سے پاک ہو جائے۔ یہ تعلق صرف اور صرف اس مقصد کے لئے مخصوص مقام سے قائم ہونا چاہیے البتہ اس کے لئے کوئی بھی طریقہ یا اسٹائل استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس بات کے دوران پاکیزگی کی ترغیب کے لئے ایک اہم بات کو جملہ معترضہ کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے جسے ہم نے نیلے رنگ میں ظاہر کیا ہے۔ خطیبوں کے کلام میں جملہ معترضہ کا استعمال عام ہے۔ قرآن مجید میں بھی جملہ معترضہ کی مثالیں عام ہیں۔ بسا اوقات یہ خاصے طویل بھی ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ اس تصور کو نہیں سمجھتے، وہ قرآن کو ایک غیر منظم کتاب سمجھتے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔
- **تذییل:** بعض اوقات کسی خاص بات کو کرتے کرتے اس کے ذیل میں ایک عمومی بات بیان کر دی جاتی ہے۔ اسے "تذییل" کہا جاتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً (حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل نے مٹنا ہی ہوتا ہے)۔ یہاں جملہ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً عمومی بات ہے جو باطل کے مٹنے کے ضمن میں بیان کر دی گئی ہے۔
- **احتراس:** بعض اوقات کسی غلط فہمی کو پیدا ہونے سے پہلے ہی دور کرنے کے لئے ایک لفظ یا جملہ بطور احتیاط بیان کر دیا جاتا ہے۔ اسے "احتراس" کہتے ہیں۔ جیسے اضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى (اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر اسے باہر نکالیے، یہ بغیر کسی خرابی کے چمکتا سفید ہو جائے گا۔ یہ ایک اور نشانی ہے)۔ یہ سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک نشانی کا بیان ہے کہ آپ کا ہاتھ چمکتا تھا۔ ہاتھ کا سفید ہو کر چمکنا کسی بیماری کے باعث بھی ہو سکتا ہے لیکن مِنْ غَيْرِ سُوءٍ کے الفاظ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ یہ بیماری نہیں بلکہ خوبصورتی کے ساتھ تھا۔
- **تکمیل:** بعض اوقات کسی لفظ یا مرکب کو کسی خاص نکتے یا خاص پہلو کی وضاحت کے لئے بیان کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے گہرا مقصد چھپا ہوتا ہے۔ مثلاً يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً۔ یہاں عَلَى حُبِّهِ کے الفاظ اضافی لگتے ہیں مگر یہ انفاق فی سبیل اللہ کے اصل مقصد کو بیان کرتے ہیں کہ غرباء کو کھانا کھلانا دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی محبت میں ہونا چاہیے۔

سبق 15A: مساوات، ایجاز اور اطناب

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ ایجاز و اطناب کی متعلقہ قسم کو بیان کیجیے اور اس کا مقصد واضح کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِي بِهِ كَثِيراً وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفَاسِقِينَ (2:26)	إيْجاز قصَر	یہاں ایک گہری بات کہی گئی ہے کہ قرآن سے بعض لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایک دل میں ٹیڑھا پن رکھتے ہوں۔
بسم الله الرحْمن الرحيم		
وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلاَّ عَلَى الْخَاشِعِينَ (2:45)		
وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلاَّ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ (2:78)		
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (3:102)		
وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ (7:142)		
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمْ اللَّهُ (3:31)		
وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ (6:27)		
بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (2:117)		
وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ. يُوسُفُ! أَيُّهَا الصِّدِّيقُ! (12:45-46)		

چیلنج! شرط کو بیان کرنے کے لئے کون کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟ ان میں کیا فرق ہے؟

عربي	قسم	تجزیہ
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّه وَالْفَتْحُ. وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّه أَفْوَاجاً. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّاباً (110:1-3)		
أَلْهَاكُمْ التَّكَاثُرُ. حَتَّى زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ. كَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُونَ. ثُمَّ كَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُونَ. كَلاَّ لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ. لَتَرَوْنَ الْجَحِيمَ (102:1-6)		
فَاعْلَمْ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (47:19)		
وَالْعَصْرِ. إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ. إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (103:1-3)		
لإِيلافِ قُرَيْشٍ. إِيلافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ. فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ. الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (106:1-4)		
إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً (33:35)		
وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَؤُلاءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ (15:66)		

آج کا اصول: لفظ "قد" کو جب اسے فعل ماضی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو یہ اسے "ماضی قریب" کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے قَدْ نَصَرْتُهُ (میں نے ابھی تو اس کی مدد کی ہے)۔

عربي	قسم	تجزیہ
أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَى. وَوَجَدَكَ ضَالاًّ فَهَدَى. وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنَى (93:6-8)		
فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً. إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً (94:5-6)		
إِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (64:14)		
وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ. يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ. مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلا يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ. وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ. تَدْعُونَنِي لأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ. لا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلا فِي الآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ. فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (40:38-44)		
أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى. ثُمَّ أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى (75:34-35)		
وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. وَطُورِ سِينِينَ. وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ. لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (95:1-4)		
وَوَصَّيْنَا الإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ (31:14)		

آج کا اصول: لفظ "قد" کو جب اسے فعل مضارع کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو یہ "کبھی" یا "شاید" کا معنی دیتا ہے جیسے قَدْ يَنْزِلُ الْمَطَرُ اليوم (شاید آج بارش ہو) یا قَدْ يَنجَحُ الكَسلانَ (کبھی سست آدمی بھی کامیاب ہو ہی جاتا ہے) وغیرہ۔ بعض اوقات جب اسے فعل مضارع کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ بات میں زور بھی پیدا کر دیتا ہے جیسے قَدْ تَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ (تم یقیناً جانتے ہی ہو کہ میں اللہ کا ایک رسول ہوں)۔

اس سبق میں ہم سبع معلقات کی باقی پانچ نظموں کے منتخب اشعار کا مطالعہ کریں گے۔

تعمیر شخصیت
پوری دنیا کو درست کرنے کے لئے اپنی قوم کو درست کرنا ضروری ہے۔ قوم کو درست کرنے کے لئے اپنے خاندان کو درست کرنا ضروری ہے اور خاندان کر درست کرنے کے لئے اپنے آپ کو درست کرنا ضروری ہے۔

مُعَلَّقَةُ زُهيْرُ بنُ أبِي سلمَى الْمُزنِيّ

زہیر بن ابی سلمہ (م ۶۱۵ء) کا شمار عرب کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کی شاعری بیہودگی اور فحاشی سے پاک ہے۔ وہ پہلے شاعر تھے جنہوں نے جنگ کی مخالفت کی اور امن کی ترغیب دی۔ اس کے برعکس دیگر شاعر نفرت اور جنگ کی آگ کو بھڑکانے میں مصروف رہے۔ ان کی شاعری حکمت و دانش اور فلسفے سے بھری پڑی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کے سچے دین پر قائم تھے اور توحید و آخرت پر ایمان رکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہو گئی۔ ان کے بیٹے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، جو خود بہت بڑے شاعر ہیں، ایمان لائے۔

زہیر کے زمانے میں قبیلہ عبس و ذبیان کے مابین گھڑ دوڑ کے ایک معمولی سے جھگڑے پر جنگوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو ۴۰ برس جاری رہا۔ گھوڑوں کے نام پر اس جنگ کا نام "داحس و غبرا" پڑ گیا۔ ہزاروں خواتین ان جنگوں میں بیوہ ہوئیں اور ان کے بچے یتیم ہوئے۔ اس جنگ کے اثرات کو زہیر نے بہت محسوس کیا۔ انہوں نے اپنی شاعری کو جنگ سے نفرت دلانے اور امن کی ترویج کے لئے بھرپور استعمال کیا۔

أمِنْ أُمِّ أَوْفَى دِمْنَةٌ لَم تكلّمِ ... بِحَوْمَانَةِ الدّرَاجِ فالْمُتَثَلَّمِ

کیا یہ کچرے کا ڈھیر، جو دراج اور متثلم کے درمیان چٹانی علاقے میں ہے، ام اوفی کی جگہ پر بن گیا ہے جس نے بات تک نہ کی۔

دِمْنَةٌ : کچرے کا ڈھیر۔ حَوْمَانَة : چٹانی علاقہ۔ ام اوفی شاعر کی بیوی تھیں جو انہیں چھوڑ کر چلی گئیں۔

فَلَمّا عَرَفْتُ الدّارَ قُلْتُ لِرَبْعِهَا ... ألاَ انْعِمْ صَبَاحاً أيُّهَا الرَّبْعُ واسْلَمِ

جب میں نے اس گھر کو پہچان لیا تو اس گھر سے کہا: "اے گھر! صاحب نعمت ہو جا اور محفوظ رہ۔" الرَّبْعُ : گھر

فَأَقْسَمْتُ بِالبيْتِ الذي طَافَ حَوْلَهُ ... رِجَالٌ بَنَوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ وجُرْهُمِ

میں نے اس گھر (کعبہ) کی قسم کھائی جس کے گرد قریش اور جرہم کے ان لوگوں نے طواف کیا، جنہوں نے اسے بنایا۔

يَميناً لَنِعْمَ السَّيِّدَانِ وُجِدْتُمَا ... عَلَى كُلِّ حَالٍ مِنْ سَحيْلٍ وَمُبْرَمِ

میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ دو سردار بہت ہی اچھے ہیں۔ تم دونوں کو ہر کمزوری اور طاقت کی حالت میں اچھا ہی پایا گیا۔

سَحِيلٍ : کمزوری۔ مُبْرَمِ : فیصلہ کن طاقت۔ ان دو سرداروں نے ۳۰۰۰ اونٹ بطور دیت ادا کر کے جنگ کا خاتمہ کیا تھا۔

تَدارَكْتُما عَبْساً وذُبْيَانَ بَعْدَما ... تَفَانَوْا وَدَقّوا بَيْنَهم عِطرَ مَنْشَمِ
(دونوں سردارو!) تم نے عبس وذبیان کے معاملے کا تدارک کیا، بعد اس کے انہوں نے ایک دوسرے کو مار مار کر فنا کر دیا اور منشم کا عطر استعمال کیا۔
تَفَانَوْا : انہوں نے ایکدوسرے کو فنا کر دیا۔دَقّوا : انہوں نے بری طرح مارا۔مَنْشَمِ : جس خاتون نے جنگ بھڑکائی تھی۔
وَقَد قُلتُما إنْ نُدرِكِ السّلْمَ واسِعاً ... بِمَالٍ وَمَعْرُوْفٍ مِنَ الأمرِ نَسْلَمِ
تم دونوں کہہ چکے ہو: "اگر ہم مال دے کر مکمل صلح تک اچھے انداز میں پہنچ جائیں، تو ہم سلامت رہیں گے۔"
فَأَصْبَحْتُمَا مِنْها على خَيرِ مَوْطِنٍ ... بَعيدَيْنِ فيها مِنْ عُقُوقٍ وَمَأثَمِ
تو تم دونوں اس طرح بہترین مقام پر پہنچ گئے، اس حالت میں کہ تم دونوں ظلم اور گناہ سے کوسوں دور تھے۔
مَوْطِنٍ : جگہ۔عُقُوق : ناانصافی، ظلم
عَظِيْمَيْنِ في عُليا مَعَدٍ هُدِيْتُمَا ... وَمَنْ يَسْتَبِحْ كَنْزاً مِنَ الْمَجْدِ يَعْظُمِ
تم دونوں عظیم ہو اور تم نے معد (بن عدنان) کی عظمت کو پالیا ہے۔جو بھی عظمت کے خزانے کو پالے گا، عظیم ہو جائے گا۔
مَعَد : عربوں کے بزرگ جو سیدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔يَسْتَبِحْ : وہ جائز کرلے گا۔
تُعَفّى الكُلُومُ بالْمِئيْنَ وَأَصْبَحَتْ ... يُنَجِّمُها مَنْ لَيْسَ فِيهَا بِمُجْرِمِ
سینکڑوں (اونٹ) ادا کر کے زخموں کو مندمل کر دیا گیا۔جو شخص مجرم نہ تھا، وہ بھی (دیت کی) قسطیں ادا کر رہا ہے۔
تُعَفّى : وہ مٹا دیا گیا۔الكُلُومُ : زخم۔يُنَجِّمُ : وہ قسطیں ادا کرتا ہے۔
يُنَجِّمُها قَومٌ لِقَوْمٍ غَرَامَةً ... وَلَمْ يُهَرِيقُوا بَيْنَهُمْ مِلءَ مِحْجَمِ
ایک قوم دوسری قوم کو جرمانے کی قسطیں ادا کر رہی ہے اگرچہ انہوں نے اپنے درمیان پچھنے لگانے والے کے برتن کے برابر بھی خون نہ بہایا ہو۔
يُهَرِيقُوا : انہوں نے خون بہایا۔مِحْجَمِ : پچھنے لگانے والے کا آلہ
أَلاَ أَبْلِغِ الأَحْلافَ عَنِّي رِسَالَةً ... وَذُبْيَانَ: هَلْ أَقْسَمْتُمُ كُلَّ مُقْسَمِ
خبردار! میرا پیغام حلیفوں (بنو اسد و غطفان) اور ذبیان تک پہنچا دو: "کیا تم نے پوری طرح کھالی ہے؟"
الأَحْلافَ : حلیف کی جمع۔اس سوال کا مقصد قسم کو پورا کرنے کی تلقین ہے۔

فَلاَ تَكْتُمُنَّ اللَّهَ ما في صُدُورِكُمْ ... لِيَخفَى وَمَهْمَا يُكْتَمِ اللَّهُ يَعْلَمِ
جو تمہارے دل میں ہے، اللہ سے نہ چھپاؤ کیونکہ جو بھی تم چھپانے کی کوشش کرو گے، وہ اسے جانتا ہے۔
يُؤخَّرْ فَيُوضَعْ في كِتابٍ فَيُدَّخرْ ... لِيَوْمِ الحِساب أو يُعَجَّلْ فَيُنْقَمِ
(قسم توڑنے کی سزا) کو موخر کیا جائے گا۔ اسے ایک کتاب میں لکھ کر اس حساب کے دن کے لئے ذخیرہ کر لیا جائے گا۔ یا پھر اسی سزا دینے میں جلدی کی جائے گی۔ (معلوم ہوتا ہے کہ شاعر آخرت پر ایمان رکھتے تھے)۔
وَمَا الحَرْبُ إلاّ ما عَلِمْتُمْ وَذُقْتُمُ ... وَمَا هُوَ عَنْهَا بالحَديثِ الْمُرَجَّمِ
جنگ اس کے سوا کچھ نہیں جو تم جانتے ہو اور جس کا ذائقہ چکھ چکے ہو۔ یہ بات محض اٹکل پچو نہیں ہے۔ الْمُرَجَّمِ : اٹکل پچو۔
متَى تَبْعَثُوها تَبْعَثُوهَا ذَمِيْمَةً ... وَتَضْرَ إذا ضَرّيْتُمُوها فَتَضْرَمِ
جب تم اسے (جنگ کو) بھڑکانے کی کوشش کرو گے تو یہ بہت بری بھڑکے گی۔ جب تم اس (آگ کو) جلانے کی کوشش کرو گے تو یہ تمہیں ہی جلا ڈالے گی۔ ضَرّيْتُمُوها : تم نے اسے جلایا۔ فَتَضْرَمِ : یہ جلا دے گی۔
فَتَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الرَّحَى بِثِفَالِها ... وَتَلْقَحْ كِشَافاً ثُمَّ تُنْتَجْ فَتُتْئِمِ
یہ تمہیں چکی کے پاٹوں کے درمیان پسنے کی طرح پیس ڈالے گی۔ پھر واضح طور پر یہ حاملہ ہو کر جڑواں بچے بھی پیدا کرے گی۔
تَعْرُكُ : یہ تمہیں پیس دے گی۔ الرَّحَى : چکی۔ ثِفَال : پاٹ۔ تَلْقَحْ : یہ حاملہ ہو گی۔ كِشَافاً : واضح طور پر۔ تُنْتَجْ : یہ پیدا کرے گی۔ تُتْئِم : جڑواں بچے۔ شاعر نے جنگ کو دو چیزوں سے تشبیہ دی ہے: چکی سے جو ہر چیز کو پیس دیتی ہے۔ اور جڑواں بچوں کی ماں سے یعنی اس کے نتائج دو گنا ہوتے ہیں۔
فَتُنْتِجْ لَكُمْ غِلْمَانَ أَشْأَمَ كَلُّهُمْ ... كَأَحْمَرِ عَادٍ ثُمَّ تُرْضِعْ فَتَفْطِمِ
یہ تمہارے لئے دو لڑکے پیدا کرے گی جو کہ سرخ رو قوم عاد کی طرح منحوس ہوں گے۔ پھر یہ انہیں دودھ پلائے گی اور پھر دودھ چھڑائے گی بھی۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب عاد و ثمود کی تاریخ سے پوری طرح واقف تھے۔ قرآن مجید نے اس تاریخ کو ان کے ذہنوں کی تبدیلی کے لئے استعمال کیا۔
فَتُغْلِلْ لَكُمْ ما لا تُغِلُّ لأَهْلِهَا ... قُرىً بالعِراقِ مِنْ قَفِيْزٍ وَدِرْهَمِ
پھر یہ اتنی زیادہ پیداوار دے گی جتنے عراق کے گاؤں گندم اور درہم پیدا نہیں کرتے۔ (یعنی جنگ کے اثرات اتنے زیادہ ہوں گے کہ عراق کی زرخیز زمینوں کی پیداوار اس کے سامنے ماند پڑ جائے گی۔)

لَعَمْري لَنِعْمَ الحيُّ جَرَّ عَلَيْهِمُ ... بما لا يُؤاتيهِمْ حُصَيْنُ بْنُ ضَمْضَمِ
میری زندگی گواہ ہے کہ سب سے اچھا قبیلہ وہ ہے جن پر حصین بن ضمضم نے (دیت کا) وہ بوجھ لاد دیا جو مناسب نہ تھا۔
یعنی یہ اتنے اچھے لوگ ہیں کہ انہوں نے جنگ کے خاتمے کے لئے دیت کی ادائیگی منظور کر لی۔ حصین نے اپنے قبیلے کی مخالفت کے باوجود قبیلہ بنو عبس کا ایک آدمی مار دیا تھا۔ اس کے باوجود اس کے قبیلے نے دیت کی ادائیگی کو قبول کر لیا۔
لَدَى أَسَدٍ شاكي السِّلاحِ مُقَذَّفٍ ... لَهُ لِبَدٌ أَظْفَارُهُ لَمْ تُقَلَّمِ
اس کے سامنے ایک ایسا شیر تھا جو اسلحہ پہنے ہوئے تھا اور جنگجو تھا۔ اس کی گردن کے بال لمبے تھے اور ناخن تراشے ہوئے نہیں تھے۔
شاكي السلاح : اسلحہ پہننے والا۔ مُقَذَّف : جنگوں میں حصہ لینے والا۔ لِبَدٌ : گردن کے بال۔ تُقَلَّمِ : قلم کیے گئے، تراشے گئے۔ شاعر نے حصین کی جنگجو طبیعت کے باعث شیر کا استعارہ استعمال کیا ہے۔
جَرِيءٍ مَتَى يُظْلَمْ يُعَاقِبْ بِظُلْمِه ... سَريعاً وإلاّ يُبْدَ بالظُّلْمِ يَظْلِمِ
وہ بہادر ہے۔ جب اس پر ظلم کیا جائے تو وہ اپنے ظلم کا انتقام جلد لے لیتا ہے۔ اگر اس پر ظلم نہ کیا جائے تو پھر وہ خود ظلم شروع کر دیتا ہے۔
یہ اس پر تعریض ہے کہ اگر اس پر ظلم نہ ہو تو وہ خود ایسا شروع کر دیتا ہے یعنی ہر حال میں لڑنے مرنے پر تیار رہتا ہے۔
فَكُلاً أَراهُمْ أَصْبَحُوا يَعْقِلونَهُ ... صَحِيحَاتِ مالٍ طَالِعاتٍ بِمَخْرِمِ
میں ان سب کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بہترین مال سے دیت کی ادائیگی کر رہے ہیں، ایسا مال جو پہاڑوں پر چڑھ جایا کرتا تھا۔
يَعْقِلونَ : وہ دیت ادا کرتے ہیں۔ طَالعات بمَخْرِم : پہاڑوں پر چڑھنے والے۔ یعنی حصین کی جنگجو طبیعت کے باعث اس کے قبیلے کو اپنے بہترین اونٹ بطور دیت ادا کرنا پڑے۔ چونکہ عربوں کے ہاں سب سے اچھا مال اونٹ ہی تھا، اس لئے دیت کی ادائیگی اونٹوں ہی میں ہوا کرتی تھی۔
لِحَيٍّ حِلاَلٍ يَعْصِمُ النّاسَ أَمْرُهُمْ ... إذا طَرَقَتْ إحدى اللّيالي بِمُعْظَمِ
یہ ایسا قبیلہ ہے جو لوگوں کو ان کے معاملات میں محفوظ رکھتا ہے، اس وقت بھی جب (مصائب کی) رات بڑی مصیبتوں کے ساتھ آ جائے۔
كِرامٍ فَلا ذُو الضِّغْنِ يُدْرِكُ تَبْلَهُ ... وَلاَ الجارِمُ الجَاني عَلَيْهِمْ بِمُسْلَمِ
وہ اتنے باعزت ہیں کہ کینہ پرور آدمی بھی ان کے خلاف کینہ نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ ہی ان کے خلاف جرم و نقصان کرنے والا محفوظ رہ سکتا ہے۔ ذُو الضِّغْنِ : کینہ پرور۔ الجارِمُ الجَاني : جرم کرنے والا اور نقصان کرنے والا

سَئِمْتُ تَكَالِيْفَ الحَيَاةِ وَمَنْ يَعِشْ ... ثَمَانِينَ حَوْلاً لا أَبَا لكَ يَسْأَمِ
میں زندگی کی تکالیف سے تنگ آ گیا ہوں۔ جو شخص ۸۰ سال زندہ رہے، (تو وہ تنگ نہیں ہو گا تو کیا ہو گا)۔ تمہارا باپ نہ رہے۔
سَئِمْتُ : میں تنگ آ گیا ہوں۔ لا أَبَا لكَ : یہ بوریت کو ظاہر کرنے کا اسلوب ہے۔
وأَعْلَمُ مَا فِي اليَوْمِ وَالأَمْسِ قَبْلَهُ ... وَلَكِنَّنِي عَنْ عِلمِ ما في غَدٍ عَمِ
جو کچھ آج یا گزرے ہوئے کل میں ہے، وہ تو میں جانتا ہوں مگر آنے والے کل کے بارے میں میں نابینا ہوں۔
وَمَنْ لَم يُصانِعْ فِي أُمُورٍ كَثِيْرَةٍ ... يُضَرَّسْ بِأَنْيَابٍ وَيُوْطَأْ بِمَنْسِمِ
جو شخص اکثر معاملات میں (خوشامد اور) بناوٹ سے کام نہیں لیتا، اسے نوکیلے دانتوں سے چبایا جاتا ہے اور جوتے کے تلے کے نیچے مسلا جاتا ہے۔
لَم يُصانِعْ : وہ تصنع یا بناوٹ نہیں کرتا۔ يُضَرَّسْ : اسے چبایا جاتا ہے۔ أَنْيَاب : نوک والے دانت۔ مَنْسِم : جوتے کا تلہ۔ شاعر نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے سچے اور کھرے آدمی کو پسند نہیں کیا جاتا اور بناوٹ اور خوشامد کرنے والوں کو پسند نہیں کیا جاتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ایسا شروع کر دے، یہ ان لوگوں کے رویوں پر تنقید ہے جو خوشامدیوں اور منافقت کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔
وَمَنْ يَكُ ذَا فَضْلٍ، فَيَبْخَلْ بِفَضلِهِ ... على قَوْمِهِ يُسْتَغْنَ عَنْهُ وَيُذْمَمِ
جو شخص (اللہ کے) فضل (یعنی دولت) والا ہو اور اپنی دولت کو قوم پر خرچ کرنے میں بخل کرے اس کی پرواہ نہیں کی جاتی اور اس کی مذمت کی جاتی ہے۔
وَمَنْ يُوفِ لا يُذْمَمْ وَمَنْ يُهدَ قَلْبُهُ ... إلى مُطْمَئِنِّ البِرِّ لا يَتَجَمْجَمِ
جو اپنا وعدہ پورا کرے، اس کی مذمت نہیں ہوتی۔ جس شخص کا دل اطمینان بخش نیکی طرف مائل ہو، وہ اناپ شناپ نہیں بکتا۔ يَتَجَمْجَمِ : وہ فضول بکواس کرتا ہے۔
وَمَنْ هابَ أَسبابَ الْمَنايا يَنَلْنَهُ ... وَلَو رَامَ أَسْبَابَ السَّماءِ بِسُلَّمِ
موت کے اسباب اس تک پہنچ جاتے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو خواہ وہ سیڑھی لگا کر آسمان پر ہی کیوں نہ چڑھ جائے۔
وَمَنْ لَمْ يَذُدْ عَنْ حَوْضِهِ بِسلاَحِهِ .... يُهَدَّمْ وَمَنْ لاَ يَظلِمِ النّاسَ يُظْلَمِ
جو شخص اپنے حوض سے اسلحے کے ذریعے لوگوں کو دور نہیں کرتا، اسے کھینچ اتارا جاتا ہے۔ اور جو لوگوں پر زور آزمائی نہیں کرتا، اس پر ظلم کیا جاتا ہے۔
لَمْ يَذُدْ : وہ نہیں ہٹاتا / دور نہیں کرتا۔ حَوْضِ : تالاب۔ اسے زیر ملکیت اشیا کے استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

وَمَنْ يَغْتَرِبْ يَحْسَبْ عَدُوّاً صَدِيْقَهُ ... وَمَنْ لا يُكَرِّمْ نَفْسَه لا يُكَرَّمِ

جو شخص سفر کرتا ہے اور (سفر میں انجان شخص کو جو) دشمن ہو، اپنا دوست سمجھ بیٹھتا ہے (اسے نقصان پہنچ کر رہتا ہے)۔ جو اپنی عزت نہیں کرتا، اس کی عزت نہیں کی جاتی۔

يَغْتَرِبْ : وہ سفر کرتا ہے۔ عربی کے عام اسلوب کے تحت طے شدہ الفاظ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

وَمَنْ يَجْعَلِ المَعروفَ فِي غَيْرِ أَهْلِه ... يَكُنْ حَمْدُهُ ذَمًّا عَلَيْهِ وَيَنْدَمِ

جو شخص نااہلوں (کمینوں) کے ساتھ اچھا کرتا ہے، اس کی تعریف، مذمت میں بدل جاتی ہے اور اسے نادم ہونا پڑتا ہے۔

یعنی کسی کے ساتھ بھلائی کرنے سے پہلے انسان کو اس کا ظرف دیکھ لینا چاہیے۔ کم ظرف لوگوں کے ساتھ بھلائی سے اکثر اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔ میاں محمد بخش نے پنجابی میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

نیچاں دی اشنائی کولوں فیض کسے نہ پایا۔۔۔ کیکر سے انگور چڑھا کے ہر بوٹا زخمایا: یعنی کم ظرفوں کے ساتھ آشنائی سے کسی کو فائدہ نہیں ہوتا۔ کیکر پر انگور کی بیل چڑھانے سے ہر ہر دانے میں سوراخ ہی ہوتا ہے۔

وَمَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امرِيءٍ مِنْ خَلِيْقَةٍ .... وإنْ خَالَها تَخْفَى على النَّاسِ تُعلَمِ

جس کسی شخص کی کوئی عادت بن جاتی ہے، تو اسے جان لیا جاتا ہے خواہ وہ خیال کرے کہ وہ لوگوں سے اسے چھپا لے گا۔

وكَائِنْ تَرَى مِنْ صامت لكَ مُعْجِب ... زِيَادَتُهُ أَوْ نَقْصُهُ فِي التَّكَلُّمِ

ہو سکتا ہے کہ تمہیں کوئی خاموش شخص بڑا اچھا لگے۔ مگر اس کی خوبیوں اور خامیوں کا اندازہ تو بات کرنے سے ہی ہوتا ہے۔

لِسانُ الفَتَى نِصْفٌ وَنِصفٌ فُؤادُهُ ... فَلَمْ يَبْقَ إلاّ صُورَةُ اللّحمِ والدّمِ

لڑکے کی زبان اس کا نصف ہے اور باقی نصف اس کا دل ہے۔ اگر یہ باقی نہ رہیں تو پھر تو گوشت اور خون کی صورت ہی باقی بچتی ہے۔

وَإنَّ سَفاهَ الشَّيْخِ لا حِلْمَ بَعْدَهُ ... وإنَّ الفَتى بَعْدَ السَّفاهَةِ يَحْلُمِ

اگر بوڑھا آدمی بے وقوفی کرے تو پھر اس کے بعد خود پر کیا کنٹرول رہے گا۔ ہاں اگر جوان لڑکا بے وقوفی کرے تو وہ حلیم و بردبار بن جاتا ہے۔

سَأَلْنَا فَأَعْطَيْتُمْ وَعُدْنَا فَعُدْتُمُ ... وَمَنْ يُكْثِرِ التّسْآلَ يَوماً سَيُحْرَمِ

ہم نے مانگا، تم نے دیا۔ ہم نے پھر مانگا، تم نے پھر دیا۔ جو کثرت سے مانگتا ہے، ایک دن اسے انکار ہو کر رہتا ہے۔

چیلنج! قریب اور دور کے لئے استعمال ہونے والے اسم اشارہ کے مجازی استعمال کی مختلف صورتیں بیان کیجیے۔

مُعَلَّقَةُ لبيدِ بن ربيعة العامريّ

لبید (م ۴۰ھ / ۶۶۰ء) رضی اللہ عنہ دور جاہلیت کے بڑے شاعر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مستشرق اے جے آربیری سبع معلقات کی شرح میں ان کا ایک واقعہ لکھتے ہیں: دوسرے خلیفہ، عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "لبید! اپنی کچھ شاعری تو سناؤ۔" انہوں نے سورۃ بقرہ، جو مقدس کتاب کی سب سے لمبی سورت ہے پڑھنا شروع کر دی اور عمر سے کہا: "جب سے اللہ نے مجھے سورۃ بقرۃ سکھائی ہے، میں نے کبھی شعر نہیں کہا۔" کتنی توجہ اور محنت سے انہوں نے اپنی قسم کو برقرار رکھا، اس دور میں جب ایمان کے بارے میں ایسا جذبہ تھا جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دے۔"

(A. J. Arberry, The Seven Odes)

عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّها فَمُقَامُها ... بِمِنًى تَأَبّدَ غَوْلُها فَرِجَامُها

منٰی میں اس کے رہنے کی عارضی و مستقل جگہ کے آثار مٹ گئے۔ غول اور رجام کے مقامات پر (اس کی رہائش کے مقامات) بے آباد ہو گئے۔

عَفَت : وہ مٹ گیا۔ تَأَبّدَ : وہ بے آباد ہو گیا۔ شاعر کی محبوبہ کوئی خانہ بدوش تھی۔ جب وہ اپنے قبیلے کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلی گئی تو آثار مٹتے چلے گئے۔

دِمَنٌ تَجَرَّمَ بَعْدَ عَهْدِ أَنِيسِهَا ... حِجَجٌ خَلَوْنَ حَلاَلُها وَحَرَامُهَا

یہ وہ کھنڈرات ہیں جن کے مکینوں کے یہاں سے جانے کے بعد یہ خالی رہ گئے اور حلال و حرام مہینوں والے کئی سال گزر گئے۔

دِمَنٌ : کھنڈرات۔ تَجَرَّمَ : وہ گزر گیا۔ أَنيسها : اس کے مکین۔ حِجَجٌ : سال۔ عرب حج سے سالوں کی گنتی کرتے تھے۔ اس طرح حج کا لفظ "سال" کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ خَلَوْنَ : وہ خالی ہو گئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں چار مہینے ایسے تھے جن میں ہر قسم کی لڑائی ممنوع تھی تاکہ لوگ حج و عمرہ کی ادائیگی کر سکیں۔ اپنی گمراہیوں کے باوجود عرب ہمیشہ ان کا احترام کرتے رہے۔

وَجَلاَ السّيولُ عَنِ الطّلُولِ كَأَنّها ... زُبُرٌ تُجِدّ مُتُونَها أَقْلاَمُهَا

سیلابوں نے ان آثار کو اس طرح تازہ کر دیا جیسے قلم پھیر کر کتابوں کے متن کو تازہ کیا جاتا ہے۔

الطّلُول : کھنڈرات۔ زُبُرٌ : کتابیں۔ تُجِدّ :انہیں جدید / تازہ کیا گیا۔ ہاتھ سے لکھی گئی کتابوں کی لکھائی جب ماند پڑتی تو تحریر پر قلم پھیر کر اسے تازہ کر دیا جاتا ہے۔ لفظ "زبر" قرآن مجید میں بھی آیا ہے: وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الأَوَّلِينَ۔ یہ زبور کی جمع ہے جس کا معنی ہے "کتاب"۔ سیدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب کو بھی اسی وجہ سے زبور کہا جاتا ہے۔

مطالعہ کیجیے! دینی احکام کا ظاہری ڈھانچہ اہم ہے مگر ان کی اصل روح زیادہ اہم ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0017-Spirit.htm

مَشْمُولَة غُلِّثَتْ بِنَابِتِ عَرْفَجٍ ... كَدُخَانِ نارٍ سَاطِعٍ أَسْنَامُهَا

(میرے دل کی آگ ایسی ہے جیسے) شمالی ہوا اس پر چلی ہو اور عَرْفَج درخت کی تازہ شاخیں اس پر ڈال دی گئی ہوں۔ اس کا دھواں اس آگ کی طرح بلند ہوتا ہے جس کے شعلے بلند اور چمکدار ہوں۔

مَشْمُولَة : شمالی ہوا۔ غُلِّثَتْ : اس میں رکھے یا ڈالے گئے۔ نَابِت : عَرْفَج کی شاخیں۔ سَاطِعٍ : چمکدار۔ أَسْنَامُهَا : اس کے شعلے۔ شمالی ہوا زیادہ دھواں پیدا کرتی ہے۔ تازہ شاخیں بھی زیادہ دھواں پیدا کرتی ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ دل کی آگ سے بہت زیادہ دھواں نکل رہا ہے۔

يَعْلُو طَرِيقَةَ مَتْنِها مُتواتِراً ... في لَيْلَةٍ كَفَرَ النّجُومَ غَمَامُهَا

رات کو متواتر بارش اس (گائے) کی پیٹھ کی لکیر پر برستی رہی جب بادلوں نے ستاروں کو ڈھانکا ہوا تھا۔

يَعْلُو : اس سے بلندی پر۔ طَرِيقَةَ مَتْنِها : کمر کی لکیر یعنی گائے وغیرہ میں کمر کا سب سے اوپری حصہ۔ مُتواتِراً : مسلسل، متواتر۔ كَفَرَ : اس نے ڈھانک لیا۔ یہاں شاعر نے صحرا کی تیز بارش کی تصویر کشی کی ہے۔ شاعر اپنا شکار کا ایک قصہ سنا رہے ہیں جس کے دوران تیز بارش ہو گئی۔ صحرا میں بارش بہت کم ہوتی ہے مگر جب ہوتی ہے تو سیلاب ہی آتا ہے۔

بَلْ أَنْتِ لاَ تَدْرِينَ كَمْ مِنْ لَيْلَةٍ ... طَلْقٍ لَذِيذٍ لَهْوِهَا وَنِدَامُهَا

تمہیں یہ معلوم نہیں کہ کتنی ہی مزے دار راتیں میں کھیل کود اور شراب نوشی میں بلا روک ٹوک گزار چکا ہوں۔

طَلْقٍ : کھلی، جس میں روک ٹوک نہ ہو۔ نِدَامُ : شراب پینے والے ساتھی۔ واحد ندیم۔

وَغَدَاةِ رِيحٍ قَدْ وَزَعتُ، وَقِرّةٍ ... إذْ أَصْبَحَتْ بِيَدِ الشَّمالِ زِمَامُهَا

صبح کی بہت سی ٹھنڈی ہواؤں کے سامنے میں ڈٹا رہا، جب اس کی زمام کار شمالی ہواؤں کے ہاتھ میں تھی۔

وَزَعتُ : میں ڈٹا رہا۔ قِرّة : سرد۔ عرب شمالی ہواؤں کو پسند نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ یہ صحت پر منفی اثرات مرتب کیا کرتی تھیں اور ان کے نتیجے میں قحط بھی آ جایا کرتا تھا۔ شاعر اپنا آئیڈیل کیریکٹر بیان کر رہے ہیں کہ وہ شمالی ہواؤں کے قحط میں لوگوں کو بچانے اور انہیں خوراک فراہم کرنے کا کام کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ حَمَيتُ الْخَيْلَ تَحْمِلُ شِكّتي ... فُرْطٌ وِشاحي، إذ غَدَوْتُ، لِجَامُهَا

صبح کے وقت میں نے (قبیلے کی) حمایت گھوڑے پر کی جبکہ اس کی لگام میں ہی میرا رومال تھیں اور میں ہتھیار اٹھائے ہوئے تھا۔

حَمَيتُ : میں نے حمایت کی۔ شكّتي : میرے ہتھیار۔ فُرْطٌ : بہت زیادہ، افراط سے۔ وشاحي : میرا اسکارف یا رومال۔ لجَامُهَا : اس کی لگامیں۔ عرب کا سب سے مقدس فرض قبیلے کی حمایت و نصرت تھی۔ شاعر نوجوانوں کو اس طرح اس مقصد کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ بغیر کسی زین کے گھوڑے کو محض اپنے رومال کی مدد سے کنٹرول کرنا بہادری کی علامت ہے۔

فَعَلَوْتُ مُرْتَقَباً على ذي هَبْوَة ... حَرِجٍ إلى أَعلامِهِنّ قَتامُهَا
(قبیلے کی حفاظت کے لئے) میں نے ایسی پہاڑی پر گھات لگائی جو کہ تنگ راستے والی اور گرد و غبار سے پر تھی۔ یہ غبار ان کے جھنڈوں جتنا بلند تھا۔
مُرْتَقَباً : گھات لگانے والا۔ ذي هَبْوَة حَرِج : تنگ راستے اور گرد و غبار والی۔ أعلامِهِنّ : ان کے جھنڈے۔ قَتَامُهَا : اس کے جھنڈے۔ یعنی گرد و غبار اتنا تھا کہ دشمن فوج کے جھنڈوں کی بلندی تک پہنچ گیا تھا۔
وَجَزُورِ أَيْسَارٍ دَعَوْتُ لَحَتْفِها ... بِمَغَالِقٍ مُتَشابه أَعْلاَمُهَا
میں نے (اپنے دوستوں کو) بلایا تا کہ ہم اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد ان کے مردہ جسموں پر ایک جیسی شکل والے تیروں کی مدد سے جوا کھیلیں۔
جَزُور : ذبح شدہ اونٹ۔ أَيْسَار : جوا۔ حَتْفها : اس کی موت۔ مَغَالِق : تیر۔ أَعْلاَمُهَا : اس کی شکل۔ عربوں کے امیر لوگوں کی یہ عادت تھی کہ وہ خاص طور پر قحط کے موسم میں شراب اور جوئے کی پارٹیاں منعقد کرتے۔ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت پر جوا کھیلتے اور جیتا ہوا گوشت غرباء میں تقسیم کر دیتے۔ عرب ایسی پارٹیوں پر فخر کرتے اور ان سے اپنی سخاوت کی نمائش کیا کرتے تھے۔ جب قرآن مجید نے شراب و جوئے سے منع فرمایا تو عربوں کو حیرت ہوئی کہ یہ تو سخاوت کا کام تھا۔ قرآن مجید نے ان پر زور دیا کہ غرباء کی مدد تو نیکی ہے اور وہ کرنی چاہیے مگر شراب اور جوئے سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ شیطانی کام ہیں۔
أَدْعُو بِهِنَّ لِعَاقِرٍ أَوْ مُطفِلٍ ... بُذِلَتْ لِجيرانِ الجَميعِ لِحَامُهَا
میں نے انہیں بانجھ اور بچے والی اونٹنیوں کے ساتھ بلایا تا کہ ان کا پورا گوشت (غریب) ہمسایوں پر خرچ کیا جا سکے۔
عَاقِر : بانجھ۔ مُطفِل : بچے والی۔
فالضّيفُ والجارُ الغَريبُ، كأنّما ... هَبَطا تَبَالَةَ، مُخصِباً أَهْضامُهَا
مہمان اور اجنبی ہمسائے ایسے ہو گئے گویا وہ (وادی) تبالہ میں آ اترے ہوں جس کی پہاڑیاں زرخیز ہیں۔
مُخصِباً : زرخیز۔ أَهْضامُهَا : اس کی پہاڑیاں۔ غریب مہمان اور ایسے ہمسائے جو رشتے دار بھی نہ تھے، اس گوشت کے باعث ایسے آسودہ ہو گئے گویا کہ وہ کسی زرخیز وادی میں رہا کرتے ہوں۔
تَأْوِي إلى الأَطنَابِ كلُّ رَذِيّةٍ ... مِثْلِ البَلِيّةِ، قَالِصٍ أَهْدَامُهَا
ہر مصیبت زدہ غریب خاتون، جس کے پاس پورا لباس بھی نہ ہو، (میرے) خیموں کی طنابوں میں پناہ لیتی ہے۔
تَأْوِي : وہ پناہ لیتی ہے۔ الأَطنَاب : خیمے کی طنابیں۔ رَذِيّة : غریب خاتون۔ البَلِيّة : مصیبت زدہ۔ قَالِصٍ : کم۔ أَهْدَامُهَا : پہننے کے کپڑے۔ پورا لباس نہ ہونا مصیبت زدہ اور غریب ہونے کی علامت ہے۔

وَيُكَلِّلُونَ، إذا الرياحُ تَنَاوَحَتْ ... خُلُجاً، تُمَدّ شَوَارِعاً أَيْتَامُهَا
جب ہر سمت سے (بنجر) ہوائیں چلتی ہیں، تو یتیموں کے سڑکوں جیسے برتنوں کو پورا بھر دیا جاتا ہے۔
يُكَلِّلُونَ : انہیں بھر دیا جاتا ہے۔تَنَاوَحَتْ : وہ چلتی ہے۔شَوَارِعاً : سڑکیں۔خُلُجاً : ہر سمت سے
إنَّا إذا الْتَقَت الْمَجَامِعُ لَمْ يَزَلْ ... مِنّا لِزَازُ عَظِيمة، جَشّامُهَا
جب گروہ (جنگ کے لئے) ملتے ہیں تو ہم میں ہر بڑے کام کی پریشانیوں کو برداشت کرنے والے موجود رہتے ہیں۔
زَازُ : بڑا کام۔ جَشّامُهَا : اس کی پریشانیاں۔ یہ الفاظ قرآن میں بھی آئے ہیں: وَمَا أَنزَلْنَا عَلَى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ
وَمُقَسِّمٌ يُعْطي العَشيرةَ حَقَّها ... وَمُغَذْمِرٌ لِحُقُوقِها، هَضَّامُهَا
(ہمارے قبیلے میں) ایک تقسیم کرنے والا ہے جو ہر خاندان کو اس کا حق دیتا ہے۔وہ فیصلے والا سردار اپنے حقوق کو کم کر دیتا ہے۔
مُغَذْمِرٌ : کم کرنے والا۔هَضَّامُهَا : فیصلے کرنے والا سردار
فَضلاً، وذو كَرَمٍ يُعِينُ على النّدى ... سَمْحٌ كَسُوبُ رَغائبٍ غَنّامُهَا
وہ ایسا اپنے فضل سے کرتا ہے۔وہ کھلے ہاتھ والا ہے اور سخاوت سے مدد کرتا ہے۔وہ دل کا اچھا ہے، وہ مال غنیمت میں ایسی چیزیں کما کر (قبیلے کو) دیتا ہے جن میں سب کو رغبت محسوس ہوتی ہے۔
النّدى : سخاوت۔سَمْحٌ : اچھے دل کا۔كَسُوبُ : کمانے والا۔رَغائبٍ : رغبت والی چیزیں۔غَنّامُ : مال غنیمت
مِنْ مَعشَرٍ سَنَّتْ لَهُمْ آباؤُهُمْ ... ولِكُلّ قَوْمٍ سُنّةٌ، وَإمَامُهَا
اس معاشرے کے لئے، ان کے آباؤاجداد نے ایک سنت جاری کر دی ہے۔ہر قوم کا ایک رواج اور ایک لیڈر رہوا کرتا ہے۔
سَنَّتْ : انہوں نے سنت جاری کی۔ راستہ یا رسم ورواج جاری کرنے کو سنت کہا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پریکٹس جاری فرمائی، اسے سنت نبوی کہا جاتا ہے۔
لا يَطبَعُونَ، ولا يَبُورُ فِعَالُهُمْ ... إذْ لاَ تَميلُ معَ الهَوَى أَحْلاَمُهَا
وہ خود کو (برائیوں میں) نہیں ڈھالتے۔وہ اپنے کارناموں کو ضائع نہیں کرتے کیونکہ ان کی عقلیں حرص وہوس کی جانب مائل نہیں ہوتیں۔
يَطبَعُونَ : وہ ڈھالتے ہیں۔يَبُورُ : وہ ضائع یا بےکار کرتے ہیں۔أَحْلاَمُ : عقلیں۔

فاقنعْ بِمَا قَسَمَ الْمَلِيكُ، فإنّما ... قَسَمَ الخَلائقَ بَيْننا عَلاّمُهَا
مالک (اللہ) کی تقسیم پر قناعت کرو۔ اس نے تو بس عقل و دانش کو مخلوق کے درمیان تقسیم کیا ہے۔
عَلاّمُ : عقل و دانش
وإذا الأمانَةُ قُسّمتْ في مَعْشَرٍ ... أَوْفَى بِأَعْظَمِ حَظِّنا قَسَّامُهَا
جب گروہوں میں امانت و دیانت کو تقسیم کیا گیا، تو تقسیم کرنے والے نے بڑا حصہ ہمارے لئے مقرر فرمایا۔
فَبَنَى لَنا بَيتاً رَفِيعاً سَمْكُهُ ... فَسَمَا إلَيهِ كَهْلُها وغُلامُهَا
اس نے ہمارے لئے ایک بڑا گھر بنایا جس کی چھت اونچی ہے۔ اس کے ادھیڑ عمر اور نوجوان لڑکے اس چھت پر چڑھے۔
سَمْكُ : چھت۔ **كَهْلُ** : ادھیڑ عمر، درمیانی عمر کے۔ یہاں چھت کو شاعر کے قبیلے کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔
فَهُمُ السُّعاةُ، إذا العَشيرَةُ أُفظِعَتْ ... وَهُمْ فَوارِسُها، وَهُمْ حُكّامُهَا
جب قبیلے کو بھیانک مشکل کا سامنا کرنا ہوتا ہے تو یہی جدوجہد کرنے والے، گھڑ سوار اور یہی اس کے حاکم ہوتے ہیں۔
السُّعاةُ : ساعی کی جمع، جدوجہد کرنے والے۔ **أُفظِعَتْ** : اسے بھیانک حالات کا سامنا کرنا پڑا۔
وهُمُ رَبيعٌ للمُجاوِرِ فيهِمُ ... والْمُرْمِلاتِ، إذا تَطَاوَلَ عَامُهَا
جب (مشکلات کا) سال طویل ہوتا ہے، تو یہی پڑوسیوں اور بیواؤں کے لئے بہار کا جھونکا ثابت ہوتے ہیں۔
رَبيعٌ : موسم بہار۔ **الْمُرْمِلات** : بیوہ خواتین۔ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو بیواؤں، یتیموں، غریبوں اور معاشرے کے دوسرے کمزور لوگوں کا خیال رکھتے ہیں۔ یہاں "موسم بہار" کو ان لوگوں کے لئے بطور استعارہ بیان کیا گیا ہے۔
وَهُمُ العَشيرَةُ أَنْ يُبَطِّىءَ حاسِدٌ ... أَوْ أَنْ يَميلَ مَعَ العَدُوِّ لِئَامُهَا
وہی خاندان (کے محافظ) ہیں اس بات سے کہ حاسد (مدد میں) دیر کر دے یا یہ کہ وہ دشمن کے کمینے لوگوں کی طرف مائل ہو جائے۔
يُبَطِّىء : وہ دیر کرتا ہے۔ **لِئَامُ** : کمینے اور خسیس لوگ۔

آج کا اصول:

لفظ **لَدَى** کا معنی ہوتا ہے "پاس"۔ یہ عند کا ہم معنی ہے۔ جیسے **لَدَى الْبَاب** (دروازے کے پاس)، **إِذْ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ** (جب دل حلق کے پاس آ پہنچا یعنی کلیجہ منہ کو آ گیا)، **ما ذا لديك** (تمہارے پاس کیا ہے؟)

مُعَلَّقَةُ لِعنتَرَة بن شدّاد العَبسِيّ

عنترہ (م ۶۱۵ء) کا تعلق بنو عبس سے تھا۔ اس کا باپ قبیلے کا سردار اور ماں ایک لونڈی تھی۔ ایسے بچوں کو عرب میں غلام ہی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ایک جنگ میں عنترہ بہادری سے لڑا تو باپ نے اسے آزاد کر کے دوسرے بیٹوں کے برابر رتبہ دیا۔ اس نے داحس و غبرا کی مشہور جنگوں میں حصہ لیا جو ۴۰ برس جاری رہیں اور ان میں ہزاروں لوگ مارے گئے۔

هَلْ غَادَرَ الشّعراءُ مِنْ مُتَرَدَّمِ؟ ... أَمْ هَلْ عَرَفتَ الدّارَ بَعدَ تَوَهّمِ؟

کیا (پچھلے) شعراء نے کوئی گنجائش چھوڑی ہے؟ (جس میں میں طبع آزمائی کروں)۔ یا تم وہم وشک ہونے کے بعد (محبوبہ کے) اس گھر کو پہچانتے ہو؟ غَادَرَ : اس نے چھوڑا۔ مُتَرَدَّمِ : گنجائش

حَلّتْ بأَرْضِ الزّائرينَ، فأَصْبَحَتْ ... عَسِراً عليّ طِلابُكِ ابنةَ مَخْرَمِ

وہ دشمنوں کی زمین پر جا بسی۔ تمہارا مطالبہ پورا کرنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے، اے مخرم کی بیٹی۔

حَلّتْ : اس نے رہنا شروع کر دیا۔ الزّائرينَ : زیارت کرنے والے (دشمن)۔ طِلابُكِ : تمہارا مطالبہ

إن كُنتِ أَزْمعتِ الفِراقَ، فإنّما ... زُمّتْ رِكابُكُمُ بلَيْلٍ مُظلمِ

اگر تم نے فراق کا ارادہ کر ہی لیا ہے اور تاریک رات میں تمہاری سواریوں (کے کجاوے) کس ہی دیے گئے ہیں (تو میں اسی پہلے سے توقع کر ہی رہا تھا)۔

أَزْمعتِ : تم نے ارادہ کر ہی لیا ہے۔ زُمّتْ : اسے باندھا گیا۔ شاعر نے شرط بیان کر کے جواب شرط کو حذف کر دیا ہے۔ قرآن اور کلامِ عرب میں اس کی مثالیں عام ہیں۔

أو رَوضَا أُنُفاً تَضَمّنَ نَبتَها ... غَيثٌ قليلُ الدِّمنِ، لَيسَ بِمعَلَمِ

(محبوبہ کے ساتھ وقت گزارنا) ایسے شاندار باغ کی مانند ہے جو بارش سے پیدا ہونے والے سبزے سے بھرا ہوا ہو۔ اس میں نہ تو کوئی کوڑا کرکٹ ہو اور نہ ہی قدموں کے نشان۔

أُنُفاً : شاندار۔ الدِّمنِ : کوڑا کرکٹ۔ معَلَم : نشان۔ قدموں کے نشان کا نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ گھاس بالکل تازہ ہو۔

جادَتْ عَلَيهِ كلّ بِكْرٍ حُرّةٍ ... فتَركنَ كلّ قَرارَةٍ كالدّرْهَمِ

ہر آزاد بادل نے اسے سخاوت سے (پانی) دیا۔ اس نے ہر گڑھے کو درہم کی طرح کر دیا۔

جادَتْ عَلَيه : اس نے سخاوت سے دیا۔ بِكْرٍ : بادل۔ حُرّةٍ : آزاد۔ قَرارَةٍ : گڑھا۔ شاعر نے پانی سے بھرے گڑھے کو چاندی کے سکے سے تشبیہ دی ہے۔

سَحّاً وتَسكاباً، فكُلَّ عَشيّةٍ ... يَجري عليها الْمَاءُ لَمْ يَتَصَرّمِ
(بادلوں) نے اس پر پانی بہادیا اور یہ ایسا بہا کہ پھر نہ رکا اور بہتا چلا گیا۔
سَحّاً : بہنے والا۔ تَسكاباً : اوپر سے گرتا پانی۔ لَمْ يَتَصَرّمِ : یہ نہ رکا اور بہتا چلا گیا
خَلا الذّبابُ بِها، فَلَيسَ ببارِحٍ ... غَرِداً كَفعلِ الشّارِبِ الْمُتَرَنّمِ
شہد کی مکھیاں اس کے پاس آئیں۔ وہ واپس جانے والی نہیں ہیں۔ وہ شراب پینے والے کی طرح ترنم سے گاتی ہیں۔
الذّبابُ: مکھیاں۔ بارِحٍ: واپس جانے والا۔ غَرِداً: گانے والے۔ الشّارِب: شراب پینے والا۔ الْمُتَرَنّمِ: ترنم سے گانے والا
تُمسي وتُصبِحُ فَوقَ ظَهرِ حَشِيّةٍ ... وَأَبيتُ فَوقَ سَراةِ أَدْهَمَ مُلجَمِ
وہ اپنی راتیں اور صبح نرم گدے کے اوپر گزارتی ہے اور میں اپنی رات ادہم نامی لگام کسے گھوڑے کی اونچی پشت پر۔
حَشيّة : گدا، میٹرس۔ سَراة : اونچا۔ مُلجَمِ : لگام کسا۔
تَأْوِي لَهُ قُلُصُ النّعامِ كما أَوَتْ ... حِزَقٌ يَمانيةٌ لأَعْجَمَ طِمْطِمِ
(میرا گھوڑا اس) شتر مرغ کی مانند ہے جس کی جانب شتر مرغیاں ایسے آتی ہوں جیسے یمنی اونٹوں کا گلہ توتلے عجمی (چرواہے) کی جانب آتا ہے۔
تَأْوِي : وہ آتی ہے۔ قُلُصُ : مادہ۔ النّعامِ : شتر مرغ۔ أَوَتْ : وہ آتی ہے۔ حِزَقٌ : اونٹوں کا ریوڑ۔ طِمْطِم : جسے بولنے میں مشکل ہو، توتلا، ہکلا۔ عرب چونکہ کوئی اور زبان نہیں سمجھ سکتے، اس لئے ان کا خیال تھا کہ ہر عجمی گونگا یا توتلا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ انہیں "عجمی" کہا کرتے تھے جس کا مطلب ہی گونگا ہوتا ہے۔ یہاں شاعر نے ڈبل تشبیہ دی ہے۔ پہلے اپنے گھوڑے کو شتر مرغ سے اور پھر شتر مرغ کو عجمی چرواہے سے کیونکہ شتر مرغ بھی عجمیوں کی طرح بول نہیں سکتا۔
صَعْلٍ يَعُودُ بذي العُشَيْرَةِ بَيضَهُ ... كالعَبدِ ذي الفَرْوِ الطّويلِ الأصلَمِ
وہ چھوٹے سر والا (شتر مرغ) ذوالعشیرہ کے مقام پر اپنے انڈوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اس غلام کی مانند ہے جس نے پوستین کی ایسی قمیص پہن رکھی ہو جس کی آستینیں طویل ہوں۔
صَعْلٍ : چھوٹے سر والا۔ ذي الفَرْوِ : فر یا پوستین والا۔ الأصلَم : آستینیں۔ شتر مرغ اپنے انڈوں کے بارے میں بہت حساس ہوتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جنت کی خواتین کو "چھپائے ہوئے انڈوں" سے تشبیہ دی ہے: وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ، كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ۔ اس تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی خواتین کی حفاظت ان انڈوں کی طرح ہو گی۔ شتر مرغ کی لمبی ٹانگوں اور پروں کی وجہ سے شاعر نے اسے ایسے غلام سے تشبیہ دی ہے جو فر والا ایسا کوٹ پہنے ہوئے ہو جس کی آستینیں لمبی ہوں۔

يُخبْرْكِ مَنْ شَهِدَ الوَقيعَةَ أنّني ... أَغشَى الوَغَى، وأَعفُّ عندَ الْمَغنَمِ
جو شخص جنگ کے موقع پر حاضر تھا، وہ تمہیں بتائے گا کہ میں جنگ میں سب پر غالب تھا مگر غنیمت کی تقسیم کے وقت سب سے زیادہ چشم پوشی کرنے والا بھی میں ہی تھا۔
الوَقيعَةَ : واقعہ، جنگ۔ الوَغَى : جنگ۔ أَعفُّ : سب سے زیادہ چشم پوشی کرنے والا۔ شاعر اپنی شخصیت کا اظہار کرتا ہے کہ وہ صرف بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے، اسے مال غنیمت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ عربوں کے ہاں جنگ کی مقصد ہی مال غنیمت حاصل کرنا ہوتا تھا۔
إذْ يتّقُونَ بِيَ الأسِنّةَ لَمْ أخِمْ ... عَنْهَا ولكنّي تَضايَقَ مُقْدَمي
جب مجھے ڈھال بنا کر (میرا قبیلہ) تیروں اور نیزوں کی انیوں سے بچ رہا تھا تو میں نے بزدلی نہ دکھائی۔ ہاں میرے سامنے کا راستہ ضرور تنگ ہو گیا تھا (جس کے باعث میں دشمن کی صفوں میں نہ جا سکا)۔
الأسنّةَ : تیر اور نیزے کی انیاں۔ لَمْ أخِمْ : میں بزدل نہ تھا۔ تَضايَقَ : وہ تنگ پڑ گیا۔ شاعر نے لفظ تقوی استعمال کیا ہے جو قرآن میں عام استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں اس کا لغوی مفہوم ہے احتیاط کرنا، بچنا، محفوظ رہنا۔ جب کوئی شخص اللہ تعالی کے خوف سے احتیاط کرتے ہوئے گناہوں سے بچتا ہے تو قرآن نے اسے تقوی کہا ہے۔
وَلَقَدْ خَشِيتُ بِأَنْ أمُوتَ، ولَم تَكُنْ ... للحَرْبِ دائرةٌ على ابنَيْ ضَمضَمِ
مجھے صرف ڈر یہ ہے کہ میں مر جاؤں گا اور جنگ ان ضَمضَیم کے لئے مصیبت نہ بن سکے گی۔
دائرةٌ : دائرہ، سرکل، گردش ایام۔ یہ مصیبت کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ۔ ضَمضَیم کے بیٹے شاعر کے دشمن تھے کیونکہ اس نے ان کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔
الشّاتِمَيْ عِرْضِي، ولَم أشتِمْهُمَا ... والنّاذِرَيْنِ إذا لَم أَلْقَهُما دَمي
وہ میری عزت کو گالیاں دیتے ہیں مگر میں ان دونوں کو گالیاں نہیں دیتا۔ اگر میں انہیں نہیں ملتا تو وہ میرا خون بہانے کی منتیں مانتے ہیں۔
النّاذِرَيْنِ : نذر یا منت ماننے والا۔ لَم أَلْقَهُما : میں ان دونوں کو نہیں ملتا۔
إنْ يَفْعَلاَ فَلَقَدْ تَرَكْتُ أَباهُما ... جَزَرَ السّباعِ، وكلِّ نَسرٍ قَشعَمِ
اگر وہ ایسا کرتے ہیں (تو کیا ہوا) میں نے بھی تو ان دونوں کے باپ کو درندوں کی خوراک بنا دیا تھا، اور ہر گدھ اور شیر کی۔
جَزَرَ : خوراک۔ نَسْر : گدھ۔ قَشعَمِ : شیر۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ بھی گدھ نما ایک بت کی پوجا کرتے تھے جس کا نام قرآن میں "نسر" آیا ہے۔

مُعَلَّقَةُ لِعمرو بن كَلْثُوم التغلبيّ

عمرو بن کلثوم (م ۵۷۰ء) بنو تغلب کا سردار اور سورما تھا۔ بنو تغلب اور بنو بکر کے مابین بسوس نامی شدید جنگ ہوئی جو کئی سال جاری رہی۔ حیرہ کے بادشاہ منذر نے ان کے مابین صلح کروائی۔ جب منذر کا بیٹا عمرو بن ہند بادشاہ بنا تو دونوں قبیلے کسی معمولی بات پر لڑ پڑے۔ اپنا کیس پیش کرنے کے لئے عمرو بن ہند کے دربار میں دونوں قبیلوں نے اپنے نمائندے بھیجے۔ بنو تغلب نے عمرو بن کلثوم کو اور بنو بکر نے حارث بن حلزہ (جس کی نظم آگے آ رہی ہے) کو اپنا نمائندہ بنایا۔ بادشاہ نے حارث کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس نظم کا کچھ حصہ ابن ہند کے دربار میں کہا گیا ہے۔ واپس آ کر ابن کلثوم نے غصے میں آ کر اس نظم میں اضافہ کیا۔

أَلاَ هُبّي بِصَحْنِكِ، فَاصبَحينا ... وَلاَ تُبقي خُمُورَ الأندَرِينَا

(میری محبوبہ!) اپنے برتن کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ اور مجھے شراب پلانے لگو۔ اندرین کی شراب میں سے کچھ نہ چھوڑنا۔

هُبّي : کھڑی ہو جاؤ۔ صَحْنِ : ڈش، برتن۔ الأندَرِينَ : ایک مقام کا نام۔

أَبا هِندٍ، فَلا تَعْجَلْ عَلَينا ... وَأَنْظِرْنا نُخَبّرْكَ اليَقينا

ابو ہند! ہمارے خلاف جلدی نہ کیجیے۔ ہمیں مہلت دیجیے۔ ہم یقینی خبر آپ کو دیں گے۔

بِأنّا نُورِدُ الرّاياتِ بِيضاً ... ونُصْدِرُهنّ حُمرًا قَد رَوِينَا

ہم سفید جھنڈے لے کر (میدان جنگ میں) وارد ہوتے ہیں۔ اسے سیراب کرنے کے بعد ہم انہیں سرخ کر دیتے ہیں۔

رَوِينَا : ہم سیراب کرتے ہیں۔ یعنی دشمن کو اتنا مارتے ہیں کہ سفید جھنڈے ان کے خون سے سرخ ہو جاتے ہیں۔

تَرَكنا الخَيلَ عاكِفَةً عَلَيْهِ ... مُقَلَّدَةً أَعِنّتَها صُفُونَا

ہم نے گھوڑوں کو ان کے سامنے صف بستہ چھوڑ دیا جبکہ ان کی لگامیں ان کی گردنوں میں لپٹی ہوئی تھیں۔

مُقَلَّدَةً : گردن کے گرد لپٹا ہونا۔ أَعِنّة : لگامیں۔ صُفُونَا : صف میں کھڑے۔ لفظ تقلید بھی اسی مادہ سے ہے جس کا معنی ہے اندھا دھند پیروی۔ ایک مقلد اپنے لیڈر کی پیروی اسی طرح کرتا ہے جیسے ایک پٹہ دار جانور اپنے مالک کے پیچھے چلتا ہے۔

وَقَدْ هَرّتْ كِلابُ الحَيّ مِنّا، ... وَشَذّبْنا قَتَادَةَ مَنْ يَلِينَا

(جب ہم اپنے قبیلے واپس پہنچے تو اتنے اجنبی ہو چکے تھے کہ) قبیلے کے کتے ہم پر بھونکنے لگے۔ جو ہمارے پاس آیا، ہم نے اس کے ہتھیار کاٹ ڈالے۔

هَرّتْ : وہ بھونکے۔ شَذّبْنا : ہم نے کاٹ ڈالے۔ قَتادَةَ : ہتھیار۔ يَلينَا : وہ ہمارے پاس آیا۔ شاعر نے اپنی جنگ میں مشغولیت کا ذکر کیا ہے۔ وہ اتنا عرصہ جنگ میں رہا کہ جب واپس آیا تو اپنے قبیلے کے کتے اسے پہچان نہ سکے اور بھونکنے لگے۔ کتوں کے بھونکنے کو طویل عرصہ تک باہر رہنے کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

نُطاعِنُ ما تَراخَى النّاسُ عنّا ... ونَضرِبُ بالسّيوف، إذا غُشينَا

ہم نے دور کھڑے لوگوں پر (تیر اور نیزے) برسائے۔ جب وہ قریب آئے تو ہم نے انہیں تلواروں سے مارا۔

تَراخَى : وہ فاصلے پر تھے۔ غُشينا : ہم قریب ہوئے۔

تَخَالُ جَماجِمَ الأبطالِ مِنْهُمْ ... وُسُوقاً بالأماعِزِ يَرْتَمِينَا

جب وہ ہمارے سامنے گر رہے تھے تو (اگر تم اس منظر کو دیکھتے تو) خیال کرتے کہ ان کے بہادروں کی کھوپڑیاں جانوروں پر بوجھ تھیں۔

جَماجِمَ: کھوپڑیاں۔ الأبطال : بہادر۔ وُسُوقاً : بوجھ۔ الأماعِز : جانور۔ يَرْتَمِينَا : وہ ہمارے سامنے گرتے ہیں۔ یعنی دشمن کے بہادروں کی کھوپڑیوں کے گرنے کو اس بات سے تشبیہ دی ہے گویا وہ بوجھ ہوں جسے اتار کر پھینکا جا رہا ہو۔

نَشُقّ بِها رُؤوسَ القَومِ شَقّاً ... ونَخْتَلِبُ الرّقابَ فَيَخْتَلِينَا

ہم نے اس قوم کے سر پوری قوت و شدت سے پھاڑ دیے۔ ہم گردنیں اڑاتے تھے اور وہ ہمارے سامنے علیحدہ ہو جاتی تھیں۔

نَخْتَلِبُ : ہم کاٹتے ہیں۔ يَخْتَلِينَا : وہ الگ ہو جاتی ہیں۔ مصدر شقا، شدت کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

كَأَنَّ سُيُوفَنا فِينَا وَفِيهِمْ ... مَخَارِيقٌ بِأَيْدِي لاعِبِينَا

(اصلی) تلواریں ان کے اور ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے ہمارے کھیلنے والے بچوں کے ہاتھ میں لکڑی کی کھلونا تلواریں۔

مَخَارِيقٌ : لکڑی کی کھلونا تلواریں۔ یہ کنایہ ہے کہ ہم اصلی تلواروں کو ایسے چلاتے ہیں جیسے بچے لکڑی کی تلواروں کو۔

وأَمّا يَوْمَ لا نَخْشَى عَلَيْهِمْ ... فَنُمعِنُ غَارَةً، مُتَلبِّبينَا

جس دن ہمیں ان (کے حملے) کا خوف نہیں ہوتا، تو ہم مسلح ہو کر ان پر آخری درجے کا حملہ کرتے ہیں۔

نُمعِنُ : ہم انتہا تک چلے جاتے ہیں۔ غَارَةً : حملہ۔ مُتَلبِّبينَا : مسلح ہو کر

أَلا لا يَجْهَلَنْ أَحَدٌ عَلَيْنا ... فَنَجهَلَ فوقَ جَهلِ الجاهِلينَا

خبر دار! ہمارے خلاف کوئی جہالت نہ کرے ورنہ ہم تمام جاہلوں سے بڑھ کر جاہل ہیں۔

لفظ جہالت کو یہاں تکبر اور اندھی حمایت کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہی دور جاہلیت کے عربوں کا کردار تھا۔ اپنے قبیلے پر فخر اور اس کی ہر حالت میں حمایت خواہ وہ حق پر ہوں یا باطل پر۔ اسی وجہ سے اس دور کو "دور جاہلیت" کہا جاتا ہے۔ یہاں جاہلیت لاعلمی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ تکبر و تعصب کے معنی میں ہے۔ ایسے ہی لوگوں سے ملنے پر قرآن نے الگ ہو جانے کا حکم دیا ہے: وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً۔

بِأَيِّ مَشيئَةِ عَمرَو بنَ هِنْد ... نَكُونُ لِقَيْلِكُمْ فيها قَطينَا
اے عمرو بن ہند! یہ کیا خواہش ہے کہ ہم تمہارے گورنر کے فرمانبردار بن جائیں۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا!!!)
مَشيئَة : خواہش۔ قَيْلِكُمْ : تمہارا گورنر۔ قَطينَا : فرمانبردار۔ غالباً یہاں سے وہ اشعار شروع ہوتے ہیں جو شاعر نے واپس آ کر کہے۔
تُهَدّدُنَا وتُوعِدُنا، رُوَيداً ... متَى كنّا لأُمِّكَ مَقتَوِينَا؟!
تم ہمیں ڈرانے اور دھمکانے کی کوشش کرتے ہو۔ ذرا ٹھہر و تو سہی! ہم تمہاری ماں کے غلام کب سے تھے؟
تُهَدّدُنَا : تم ہمیں ڈراتے ہو۔ تُوعدُنا : تم ہمیں دھمکاتے ہو۔ رُوَيداً : ذرا ٹھہر و تو سہی۔ مَقتَوِينَا : خادم، غلام۔ لفظ "رویدا" قرآن مجید میں بھی اسی معنی میں آیا ہے: فَمَهِّلْ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً۔
على آثارِنا بِيض حِسَانٌ ... نُحاذِرُ أَنْ تُقَسَّمَ أَو تَهُونَا
ہمارے پیچھے خوبصورت سفید خواتین ہیں۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ انہیں تقسیم کر دیا جائے گا یا بے عزت کیا جائے گا۔
اس زمانے کی دنیا میں یہ عام رواج تھا کہ دشمنوں پر غلبہ پانے کے بعد ان کی خوبصورت خواتین کو لونڈیاں بنا کر لشکریوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا۔ اسلام نے ایسی خواتین کو عزت دی، انہیں اپنے آقا کی بیوی قرار دیا اور ان کی آزادی کی راہیں نکالیں۔ جیسے اپنے آقا کا ایک بچہ پیدا کرنے پر وہ آزاد ہو جاتیں۔ انہیں اپنی آزادی خریدنے کا حق دیا گیا اور حکومت نے اس مقصد کے لئے رقمیں فراہم کیں۔
يَقُتْنَ جِيادَنا، وَيَقُلْنَ لَستُمْ ... بُعُولَتَنا إذا لَمْ تَمْنَعُونَا
وہ ہمارے گھوڑوں کو چارہ دیتی ہیں اور کہتی ہیں: "تم ہمارے خاوند ہی نہیں اگر ہماری حفاظت نہ کر سکو۔"
يَقُتْنَ : وہ چارہ دیتی ہیں۔ جِيادَ : گھوڑے۔ بُعُولَة : خاوند۔ قرآن میں ہے: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ۔
بِأَنَّا العاصِمُونَ، إذا أُطِعنا ... وَأَنَّا الغارِمُونَ، إذا عُصِينَا
ہم ہی حفاظت کرنے والے ہیں، جب ہماری اطاعت کی جائے اور ہم ہی سزا دینے والے ہیں جب ہماری نافرمانی کی جائے۔
إذا بَلَغَ الفِطَامَ لَنا رَضيعٌ ... تَخِرُّ لَهُ الجَبَابِرُ ساجِدِينَا
جب ہمارا دودھ پیتا بچہ دودھ پینا چھوڑتا ہے تو بڑے بڑے جابر بادشاہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔
الفِطَامَ : دودھ چھڑانا۔ تَخِرُّ : وہ گر جاتے ہیں۔ الجَبَابِرُ : جابر بادشاہ۔ اپنے قبیلے پر فخر و غرور کی انتہا ہے کہ دودھ پیتے بچے کے سامنے بادشاہوں کو سجدہ ریز کروا دیا جاتا ہے۔

مُعَلَّقَةُ لِلحارث بن حِلِّزة اليَشكَري

حارث (م ٥٦٠ھ) کا تعلق بنو بکر سے تھا۔ اس نے عمرو بن ہند کے دربار میں عمرو بن کلثوم کے مقابلے میں اپنا کیس پیش کیا۔ بادشاہ نے اس کی شاعری سے متاثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

أيّها الناطقُ الْمُرَقِّشِ عنّا ... عِند عمرٍو وهل لِذاك بقاءٌ

اے بہت بولنے والے (عمرو بن کلثوم!) عمرو (بن ہند) کے سامنے ہماری بے عزتی کرنے والے! کیا (ایسی جھوٹی شیخی خوری) کی کوئی بقا ہے؟ الْمُرَقِّشِ : بے عزتی کرنے والا، الزام لگانے والا

لا تَخلْنَا على غراتِكَ إنّا ... قبلُ ما قد وَشَى بنا الأعداءُ

اپنے دھوکے میں یہ خیال نہ کرنا اس سے پہلے بھی دشمن ہماری عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں (اور ناکام رہے ہیں)۔

وَشَى : اس نے عزت خراب کی۔

فكانَّ الْمنونَ تَردِي بنا أرْ ... عن جوَنًا ينجابُ عنه العَمَاءُ

گردش ایام ہم پر آ گرتی ہے مگر ہم مضبوط پہاڑوں کی مانند ہیں۔ گھنے بادل (اس پہاڑ کے چوٹی) سے ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔

الْمنونَ: گردش ایام۔ تَردِي : وہ گرتی ہے۔ أرْعن : مضبوط۔ جوَنًا : پہاڑ۔ ينجابُ : وہ ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔ العَمَاءُ : گھنے بادل۔ شاعر نے اپنے قبیلے کی عزت کو پہاڑ سے تشبیہ دی ہے جس کا بادل کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

إرَميٌّ بِمثلِه جَالَتِ الْخيل ... وتأبَى لِخصمِها الأجلاءُ

(ہمارے بادشاہ عمرو بن ہند) کا تعلق عاد ارم سے ہے۔ گھوڑے اس کے ساتھ حرکت میں آتے ہیں۔ وہ دشمن کے باعث جلاوطنی قبول نہیں کرتا (بلکہ شدید جنگ کرتا ہے)۔

إرَميٌّ : عاد ارم سے تعلق رکھنے والا۔ عرب کی قدیم قوم۔ قرآن میں ہے : أَلَمْ تَرَى كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعادٍ؟ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔ جَالَت : وہ حرکت میں آتے ہیں۔ الأجلاءُ : جلاوطنی۔

مَلِكٌ مُقسطٌ وأفضلُ مَن يَمشِي ... ومِن دون ما لَدَيهِ الثناءُ

وہ ایک انصاف پسند بادشاہ ہے اور ہر اس شخص سے بہتر ہے جو چلتا ہے۔ وہ تمام تعریفوں سے ماوراء ہے۔

لفظ "مقسط" قرآن مجید میں عام استعمال ہوتا ہے : فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ ان اشعار سے لگتا ہے کہ شاعر نے بادشاہ کے ہاں چاپلوسی کی انتہا کر دی جس کے باعث فیصلہ اس کے حق میں ہو گیا۔

أيّمَا خُطَّةٌ أرَدتُم فأدُّو ... ها إلينا تَشفَى بِها الأملاءُ
(ہم اتنے عقل مند منصوبہ ساز ہیں کہ) کوئی بھی پراجیکٹ تم ہمیں دے دو۔ ہر شخص کو ہم اس سے مطمئن کر دیں گے۔
خُطَّةٌ : پراجیکٹ، منصوبہ۔ تَشفَى : وہ مطمئن ہوتا ہے۔ الأملاءُ : عام لوگ۔
إنْ نَبَشتُم ما بيْن ملحَةَ فالصَا ... قِبِ فيه الأمواتُ والأحياءُ
اگر تم ملحہ اور صاقب کے مابین زمین کھود و گے تو تمہیں اس میں مردہ اور زندہ ملیں گے۔
نَبَشتُم : تم کھودو۔ عربوں کا یہ خیال تھا کہ اگر مقتول کا انتقام نہ لیا جائے تو اس کی روح منڈلاتی رہتی ہے اور اسے سکون نہیں آتا۔ اس وجہ سے ان کے ہاں انتقام لینے کی بہت اہمیت تھی۔ شاعر کہتا ہے کہ ابھی بہت سے لوگ زندہ ہیں یعنی ان کی روحوں کو سکون نہیں آتا کیونکہ ان کا انتقام نہیں لیا گیا۔ یہ دشمن کے لئے ایک ان ڈائرکٹ دھمکی ہے۔
أو مَنعتُم ما تُسأَلُونَ فمَن حدَّ ... ثتُمُوهُ له علينا العلاءُ
جس (صلح) کا تم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے، اگر تم اس سے منع کر سکتے ہو تو ایسا کون سا قبیلہ تم بیان کر سکتے ہو جسے ہم پر غلبہ حاصل ہوا ہو؟
ليس يُنجِي الذي يُواثِلُ منّا ... رأسُ طَودٍ وحَرَّةٌ رَجلاءُ
جو شخص ہم سے فرار ہوتا ہے، وہ پہاڑ کی چوٹی پر یا آتش فشانی علاقے میں چھپ کر بھی ہم سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔
يُواثِلُ منّا : وہ ہم سے فرار ہوتا ہے۔ طَود : پہاڑ۔ حَرَّةٌ : آتش فشانی علاقہ۔ رَجلاءُ : چھپا ہوا۔
كتكاليفِ قومنا إذ غزَا الْمُنذِرُ ... هل نَحنُ لابنِ هند رِعَاءُ
جب منذر نے جنگ کی تو کیا تمہاری قوم نے بھی ایسی تکالیف برداشت کی تھیں۔ کیا ہم ابن ہند کے چرواہے ہیں؟
شاعر دشمن قبیلے کے مقابلے میں بادشاہ منذر سے اپنی دوستی کو بیان کر رہا ہے کہ ہم نے ہر مشکل وقت میں منذر اور اس کے بیٹے کا ساتھ دیا۔ ہم نے ایسا دوستی میں کیا۔ ہم ان کے چرواہے نہیں ہیں۔ ان جنگوں میں عمرو بن کلثوم کے قبیلے نے منذر سے غداری کرتے ہوئے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا اور اس کا ساتھ نہ دیا تھا۔ اس کی پاداش میں منذر نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کروا دیا تھا۔ شاعر اس واقعے کی طرف اشارہ کر کے مخالف قبیلے پر طنز کر رہا ہے۔
فهَدَاهُم بالأسودَينِ وأمرُ ... اللهِ بَلَغٌ تَشفَى به الأشقياءُ
(عمرو بن ہند نے) دو سیاہ چیزوں (پانی اور کھجور) کے ساتھ قیادت کی۔ اللہ کا حکم پورا ہوا اور مجرم کیفر کردار کو پہنچے۔
بَلَغٌ : پورا ہونا۔ تَشفَى : اسے نقصان پہنچا، وہ کیفر کردار کو پہنچا۔ الأشقياءُ : مجرم۔ دو سیاہ چیزیں یعنی پانی اور کھجور اس جنگی مہم کی مشکلات کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوئے ہیں کہ ہم نے شدید حالات میں جنگ کی۔

لَم يغرُّوكُم غُرُورًا ولكن ... رَفَعَ الآلُ شخصَهُم والضحاءُ
انہوں نے تمہیں دھوکہ نہ دیا بلکہ صبح کے وقت اپنی شخصیتوں کو واضح کر کے حملہ کیا جب ریت سراب بن چکی تھی۔
الآلُ : سراب۔ شاعر کہتا ہے کہ ہم بزدل نہیں ہیں کہ رات کو حملہ کریں۔ ہم صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں جب دشمن کو یہ واضح ہو کہ ہم کون ہیں۔
فرَددنَاهُم بِطعنٍ كما يَخرُجُ ... مِن خربةِ الْمزادِ الْماءُ
ہم نے انہیں زخم لگائے اور (خون ایسے نکلا) جیسے پانی مشکیزے کے سوراخ سے باہر نکلتا ہے۔
خربةِ : سوراخ۔ الْمزادِ : مشکیزہ۔
وأقَدْنَاهُ ربَّ غَسَّانَ بالْمنذرِ ... كرهًا إذ لا تُكالُ الدماءُ
ہم نے زبردستی شاہ غسان سے منذر کا انتقام لیا۔ اس وقت جب خون ناقابل پیمائش ہو چکا تھا۔
أقدنَاهُ : ہم نے اس کا انتقام لیا۔ تُكالُ : اس کی پیمائش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حیرہ ایران کی وفادار سلطنت تھی اور غسان روم کی۔ یہ آپس بھی لڑتے رہتے تھے اور ان کے حلیف قبیلے ان کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے۔ ایک جنگ میں غسانیوں نے منذر کو قتل کر دیا۔ شاعر کے قبیلے نے غسانیوں پر حملہ کر کے منذر کا انتقام لیا۔ خون کے ناقابل پیمائش ہونے کو جنگ میں بے پناہ قتل عام کے کنایہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔
ومثلها تَخرُجُ النصيحةُ للقو .... مِ فلاةٌ من دونها أفلاءُ
ایسے ہی تعلق سے قوم کی خیر خواہی نکل کر سامنے آتی ہے۔ رشتوں کے علاوہ اور رشتے ہوا کرتے ہیں۔
فلاةٌ : رشتہ، جمع أفلاءٌ۔
وهو الربُّ والشهيدُ على يَو ... مِ الْحيارِينَ والبلاءُ بلاءٌ
وہی (عمرو بن ہند) پالنے والا ہے اور حیارین کی جنگ کا گواہ ہے۔ اس دن کی مصیبت بہت بڑی مصیبت تھی۔
یہاں لفظ بلاءٌ کو بطور اسم نکرہ استعمال کر کے اس مصیبت کے شدید ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

چیلنج! آپ نے دو ایسے شاعروں کی نظمیں پڑھی ہیں جن میں انہوں نے اپنے اپنے قبیلوں پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ دونوں کا موازنہ کیجیے اور ہر ایک کی خوبیاں اور خامیاں بیان کیجیے۔ اگر آپ کو عربی شاعری میں دلچسپی محسوس ہوئی ہو، تو پورے سبع معلقات کا مطالعہ کیجیے۔ اس کے علاوہ دیوان حماسہ کا مطالعہ بھی کیجیے جس میں غیر معروف شعراء کا جنگی کلام موجود ہے۔ اس کے علاوہ "جمہرۃ اشعار العرب" کا مطالعہ کیجیے جس میں پوری جاہلی شاعری کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سبق 16A: مختلف اسالیب کا مجازی استعمال

دوسری زبانوں کی طرح عربی میں بھی کلام کا مقصد ایک پیغام دینا ہوتا ہے۔ اس پیغام کے اندر بھی ایک مقصد ہوتا ہے جو بظاہر نظر آتا ہے۔ کبھی اس پیغام کے اندر ایک پوشیدہ مقصد بھی ہوتا ہے جسے بظاہر الفاظ میں بیان نہیں کیا جاتا ہے۔

> **تعمیر شخصیت**
> وقت ایک نایاب دولت ہے۔ اسے بامقصد کاموں ہی میں استعمال کیجیے۔

مثال کے طور پر خبریہ جملوں کا ظاہری مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو کچھ معلومات فراہم کر دی جائیں۔ لیکن جیسے اگر کوئی بیٹا اپنے باپ سے اچھا سلوک نہ کرتا ہو اور اس کا کوئی خیر خواہ اس سے کہے: هذا أبوك۔ اس جملے کا مقصد بیٹے کی معلومات میں اضافہ نہیں ہوگا کہ یہ زیر بحث شخص تمہارا باپ ہے بلکہ بیٹے کو اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوگا کہ یہ تمہارا باپ ہے، تمہیں اس سے اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ جملوں کو اپنے ظاہری مقصد سے ہٹ کر کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں:

- وضع الْماضي موضع الْمُضارع: عربی میں مستقبل کے کسی واقعے کو کبھی فعل ماضی میں بھی بیان کیا جاتا ہے: اس کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:
  - مستقبل کا واقعہ نہایت ہی یقینی ہو اور اس میں کسی شبہہ کی گنجائش نہ ہو۔ جیسے جَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفّاً صَفّاً۔ یہاں قیامت زیر بحث ہے جس کے یقینی ہونے کو بیان کرنے کے لئے اسے ماضی کے صیغے میں بیان کیا گیا ہے۔
  - مستقبل کا واقعہ بس ہوا ہی چاہتا ہو تو اسے ماضی میں بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کی اقامت کے وقت کہا جاتا ہے: قد قامت الصلوة۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جماعت بس شروع ہوا ہی چاہتی ہے۔
  - مستقبل کی کسی امید کو بیان کرنے کے لئے جیسے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا۔ یہاں مستقبل کے ایک واقعے کو ماضی میں بیان کیا گیا ہے۔
- وضع الْمضارع موضع الْماضي: بعض اوقات، اس کے بالکل برعکس ماضی کے کسی واقعہ کو فعل مضارع میں بیان کر دیا جاتا ہے۔ اس کی بھی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:
  - مخاطب کے ذہن میں کسی واقعہ کی تصویر کشی کرنے کے لئے جیسے: وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَاباً۔ اس طرح سے مخاطب کے ذہن میں بادلوں کے چلنے کی تصویر آ جائے گی کہ گویا یہ چلے جا رہے ہیں۔
  - کسی فعل کے ماضی میں مسلسل ہونے کو بیان کرنے کے لئے جیسے: لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنْ الأَمْرِ لَعَنِتُّمْ۔ یہاں حرف "لو" سے واضح ہے کہ بات ماضی کی ہو رہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر پیغمبر تمہاری کثیر معاملات میں پیروی کیا کرتے تو تم ہی مشکل میں پڑ جاتے۔
- وضع الْخبَر موضع الإنشاء: بعض اوقات خبریہ جملے کو کسی بات کی ترغیب یا درخواست کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں: صلى الله عليه وسلم۔ اصل جملہ ہے اللهم صلِّ عليه وسلِّمه جسے خبریہ اسلوب میں بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی امید دلانے یا ترغیب دینے کے لئے بھی بات کو خبریہ اسلوب میں بیان کیا جاتا ہے جیسے: عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي۔

سبق 16A: مختلف اسالیب کا مجازی استعمال

- وضع الإنشاء موضع الْخبَر: اس کے برعکس کبھی غیر بیانیہ یا انشائیہ اسلوب کو خبر یہ جملے کی جگہ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:
  - کسی بات پر توجہ مبذول کروانے کے لئے ۔ جیسے : قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِد وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔ یہاں الفاظ أَقِيمُوا اور ادْعُوهُ کو مخاطبین کی توجہ مبذول کروانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ورنہ یہی مضمون اس جملے سے بھی بیان کیا جا سکتا تھا: قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَإقامة وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَالدعا۔
  - دو آپشنز کے برابر ہونے کو بیان کرنے کے لئے۔ جیسے : قُلْ أَنفِقُوا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ۔ یہاں انفاق کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر اپنے دل سے انفاق کرنا یا مجبوراً کرنا دونوں برابر ہیں۔
- الإضمارُ فِي مقام الإظهار : بعض اوقات کسی شخص کا نام چھپانا ہو تو اس کی جگہ ضمیر استعمال کر لیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ضمیر کو اسم سے پہلے لا کر اس اسم پر تاکید پیدا کی جاتی ہے جیسے هو الله أحد۔
- الإظهار فِي مقام الإضمار : کبھی ضمیر استعمال کرنے کے موقع پر زیر بحث ہستی کا نام لے لیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد اس ہستی پر فوکس کرنا اور مخاطبین کو ترغیب دینا ہوتا ہے۔ جیسے : إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا۔ یہاں کوئی ضمیر استعمال کرنے کی بجائے اللہ نے اپنا نام لیا ہے تاکہ مخاطبین یہ جان لیں کہ یہ "اللہ" کا حکم ہے کہ صرف اہل لوگوں کے سپرد ہی امانت کی جائے۔
- تَجاهل العارف : اسے اردو میں "تجاہل عارفانہ" کہتے ہیں۔ یعنی جان بوجھ کسی چیز کے بارے میں نظر انداز کرنے یا لاعلم ہونے کا رویہ ظاہر کرنا۔ اس کا مقصد مخاطب کے سامنے حیرت، تعریف، غرور، طنز یا افسوس کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ ایسا عام طور پر معصومانہ انداز میں سوال پوچھ کر کیا جاتا ہے۔ جیسے جہنمیوں سے کہا جائے گا: أَفَسِحْرٌ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لا تُبْصِرُونَ؟ یہاں اس سوال کا مقصد مجرموں کی حالت پر طنز ہے نہ کہ ان سے معلومات کا حصول۔
- أسلوب الحَكيم : بعض اوقات سوال کو نقل کر دیا جاتا ہے مگر جواب فراہم نہیں کیا جاتا۔ اسے اسلوب الحکیم کہتے ہیں۔ اس کا مقصد مخاطب کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ تمہارا سوال اتنا معقول ہے کہ اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی بجائے کوئی اور بات زیادہ اہم ہے جسے بیان کیا جا رہا ہے۔ جیسے: يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَاباً مِنْ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَى أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ۔ یہاں اہل کتاب کے سوال کا جواب دینے کی بجائے ان کے رویے پر تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ لوگ سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے ایسے ہی نامعقول مطالبات کر چکے ہیں، ان کی بات پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چیلنج! ایجاز، اطناب اور مساوات میں کیا فرق ہے؟

سبق 16A: مختلف اسالیب کا مجازی استعمال

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے۔ کلام کو اپنے ظاہری مفہوم سے ہٹ کر استعمال کرنے کا مقصد واضح کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق وسباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
أَذَلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ (25:15)	وضع الإنشا موضع الخبر	سوال کا مقصد معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ ترغیب دینا ہے۔
وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفَاسِقِينَ. الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ أُوْلَئِكَ هُمْ الْخَاسِرُونَ (2:26-27)		
لَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى (35:45)		
أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ (36:47)		
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلا يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا (6:160)		
أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَمْ السَّمَاءُ بَنَاهَا (79:27)		
لَوْ تَرَى إِذْ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (32:12)		
أَاتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْداً فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ (2:80)		
لَوْلا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ (11:12)		

چیلنج!

کن کن صورتوں میں اطناب کو ایجاز پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ہر صورت کی ایک مثال دیجیے۔

عربي	قسم	تجزیہ
لَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنْ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذاً لَمِنْ الظَّالِمِينَ (2:145)		
يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنْ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيباً (33:63)		
يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ. يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ (51:12-13)		
أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ (2:61)		
وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ (5:116)		
مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً (2:62)		
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُمْ مِنْ الْخَاسِرِينَ (2:64)		
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (2:79)		

آج کا اصول: بعض اسم کسی خاص قوم یا قبیلے یا گروہ کو بیان کرتے ہیں۔ اگر ان کے آخر میں ایک "يّ" لگا دیا جائے تو ان سے مراد اس قوم کا ایک فرد ہوتا ہے جیسے إنكليزٌ (انگریز قوم)، إنكليزيٌّ (ایک انگریز)، تُرُكٌ (ترک قوم)، تُرُكِيٌّ (ایک ترک شخص)، أنصَارٌ (انصار مدینہ)، أنصَارِيٌّ (ایک انصاری) وغیرہ۔

سبق 16B: اسالیب القرآن

اس سبق میں ہم برصغیر کے ایک مشہور اسکالر کی تحریر کا جائزہ لیں گے جنہوں نے قرآن فہمی میں اپنی زندگی صرف کی۔ ان کی اس تحریر کا موضوع قرآن مجید کی بلاغت ہے۔

تعمیر شخصیت
تخلیقی ذہن اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے اور عقلی ذہن انسان کا سب سے مخلص دوست۔

أسالِيبُ القُرآن لِعَبدِ الْحميد الفراهي[1]

من خطبة الكتاب: قال الله تعالى: "مَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ." (14:4) واللسانُ ليس الألفاظ الْمَحض. بل هو يَشمُلُ أساليبَ كلامِهم، وفهمَ إشارَاتِهم، و أفرَدنا لكل هذه الأمورِ كتابًا على حدة، لكي يسهَل التأمّلُ و يَجتَمِعُ الفكرُ لأمرٍ واحدٍ. والمقصود مِن الكلّ فهمُ القرآنِ حسبُ مُرادِه، والله هو الموفق.

مَوضَعُ الكتابِ فِي العلمِ: هذا الكتاب ليس ككتابِ الْمُفرَدات[2] مُختصًّا بالقرآن، ولكنّه متضمّنٌ لفنٍ بِرأسِه، يَجرِي حُكمُه فِي عمومِ أساليبِ كلامِ العرب، غيْرُ ما اختَصَّ بالقرآنِ لكونه مُنَزَّلاً على رسولٍ. وهذا الفنُّ صنوُ اللُغة. والفرقُ أنّ اللغةَ علمٌ مادِيٌّ خاصٌ، وهذا علم صُورِيٌّ عامٌ. وموقعُه بعدَ النحوِ. فإنّه إتْمَامٌ له....

غَايةُ الكتاب: كما أنّ المقصودَ من كتابِ المفردات، إحاطةُ العلم حتّى الوسعِ بدلالةِ الكلام بِحَزمِه ووجودِهِ، فكذلك المقصود من هذا الكتاب إحاطةُ العلم حتّى الوسعِ بدلالات الصُوَرِ والأساليبِ، ومواقع استعمالِها. فإن محضَ العلمِ بأسلوبٍ خاص من دونِ تَخصيصِ مواقعه، يفتح بابًا عظيمًا لسُوءِ التَأوِيلِ....

(۱) عبدالحمید فراہی ہندوستان کے مشہور اسکالر ہیں۔ آپ مشہور عالم شبلی نعمانی کے کزن اور شاگرد تھے۔ آپ عربی اور عبرانی کے بہت بڑے ماہر تھے۔ علوم القرآن میں انہوں نے غیر معمولی کام کیا ہے۔ ان کا خاص موضوع قرآن مجید کا نظم یا اسٹرکچر تلاش کرنا ہے جسے وہ "نظم الکلام" کہتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں وفات پوئی۔ (۲) مصنف نے اپنی ایک اور کتاب "مفردات القرآن" کی طرف اشارہ کیا ہے جو قرآن کے کچھ الفاظ کی تشریح میں انہوں نے لکھی۔

أساليبِ	انداز بیان	صِنوُ	متوازی	صُورِيٌّ	غیر واضح
على حدة	علیحدہ علیحدہ	مادِيٌّ	مادی، مضبوط	حَزمِ	باندھنا (دوسرے الفاظ سے)

أساليب القرآن

(1) فمنها القِرانُ والوصلُ

اعلم: أنّ القِرانَ أعمُّ من العَطَف[1]، ونَذكر العطفَ في فَصلٍ مستقلٍ. فالقِران مَجِيءُ كلمتَيْنِ أو قولَيْنِ متصلَيْنِ، سواءٌ كان بالعَطْفِ أو بغيْرِ العطفِ. وفيه دلائلُ على معَانٍ، فنذكر منها ما ظَهَرَ لنا.

فمنها: اشتراكُ القرينَيْنِ في معنَى كُلّي. كما قال تعالى: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ. (55:5-6) فَبِوَضعِ الْجُملتيْنِ متصلة دَلَّ على كونِهِما مُسَخَّرَةٌ ومُعَبَّدَةٌ. أي الشمسُ والقمرُ تَجريان على قدرٍ معلومٍ، وفي ذلك دلالةٌ على كونِهما تَحت حاكمٍ سَخَّرَهُما، فهما في عبودِيَتِه ويسجُدَان لعرشِ مَلَكُوته، وهُما أبيَنُ آياته من عالَمِ الجمادات.

ثُم ذكر عالَم النبات، وبما ذَكَرَ سُجُودَ هذا العالمِ نَبَّهَ على أنّ كلا العالَمَيْنِ كالْحَيَوان الساجدُ لله تعالى. كما صَرَّحَ به القرآنَ: أَلَمْ تَرَى أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ. (22:18)

ومنها: كونُ أحد القرينَيْنِ للآخر توضِيحًا وتاكِيدًا[2]. كقوله تعالى: "عزيزٌ مُقتدرٌ" أو "العزيزُ الْجَبَّارُ" أو "عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ".

(۱) اس کا معنی ہے دو یا زائد الفاظ کو ملانا حرف عطف جیسے و، أو وغیرہ کے ذریعے ملانا۔
(۲) بعض اوقات دو یا زائد ہم معنی الفاظ کو اکٹھ لا کر تاکید کا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسے عزیز، مقتدر، جبار، ذوانتقام کے معانی ملتے جلتے ہیں۔ انہیں اکٹھا لا کر تاکید بھی پیدا ہوئی ہے اور ان الفاظ میں جو معمولی معمولی سا فرق ہے، وہ بھی واضح ہو گیا ہے۔

القِرانُ	ملانا، اکٹھا کرنا	العَطَف	حرف عطف کے ذریعے ملانا	دَلَّ	اس کا مطلب ہے، وہ دلالت کرتا ہے
الوصلُ	ملانا، اکٹھا کرنا	القرينَيْنِ	دو ملائے گئے الفاظ		

ومنها: كشفُ أمرَينِ متقابلَيْنِ[1]. كقوله تعالى: "العزيزُ الغفَّار" و "العزيزُ الرحيمُ" و "العزيزُ الحكيمُ" و "العزيزُ العليمُ".

وفي قِران الصفات المختلفة بصفة خاصة كالغفّارِ والرحيمِ والحكيمِ والعليمِ بـِ "العزيز". يَتبَيَّنُ لنا أنّ هذه المختَلفَةَ تَحت أمرِ كُلِّي. فإنّ الحكمةَ والعلمَ والرحْمة تَحت أمرِ كلي. وهَهُنَا غورٌ عَميقٌ بذلكَ على وحدانيَة الصفات. فإنّ الحكمةَ مِن العلمِ، والعَمَلُ من القُدرَة والحكمةُ من الرحْمة والعزَّةُ من القُدرة. وكما أنّ الصفات المختلفةَ حَسبُ الظاهرِ داخلةٌ تَحت معنَى عامٍ، فكذلكَ الصفات كلّها تدخل تَحت معنَى الذاتِ. وفي أواخرِ سورةِ البقرة أمثِلَةٌ كثيْرَةٌ لِهذه الدلائِل.

والمراد بالوحدانيَة ليس نَفيُها ولا عَدمَ تَمَايزِ بعضها من بعضٍ، بل إنّها تدخُلُ وتَجمعُ في مفهومٍ كُلّي عام، فإنّها تنتهي إلى كَمَالِ الوَجُود كما هو مَبسوطٌ في موضعه.

(2) فمنها الْخطَابُ والالتفاتُ (تَنوُّعُ الْخطاب)

إنّ معرفةَ هذا من الْمُهِمَّات. وقد اختَلفَ العلماءُ كثيْرًا في تعييْنِ الْمخاطِبِ والْمخاطَبِ. فلابُدّ من أصولٍ يَرجِعُ إليها. وقَبلُ ذكرِ الأصول نُقَدِّمُ أمثِلة تَبيِّنِ ما نَحنُ بصَدَدِه.

إذا جاءَ الخطابُ إلى واحد وليست هُنَاك قَرينَةٌ ظاهرةٌ، تُبَادرُ إلى عامّة المفسرينَ أن المرادَ به النبي عليه السلام. وهذا يُورِّدُهُم على خطأٍ عظيم. وحقيقةُ الأمرِ أنّ الخطابَ:

أ ـــ ربّما يوجِّهُ إلى النبي من حيثُ كونه إمامُهُم ولسانُهم وإنّما المرادُ به الناس. إمّا عامَّتُهم أو طائفةٌ منهم، فالخطاب في الحقيقة إلى الناس.

ب ـــ وربّما يُوَجِّهُ إلى الناس مُستَقلاً.

(۱) کبھی دو الفاظ جو مختلف مفہوم پیش کرتے ہوں، اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ جیسے عزیز و غفار کو اکٹھا لا کر اللہ تعالیٰ کی صفات میں عظیم توازن کا ذکر ہے۔ عزیز یعنی بہت طاقتور اور غفار یعنی معاف کرنے والا۔

كُلِّي	کلی اعتبار سے	كَمَالِ الوَجُود	وجود باری تعالیٰ کی کاملیت	يُوَرِّدُهُم	وہ انہیں لے جاتا ہے
تَمَايزِ	فرق کرنا	صَدَدِ	متعلق	لسانُهم	ان کا نمائندہ

فأما الأول فيُظهَرُ بالأمثلة: فمنها قوله تعالى في سورة الأنعام: وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ. قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ. لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ. (6:66-67) فمنها المخاطَبُ الواحدُ هو النبي صلى الله عليه وسلم.

ثم بعد ذلك جاء بالمخاطَب الواحد والمرادُ منه الأمّةُ. وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. (6:68) أي إنّما عليكم أن تذكّرُوهم بآياتِ الله، فإذا خَاضُوا فاعرِضُوا عنهم، فالزَمَهُم أمرين: التذكيْرُ والإعراضُ....

ومنها قوله تعالى: فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. وَلا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لا تُنصَرُونَ. وَأَقِمْ الصَّلاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ. (11:112 to 114) فقوله: "لا تَطْغَوْا" خُوطِبَ به الناسُ والأمّةُ في حقيقة الأمر بواسطة النبي صلى الله عليه وسلم.

وأما الثاني: وهو أنّ الخطابَ يكون إلى الواحدِ وهو متوجهٌ إلى الناسِ من غيْرِ واسطَة النبي. وربّما يَجيئُ ذلك بعد الخطاب بالنبي أو قبلَ خطابه على طريق الالتفات... ومن أمثلة ذلك قوله تعالى: وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاهُمَا فَلا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً كَرِيماً. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنْ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً. (17:23-24)

وفي هذا السيَاقِ آياتٌ جَمَعَ بيْنَ خطابَيْن، فمَرَّةً بصيغة الواحدِ وأُخرى بصيغة الْجَمعِ والمرادُ منهما العُمُوم. وهذا مما لا يَخفَى على من له أدنَى المعرفة، فإن النبي صلى الله عليه وسلم لَم يَكنْ والدَاهُ حَيَّيْنَ حتّى يُخاطَبُ بالإحسان. ولكن من الآيات ما ليس فيها دليلٌ قاطعٌ على مرادِ العمومِ غيْرِ الفهم الذي يأتي مِن الإطلاعِ على أساليب الكلام ومعرفةِ حسن التأويلِ.

ومن تَنَوُّعِ الخطابِ: الالتفات

كان القرآن قام خطيبًا سَمَاويًا، يُخاطب أهلَ الأرض كافَّةً. فيلتَفتُ يمينًا و شمالاً و يُخاطب هذا و ذاك. وهذا كثيْرٌ في القرآن. قالَ تعالى: "وَمَا أَرْسَلْنَا منْ قَبْلكَ إلاَّ رِجَالاً نُوحي إِلَيْهِمْ " ثُم التفت إلى الناس وقال: "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ". ثم التَفَتَ إلى النبي وقال: "بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتفكَّرُونَ" (16: 43-44)......

فوائد الالتفات

(أ) اعلم: أن التفاتَ فى القرآن كثيْر جدًا وهكذا فى كلام العربِ. ومن فائدَتُه العامّة انتباهُ السَامِعِ. فإن الإنسانَ من غفلته وتَبَلُّده يرى أمورًا كثيرةً ولا يلتفت إلى ما هو متصل به, إنما يلتفت إليه لغرضه وحاجته و ذلك يرسَخُ فيه و يصير عَادَتَهُ. فإكثارُ الالتفات يزيل جُمُودُه ويعده للنظرِ والفكرِ، فإن الفكرَ والنظرَ ليس إلا نوعًا من الالتفات. ثم بعد ذلك له دلالات على أمور سنذكر بعضها:

- فمنها: إحضارُ البَعيد[1]، ليجعلَه أوقَعَ فى القلبِ إذا خَاطَبَ بعدَ صيغة الغائب. مثلا قوله تعالى: "وَإِنْ مِنكُمْ إِلاَّ وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْماً مَقْضِيّاً. ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالمينَ فِيهَا جِثِيّاً." (19:71-72) فإنّ هذا ذكرُ الإنسان وهم المنكرون كما قال قبل ذلك: "وَيَقُولُ الإِنسَانُ أَئذَا مَا متُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيّاً. أَوَلا يَذْكُرُ الإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ منْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئاً؟ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ (أى هؤلاء المنكرين) وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيّاً. ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ منْ كُلِّ شِيعَة أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيّاً. ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَى بِهَا صِلِيّاً. وَإِنْ مِنكُمْ إِلاَّ وَارِدُهَا..." الآية....

(۱) ان آیات میں منکرین کا ذکر "غائب" کے صیغے میں ہو رہا ہے۔ اچانک ان سے خطاب شروع ہو گیا۔ اس اسلوب بیان کا مقصد سامعین کو متوجہ کرنا ہوتا ہے گویا کہ جہنم کو مخاطبین کے سامنے لا کھڑا کرنا ہے۔

تَبَلُّدِ	عادی ہونا	جُمُودُ	جمود، عدم حرکت	جِثِيّاً	گھٹنوں کے بل ہونا

- ومنها: شدّة الخطاب. ولا يدُلُّ ذلك على أن المخاطَب يسمع ذلك. ولا يُخاطَبُ إلا لإظهارِ الشدة. كما في قوله تعالى: "أَأَلآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ".(10:91) وكما خاطبَ النبِي أصحاب القليب في بدرٍ. فجعَل الغائِبَ حاضرًا وما ذلك إلا لفائدةِ شدة الخطاب.
- ومنها: صرفُ التوجهِ عن السامعِ تصغيْرًا له وإعراضًا عنه.
- ومنها: صرف الخطابِ التشديدُ إلى أكبَرِهم ليصيْرَ أشد تأكيدًا ومن ذلك كلما خاطَبَ به النبِيَ صلى الله عليه وسلم فبما يتوقع منه. وربّما أدخله في السامعين لهذا الغرضِ.
- ومنها: التعريض بِمن يتوقع منه الأنكارَ أو الكراهيةَ. ومن ذلك ما جاءَ في أول سورةِ البقرةِ. فلم يُخاطبُ اليهودَ في ذكرِ نفاقِهم ولا الكفارَ الْمُصرِّينَ في إصرارهم على الباطلِ بعد وضوحِ الحقِّ.

(ب) ومن الالتفات، التفات مِن مُخاطِبٍ إلى مُخاطَبٍ. ولذلك فوائد:

فربّما يبتدئ الكلامُ بالغائب في المدحِ تَمهيدًا لرفعة منْزلة المخاطَب. ثم يُخاطب كما ترى كثيْرا في مدائِحِ العرب. أنظُر قصيدةَ كَعبِ بنِ زُهيْرٍ في مدحِ النبِي. وهكذا ترى في سورة الفاتحة. فإذا اشتَملَ الكلامُ على الدُعاءِ، يؤتَى بالدعاء بعد المدح غائبًا ثم حاضِرا. فَإذا بالغيبَةِ أَقربَ تعظيما، وإخلاصا، واستحيَاءًا من المتكلم والسامعِ. ...

والزجرُ والتَوبيخُ أنسبُ وأسهلُ بالغيبة، والخطابُ فيه أشد دلالةٍ على شدةِ الغضب. ولَما كان الزَجرُ مِما يَتَنَفَّرُ عنه السامع يؤتَى به علَى وجوه[1]:

- فربّما يُخاطب به غيْره.
- وربّما يُشارُ إليه بذكرِ قصةِ من شَابَهَ الْمُوَبَّخ.
- وربّما يُخاطب به الجماعةَ.

(۱) جھڑکنے کی تین وجوہات ہیں: (الف) جھڑکا تو ایک شخص کو جارہاہے لیکن مخاطب دوسرے ہیں۔(ب) جس شخص کو جھڑکا جارہاہے، اس سے ملتے جلتے کسی اور شخص کی طرف اشارہ ہے۔(ج) کسی گروہ کے نمائندے کے طور پر اس شخص کو جھڑکا جارہا ہے یعنی کلام میں غضب کا رخ ان سب کی جانب ہے۔

تصغيْرًا	چھوٹاپن ظاہر کرنا	التَوبيخُ	ڈانٹنا	أنسبُ	آسانی سے منسوب ہونے والا

ومثال الأول قوله تعالى: "أَمَّا مَنْ اسْتَغْنَى. فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى!!" وقوله تعالى: "ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيداً. وَجَعَلْتُ لَهُ مَالاً مَمْدُوداً..." إلى آخر السورة. فخَاطَب النبي ومورِدُ التوبيخِ الكُفّارُ. أيضًا ترى في قصة فرعونَ أن كلامَهُ كان مع موسى عليه السلام ولكنه التفَتَ إلى رجاله و "قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ" ثم لما اشتَدَّ غضبُهُ، خاطب موسى وقال: "لَئِنْ اتَّخَذْتَ إِلَهاً غَيْرِي لأَجْعَلَنَّكَ مِنْ الْمَسْجُونِينَ" (26:29)

ومثال الثاني كثيْر في القُرآن على وجوه كثيْرة. ومثال الثالثِ قوله تعالى: "يَا أَيُّهَا الإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" (82:6)

وبعد هذا التمهيد، ربّما يَصْرِفُ الخطَابُ إلى من هو موردُ التوبيخِ كما ترى في سورة البقرة، خاطب بنِي إسرائيلَ بعد ذكرِ أحوالهم، وضَرَبَ الأمثالَ لهم والخطابُ العامُ وفي كل ذلك إشارةٌ إلى مَن سيجعَلُ مُخاطَبًا. وهذا كثير في القرآنِ، أنظر سورة الفجرِ.

(3) فمنها الْحَذَفُ

ذلك إسقاطُ الفُضُولِ عن القولِ. والفضولُ ما يُفهَمُ الكلامُ بدُونه يتأَثَرُ منه السامعُ. فإن الغرضَ من الحديثِ ليس إلا الإفهام والتأثيْر. فكلما زاد على هذين أذهَلَ وأبعَدُ وأثقل. وإذ أنّ المستمعَ على مراتبِ متفاوتةٍ من الذكاءِ والتأثرِ، أُختلفتْ الألسنَةُ في قدرِ الحذف فيها.

أما العربُ فلذكائهم[1] وتوقُّد أذْهانهم كان أنْجَحُ الأقوالِ عندهم ما قَلَّ وكَفى. فإنّ كان الكلامُ لَم يُهذِّبْ عمّا لا يُغنِي شيئًا، سَقَطَ عندهم و مَجَّهُ سَمعَهم، لظَنِّهم بالْمُسهَبِ أنه إما أحْمَقُ أو يُحَمِّقُ المستمعَ. فكان أمرُ الحذفِ في كلامِهم من بعضِ سِجاياهم وكلهم طُبِعُوا عليه فلذلك تراهم:

(۱) اگر کوئی شخص بہت تفصیل سے بات کرتا تو عرب سمجھتے کہ یہ ہمیں بے وقوف سمجھ رہا ہے۔ یہی بات کلام کے بے اثر ہونے کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایجاز و اختصار موجود ہے۔

إسقاطُ	ساقط یا حذف کرنا	أذهَلَ	زیادہ کنفیوز کرنے والا	مُسهَبِ	تفصیلی
الفُضُولِ	فضول، بے کار، اضافی	توقُّد	ذہانت	أحْمَقُ	احمق
يتأَثَرُ	وہ اثر ڈالتا ہے	مَجَّهُ	پھینکا ہوا	سِجايا	مزاج

(أ) خلاف ألسنة [1] الأُمَم. لم يشكلوا كلامَهم إلا لأجلِ العَجَمِ وكذلك العبْرانيون أخواهُم.

(ب) واسقُطُوا في التراكيبِ من هيأة الحُروف أكثرها. فسَبَقُوا كلّ أمةٍ بِخطِّهِم البديعَ التركيب. وبسطّتُ القولَ على هذا الأمرِ المُهِمِّ فى باب على حدةٍ.

(ج) وجَرَّدُوا الكلامَ عن الروابط كالإضافة، والْخبْرِ، والتَمييزِ، والظرفيةِ وغيْرها وهذه درجةِ عالية مِن ارتقاءِ اللسانِ. والبحثُ المشبع عليه فى بابٍ على حدة.

(د) واخلَصُوا الكلامَ عمّا دلّتْ عليه القرينة من الفعلِ، والجواب للشرطِ، والقسمِ، واستقصاءُ ذلك في النحوِ.

(ه) واسقُطُوا من القِصةِ والحُجّة أجزاءً وقَضايا. لا يكاد بِحذفِها غيْرهم. فلذلك صَعُبَ على العجمِ دَرَكُ حديثِهم. كما لا يُدرِكُ حَسيْرُ القومِ ثارُ حِثِيثِهم. والبحثُ عنه في باب الإيْجاز وفيه فوائدُ جَمَّةٌ.

وإذا كان الحذفُ شائعًا، لا بدّ لنا من أن نَعلَمَ أساليبَهم في الحذف، لكي لا نُخطِئُ فى تقديرِ الْمحذوفِ. فإن الذي نُقَدّرُه ربّما يُغَيِّرُ معنَى الكلام. فاشتَدّتْ حاجَتُنا إلى طُرُقِهم وهكذا الأمرُ في الزيادَةِ.

وكذلك ينبغي لنا أن نعلمَ الفوائدَ التي يَدُلُّ الحذفَ عليها, فإن لكلِ أسلوبٍ فائدةٌ و دلالةٌ من وُجُوهٍ شتَّى.

مواقعُ الحذف: للحذف مواقع شتّى:

(ا) عربی میں حذف کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس کے پانچ اسباب ہیں: (الف) ایک عجمی کے لئے غیر زبان کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے جبکہ دوسری زبانوں کے برعکس عربی و عبرانی میں بات کو رمز و کنایہ میں کرنے کی عادت عام ہے۔ (ب) عرب الفاظ میں سے بعض حروف حذف کر دیتے ہیں۔ (ج) الفاظ کے مابین تعلق ڈھونڈھنا مشکل ہو جاتا ہے جیسے اضافت، تمیز، بدل وغیرہ۔ (د) عرب جواب شرط، جواب قسم کو حذف کر دیتے ہیں۔ (ہ) عرب قصہ بیان کرتے ہوئے ایسی باتیں حذف کر دیتے ہیں جو مخاطب کے علم میں ہوں یا وہ اپنی ذہانت سے سمجھ سکتا ہو۔

جَرَّدُوا	انہوں نے گڈمڈ کر دیا	المشبع	اطمینان بخش	ثارُ	پر جوش
ارتقاءِ	ارتقاء، درجہ بدرجہ ترقی	حَسيْرُ	تھکا ہوا، کند ذہن	حِثِيثِهم	ان کی تیزی

■ فمنها: حذفُ الماضِي الْمُركَّب بالمضارعِ، مثلُ "يفعلُ" في موضعِ "كَانَ يفعلُ". وهذا كثيرٌ في كلام العربِ. قال تعالى: "فَلاَ تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِمَّا يَعْبُدُ هَؤُلاءِ مَا يَعْبُدُونَ إِلاَّ كَمَا [] يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ" (11:109). أي "كما كان يعبد آباؤهم". وقال تعالى في سورة الزخرف: "وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الأَوَّلِينَ. وَمَا [] يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ" (43:6-7). أي "ما كان يأتيهم". ومثله قوله تعالى في سورة هود: "وَاصْنَعْ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلاَ تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ. وَ [] يَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ". أي "جعل يصنع الفلك". ومثله قوله تعالى في سورة الأنعام: "وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ" أي "كنا نرى إبراهيم عليه السلام".

■ ومنها: حذف الفعل بعد فعلٍ مشابه، اعتمادًا على فهمِ المخاطَب. كما قال الشاعر: "وزَجَجْنَ الْحواجبَ و [] العُيُونَا" أي "وكَحَلْنَ العيونَ". وقال تعالى: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَ [] الإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (59:9) أي "اتّخذوا الإيْمان". وأيضا وقال تعالى: "وَأَلْقَى فِي الأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَ [] أَنْهَاراً وَسُبُلاً" (16:15) أي "أجري فيها أنهارًا". وأيضا وقال تعالى: "وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَ [] بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً". (4:36) أي "واحسنوا بالوالدين". وأيضا وقال تعالى: "نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ [] أَبْنَاءَكُمْ وَ [] نِسَاءَنَا وَ [] نِسَاءَكُمْ وَ [] أَنْفُسَنَا وَ [] أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ" أي "نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ أنتم أَبْنَاءَكُمْ وَ نحن نِسَاءَنَا وَ أنتم نِسَاءَكُمْ وَ نحضرُ أَنْفُسَنَا وَ أنتم أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ" (3:61) وغير ذلك.

■ ومنها: حذف الجزاء: أنظر سورة الزمر و هذا كثير، وعند ذكر الدليل أكثر كما قال تعالى: "وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيماً". (4:127)

مصنف نے حذف کی مختلف شکلیں بیان کی ہیں: (۱) کان واخواتھا کے استعمال کے دوران اکثر "کان" کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ (۲) اگر فعل قابل فہم ہو تو اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ (۳) شرط بیان کرتے ہوئے جواب شرط کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہاں بیان کردہ مثال میں پوری بات یوں ہے: "تم جو بھی نیکی کرو، اللہ اسے یقیناً جانتا ہے، وہ تمہیں اس کا بدلہ ضرور دے گا۔"

چیلنج! سورۃ الزمر میں جواب شرط کے حذف ہونے کی مزید مثالیں تلاش کیجیے۔

زَجَجْنَ	وہ پیچھے ہٹ گئیں	کَحَلْنَ	انہوں نے سرمہ ڈالا	نَبْتَهِلْ	ہم عذاب سے پناہ مانگتے ہیں

- ومنها: حذف الشرط والجزاء معا. إذا كان الشرطُ مفهومًا كما قال تعالى: "أَ يَبْتَغُونَ عِنْدَهُمْ الْعِزَّةَ [] فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعاً". (4:139) أي "أي إنْ يبتَغُوا العزّةَ عندهم لن يَجدوها، فإن العزة كلها بيد الله".
- ومنها: حذفُ ما ذُكرَ مرّة في جُملة مشابَهة، على أصل عام في العطف. فنقول: "جاء زَيدٌ و[] عمرٌو." (أي جاء زيدٌ وجاء عمرٌو) وقال تعالى: "فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ [] يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ" أي "ألف صابر يغلبوا ألفين". (8:66) وآخر الآية يدلّ على هذا التأويل و يؤيّده.
- ومنها: حذفُ القول والقائلِ قبلَ كلامه: مثلا قوله تعالى: "يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ [] أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ". (3:106) أي "قيل لهم أكفرتم". وله أمثلة كثيْرة. وأكثر هذة الأمثلة من الالتفات.)
- ومنها: حذف ما يُنكرُ به قبل كلمة "بل"، لأنّها تدلّ على ما أنكر به. مثلا قوله تعالى: "قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ [] تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لا يَفْقَهُونَ إِلاَّ قَلِيلاً". (15:48) أي "لم يقل الله بل أنتم تَحسدوننا".
- ومنها: حذف جُملة، كقوله تعالى: "وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ [] أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لا يَرْجِعُونَ"(21:95) أي "حرام على قرية أن يرجعوا."
- ومنها: حذف جانبَين [1] من المتقابليْن لما دلّ عليه مقابلةٌ. كما قال تعالى: "فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ [] الْجُوعِ وَ [] الْخَوْفِ". أي "فَأَذَاقَهَا اللَّهُ طَعمَ الْجُوعِ وَ ألبَسها لِبَاسَ الْخَوْفِ". (26:112) وأيضا قال تعالى: "جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ [] لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِراً []"(10:67) أي "جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ مُظلمًا لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِراً لتبتَغُوا فيه". وأيضا قال تعالى: "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاساً []. وَجَعَلْنَا النَّهَارَ [] مَعَاشاً."(78:10-11) أي "وَجعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاساً وسكونًا. وَجعَلْنَا النَّهَارَ ضِياءً ومَعَاشاً."...

(۱) اگر دو چیزوں کا موازنہ کرنا ہو اور ان کے دو دو اجزا ہوں اور موازنہ کرتے ہوئے ان میں سے ایک ایک جز کو دونوں جانب سے حذف کر دیا جاتا ہے۔

- ومن هذا قول الحارث بن حلزة: "والعيشُ خيْرٌ من ظلا .... ل النوك ممن عاش كداً" أي العيشُ (في الرفاهيةِ) مع الحُمُقِ خيْرٌ من العيشِ في الكدِّ (مع العقلِ). فحذف "الرفاهيةِ" من الجُزءِ الأول و "العقلُ" من الجُزءِ الثاني وأشار بذكر الظلالِ إلى الرفاهيةِ. وقال عمرو بن معدي كرب: "ليس الجَمالُ بِمئْزَرِ... فاعلَم وإنْ رُدِّيت بُردا" أي ليس الجمال ببُردٍ ومِئزَرْ، فاعلم وإنْ رُدِّيتَ وائزِرْتَ .
- ومنها: حذفُ ما يتعلّق به الجَارُ. فيُقَدّرُ ما يدلّ عليه (حرف) الجارُ. كقولِ حسان بن ثابت رضي الله عنه: "هم جَبَلُ الإسلامِ والناسِ حولَه .... رضام إلى [] طودٍ يَرُوقُ ويَقهَر". "إلى طود" أي "مسنِدةٌ إلى طود". ومن هذا الباب "قام [] إليه" أي "قام ومشى إليه".
- ومنها: حذف "لا" قبلَ جوابِ القسم. قال حسان بن ثابت: "والله [] أسْمَعُ ما حَبَبْتَ بها لك... إلا بكيتُ على النبيِ محمدِ". أي "لا أسمع ما حببت". وقال امرء القيس: "فقلتُ يمين الله [] أبرح قاعدًا ... ولو قطعُوا رأسي لديك وأوصالي". أي "لا أبرح قاعدا".
- ومنها: حذفُ جوابِ القسمِ. كما حُذِفَ في "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ... []". ...
- ومنها: أهَمّا حذفُ الْمعانِي التي ينتبه لها المتكلم.

چیلنج! افعال القلوب کیا ہوتے ہیں اور انہیں کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟

چیلنج! بدل کسے کہتے ہیں؟ اس کی مختلف اقسام بیان کیجیے اور ہر ایک کی دو دو مثالیں دیجیے۔

العيشُ	زندگی	كدًّا	محنت	رُدِّيتَ	تمہیں چادر میں لپیٹا گیا
الظلالِ	سایہ، رفاہی کام	الرفاهيةِ	رفاہ عامہ	بُردا	چادر
النوك	احمق لوگ	مئْزَرِ	اوپری جسم پر اوڑھنے والی چادر	طودٍ	پہاڑ

(4) ومنها العَوْدُ إلى البَدءِ [1]

إنّ لهذا الأسلوب أمثلةٌ كثيرةٌ في القرآن. فنذكُرُ طرفا منها:

(أ) قال الله تعالى في سورة البقرة: "يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ" (2:40) ثم عاد عليه حيث قال: "يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ" (2:122).

(ب) وهكذا قال تعالى في هذه السورة: "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ." (2:238-239) فذكر في خاتمة الباب بالصلوة والذكر كما بدءَ بها القسمُ العَمَلي، حيث قال: "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ." (2:152-153)

(ج) وهكذا جاءَ في أوّل سورة المومنون حيث قال تعالى: "قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ. الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ". (23:1-2) ثُم قال في خاتمة الْجُملة: "وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ". (23:9) فبدء بالصلوة و خَتَمَ بِها..... وهذا كثيْرٌ.

والمقصودُ منه تنبيه على أصلِ الأمرِ و أهّمه. وهكذا في التوراةِ: الباب العشرون من كتابِ خُرُوجٍ [2] يبتَدِئُ بالأحكام العشرةِ [3]. فبدء بالتوحيدِ وخَتَمَ به.

(5) ومنها التفصيل بعد الإجْمال [4]

التفصيل بعد الإجْمال أسلوبٌ عامٌ في القرآنِ وكلامِ العرب. وفي ذلك فوائدُ:

- فمنها: أن الحكيمَ بعلمٍ يعلم أن الكلامَ الْمُحكَمَ يَحتَوي على أمور غامضةٍ. فيفهم الغامِضَ حيث لا تفصيلَ له.
- ومنها: أن القاصرَ الفهمِ يفهَمُ ما لم يفهمْه أولا. وهذا يشبَهُ تكرارَ القول.

(۱) اس کا مطلب ہے کہ کلام میں شروع میں کوئی بات کرنا۔ پھر دیگر باتیں، مثالیں اور تفصیلات بتانا اور اس کے بعد شروع میں کہی گئی بات کی طرف لوٹنا۔ (۲) بائبل کی ایک کتاب۔ (۳) تورات کے مشہور دس احکام۔ (۴) یعنی پہلے مختصر بات کرنا، پھر اس کی تفصیل بیان کرنا۔

- ومنها: أنّ الْمحكمَ خفيفٌ. فيستحضِرُ به معانٍ جَمَّةٍ في لَمحةٍ.... والمركَّبُ الممتَزِجُ أكثر لَذةٍ و أكبَرُ حُسنًا.
- ومنها: تسهيلُ التَعليم. فإن الْمحكمَ يَحتوي الكُلِيَّات. فيسهَلُ العلمُ والعَملُ من وجوه، لكونه بَيّنًا عند العقلِ، وبديهي الْحُسنِ عندَ القلبِ وأخف ثقلا عند القبولِ. فيسرعون إلى تَحمُّلِه.
- ومنها: أنّه كالبَذرِ والأصل، فيقدّم ويُعدُّهم للتفصيلِ. كما قال تعالى: "كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ [1] مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيْرٍ". وفي قوله تعالى: "حَكِيمٍ خَبِيْرٍ". دلالةٌ على فوائد.

(7) ومنها ذكرُ الأثرِ [2] لَمّا يَخفَى

وهو الدلالةُ على حقيقةِ المعنَى بذكر الأثرِ لَما يخفى. مثلا "الَّذينَ آمَنُوا وَعَملُوا الصَّالحَات" وهذا كثيْر. وكما قال تعالى في نعت داوود عليه السلام: "وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخطَاب". وكما قال تعالى: "هُدًى لِلْمُتَّقِينَ. الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاة وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ". فإنّ التقوَى صفةٌ باطنَةٌ. وهي الاجتنابُ عَمّا يُضرُّ. فهي جامعةٌ للعزْمِ والحَزم. فتحثُّ على النظر فيُحَصِّلُ منه الإيْمانُ بما هو غيْرُ مشهُود. ثم هذا الإيمان أيضا صفة باطنة. ولكن من آمَنَ بما دلَّ عليه النظر. فَعلَل حسبَ ذلك. فلابُدّ أنْ يصلي ويُنفِقُ كما هو مبسوطٌ في موضعه.

(۱) یہ آیت "اجمال" کی مثال ہے۔ باقی سورت میں اس کی تفصیل ہے۔ (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ کلام میں چھپے کسی اثر کو بیان کرنا۔ جیسے اچھے فیصلے کرنا حکمت و دانش کا نتیجہ ہے۔ لیکن سیدنا داوٗد علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے حکمت اور اس کے نتیجے اچھا فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں تقویٰ کی بات ہے۔ تقویٰ کے جو اثرات انسان پر مرتب ہونے چاہییں، انہیں اگلی آیات میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اس جانب ترغیب دلائی جا سکے۔

چیلنج! اس سبق میں بیان کردہ "زجر و توبیخ" کی تین مثالیں قرآن مجید میں تلاش کیجیے۔ اس سبق میں بیان کردہ قرآنی آیات کے سیاق و سباق کا مطالعہ بھی کیجیے۔

يستحضِرُ	یہ ذہن میں حاضر ہوتا ہے	الكُلِيَّاتِ	عمومی کلیہ جات	تَحمُّلِ	اٹھانا، سمجھنا
الممتَزِجُ	ملا جلا			البَذرِ	بیج

(8) ومنها وُجُوهُ الوَصلِ وَالفَصلِ [1]

وعلى ذلك أساسُ النظمِ وعليه تَدُورُ رحى الكلام. فمَن لم يعرفْها رأى نَظمَ الكلام مُختَلاً ولم يفهمْ المراد. وخفى عليه حسنُ النظامِ وبلاغته. والآن نذكُرُ وجوهَ الوصلِ والفصلِ.

فاعلم أنّ الكلامَ في هيأته الظاهرةِ كالْخَطِّ المستقيم. يَرِدُ عليك بَعضَهُ بعد بعضِه. ولكنه من حيثُ المعنَى ربّما يكون ذا فصلٍ.

إذا حُذِفَ من بَينه بعضُ الأجزاءِ، لوجوه ذكرناها في باب الحذف. وحينئذ لا يَرى متصلا إلا بعد أن يَنتَبِهَ السامِعَ لما حُذِف. فيحضُرُه في نفسه. أو إذا أدخَلَ بينه معنًى آخَرَ على سبيلِ الاعتراضِ، لوجوه ذكرناها في بابِ الاعتراضِ. وحينئذ يرى النظمَ مُختلا إلا إذا كان السامعُ ذُكُورًا لِسياقِ الكلم، فيرجع إلى عُمُودِه.

أو إذا انتقَلَ من معنًى إلى معنًى لِمُناسبةِ خفية. ينتبه لَها لِمُخاطب الجديرِ بهذا الكلام. وبيان المناسبة يكون فضولاً عنده. وذكرناها في باب الانتقال. أو إذا صَرَفَ وجهَ الكلامِ من مخاطَبٍ إلى مخاطَبٍ، وحينئذ يَخطِفُ بَصَرُ الغافِلِ عن المعنَى إلى صورتِه فيتحَيَّر. وذلك لأنّه لا يتمسَّكُ من معنَى الكلامِ إلا بعضَه. وهذا يدخلُ في باب الالتفات.

(۱) کلام میں بعض اوقات دو باہمی متعلق جملوں کو ایک دوسرے سے فاصلے پر کر دیا جاتا ہے۔ اس کے دو اسباب ہوا کرتے ہیں۔ یا تو ان کے درمیان تعلق بیان کرنے والے لفظ کو حذف کر دیا گیا ہو یا پھر ان دونوں جملوں کے درمیان جملہ معترضہ آ گیا ہو۔ قرآن مجید کے نظم کو سمجھنے میں بعض لوگوں کو اس وجہ سے مشکل ہوتی ہے کہ وہ جملہ معترضہ کو سمجھ نہیں پاتے اور یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہاں سے اچانک کوئی نیا موضوع شروع ہو گیا ہے۔ اگر جملہ معترضہ کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ سورت کی ہر ہر آیت اپنے مرکزی مضمون سے جڑی ہوئی ہے۔

مُختَلاً	ڈسٹرب، خلل والا	عُمُودِ	ستون، مرکزی مضمون	الجدِیرِ	قابل بیان

(9) ومنها اختلافُ الأساليبِ في العطف [1] وغيْره

كما ترى في قوله تعالى: "كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ" (6:55) وقوله تعالى: "وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ". (6:75) وقوله تعالى: "وَهَذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا". (6:92) وقوله تعالى: "وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا". (3:166-167)

وذلك لِيدل به على ما هو مُقَدَّرٌ في المعطوف عليه. فكأنه قيل: وكذلك نفصل الآيات لتستبين آياته. وكذلك نرى إبراهيم ملكوت السماوات ولأرض ليكون على علمٍ. وهذا كتابٌ ليصدقَ الكُتبَ السابقة. وما أصابكم يوم اللقاء فبإذن الله لكيلا تَحزَنُوا.

وربّما يُبَدِّلُ الأسلوبَ في آيات من موضَعَين، ليدلّ به على المقدّر على وجه التفسيْر كما قال تعالى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ". (4:135) وفي موضع آخر: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ". (5:8) فالمراد فى الأول كونوا قوامين لله بالقسط، شهداء لله بالقسطِ. وهكذا المرادُ في الثانِي، فسكتْ عن شيئ ودلَّ عليه وبذلك بَيَّنَ أسلوبُ التعانُقِ.

ومن تبديل الأسلوب قوله تعالى في سورة يونس: "فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ. قَالَ مُوسَى أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا وَلا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ." (10:76-77) فقولهم: "إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ" كقولهم: "أَسِحْرٌ هَذَا" فاستفهامُ الإنكارِ كإثباتٍ ما أُنكِرَ. والاستفهام يأتِي للإثبات والنفيِ كُلَيهما.

(ا) کلام کے اسلوب میں تبدیلی سے بھی کچھ مخصوص معانی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے آیت کَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ میں جمع متکلم کا اسلوب بیان اچانک واحد مونث حاضر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ یعنی "ہم آیات کو واضح کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ کو واضح کریں" کی بجائے بات یوں کہی گئی ہے "ہم آیات کو واضح کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ واضح ہو جائے۔" اس سے سامعین کی توجہ کو کھینچا جاتا ہے۔

مُقَدَّرٌ	چھپا ہوا مگر بیان میں موجود	المعطوفِ عليه	حرف عطف سے پہلے والا لفظ	التعانُقِ	گلے ملنا

(10) ومنها الاعتِراض [1]

وهو كثيْرٌ وعلى وجوه وله فوائدُ:

فمنه قوله تعالى: "وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّة نَسَباً وَلَقَدْ عَلِمَتْ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ. سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ. إِلاَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ." فقوله تعالى: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ" اعتراض. أي أنهم لَمُحضرون إلا عبادَ الله المخلصين.

ومنه قوله تعالى: "فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَعَشِيّاً وَحِينَ تُظْهِرُونَ." ففي هذه الآية "وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ" اعتراض.

ومنه قوله تعالى: "جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ." ففي هذه الآية "وَخَلَقَهُمْ" اعتراض.

فهذه جُملاتٌ صغيْرةٌ. ثم ترى الْجملاتِ الطويلةَ, والربطُ بين ما قبلها وما بعدها أشد. وهذا ربّما يكون متصلا بالسابقِ...

(11) ومنها استعمال أسلوبٍ عِوضَ أسلوبٍ

استعمال أسلوبِ كلامٍ في محلِّ أسلوبٍ آخر، إما لكون المستعملِ أوضَحُ وأقرَبُ، وإمّا لكونِهِ أوكَد وأشَدُّ ولذلك وُجُوهٍ.

(12) ومنها الزيادة

الزيادةُ قليلةٌ في كلامِ العربِ لِوُلُوعِهم بالإيْجاز. ولكن ربّما يزيدُونَ كلمةً للتأكيدِ أو التوضيحِ. ولابد من العلم بِمواقعِها، لكيلا نَجعَل ما هو المقصودُ زائدًا فتبدَّل المعنى.

(۱) یہ بات ہم بیان کر چکے ہیں کہ اعتراض کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلام کے دوران، کلام کرنے والے کے سامنے کوئی اہم نکتہ آ جائے اور وہ اصل بات کے بیچ میں اس نکتے کو مختصراً بیان کر دے۔ اس کے بعد وہ اپنا کلام دوبارہ شروع کر دے۔ اس کی بہت سی مثالیں آپ قرآن مجید میں دیکھ چکے ہیں۔

(13) ومنها الاستفهام

الاستفهام يدلّ على معان كثيْرة بطريقِ الكناية. وربّما يَجمَعُ عدة معان مثلا: يَجمَعُ الاستبعادَ والتحقيْرَ، ولذلك لابدّ من شرحِ أمثلة ليسهَلَ تعيِيْنِ المراد من بين المعاني المختلفة. الاستفهامُ يكونُ بالإثبات وبالنفي.... وللتنبيهِ والاستعجَاب. وكذلك في قوله تعالى: "أَيَحْسَبُ الإِنسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ". (75:3)

الاستفهامُ أجْمَعُ للمعاني الانشائية، يتضمنُ الإقرارُ من المخاطب بما نكارته ظاهرةٌ. كما قال تعالى: "أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا." (2:85)

ومن فوائده: التأكيد، والإقرار، والتنبيه، والإنكار، والزجر، والأمر، والتحقيْر. فمن الأمر ما جاء من قوله تعالى: "فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ؟" (11:14).... ومن التحقيْرِ ما جاء: "إِذْ قَالَ لأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ؟ أَئِفْكاً آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ؟" (37:85) و أيضا: "قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلا تَسْتَمِعُونَ؟". (26:25)

(14) ومنها الشرط

الشرط يستعملُ على وجوه وفيه دلالات جَمَّة:

- فمنها: إلزامُ [1] أمرٍ بإقرارِ الْمخاطَبِ. مثلا قوله تعالى: "وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ." أي يلزِمكم التقوى، فإنكم مُقِرُّون بإيْمانكم.
- ومنها: إظهارُ الإنكارِ من القائلِ. مثلا قوله تعالى: "بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ" أي لستُم بمُومنين. فإنَّ إيْمانَكم يأمركم بالسُوءِ. هذا المثالُ يَجمعُ الدلالتينِ وتشُدُّ إحداهُما الأُخرى. وفيه إشاراتٌ جَمّة.

(١) الزام کا مطلب ہے کہ مخاطب کو کچھ کرنے کے لئے کہنا، جیسے: "اگر تم ایمان رکھتے ہو، تو پھر اس سے ڈرو بھی۔"

الاستبعادَ	دور ہونا	الانشائيةِ	غیر بیانیہ جیسے سوال، امر	نكارته	اس کا انکار

ومن وجوه استعمالِ الشرط حذفُ الجزاء وذكرِ الدليل. كما جاءَ في سورة آل عمران آية: "بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ." (2:76) فحُذِفَ جوابُ الشرطِ واستغنَى بذكرِ الدليلِ عن ذكرِ الْمدلُول.

(15) ومنها الفَصلُ بَيْنَ الْمُتَّصِلَيْنِ

القطعُ بين المتصلين بإدخالِ جزء آخر من أجزاءِ الكلامِ غيرِ المعترضة [1]، كالقطعِ بإدخالِ الفاعلِ بين الموصوف والصفة. إذا كانَ الموصوفُ مفعولاً مُقَدّمًا والصفة طويلة. لكيلا يَبْعُدُ الفاعلُ عن الفعلِ. وقد قُدِّمَ المفعولُ لبعضِ أسباب التقديْمِ كقوله تعالى: "يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لا يَنفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا [2] لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً". (6:151)

(16) ومنها استعمالُ الْحالِ

استعمالُ الحالِ على وجوه:

فمنها: الحال من المضاف إليه. ومنه قوله تعالى في سورة الشعراء آية: "فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ." [3] (26:4) الحالُ عن الْمجرور عامٌ في كلام العربِ وجاء في القرآنِ....

(17) ومنها الإثبات

لإثباتِ الشيءِ وإسنادِ أمرٍ إلى مُسند إليه وجوه.....

(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ دو الفاظ کے درمیان ایک لفظ یا جملہ داخل کرنا جبکہ وہ جملہ معترضہ بھی نہ ہو۔ آپ ضمیر کو آگے پیچھے کرنے کی تفصیلات کا مطالعہ لیول ۴ پر کر چکے ہیں۔
(۲) مفعول "نفسا" کو فاعل "ایمانھا" سے پہلے لایا گیا ہے۔
(۳) لفظ "خاضعین" مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اگرچہ اسے عام حالت میں حال ہونے کے باعث منصوب ہونا چاہیے۔

(18) ومنها النفي

- فمنها: نفيُ اللازمِ للدلالة على نفي الْمَلْزُومِ [1]، كما قال إمرءُ القيس: "لا يهتَدي بمنَاره." وهو كثيْر. فعلى هذا الأسلوبِ قوله تعالى: "قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلا فِي الأَرْضِ". "لا يعلم" أي لا وجودَ له. فإن وجودَ الشيئَ يَلزمُهُ أنْ يكونَ معلوما لله تعالى. ومنه قوله تعالى: "رِجَالٌ لا تُلْهِيهِمْ تجَارَةٌ وَلا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلاة وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالأَبْصَارُ." فعندَ المفسرين إن هذا وصفُ الْمُتَبَتِّلِيْنَ لذكرِ اللهِ، أي لا يُباشِرُون التجارةَ والبيعَ بأنفسِهم.
- ومنها: إرادةُ الإثباتِ لِمخالفِ المنفي. مثل: "لا يُحِبُّ" بِمعنَى يَبغُضُ وهذا كثير.
- ومنها: نفي الفعلِ من جهَةِ النتيجَة، وذلك في الحقيقة من باب نفي الفعلِ بِمَعنَى خاص وهو أن يُرادَ منه النتيجة. مثلا: "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى" (8:17) وأيضا: "فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ".
- ومنها: مبالغَةُ النفيِ إذا دَخَلَ على المبالغة. مثلا "وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ" وكثُر في كلامِ العربِ. قال إمرء القيس: "والمرءُ ليسَ بقتالٍ. و أيضًا قال: "فليس على شيئ سواه بِخزان".
- ومنها: تَحتمُّ النفيِ في المستقبل. إذا دخل على كان واسم فاعل. مثلا "وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ". ومثله "ما كان ليفعل". مثلا: "فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا".
- ومنها: نفي الوقوعِ وأحيانًا نفي الجوازِ، كما في قوله تعالى: "فَلا رَفَثَ وَلا فُسُوقَ وَلا جِدَالَ فِي الْحَجِّ". ومنه قوله تعالى: "لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ". وعدمُ فهمِ هذا المعنَى أورَدَ كثيْرًا مِمن ادّعى الاجتهادَ مع الجهلِ بِلسانِ العربِ مواردَ سوء. فاجتَرَأَ على تَحريفِ القرآن من حيث لم يَدرِ.

(۱) اس کا مطلب ہے کہ ایک بات کی نفی اس وجہ سے کی جائے کہ اس کے سبب کی نفی ہو رہی ہو۔ جیسے اگر کوئی بہت بڑا اسکالر اپنی متعلقہ فیلڈ کی کسی چیز کے بارے میں کہے: "مجھے اس کا علم نہیں ہے۔" تو اس کا معنی ہوتا ہے کہ وہ چیز موجود نہیں ہے۔ یعنی اگر وہ موجود ہوتی تو میں اسے جانتا۔

(19) ومنها التكرار

ربّما يكرّر اللفظَ لبُعده عمّا يُتمُّ الْجُملة التي صدرها ذلك اللفظ. مثاله قوله تعالى: "فَلَوْلا إِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ؟ وَأَنْتُمْ حِينَئِذ تَنظُرُونَ. وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْه مِنْكُمْ وَلَكِنْ لا تُبْصِرُونَ. فَلَوْلا إِنْ كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ؟ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ." فكرَّرَ "لولا" لِما قَطَعَ عن تَمامِه [1] لاعتراضِ الْجُمَلِ....

(20) ومنها البدل

الْمجِيءُ بالبدل في مَحلِّ المبدل منه [2]. ونسبةُ الأمور التي نَختَصُّ به إلى البدلِ أسلوبٌ عامٌ، كنسبة الجَزاءِ واللقاء إلى الربِّ مع أن النسبةَ في الحقيقة إلى صفة العدلِ. ومن هذا الباب: تسلسلُ الشياطينَ في شهر رمضان، فههنا الشيطانُ بدلٌ من صفاته. ومثله: "حفت الجنّةَ المكاره." فالجنة بدلٌ عن الأعمال الْمُوَصِّلَة بالجنّة. ومنه: "يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ". ومنه "اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ" وهذان الأخيرانِ نوعٌ خاصٌ. ولكن الأصلَ واحدٌ.

(21) ومنها الوصف

وله وجوه:

- فمنها: وصفُ الشَيئِ وتسميتُه بِما كان متوقعًا... ومن هذا قوله تعالى: "كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ".
- ومنها: ربّما يؤتِي بالوصف للاستدلال [3]. كما قال تعالى: "وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" وفَسَّرَه بقوله: "وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ".

(۱) یہاں لفظ "لولا" کی تکرار اس وجہ سے ہے کہ سوالات کو جملہ معترضہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْه مِنْكُمْ وَلَكِنْ لا تُبْصِرُونَ سے الگ کیا جا سکے۔ (۲) یعنی بدل کو مبدل منہ کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے "رمضان میں شیاطین اپنا کام کرتے ہیں۔" اصل میں تو شیاطین رمضان کے دوران قید ہوتے ہیں مگر اس جملے میں شیاطین سے مراد شیطانی کام ہیں جو انسان اپنے نفس سے کرتا ہے۔ (۳) صفت کو بطور دلیل کے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس آیت کا معنی یہ ہو گا: "مدد تو بس اللہ کی جانب سے ہی آ سکتی ہے کیونکہ وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہاں اگرچہ "کیونکہ" کا ہم معنی لفظ موجود نہیں ہے مگر صفت کا ترجمہ یہی بنے گا۔

- ومنها: ربّما يأتِي بالوصفِ للقيدِ والتخصيص.
- ومنها: ربّما يأتِي للتأكيدِ.
- ومنها: ربّما يأتِي للبيانِ، وهذا لفوائدِ من المدحِ والذم.
- ومنها: استعمالُ الصفةِ الْمحضِ مكانَ الإسم. كما قال تعالى: "أَلا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ" أي لا يعلم الله الذي خلق.

(22) ومنها التنكيْرُ والتعريفُ

النكرةُ ربّما يُراد به الخاص الذي دلّ عليه سَوْقَ الكلام. كما قال تعالى: "وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ كُلاًّ هَدَيْنَا" وأيضا: "وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنْ الصَّالِحِينَ." وأيضا: "وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطاً وَكُلاًّ فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ." (6:84-86)

(23) ومنها العطفُ بالواوْ

وله وجوه:

- ومنها: البيان. مثلا "وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّه وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُوله اسْتَأْذَنَكَ أُوْلُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ." (9:86) ف "جَاهِدُوا" بيانٌ لِ "آمِنُوا". وكذلك: "قَالُوا ذَرْنَا" بيانٌ ل "اسْتَأْذَنَكَ".
- ومنها: ذكرُ النتيجَةِ. مثلا "رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ [1] طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لا يَعْلَمُونَ." (9:93)

(24) ومنها التَرديدُ [2]

الترديدُ بكلمة "أو" قد يأتِي للتقسيمِ. مثلا قوله تعالى: "أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلاً أَوْ نَهَاراً." (10:24) أي على بعضها ليلاً وعلى بعضها نهارًا. وأيضا قوله تعالى: "دَعَانَا لِجَنْبِه أَوْ قَاعِداً أَوْ قَائِماً." (10:12)

(۱) یہاں طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبهمْ فَهُمْ لا يَعْلَمُونَ نتیجہ ہے رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِف کا۔ (۲) یہ اردو والا تردید نہیں ہے۔ اس کا معنی ہے۔ یہ "یا" کے معنی میں ہے۔ تقسیم ریاضی والی تقسیم نہیں ہے۔ اس کا معنی ہے "ان میں سے ایک"۔

(25) ومنها التقديْمُ والتأخيْرُ

وذلك بابُ التَرتيب. فاعلمْ أنّ الترتيبَ يكونُ على أنْحاء شَتّى. والشيئُ يُقدّمُ ويُؤَخَّرُ لوجوه. وليس أن المقدمَ أفضلُ في كُلّ موضعٍ. كما قال تعالى: "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِه وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ". (35:32) وترى المفسرينَ كثيْرًا أنّهم يقولون: "هذا تقديمٌ ما حَقُّه التأخير. وإنّي لا أُحبّ هذا القولِ، وكلّ موضعٍ ذهبوا فيه إلى هذا القول. لَم أجدْ أمرًا خلاف ما حقه.

(26) ومنها التخليصُ [1]

التخليصاتُ في القرآن كثيرةٌ. وأنظُر فيما جاء في:

- سورة المومنون آية 22–23: "وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْك تُحْمَلُونَ. وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلا تَتَّقُونَ؟"
- وسورة الأنبياء آية 31: "وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجاً سُبُلاً لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ." وهذا مثل ما جاء في سورة الْمجادلة آية 11: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعْ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ." وليس هذا من باب الشعْرِ ، بل هو الحق، لأن الأعمال الصغيْرةَ تَجلَّبَ أمثالَها. إنْ خيْرًا فخيْرٌ وإنْ شرًا فشرٌّ. ولذلك أمثلة في القرآن مثل ما جاء في سورةِ الصف آية: "فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ"...

(27) ومنها التعميمُ والتخصيصُ

وفيه بيانُ نسبَةِ الفعلِ بصيغةِ الْجمعِ إلى الْمَجموع من حيثُ الْمجموع [2]. ربّما يَجعلونَ العامَ، أعمُّ مِما هو المراد.

(۱) تخلیص کا مطلب ہے کہ ایک بات سے دوسری بات نکالنا۔ جیسے کشتی کا ذکر کرتے کرتے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے کو اس میں سے اخذ کر لیا گیا۔ (۲) بعض اوقات ایک حکم کسی گروہ کو دیا جاتا ہے مگر اس سے مراد اس گروہ کا ہر ہر شخص نہیں ہوتا بلکہ عمومی طور پر پورے گروہ کو حکم دیا جاتا ہے۔ غلطی سے لوگ سے سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ حکم ہر ہر شخص کو دیا گیا ہے۔ جیسے آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّة أُخْرِجَتْ للنَّاس تَأْمُرُونَ بالْمَعْرُوف وَتَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنكَرِ کی بنیاد پر بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں تبلیغ دین ہر شخص کی ذمہ داری ہے حالانکہ اگر امت کے کچھ لوگ اس ذمہ داری کو ادا کر دیں تو یہ سب کی جانب سے پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بات دوسری آیت سے واضح ہے: وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ۔

(28) ومنها اختلافُ الصلةِ والفعلِ

وهو أن تأتِي بصلة [1] للفعلِ على خلافِ معناه. وذلك بأن تُضمرَ مع الفعل فعلا آخر. وتدلُ بالصلةِ حسب هذا الفعل المضمر. كما تقول: "قمتُ إليه." أي قمتُ ومشيتُ إليه. وأيضا كما تقول: "دخلتُ عليه." أي دخلتُ بيتَه وقُمتُ عليه. فعلى هذا يَجيءُ كثيْرًا في كلامهم. مثلا: "سَلْ الْهمِّ عنك." أي سلْ نفسكَ وادفعْ الْهَمّ عنك.

(29) ومنها المقابلةُ والتفصيل

من الأساليب الكثيْرة الوقوع في القرآن. المقابلة والتفصيل. مثلا في المقابلة قال تعالى: "الْحَمْدُ للَّه الَّذي خَلَقَ السَّمَوَات وَالأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَات وَالنُّورَ." وهذا النمطُ كثير. وكذلك التَفَضيلُ مثلا قال تعالى: "هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ". فالبَرءُ والتصوير تفصيلٌ للخلقِ من جِهَةِ المعنَى الجامعِ للخلقِ. وأيضا تفصيل كله من جهة المعنَى الأولى للخلقِ وهو التقديرُ، فالتقديرُ أولُ الأمر، ثم يكون البَرءُ، ثم يكون التصوير....

(30) ومنها اختلافُ الوضاحَة على التقابلِ

قوله تعالى: "يَعْلَمُونَ ظَاهِراً مِنْ الْحَيَاة الدُّنْيَا وَهُمْ عَنْ الآخرَة هُمْ غَافِلُونَ." فيه أسلوب اختيارِ الوضاحةِ على التقابل، فلم يقلْ "وهم عن الباطنِ هم غافلون."[2] وبهذا دلّ على أن باطنَ الحيوة الدنيا من قسمِ الآخرة. والدليل عليه قوله تعالى: "يَعْلَمُونَ ظَاهِراً". ومنه يفهمُ معنَى قوله تعالى: "لَهُمْ قُلُوبٌ لا يَفْقَهُونَ بهَا لَهُمْ قُلُوبٌ لا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لا يُبْصِرُونَ بهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لا يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ." أي يعلمون الظاهرَ الْمحسُوسَ ولا يعلمون الأصلَ الذي تَحتَهُ، كاملَ الْحشوِ واللهوِ. فيَرون ولا يَرون.

(۱) صلہ کا مطلب ہے حرف جر کے ساتھ فعل کی تفصیل بیان کرنا۔ بعض اوقات یہ فعل کے ساتھ میچ نہیں کرتا جیسے "میں اس کی جانب کھڑا ہوا۔" اصل میں پورا جملہ ہے: "میں کھڑا ہو کر اس کی جانب بڑھا۔" ایسی صورتوں میں ایک فعل حذف ہوتا ہے۔ (۲) بعض اوقات جو چیزیں بڑی واضح ہوں، ان کا تقابل کرتے ہوئے انہیں حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے "دنیا" کا مقابلہ "آخرت" سے ہے اور "ظاہر" کا "باطن" سے۔ یہاں لفظ "باطن" محذوف ہے کیونکہ یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(31) ومنها الإبْهامُ ثُم الإيضاح

من أساليب القرآن الإبْهام ثم الإيضاح... كما قال تعالى: "فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمْ الْبَنُونَ؟ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثاً وَهُمْ شَاهِدُونَ؟"

ومن ذلك أن عُمُودَ الكلامَ لا يظهر من الأوّل. ولكن إذا اقتفَيتَ الكلام جاء بك بالسَهُولَة إلى ما عُمِّدَ إليه. وكُشِفَ لك القِناعَ. وهكذا جرّت العادةُ بين الناس. ألا ترى أن العاقِلَ إذا رأى الوحشَةَ من المستمعِ، لا يُبدِءُ بِمقصَدِه بل يُمَهِّدُ له، ثم يأتِي به واضِحًا...

(32) ومنها التضمّنُ القولِ دليلٌ

ومن الأساليب الكثيْرة الوقوع، تضمُّنُ القولِ دليله. وهذا أكثر الأساليبِ وقوعًا وألطَفُها. مثلا قال تعالى: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنْ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنْ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَكُمْ فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَاداً وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ." فقوله تعالى: "اعْبُدُوا رَبَّكُمْ" يَتَضَمَّنُ الدليلَ الواضحَ. فإنّ العبدَ إن لم يعبدْ ربَّه، فمَن ذا الذي يعبده؟

ثم بعد ذلك لم يذكرْ من صفات الربّ إلا ما هو دليلُ كونه منفردًا في استحقاق العبادة. ولذلك فَرَّعَ عليه قوله: "فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَاداً وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ" وهذا الأسلوب أكثرُ مِن أنْ تحصَى. وهو مِفتاحُ حُسنِ النظامِ والحكمَةِ وسُلَّمُ التَدَبُّرِ.
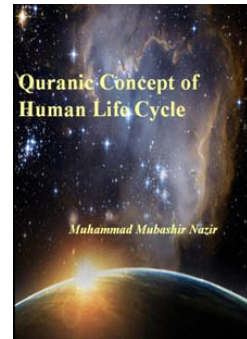
چیلنج! کن کن صورتوں میں مضارع کی جگہ ماضی کو استعمال کیا جاتا ہے؟

اقتفَيتَ	تم نے تلاش کیا	القِناعَ	پردہ	التضمّنُ	شامل ہونا
عُمِّدَ إليه	یہ مرکزی خیال سے متعلق ہے	يُمَهِّدُ	وہ تمہید باندھتا ہے	النظامِ	نظام، تنظیم

سبق 17A: کلام کے رخ میں ہونے والی تبدیلیاں۔۔۔التفات

قرآن مجید کی صنف سخن منفرد ہے اور انسانوں کے کلام میں ایسی صنف سخن کی مثال نہیں ملتی۔ البتہ زبان کے ماہرین کے نزدیک انسانوں کے کلام میں خطیبوں کا کلام قرآن کے قریب ترین سمجھا جا سکتا ہے۔

تعمیر شخصیت
قرآن کو سمجھ کر اس کی تلاوت کیجیے۔ پھر اس کا پیغام دوسروں تک بھی پہنچائیے۔

جیسے ایک خطیب اپنی تقریر کے دوران کلام کے رخ کو بار بار تبدیل کرتا ہے، اسی طرح قرآن مجید میں بھی کلام کا رخ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ ابھی بات غائب کے صیغے میں ہو رہی تھی کہ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب شروع ہو گیا۔ پھر بات متکلم کے صیغے میں ہونے لگی۔ اس کا مقصد سامعین کو مسلسل متوجہ رکھنا ہوتا ہے کہ تا کہ ایک ہی طرز کی بات سنتے سنتے کہیں وہ غائب دماغ نہ ہو جائیں۔ کلام میں تبدیلی کی اقسام ہیں:

- **التکلم الی الخطاب**: متکلم سے مخاطب کے صیغے میں رخ کو تبدیل کرنا جیسے وَمَا لِي لا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ بات کا آغاز "میں سے ہوا ہے لیکن پھر دوسروں سے خطاب "تمہیں لوٹنا ہے" شروع ہو گیا۔
- **التکلم الی الغیبة**: متکلم سے غائب کے صیغے میں بات کو لے جانا جیسے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اللہ تعالی نے خود کو پہلے "ہم" سے تعبیر کیا اور پھر "اپنے رب کے لئے" میں کلام کے رخ کو تبدیل کر دیا۔
- **الخطاب الی التکلم**: خطاب کرتے کرتے متکلم کے لہجے میں بات کرنا جیسے وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ۔ بات کا آغاز خطاب سے ہوا اور پھر کلام کا رخ "میرا رب" کی جانب مڑ گیا۔
- **الخطاب الی الغیبة**: خطاب سے بات کرتے کرتے غائب کی جانب رخ مڑ جاتا ہے جیسے رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ یہاں اللہ تعالی سے دعا کرتے کرتے "یقیناً اللہ" کی جانب کلام کا رخ پھیر دیا گیا ہے۔
- **الغیبة الی التکلم**: صیغہ غائب میں بات کرتے کرتے صیغہ متکلم میں بات کی جاتی ہے جیسے وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنزَلْنَا مِنْ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوراً۔ یہاں بات کا آغاز "وہی" سے ہوا اور پھر "ہم نے اتارا" کی صورت میں کلام کا رخ تبدیل کیا گیا۔
- **الغیبة الی الْخطاب**: صیغہ غائب میں بات کرتے کرتے کلام کا رخ خطاب میں بدل جاتا ہے جیسے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لا تَعْبُدُونَ إِلاَّ اللَّهَ۔ یہاں بنی اسرائیل کے میثاق ذکر کرتے کرتے ان سے خطاب شروع ہو گیا ہے۔

آج کا اصول: الفاظ " إيّاكَ و " کا معنی ہے "خبردار رہنا کہ" جیسے إيّاك والْحَسَدَ (حسد سے خبردار رہنا)، إيّاكنّ والكلبَ (آپ خواتین کتے سے ہوشیار رہیے)۔ وغیرہ۔

سبق 17A: کلام کے رخ میں ہونے والی تبدیلیاں۔۔۔التفات

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے اور کلام کے رخ میں تبدیلی کو بیان کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق وسباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم
وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ (2:30)	غيبة الى تكلم
رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ. فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى (3:194-195)	
وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَأَعْرِضْ عَنْ الْمُشْرِكِينَ (6:105-106)	
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلائِفَ الأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (6:165)	
إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ (8:12)	
إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنْ الْمَلائِكَةِ مُرْدِفِينَ (8:9)	
فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ. فَسَجَدَ الْمَلائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (15:29-30)	
لا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ. نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (15:48-49)	
يَا يَحْيَى خُذْ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيّاً. وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيّاً. وَبَرّاً بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّاراً عَصِيّاً. وَسَلامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيّاً. وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذْ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَاناً شَرْقِيّاً (19:12-16)	

چیلنج!

قصر کسے کہتے ہیں؟ اس کے لئے کون کون سے الفاظ کن کن صورتوں میں استعمال کیے جاتے ہیں؟

سبق 17B: سورۃ سبا تا سورۃ الزمر

اس سبق میں ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے۔ سبق 17B اور 18B میں دی گئی سورتیں مل کر ایک مکمل پیغام دیتی ہیں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ آپ قرآن مجید کے اس حصے کا نظم تلاش کیجیے۔

تعمیر شخصیت
کتابوں کے بغیر کوئی کمرہ ایسا ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔

سُورَةُ السَبَاء	بسم الله الرحمٰن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ. يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ. وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ. لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ.

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ. وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ. وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ. أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ. أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ. أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ.

کیا آپ جانتے ہیں؟ سیدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی میں عظیم الشان ترقی کا دور ہے۔ آپ نے ایسی زرہیں تیار کیں جو جسم پر فٹ بیٹھتی تھیں اور جنگ میں زبردست دفاع بھی کرتی تھیں۔ آپ ہی سے آئرن ایج کا آغاز ہوا۔

يَعْزُبُ عَنْهُ	وہ اس سے دور ہے	أَوِّبِي مَعَهُ	اس کے ساتھ گاؤ	سَابِغَاتٍ	زرہیں
مُزِّقْتُمْ	تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا	أَلَنَّا	ہم نے نرم کر دیا	السَّرْدِ	لوہے کے حلقے

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ. يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ. فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ.

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ [1] فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ. فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ. ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ. وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ. فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ. [2]

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ.

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ. وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ.

(۱) سبا جنوبی عرب اور یمن کے علاقوں پر مشتمل ایک بہت بڑی سلطنت تھی جو چھٹی صدی عیسوی تک قائم رہی۔

(۲) یہ جملہ اس سورت میں بیان ہونے والے قصوں سے حاصل ہونے والا سبق ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ سیدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی سائنسی ترقی آپ کے بیٹے سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں جاری رہی۔ جیسے ہوا پر کنٹرول حاصل کیا گیا۔ تانبے کے ذخائر استعمال میں لائے گئے اور فن تعمیر اپنے عروج کو پہنچا۔

أَسَلْنَا	ہم نے بہادیا	جِفَانٍ	پانی کے تالاب	قُدُورٍ	دیگیں، ہانڈیاں
عَيْنَ الْقِطْرِ	تانبے کا چشمہ	الْجَوَابِ	ڈیم، جوب کی جمع	رَاسِيَاتٍ	فکس، بنی ہوئی
تَمَاثِيلَ	تصاویر			مِنْسَأَتَهُ	اس کی لاٹھی

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ؟ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

قُلْ لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ.

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ.

قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ.

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ ۖ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ.

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ؟ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ. وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا [1] وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ.

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ. وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ.

(۱) یہ تکبر کی اصل وجہ ہے۔ متکبرین یہ سوچتے ہیں چونکہ ہمیں دنیا میں دولت اور مین پاور دی گئی ہے، اس وجہ سے ہم ہی اس کے اہل ہیں کہ آخرت میں بھی ہمیں یہ سب کچھ ملے۔ ایسے لوگوں کو سیدنا داؤد و سلیمان علیہما الصلوۃ والسلام سے سبق لینا چاہیے۔

أَجْرَمْنَا	ہم نے جرم کیا	الْأَغْلَال	بیڑیاں، طوق	مُتْرَفُوهَا	دولت کے باعث متکبر لوگ

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ. وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ. قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ. فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ.

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ. وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ. وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ.

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۖ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا [1] ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ.

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ [2] إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ.

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ [3] عَلَّامُ الْغُيُوبِ [4].

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ.

قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ.

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ. وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ. وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ. وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ.

(۱) یہاں وقف کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن کچھ دیر رک کر غور کرے۔ اس کے بعد جواب فراہم کیا گیا ہے۔ (۲) اس آیت پیغمبر کے کردار کو بیان کرتی ہے کہ وہ کسی اجر کا طالب نہیں ہوتا۔ (۳) لفظ "علی الباطل" کو حذف کر دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے: "یقیناً میرا رب حق کو باطل پر دے مارتا ہے۔" (۴) مبتدا کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ طے شدہ ہے۔

مِعْشَارَ	دسواں حصہ	فُرَادَىٰ	اکیلے اکیلے	التَّنَاوُشُ	حاصل کرنے
مَثْنَىٰ	دو دو	لَا فَوْتَ	کوئی فرار کی جگہ نہیں	أَشْيَاعِهِمْ	ان کے گروہ کے ساتھی

سُورَۃُ فاطر	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ؟ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ.

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ. إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ. الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ. أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ [1] ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ.

وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ [2]. مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ.

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ. وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.

(۱) اس کا مطلب یہ ہے: ”ان کے ایمان نہ لانے کی حسرت میں خود کو نہ تھکائیے۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قوم کا انکار بہت تکلیف دیتا تھا۔ اس میں آپ کو تسلی ہے۔ (۲) جیسے وہ بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے، ویسے ہی تمہیں بھی زندہ کر دے گا۔

چیلنج! سبق 17B اور 18B میں دی گئی سورتوں میں سے ہر ایک کا مرکزی خیال متعین کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس کے بعد ان تمام سورتوں کے مرکزی مضامین کا آپس میں باہمی تعلق دریافت کیجیے۔

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ. إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ. إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ. وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ. وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ.

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ. وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ. وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ. وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ. إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ. إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ. وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ. ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ. [1]

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ. وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ. [2]

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ. لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ. وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ. ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ.

(۱) مختلف چیزوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔ یہ اہل ایمان اور کفار کے رویے کی تمثیل ہے۔(۲) پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ لفظ غَرَابِیبُ سُودٌ ہم معنی ہیں۔ مراد سیاہ رنگ کی شدت ہے جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں: ”کالا بھجنگ“۔

قِطْمِیرٍ	کھجور کے اندر کی جھلی	جُدَدٌ	لائنوں اور خانوں کا ڈیزائن	غَرَابِیبُ	سیاہ

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ [1] فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ. وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ. الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ [2] مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ.

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ. وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ.

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا.

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ؟ أَمْ لَهُمْ [3] شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ؟ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا. إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا.

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا. اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ [4] فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ [5] الْأَوَّلِينَ؟ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا. أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا. وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا.

(۱) فعل مجہول سے اہتمام کو بیان کیا گیا ہے۔(۲) ہمیشہ رہنے کی جگہ۔(۳) یہ التفات کی ایک مثال ہے۔(۴) مطلب یہ کہ سازش سوائے سازشی کے کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی۔(۵) بعض الفاظ محذوف ہیں۔ پورا جملہ ہے: إِلَّا سُنَّتَ اللهِ فِي الْأَوَّلِينَ۔

يُحَلَّوْنَ	انہیں سجایا جاتا ہے	أَسَاوِرَ	کنگن	حَرِيرٌ	ریشم

سُورَةُ يس	بسم الله الرحمٰن الرحيم

يس. وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ. إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. تَنْزِيلَ [1] الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ. لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ. لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ. إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ [2]. وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ. وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ. إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ. إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ [3] مُبِينٍ.

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ. إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ.

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ.

قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ [4] إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ. وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ.

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ.

قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ ۚ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ.

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ. اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ. وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ؟ إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ. قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ. بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ.

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ. إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ. يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ.

(۱) لفظ "تنزیل" منصوب ہے کیونکہ ایک فعل محذوف ہے "اس نے نازل کیا"۔ (۲) مقمح ایسے شخص یا اونٹ کو کہتے ہیں جس کی گردن میں ایسا طوق ہو کہ وہ اسے ہلا نہ سکے۔ یہ متکبر کی تمثیل ہے۔ (۳) لفظ امام کا معنی ہے لیڈر۔ یہیں سے یہ کتاب کے لئے بھی استعمال ہونے لگا۔ یہاں مراد نیک و بد اعمال والی کتاب ہے۔ (۴) اللہ جانتا ہے، قسم کھانے کا اسلوب ہے۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ؟ وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ.

وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ. وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ. لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ؟ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ [1] كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ.

وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ. وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ. وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ. لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ.

وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ. وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ. وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ. إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ.

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ. وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ. فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ. وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا [2] هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ. قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ. إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ. فَالْيَوْمَ [3] لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

(۱) لفظ ازواج کا معنی ہے جوڑے۔ یہ جنس یا نسل کے معنی میں آتا ہے۔ (۲) لفظ "اذا" حیرت انگیز واقعے کے اظہار کے لئے آتا ہے۔ اردو میں ہم ترجمہ کر سکتے ہیں: "کیا دیکھتے ہیں ۔۔۔، اے یہ کیا۔۔۔" (۳) "آج" کے لفظ سے آخرت کی ایک تصویر مخاطب کے سامنے لانا مقصود ہے۔

نَسْلَخُ مِنْهُ	ہم اس سے کھینچ لیتے ہیں	صَرِيخَ	چنگھاڑ، چیخ	تَوْصِيَةً	وصیت، نصیحت
الْعُرْجُونِ	کھجور کی شاخ	يَخِصِّمُونَ	وہ بحث کرتے ہیں	يَنْسِلُونَ	وہ اس سے باہر آتے ہیں

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ. هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ. لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ. سَلَامٌ [1] قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ.

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ. أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ؟ وَأَنِ اعْبُدُونِي؟ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ. وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ؟ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ. اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ. الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ [2] وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ.

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ؟ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ. وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ؟

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ [3] وَقُرْآنٌ مُبِينٌ. لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ. أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ؟ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ. وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ؟ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ. لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ.

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ. أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ؟ [4] وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ. قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ. أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ؟ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ. إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ. فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

(۱) مبتدا محذوف ہے۔ پورا جملہ ہے: ”ان کا استقبال سلام سے ہو گا۔ تمہارے رب کی جانب سے ایک قول۔(۲) یہ التفات کی مثال ہے۔ خطاب سے غائب کی طرف التفات ان کی بے یار و مدد گاری کو ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ کلام کے قابل نہیں رہے۔(۳) اسم نکرہ کا استعمال عظمت کا ظاہر کرتا ہے یعنی عظیم قرآن۔(۴) یہ تعجب کا اظہار ہے۔

چیلنج! کن صورتوں میں ماضی کے کسی واقعے کو بیان کرنے کے لئے مضارع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے؟

جِبِلًّا	بہت سے لوگ	مُضِيًّا	آگے بڑھتے ہوئے	نُنَكِّسْهُ	ہم اسے کمزور کریں گے

سُورَةُ الصافّات	بسم الله الرحمٰن الرحيم

وَالصَّافَّات صَفًّا. فَالزَّاجِرَات زَجْرًا. فَالتَّالِيَات ذِكْرًا. إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ. رَبُّ السَّمَاوَات وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِق [1]. إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ. وَحِفْظًا [2] مِنْ كُلِّ شَيْطَان مَارِد. لَا يَسَّمَّعُونَ [3] إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ. دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ. إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ.

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ. بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ. وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ. وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ. وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ. أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ؟ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ؟ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ. فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ.

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ. هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ. احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ. مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ. وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ. مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ. بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ.

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ. قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ.

قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ. وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ. فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ. فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ.

(۱) مشارق سے مشرق کا وسیع افق مراد ہے۔ (۲) فعل محذوف ہے کیونکہ مفعول مطلق دیا گیا ہے۔ پورا جملہ ہے: **حفظنها حفظا**۔ (۳) جنات کے شیاطین اوپر جا کر فرشتوں کی بات سننے کی کوشش کرتے۔ جو لفظ ان کے پلے پڑتا، اس میں کچھ اضافہ کر کے اپنے انسان ساتھیوں کو سنا دیتے۔ یہ انسان نما شیاطین ان باتوں کو اپنی پیش گوئیوں کے لئے استعمال کرتے۔ قرآن کے نزول کے وقت، اس پر پابندی لگا دی گئی اور جو جن ایسا کرنے کی کوشش کرتا، اسے شہاب ثاقب سے مارا جاتا تا کہ قرآن کا نزول ان شیاطین کی دست و برد سے محفوظ رہے۔

الصَّافَّات	صف میں کھڑی	التَّالِيَات	تلاوت کرنے والیاں	الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ	فرشتوں کی قطار
الزَّاجِرَات	جھڑکنے والیاں	مَارِدٍ	سرکش، باغی	دُحُورًا	جس دھکے دے کر ہٹایا ہو

فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ. إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ. إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ. وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ؟ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ. إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ. وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ. أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ. فَوَاكِهُ ۖ وَهُمْ مُكْرَمُونَ. فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ. عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ. يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ. بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ. لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ. وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ. كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ.

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ. قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ. يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ؟ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ؟ [1]

قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ؟ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ.

قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ. وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ. أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ. إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ. إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ.

أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ؟ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ. إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ. طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ [2]. فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ. ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ. ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ.

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ. فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ. وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ. وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ. فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ. إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ.

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ. وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ. وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ. إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ. ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ.

(۱) یہ جہنم کے لوگوں کی تصویر کشی ہے۔ دنیا کے لیڈروں کو ان کے پیروکار طعنہ دیں گے اور وہ اپنے پیروکاروں کو۔ (۲) یہ تشبیہ ہے یعنی جہنم کی خوراک شیاطین کے سر کی طرح ہے۔ اگرچہ کسی نے ان سروں کو دیکھا نہیں ہے مگر اس کی کچھ ہولناک سی تصویر سب ہی کے ذہنوں میں موجود ہے۔

غَوْلٌ	سر چکرانا	يُنْزَفُونَ	وہ نشے میں آئیں گے	شَوْبًا	مکسچر، آمیزہ

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ. إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ. إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ؟ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ؟ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ. فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ. فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ [1]. فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ. فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ؟ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ؟ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ. فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ. [2]

قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ؟ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ.

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ. فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ.

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ. رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ.

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ. فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ. وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ!!! قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ. وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ.

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ. كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ. وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ. وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ.

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ. وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ. وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ. وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ. وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ. إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ.

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ؟ أَتَدْعُونَ بَعْلًا [3] وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ؟ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ. فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ. إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ [4]. إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ.

(۱) ان آیات کا معنی ہے: انہوں نے ستاروں کی طرف دیکھ کر وقت کا اندازہ کیا اور کہا، میں تھکا ہوا ہوں۔ اس ضمن میں بعض جعلی روایات بھی ہیں جن سے بچنا چاہیے۔(۲) غیر متعلق تفصیلات محذوف ہیں۔(۳) لبنان کے شہر بعلبک کا نام اسی بت کے نام پر ہے۔ یہاں اس کا مندر بھی ہے۔(۴) الیاسین سے مراد ہے: الیاس علیہ السلام اور ان کے ساتھی۔

يَزِفُّونَ	وہ جلدی کریں گے	تَنْحِتُونَ	تم تراشتے ہو	تَلَّهُ	اس نے اسے لٹایا

وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ. إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ. ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ. وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ. وَبِاللَّيْلِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ؟

وَإِنَّ يُونُسَ [1] لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ. فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ. فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ. فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ. لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ. فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ. وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ. وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ. فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ.

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ؟ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ؟ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ؟ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ. أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ. مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ؟ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ؟ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ؟ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ.

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ [2] نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ. سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ. إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ. فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ. مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ. إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ. وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ. وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ. وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ. وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ. لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ. لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ. فَكَفَرُوا بِهِ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ. إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ. وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ.

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ. وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ. أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ؟ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ. وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ. وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(۱) سیدنا یونس علیہ الصلوۃ السلام کا تعلق عراق کے شہر نینوا سے تھا۔ ان کی قوم ان پر ایمان نہ لائی۔ آپ اسی غم میں اللہ کی اجازت کے بغیر شہر سے نکل آئے اور سمندر کا سفر کیا۔ راستے میں طوفان آیا۔ لوگوں نے اپنے عقیدے کے تحت سمجھا کہ کوئی بھاگا ہوا غلام کشتی پر ہے۔ انہوں نے قرعہ ڈالا تو آپ کا نام نکل آیا۔ انہوں نے آپ کو سمندر میں پھینک دیا جہاں مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ (۲) مشرکین جنات کو خدا کے رشتہ دار سمجھتے تھے، اس کی تردید ہے۔

الْمُدْحَضِ	جسے پھینکا گیا ہو	فَالْتَقَمَهُ	تو اس نے اسے نگل لیا	يَقْطِينٍ	کدو
الْعَرَاءِ	کھلی جگہ	الْحُوتُ	مچھلی	فَاتِنِينَ	گمراہ

سُورَةُ ص	بسم الله الرحمٰن الرحيم

ص ۚ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ. بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ. كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ [1]. وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ. أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ. وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ. مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ.

أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا؟ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ.

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ؟

أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ؟ جُنْدٌ [2] مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ.

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ [3]. وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ. إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ [4]. وَمَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ.

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ.

اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ [5]. إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ. وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ. وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ [6].

(۱) اس کا معنی ہے: "انہیں بچنے کا وقت نہ مل سکا۔" (۲) جند کو نکرہ میں بیان کر کے اس لشکر کے بڑے ہونے کو ظاہر کیا گیا ہے۔ لفظ "ما" اس بڑے پن میں مزید اجافہ کرتا ہے۔ (۳) فرعون لوگوں کو ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ کر سزا دیتا تھا۔ (۴) پورا لفظ فحق عقابي ہے مگری کو قافیہ کی رعایت سے حذف کر دیا گیا ہے۔ (۵) سیدنا داؤد علیہ السلام کے فصیح و بلیغ حمدیہ گیت زبور میں موجود ہیں۔ (۶) فصل الخطاب کا معنی ہے اچھے فیصلے کرنے کی صلاحیت۔

اخْتِلَاقٌ	گھڑنا	قِطَّنَا	ہمارا حصہ	فَوَاقٍ	سیکنڈ، لمحہ
فَلْيَرْتَقُوا	تو انہیں چڑھنا چاہیے	مَهْزُومٌ	شکست خوردہ	ذَا الْأَيْدِ	ہاتھ والا (مجازاً قوت والا)

وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ؟ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ. إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ. قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ [1] فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ. (سجدة) فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ.

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ.

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ. أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ؟ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ.

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ. إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ. فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ.

وَلَقَدْ فَتَنَّا [1] سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا [2] ثُمَّ أَنَابَ. قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ. فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ. وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ [3]. وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ. هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ.

(۱) بعض متعصب یہودیوں نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے لئے قصے وضع کیے جنہیں مسلم مفسرین نے بھی اس آیت کی تفسیر میں بلا سوچے سمجھے نقل کر دیا۔ ہمیں اللہ سے اس کی پناہ مانگنی چاہیے۔(۲) یہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور میں ایک بڑے سیاسی بحران کی تصویر کشی ہے۔ اللہ نے آپ کو نجات دی۔(۳) اگلا صفحہ دیکھیے۔

تَسَوَّرُوا	وہ اوپر چڑھے	الصَّافِنَاتُ	موٹے گھوڑے	رُخَاءً	بادِ صبا، نرم و تازہ ہوا
لَا تُشْطِطْ	سرکش نہ بنو	السُّوق	ٹانگیں، پنڈلیاں	بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ	معمار اور غوطہ خور
نَعْجَةً	بھیڑ	مَسْحًا	اس نے ہاتھ پھیرا	الْأَصْفَادِ	ہتھکڑیاں اور بیڑیاں

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ. ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ. وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ. وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ [1] وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ.

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ. إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ [2]. وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ. وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ.

هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ. جَنَّاتِ عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ. مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ. وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ. هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ. إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَفَادٍ.

هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ. جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ. هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ. وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ. هَٰذَا فَوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ.

قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ.

قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ. [3]

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا [4] كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ. أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ. إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ.

(۳) پچھلے صفحے سے۔ یہ سیدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے کی ٹیکنالوجیکل ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کی بحریہ دنیا کی طاقتور ترین فوج تھی۔ جنات آپ کے کنٹرول میں تھے جن سے آپ عمارتیں بنواتے اور غوطہ خوری کرواتے۔
(۱) سیدنا ایوب علیہ الصلوۃ والسلام کو شدید مصائب سے آزمایا گیا لیکن آپ نے صبر کیا۔ ایک بار کسی بات پر آپ نے قسم کھائی کہ خود کو سو بار لکڑی سے ماریں گے۔ اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا کہ ایک سو تنکوں والی جھاڑو لے کر خود کو مار لو، تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔ (۲) ذِكْرَى الدَّار، خَالِصَة کا بدل ہے۔ (۳) یہ جہنمیوں کا اپنے لیڈروں سے مکالمہ ہے۔ (۴) یہ اہل جہنم کی حسرت کا بیان ہے کہ جن لوگوں کو وہ حقیر سمجھتے تھے، وہ جنت میں پہنچ گئے۔

ضِغْثًا	جھاڑو	لَا تَحْنَثْ	قسم نہ توڑو	سِخْرِيًّا	مذاق اڑانا

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ. قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ. أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ. مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ. إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ.

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ؟ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ. فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ. إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ.

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ؟

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ.

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ. وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ.

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ.

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ. إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ.

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ. إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ.

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ. لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ [1]. إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ. وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ.

(۱) متکلف، ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بڑے تکلف اور بناوٹ سے بات کرتے ہیں۔ یہ پیغمبر کا کردار نہیں ہے۔

چیلنج!

ایجاز کی دو اقسام کیا ہیں؟ ہر ایک کی ایک ایک مثال دیجیے۔

چیلنج!

التفات کسے کہتے ہیں؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کی چھ اقسام بیان کیجیے اور اس سبق میں سے ہر قسم کی ایک ایک مثال بھی نوٹ کیجیے۔

سُورَةُ الزُمر	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَنْزِيلُ [1] الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ. أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ [2] زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ.

لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ [3] اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ.

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ. إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ.

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ. أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ؟ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ.

(۱) تنزیل کا معنی ہے تدریجاً اترنا۔ اس کا مبتدا محذوف ہے۔ (۲) شرک کی اصل یہی ہے کہ انسان حساب کتاب سے بچنا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ گھڑ لیا جاتا ہے کہ خدا کے کچھ شرکاء ہیں جو اس کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ مشرکین اپنے مزعومہ شرکاء کی قربان گاہوں پر بطور رشوت جانور ذبح کرتے ہیں تاکہ یہ انہیں حساب کتاب سے بچا لیں۔ یہی عقیدہ ہمارے ہاں بھی اختیار کر لیا گیا ہے۔ (۳) دن و رات کی گردش، زمین کی گردش کا ایک خوبصورت بیان ہے۔ یہ ان لوگوں کی تردید ہے جو سمجھتے ہیں کہ کائنات تخلیق کر کے خدا اس سے بے تعلق ہو کر بیٹھ گیا۔

يُكَوِّرُ	وہ لپیٹتا ہے	خَوَّلَ	اس نے عطا کیا	قَانِتٌ	جھکے ہوئے دل والا

قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ. وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ.

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ.

قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي.

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ. لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ.

وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ. الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ. أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ؟ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ.

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ. أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ [1] مِنْ رَبِّهِ؟ ۚ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ [2] تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ [3] الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ.

(۱) اس سوال کا کچھ حصہ محذوف ہے۔ پورا جملہ ہے: وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی جانب سے (ہدایت کے) نور میں ہے، کیا وہ بہتر ہے یا وہ جو سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے؟" (۲) اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد ہے: "ایسی کتاب جس کے معانی ملتے جلتے ہیں اور بار بار بیان ہوئے ہیں۔" فراہی کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ "ایسی کتاب جس میں باہمی ارتباط ہے اور جس کی سورتیں جوڑا جوڑا ہیں۔" ان کے مطابق قرآن کی سورتیں جوڑوں میں ہیں جیسے بقرہ و آل عمران، فیل اور قریش وغیرہ۔ (۳) یہ کنایہ ہے۔ اردو میں ہے "رونگٹے کھڑے ہونا۔"

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ [1] يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ. كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ. فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ. قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ [2] لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ.

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ. ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ.

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ. وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ. لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ. لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ.

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ? ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ. وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ؟ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ.

قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ [3] ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ. مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ.

إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ.

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ.

(۱) پچھلے سوال کی طرح یہاں بھی ایک حصہ محذوف ہے: "وہ جو اپنے چہرے پر سہے گا، اس کے برابر ہے جو اس سے محفوظ ہو گا؟" (۲) قرآن واضح عربی میں ہے۔ ہر وہ شخص اسے سمجھ سکتا ہے جو عربی سے واقف ہو۔ قرآن کا واضح اور بین ہونا اس وقت واضح ہوتا ہے جب انسان گنجلک عربی شاعری کا مطالعہ کرے۔ (۳) الفاظ "علی مکانی" کو حذف کر دیا گیا ہے۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ. قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ [1] الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ.

قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ. وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ.

فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ. أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ.

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ. وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ. أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ. أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ. أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ. بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ.

(۱) یہ اللہ کی یاد سے کفار کے دور بھاگنے کی تصویر ہے کہ ان کے دل متلی سی محسوس کرتے ہیں۔

چیلنج! کن کن صورتوں میں بیانیہ اسلوب کو امر، مشورے یا درخواست کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ؟ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ. لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ. قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ؟ [1]

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ. وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ.

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ. وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ. وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ. وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ. قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ.

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ. وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ.

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(۱) لفظ جاہل کو ایسے شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو عقل کی بجائے جذبات سے فیصلے کرے۔ دور جاہلیت کو بھی اسی وجہ سے جاہلیت کہا جاتا ہے۔

چیلنج! کن کن صورتوں میں، اسم کی جگہ ضمیر کو استعمال کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے؟

مَطْوِيَّاتٌ	تہہ شدہ، لپٹے ہوئے	صَعِقَ	وہ بے ہوش ہو گیا	زُمَرًا	گروہ در گروہ

سبق 18A: علم البدیع

ہم نے علم البیان اور علم المعانی کے مباحث کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے۔ اس سبق میں ہم علم بلاغت کے تیسرے علم، علم البدیع کے اصول و مبادی کا مطالعہ کریں گے۔

تعمیر شخصیت
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی کرنے کی کوشش کیجیے۔

علم البدیع کا مقصد کلام کو اس کی ظاہری شکل اور معانی کے اعتبار سے خوبصورت بنانا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ علم، قرآن و حدیث کے معانی کو سمجھنے کے لئے زیادہ اہم نہیں ہے، اس وجہ سے ہم اس کے بنیادی تصورات کا مختصراً جائزہ لیں گے۔

معنوی خوبصورتی

عربی میں کلام کو معانی کے اعتبار سے خوبصورت بنانے کے لئے متعدد طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں بعض یہ ہیں۔

- طباق : یعنی ایک ہی جملے میں ایک اسم اور اس کے مقابلے کے اسم کو اکٹھا کرنا۔ جیسے هُوَ الأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔
- مقابلة : دو متضاد چیزوں کا ایک ہی جملے میں موازنہ کرنا جیسے يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ الْمُنكَرِ۔
- مَرَاعَاةُ النَظِير : دو باہمی تعلق والے ایسے الفاظ کو ایک جملے میں اکٹھا کرنا جو ایک دوسرے کے متضاد نہ ہوں۔ مثلاً إِنَّه هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ یہاں سماعت و بصارت ایک دوسرے سے متعلق ہیں مگر متضاد نہیں ہیں۔
- مشاكلة : لفظ کو شکل اور معنی کی مناسبت سے استعمال کرنا جیسے نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ۔ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے۔ فَأَنْسَاهُمْ کا مطلب ہے کہ "اس نے انہیں چھوڑ دیا کیونکہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔" یہاں اسی لفظ کو جملے کی خوبصورتی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔
- الطَيُّ والنَشرُ : دو باتوں کا موازنہ کرنا اور اس کے بعد ان کی تفصیل بیان کرنا مگر یہ بات بیان نہ کرنا کہ کون سی چیز کس سے متعلق ہے۔ مثلاً جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيه وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِه۔ یہاں پہلے رات اور دن کا ذکر فرمایا پھر سکون اور رزق کی تلاش کا ذکر ہوا۔ اس بات کو مخاطب کی ذہانت پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ سکون رات سے متعلق ہے اور رزق کی تلاش دن سے۔ بعض اوقات ترتیب کو بھی اس لئے الٹ دیا جاتا ہے کہ مخاطب کا ذہن متوجہ رہے۔
- جَمع : دو بظاہر غیر متعلق الفاظ کو ایک جملے میں اکٹھا کرنا۔ مثلاً الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ ایسی صورتوں میں ان چیزوں کے درمیان تعلق گہرا ہوتا ہے۔ مثلاً مال اور اولاد میں گہرا تعلق یہ ہے کہ انسان ان دونوں ہی کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ عربوں کے ہاں یہی دو چیزیں تھیں جن پر وہ فخر کیا کرتے تھے۔

سبق 18A: علم البدیع

- تفریق: یہ ریاضی والی تفریق نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دو چیزوں کو ایک جملے میں اکٹھا کرنا۔ پھر ان میں سے ایک کی تفصیل بیان کرنا اور دوسرے کو بالکل ہی نظر انداز کر دینا۔ اس کا مقصد پہلی چیز کی دوسری پر فضیلت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ جیسے هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ۔ یہاں میٹھے پانی کی تفصیل تو بیان کی گئی ہے مگر کھارے پانی کی طرف بس اشارہ ہے۔ اس کا مقصد میٹھے پانی کی خوبی کو بیان کرنا ہے۔
- تقسیم: دو چیزوں کو ایک جملے میں بیان کرنا، پھر ایک ایک کو لے کر علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کرنا۔ مثلاً كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ. فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ. وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔
- مبالغة: کسی بات کی شدت یا عظمت کو بیان کرنا۔ جیسے أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔ اس مثال میں اندھیرے در اندھیرے کی تفصیل ہے۔
- نفي شيء بإيْجابه: یعنی مثبت چیز کو منفی اسلوب میں بیان کرنا۔ جیسے لا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ یعنی وہ ہر حالت میں اللہ ہی ذکر کرتے ہیں۔
- العكس: یعنی دو متضاد چیزوں کا ایک ہی جملے میں حصہ بنانا۔ مثلاً يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔

ظاہری خوبصورتی

معنوی اعتبار سے خوبصورتی پیدا کرنے کے علاوہ کلام کے ظاہری پہلو میں بھی خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں تکلف یا تصنع کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اگر بلا تکلف ایسا ہو جائے تو کلام میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعض طریقے یہ ہیں:

- جناس: دو الفاظ کو اس انداز میں جملے کے اندر اکٹھا کرنا جن کی آوازیں ملتی جلتی ہوں۔ مثلاً لا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. وَلا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ. وَلا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ. وَلا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔
- سجع: یعنی کلام کو ہم قافیہ رکھنا جیسے الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلاتِهِمْ سَاهُونَ. الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ. وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ۔ قرآن میں اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔
- ترصیع: دو ہم وزن جملوں کو ہم قافیہ بنانا جیسے إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ. وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ۔ ایسے کلام کو مقفّع و مرصّع کلام کہا جاتا ہے۔
- إنعكاس: لفظ کے حروف کو الٹ کر ایک اور لفظ بنانا اور ان دونوں کو ساتھ ساتھ استعمال کر دینا۔ مثلاً وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

> چیلنج! تجاہل العارف کسے کہتے ہیں؟ یہ کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟ دو مثالیں دیجیے۔

دوسرے کے کلام کا دوبارہ استعمال

دوسرے کے کلام کو استعمال کرنے کے مختلف راستے ہیں۔ تفصیل یہ ہے:

- سرقہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل کلام کرنے والے کا نام بتائے بغیر اس کے کلام کو استعمال کرنا۔ یہ چوری کے مترادف ہے اور نہایت ہی گری ہوئی حرکت ہے۔ اس کی اقسام یہ ہیں:
  - نسخ: یعنی دوسرے کے کلام کو الفاظ اور معانی سمیت نقل کر لینا۔
  - مسخ: دوسرے کے کلام کو لے کر اس میں کچھ تبدیلیاں کر کے انہیں نقل کر لینا۔
  - سلخ : دوسرے کے معانی کو لے کر انہیں اپنے الفاظ میں پیش کر دینا۔
- اقتباس: دوسرے کے کلام کے کچھ حصے کو اس کے نام کے ساتھ پیش کرنا۔ یہ درست اور جائز ہے۔ قرآن مجید میں بھی بہت سے لوگوں کے اقوال نقل ہوئے ہیں۔
- تضمیْن : اس کا استعمال عام طور پر شاعری میں ہوتا ہے۔ ایک شاعر کسی مشہور شاعر کا کلام لیتا ہے اور اسی وزن اور قافیہ پر اپنے اشعار اس نظم میں شامل کرتا چلا جاتا ہے۔ اصل شاعر کا نام بیان کر دیا جاتا ہے۔ اسے بھی درست سمجھا جاتا ہے۔
- عقد : اس کا مطلب ہے دوسرے کی نثر کو شاعری کے قالب میں بیان کر دینا۔ بہت سے عرب شاعروں نے قرآن و حدیث کے مضمون کو شاعری میں بیان کیا ہے۔
- حِل : یہ عقد کا الٹ ہے۔ یعنی دوسری کی شاعری کو نثری اسلوب میں بیان کرنا۔ یہ دونوں جائز ہیں بشرطیکہ اصل مصنف کا نام بیان کر دیا جائے۔
- تلمیح : یہ کسی مشہور واقعے کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے مشہور واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مگر تفصیل بیان نہیں کی گئی کیونکہ یہ واقعات بہت مشہور ہیں اور ان کی تفصیلات بائبل میں درج ہیں۔

آج کا اصول: عربی میں مجازی معنی بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اوقات خبریہ جملوں کو حکم یا درخواست کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے یا درخواست والے جملوں کو خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات سوال کا مقصد جواب حاصل کرنے کی بجائے کچھ اور ہوتا ہے۔ الفاظ میں کسی بات کو بیان کرنا یا انہیں حذف کر دینے سے مختلف معنی نکلتے ہیں۔ الفاظ کی ترتیب بدلنے میں معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اسم معرفہ یا نکرہ کے استعمال سے مختلف مفاہیم پیدا کیے جاتے ہیں۔ الفاظ کی تعداد کی کمی بیشی مختلف معنی رکھتی ہے۔ ان سب کی مختلف صورتیں اس لیول پر بیان کی گئی ہیں۔

سبق 18A: علم البدیع

اپنی صلاحیت کا امتحان لیجیے! قرآن مجید کی ان عبارتوں کو ترجمہ کیجیے اور جملے کو خوبصورت بنانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، اس کا تعین کیجیے۔ اگر بات واضح نہ ہو تو سیاق و سباق کا مطالعہ کیجیے۔

عربي	قسم
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (5:90)	جمع
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ (6:1)	
لا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (6:103)	
بسم الله الرحمن الرحيم	
رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (38:66)	
وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى. وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا (53:43-44)	
يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ. وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ (101:4-5)	
وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ. (104:1-8)	
فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى. وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى. فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى. وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى. وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى. فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى (92:5-10)	
الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ. وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (55:5-6)	
وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ (17:12)	
مَنْ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ (17:15)	
لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (59:21)	

چیلنج! اسلوب الحکیم کسے کہتے ہیں؟ یہ کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟ دو مثالیں دیجیے۔

قسم	عربي
	وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلاَّ كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ (31:32)
	فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ. فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ. وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ. فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (101:6-9)
	وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ... وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ... وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمْ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ... وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ... وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمْ الْغَمَامَ... وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ (2:49-59)
	وَلَوْ أَنَّمَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ (31:27)
	فَلا تَخْشَوْا النَّاسَ وَاخْشَوْنِي (5:44)
	وَإِذْ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ... وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (2:124,132)
	وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَاسَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الأَمْرُ (11:44)
	فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (60:10)
	فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَه. وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَه (99:7-8)
	وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً. فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً. فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحاً. فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً. فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً (100:1-5)
	وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ (5:5)
	إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ. وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ. وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ. وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ. عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ (82:1-5)

سبق18B: سورۃالمومن تاسورۃالحجرات

اس سبق میں ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے۔ سبق 17B اور 18B میں دی گئی سورتیں مل کر ایک مکمل پیغام دیتی ہیں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ آپ قرآن مجید کے اس حصے کا نظم تلاش کیجیے۔

تعمیر شخصیت
دنیا کا سب سے آسان کام خود کو دھوکہ دینا ہے۔ ہر شخص جس کی خواہش کرتا ہے، وہ اس پر یقین کرنے لگتا ہے۔

سُورَةُ الْمُؤمِن	بسم الله الرحمٰن الرحيم

حم. تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ. غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ. مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ. كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ؟ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ.

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ. رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ.

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ. قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ؟ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ.

چیلنج! سبق 17B اور 18B میں دی گئی سورتوں میں سے ہر ایک کا مرکزی خیال متعین کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس کے بعد ان تمام سورتوں کے مرکزی مضامین کا آپس میں باہمی تعلق دریافت کیجیے۔
اشارہ: سورۃ المومن سے لے کر سورۃ الاحقاف میں ایک خاص تعلق پایا جاتا ہے۔

قَابِلِ	قبول کرنے والا	ذِي الطَّوْلِ	طاقت ور	مَقْتُ	نفرت، جلال

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ. فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ [1] مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ.

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ. الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ. وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ [2] كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ. يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ. وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ.

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ. إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ [3] فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ. فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ.

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ.

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ.

(۱) روح سے مراد وحی ہے کیونکہ یہ ذہن کو روح بخش دیتی ہے۔(۲) کلیجہ منہ کو آنا شدید خوف کی تصویر کشی ہے۔(۳) ہامان فرعون کا دست راست تھا۔ قارون اسرائیلی تھا مگر اس نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور فرعون سے مل گیا تھا۔

چیلنج! ظاہری اعتبار سے کلام کو خوبصورت بنانے کے لئے جو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، ان میں سے تین کو ایک ایک مثال کی مدد سے بیان کیجیے۔

بَارِزُونَ	واضح، ممتاز	الْآزِفَةِ	قریب آنے والا دن	كَاظِمِينَ	گھٹے ہوئے

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ. يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ [1] فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۚ. قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ.

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ. مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ. وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ. يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ. وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ. الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ.

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ. أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ.

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ. يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ. مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ.

وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ. تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ. لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ. فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ.

(۱) ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ حال ہے۔

التَّنَادِ	پکار، اعلان	تَبَابٍ	تباہی	لَا جَرَمَ	یقیناً، کوئی شک نہیں

فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ. النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ. وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ.

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ. وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ. قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ. إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا [1] وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ. يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ. وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ. هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ.

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ. إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ. لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ. إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ.

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ. اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ. ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ؟ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ.

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ. هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(۱) یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ دنیا میں ہی اپنے رسول کی مدد فرماتا ہے۔ کفار رسول پر غلبہ نہیں پاسکتے اور انہیں اسی دنیا ہی میں سزا دے دی جاتی ہے۔ سیدنا نوح، ہود، صالح، ابراہیم، شعیب، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی قومیں اس کی مثال ہیں۔ کسی کو بذریعہ قدرتی آفت سزا دی گئی اور سیدنا موسیٰ و محمد کے مخاطبین کو اہل ایمان کے ہاتھوں۔ سورۃ توبہ میں اسی سزا کا بیان ہے۔

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ. هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ. هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ.

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ؟ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ. فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ. ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ؟ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ.

ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ. ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ. فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ.

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ. اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ. وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ. وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ.

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ. فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ.

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ.

سُورَةُ حم سجدة	بسم الله الرحمٰن الرحيم

حم. تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ. كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عربيا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ. وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ.

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ. الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ.

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ. وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ. ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ. فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ.

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ. إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ.

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ. فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ.

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ. حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ [1] أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ. وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ.

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ. وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ. وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ. فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ. ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا اللَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ.

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ. نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ. وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ. وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ. (سجدة)

(۱) تم اپنے ہاتھ، جلد وغیرہ سے اپنے گناہ تو چھپا نہیں سکتے کا مطلب ہے کہ اب ان کی گواہی کو تم نہیں جھٹلا سکتے۔

الْمُعْتَبِينَ	توبہ کرنے والے	قَيَّضْنَا	ہم نے مقرر کیا	قُرَنَاءَ	ساتھی

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ.

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ. لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ. مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ. وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا [1] لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ. مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ. إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ. وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ.

لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ. وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ. وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ.

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ. سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ. أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ.

(۱) یہ ایک محذوف سوال کا جواب ہے۔ سوال یہود کی جانب سے تھا: "پچھلے صحیفے تو عبرانی زبان میں نازل ہوئے تھے۔ اگر قرآن آسمانی صحیفہ ہے تو یہ عربی میں نازل کیوں ہوا؟ عبرانی میں نازل کیوں نہیں ہوا؟"

رَبَتْ	اس نے نفع دیا	يَسْأَمُ	وہ بور ہو گا، تھک جائے گا	نَأَىٰ بِجَانِبِهِ	اس نے (تکبر سے) سائیڈ کر لی

سُورَةُ الشُورَى	بسم الله الرحمن الرحيم

حم. عسق. كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ. تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ.

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عربيا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ [1] وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ. وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ. أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ. فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ. لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ. وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ [2] ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ.

(۱) شہروں کی ماں کا مطلب ہے ملک کا مرکزی شہر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب کا مرکزی شہر مکہ تھا۔(۲) لولا كلمة ... لقضي بينهم تک جملہ معترضہ ہے۔

يَذْرَؤُكُمْ	اس نے تمہیں بنایا	يَجْتَبِي	وہ انتخاب کرتا ہے	أُورِثُوا	انہیں وارث بنایا گیا

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ. وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ.

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ [1] وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ. يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ. اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ. مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ.

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ [2] شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ [3]. ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ [4] ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ.

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ. وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ. وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ. وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ.

(۱) حرف واؤ کو یہاں "یعنی کہ" کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسے "واؤ الحال" کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ: "اللہ ہی ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا یعنی کہ صحیح و غلط میں فرق کرنے والے میزان کو۔" (۲) سوال کا مقصد تردید ہے۔ (۳) اس جملے کے صحیح زور کو سمجھنے کے لئے اوپر کی آیت دیکھیے: وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ۔ (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتے کے تعلق سے مشرکین قریش کو ایمان لانے کی دعوت دی۔

دَاحِضَةٌ	مسترد	الْمَوَدَّةَ	محبت	يَقْتَرِفْ	وہ کرتا ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ. وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ. وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ.

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ. إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ. أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ.

وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ. فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ.

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ.

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ.

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ. وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ. إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ.

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ؟ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ. وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ. اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ.

کیا آپ جانتے ہیں؟ یہ سورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں قیام کے آخری ایام میں نازل ہوئی تھی۔ یہاں مسلمانوں کو اجتماعی زندگی گزارنے کے معاملات پر تیار کیا جارہا ہے۔ ان آیات میں وہ کردار بیان ہوا ہے جو اسلامی ریاست میں درکار ہے۔ آیت وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ اسلامی نظام سیاست کی بنیاد ہے۔

رَوَاكِدَ	کھڑا ہونا	شُورَىٰ	باہمی مشورہ	مَرَدٍّ	واپسی کی جگہ

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ. لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ. أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ.

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ. وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا [1] مِنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ.

(۱) ان آیات میں وحی کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ روح سے مراد جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام ہیں جو وحی لاتے ہیں۔

چیلنج! دس ایسے طریقے بیان کیجیے جن کی مدد سے کلام کو معنی کے اعتبار سے خوبصورت بنایا جا سکتا ہے۔ ہر طریقے کی ایک ایک مثال دیجیے۔

مطالعہ کیجیے

کچھ ایسے لوگ ہیں جو لکھنے کے بعد پھر بھی سوچتے رہتے ہیں کہ میں نے درست لکھا یا نہیں؟ یہ کون لوگ ہیں اور لکھنے کے بعد سوچتے کیوں ہیں؟ http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU03-0006-Review.htm
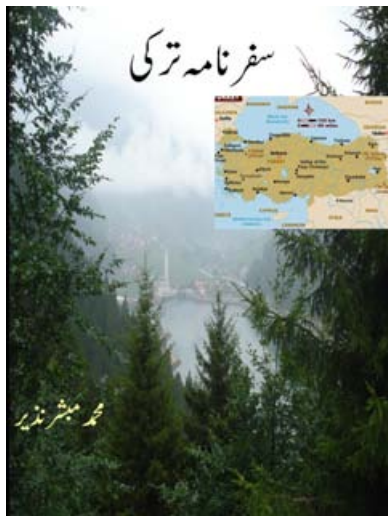
سُورَةُ الزُخرُف	بسم الله الرحمٰن الرحيم

حم. وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ[1]. إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عربيا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ. وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ. أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا [2] أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ. وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ. وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ. فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ.

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ. وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ. وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ. لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ. وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ.

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ. أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ؟ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ [3] هُوَ كَظِيمٌ. أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ. وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ.

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ. أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ. بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ. وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ. قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ. فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ.

(۱) قسم بیان کی گئی ہے مگر مقسم علیہ (یعنی جس بات پر قسم فرمائی جائے) محذوف ہے۔ اگلی آیات کا مطالعہ کر کے اس کا تعین خود کیجیے۔(۲) یہ مفعول لہ یعنی وجہ ہے، یعنی: "کیا ہم اس تذکیر کو محض تمہیں نظر انداز کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیں؟" (۳) یہ واوٴ الحال ہے۔"اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اس حال میں کہ اس کا دل گھٹا ہوا ہوتا ہے۔"

الزُخرُف	سجاوٹ	الْحِلْيَةِ	زیور	مُسْتَمْسِكُونَ	مضبوطی سے تھامنے والے

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ [1] مِمَّا تَعْبُدُونَ. إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ. وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ [2] حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ. وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ.

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ [3] عَظِيمٍ. أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ. وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ. وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ. وَزُخْرُفًا ۚ وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ.

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ. وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ [4] عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ. حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ [5] فَبِئْسَ الْقَرِينُ. وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ. أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ؟ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ. أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ.

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ. وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا [6] مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ؟

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ. فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ. وَمَا نُرِيهِمْ [7] مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ. فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ [8] إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ.

(۱) مصدر کو بطور صفت استعمال کیا گیا ہے۔ یہ صفت کی شدت کو ظاہر کرتا ہے۔(۲) ایک جملہ محذوف ہے: "طویل وقت گزر گیا اور یہ لوگ حق سے منحرف ہو گئے۔" (۳) یعنی مکہ و طائف۔(۴) جمع کا صیغہ استعمال کرنے سے "شیطان" کے ساتھ اس کی ذریت بھی شامل ہو گئی۔(۵) زمین کی دو انتہائی سمتیں۔(۶) پچھلے رسولوں سے پوچھو یعنی ان کی آسمانی کتب پڑھو۔(۷) فعل ناقص "کان" محذوف ہے۔(۸) فرعون کی قوم پر پے در پے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجے گئے۔

سُخْرِيًّا	آقا، ملازمت دینے والا	نُقَيِّضْ	ہم فیصلہ کرتے ہیں	يَنْكُثُونَ	وہ مکر جاتے ہیں

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ؟ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ. فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ؟ فَاسْتَخَفَّ [1] قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ. فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ. فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ.

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ. وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ؟ [2] ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ. إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ. وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ. وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ. وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ.

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ. إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ. فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ.

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ؟ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ. يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ [3]. الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ. ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ. يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ.

(۱) مطلب ہے: "اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا۔" (۲) مشرکین عرب نے اپنے معبودوں کا مقابلہ سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام سے کرتے ہوئے اعتراض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف تو ہمارے معبودوں کی تردید کرتے ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں کے مزعومہ خدا عیسی کی تعریف کرتے ہیں۔ (۳) اس زندگی میں دو قسم کی تکالیف ہیں: ماضی کے پچھتاوے اور مستقبل کا خوف۔ آخرت میں یہ دونوں نہ ہوں گے۔

أَسْوِرَةٌ	کنگن	الْأَخِلَّاءُ	دوست، خلیل کی جمع	تُحْبَرُونَ	تمہیں خوش کر دیا جائے گا

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ. لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ. وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ.

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ. لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ. أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ؟ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ؟ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ.

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ. سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ.

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ. وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ. وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ. وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ؟ [1] وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ. فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ [2] ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ.

(۱) یہ اظہار تعجب ہے۔ (۲) یہ ترک کرنے کا سلام ہے یعنی "خدا حافظ! اب جان چھوڑ دو"۔ اس کی مثال سورۃ الفرقان میں ہے: وإذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما۔ ان الفاظ میں ایک پوشیدہ دھمکی ہے کیونکہ رسول کے ہجرت کرنے کے بعد کفار پر عذاب آ جایا کرتا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے محض ڈیڑھ برس بعد قریش کی لیڈر شپ پر یہ عذاب جنگ بدر میں آیا جس میں وہ سب کے سب مارے گئے۔ یہی عذاب باقی مشرکین کے لئے سورۃ توبہ میں مذکور ہے۔ ان سب کے ایمان لانے کی وجہ سے یہ عذاب ان پر نافذ نہیں کیا گیا۔
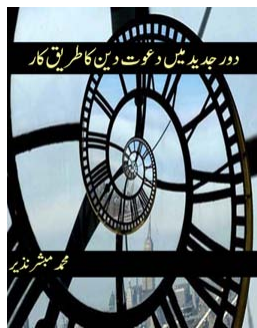
مطالعہ کیجیے!

اسلام کی دعوت کے لئے کام کیسے کیا جائے؟ دعوت دین کی حکمت عملی کیسے تیار کی جائے۔ http://www.mubashirnazir.org/ER/L0005-00-Dawat.htm

سُورَةُ الدُّخَان	بسم الله الرحمٰن الرحيم

حم. وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ [1]. إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ. أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ. رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ. لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ. بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ.

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ. يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ. رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ. أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ. ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ. إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ. يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ.

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ. أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ. وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ. وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ.

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ. فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ. وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ. كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ؟ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ؟ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ؟ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ. فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ. وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ. مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ. وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ. وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُبِينٌ.

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ. إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ. فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ [2] وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ؟ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ. وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ. مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

(۱) مقسم علیہ محذوف ہے۔ اگلی آیات کا مطالعہ کر کے اس کا تعین خود کیجیے۔ (۲) تبع یمن کے بادشاہ تھے جنہوں نے ۱۱۵ ق م سے لے کر ۵۷۵ء تک ایک عظیم سلطنت قائم کی۔

فَاعْتَزِلُونِ	مجھے چھوڑ دو، فَاعْتَزِلُونِي میں ی حذف ہے	رَهْوًا	کنٹرول سے باہر	زُرُوعٍ	کھیت

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ. يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ. إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ. إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ. طَعَامُ الْأَثِيمِ. كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ. كَغَلْيِ الْحَمِيمِ. خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ. ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ. ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ. إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ.

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ. فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ. كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ. يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ. لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ. فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ.

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ. فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ.

آج کا اصول:

لفظ لَدَی کا معنی ہوتا ہے "پاس"۔ یہ عند کا ہم معنی ہے۔ جیسے لَدَی الْبَابِ (دروازے کے پاس)، إِذْ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ (جب دل حلق کے پاس آپہنچا یعنی کلیجہ منہ کو آگیا)، ما ذا لديك (تمہارے پاس کیا ہے؟)

کیا آپ جانتے ہیں؟ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون کے رسول کے مخاطب کفار کو بحیثیت مجموعی اسی دنیا میں سزا دی جاتی ہے اور رسول کے پیروکاروں کو بحیثیت اجتماعی اسی دنیا میں جزا دی جاتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہی معاملہ ہر انسان کے ساتھ آخرت میں کرنے والا ہے۔ مشرکین مکہ پر یہ سزا اس طرح نافذ ہوئی کہ ان کے بڑے بڑے سردار جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ اس وجہ سے اس جنگ کو یوم الفرقان کا نام دیا گیا۔ ان کے باقی ماندہ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ورنہ فتح مکہ کے بعد انہیں سزا دی جاتی۔ دوسری جانب اہل ایمان کو جزا اس طرح دی گئی کہ اس سورت کے نزول کے دس سال کے اندر پورا جزیرہ نما عرب ان کے زیر اقتدار آ گیا۔ اگلے دس سال میں انہوں نے دنیا کی دو سپر پاورز کو شکست دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے موجودہ بلوچستان سے لے کر مراکش تک کا علاقہ ان کے زیر نگیں کر دیا۔

الزَّقُّومِ	جہنم کا درخت	يَغْلِي	وہ ابلے گا	سُنْدُس	ریشم
الْمُهْلِ	تیل کی تلچھٹ	فَاعْتِلُوهُ	اسے گھسیٹو	ارْتَقِبْ	انتظار کرو

سُورَةُ الْجَاثِيَة	بسم الله الرحمن الرحيم

حم. تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ. وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ. وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ. تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ.

وَيْلٌ لِكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ. يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ. مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. هَٰذَا هُدًى ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ.

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ [1] وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ.

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ.

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ [2] وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ. وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ. هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ.

(۱) یعنی سورج، بادل، ہوا سب کو تمہاری خدمت میں لگا دیا تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے زمین کو خاص طور پر انسانوں کی رہائش کے قابل بنایا ہے۔ (۲) یہ اس اسلامی سلطنت کی طرف اشارہ ہے جو سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلفاء راشدین یوشع و کالب نے قائم کی اور داؤد و سلیمان علیہما الصلوۃ والسلام کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچی۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ. وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ.

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ.

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ. وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ.

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ. وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ. وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُجْرِمِينَ.

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ. وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ. وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ. ذَٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ [1] مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ.

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

(۱) یہ التفات کی مثال ہے۔ مشرکین سے خطاب میں کلام کا رخ تبدیل کیا ہے جو ظاہر کرتا ہے عذاب بس آیا ہی چاہتا ہے۔

الدَّهْرُ	وقت، زمانہ	جَاثِيَةً	گھٹنوں کے بل جھکا ہونا	نَسْتَنْسِخُ	ہم ریکارڈ کر رہے ہیں

سُورَةُ الأحقاف	بسم الله الرحمن الرحيم

حم. تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. مَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ.

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ؟ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ. وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ.

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ. أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ.

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ [1] وَشَهِدَ شَاهِدٌ [2] مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ.

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ. وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ.

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

(۱) جواب شرط محذوف ہے جو کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس سے وہ کفر کر رہے ہیں وہ بہت ہی شدید ہے۔
(۲) یہ اشارہ ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر دی۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ.

وَالَّذِي [1] قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ [2] آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ. وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ. وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ.

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ [3] وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ.

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ؟

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ.

(۱) یہ تمثیل ہے۔ ضروری نہیں کہ کوئی مخصوص شخص زیر بحث ہو۔ بلکہ ایک تمثیل بیان کر کے ہر شخص کے سامنے آئینہ رکھ دیا گیا ہے کہ وہ اس میں خود کو دیکھ لے۔ (۲) یہ الفاظ عام طور پر نفرت اور غصے کے اظہار کے لئے آتے ہیں۔ جیسے اردو میں کہا جاتا ہے: تمہارا خانہ خراب، بیڑہ غرق۔ (۳) یہ جنوب مشرقی عرب کا عظیم صحرا ہے جو ربع الخالی کے نام سے مشہور ہے۔ عمان میں قوم عاد کے ایک عظیم شہر کے آثار دریافت ہوئے ہیں۔

أُفٍّ لَكُمَا	تم دونوں کا خانہ خراب	يَسْتَغِيثَانِ	دونوں مدد مانگتے ہیں	لِتَأْفِكَنَا	تا کہ ہم تمہیں بہکائیں
أَتَعِدَانِنِي	کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو؟	الْأَحْقَافِ	پہاڑیاں ٹیلے		

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ. تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ.

وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ.

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ.

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ [1] يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ.

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ. يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ. وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ؟ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ.

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ.

(۱) یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی پر ایک مقام پر رکے اور وہاں تلاوت فرمائی۔ جنات کا ایک گروہ گزر رہا تھا۔ انہوں نے قرآن سنا تو اس کے پیغام سے بہت متاثر ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی قوم کو جا کر یہی بات بتائی۔

عَارِضٌ	بادل، عارضی واقعہ	أَوْدِيَتِهِمْ	ان کی وادیاں		

سُورَةُ مُحَمَّد

بسم الله الرحمن الرحيم

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ.

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ. سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ. وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ. وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ. أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ؟ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا. ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ.

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ. وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ. أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ؟

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ [1] وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ.

(۱) اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنت کے دریا اور نہریں بہتے ہوں گے، ٹھہرے ہوئے نہ ہوں گے۔

أَثْخَنْتُمُوهُمْ	تم انہیں شدت سے مارو	الْوَثَاقَ	سختی سے	تَعْسًا	بد قسمتی

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ. وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ. فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ؟ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ.

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ. طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ.

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ؟ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ. أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا؟ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ. فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ.

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ؟ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ [1] الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ. وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ [2] الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ. إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ.

(۱) مکارانہ انداز میں بناوٹ کے ساتھ بات کہنے کو لحن القول کہا گیا ہے۔(۲) لفظ علم کو امتحان لے کر ممیز کر دینے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

مطالعہ کیجیے! ریاکاری کیا ہے۔ یہ کسی مذہبی شخص کے اچھے اعمال کو کیسے تباہ کرتی ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0002-Ostentation.htm

مُتَقَلَّبَكُمْ	تمہارے کام	أَمْلَىٰ لَهُمْ	اس نے ان کے لئے غلط امیدیں باندھیں	أَضْغَانَهُمْ	ان کا شدید غصہ و کینہ
سَوَّلَ	اس نے بہکایا			لَنَبْلُوَنَّكُمْ	ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ. إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ. فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ[1] وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ. إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ. إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ.

هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ.

سُورَةُ الفَتح	بسم الله الرحْمن الرحيم

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا. لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ [2] وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا. وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا.

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا. لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا.

وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا. وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا.

(۱) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو خوشخبری ہے کہ وہ غالب آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور متمدن دنیا کے بڑے حصے پر ان کا اقتدار قائم ہو گیا۔ (۲) لفظ "ذنب" چھوٹی موٹی غلطیوں کے لئے بھی آتا ہے۔ نبی معصوم ہوتا ہے۔ اس سے اگر کبھی کوئی خطا سرزد ہوتی بھی ہے تو وہ حق کی جانب میلان کے باعث ہی ہوتی ہے۔ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے نمائندے کے طور پر خطاب کیا گیا ہے اور ان کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف کر دینے کی نوید ہے۔

مطالعہ کیجیے! دینی احکام کا ظاہری ڈھانچہ اہم ہے مگر ان کی اصل روح زیادہ اہم ہے۔
http://www.mubashirnazir.org/PD/Urdu/PU02-0017-Spirit.htm

الْأَعْلَوْنَ	غالب	لَنْ يَتِرَكُمْ	وہ تم سے غلط نہ کرے گا	فَيُحْفِكُمْ	وہ تم سے پورا لے گا

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا.

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا. بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا. وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا. وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا. سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا.

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا. لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا.

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ 1 فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا. وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا. وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً 2 تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً 3 لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا. وَأُخْرَىٰ 4 لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا.

(۱) مشہور صلح حدیبیہ زیر بحث ہے۔ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ قرآن نے پہلی آیت میں اس صلح کو عظیم فتح قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ صلح کے چار سال کے عرصے میں پورا عرب صحابہ کے زیر نگیں آ گیا۔(۲) کثرت سے مال غنیمت کا یہ وعدہ اگلے سال سے پورا ہونا شروع ہوا جب خیبر فتح ہو گیا۔(۳) جنگ خیبر کی طرف اشارہ ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد ہوئی۔ (۴) مراد فتح مکہ ہے جو صلح حدیبیہ کے دو سال بعد ہوئی۔

تُعَزِّرُوهُ	تم اس کا ساتھ دو	تُوَقِّرُوهُ	تم اس کی عزت کرو	بُورًا	مکار

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا. سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا. وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ [1] مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا.

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا [2] أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا [3]. إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا.

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا [4] بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا. هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا.

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ [5] لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا.

(۱) حدیبیہ کی وادی مکہ کے قریب ہے۔(۲) یہ حال ہے جو قربانی کے جانوروں کے روکے جانے کو بیان کر رہا ہے۔ خود مشرکین بھی کعبہ سے کسی کو روکنے کو حرام سمجھتے تھے۔(۳) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست مخاطبین کی سزا کی طرف اشارہ ہے۔ ان میں سے اکثر ایمان لے آئے چنانچہ سزا سے بچ گئے۔(۴) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی طرف اشارہ ہے جس کی بنیاد پر آپ نے عمرہ کے لئے مکہ کا رخ کیا۔ کفار نے آپ کو روکنے کی کوشش کی۔ مذاکرات کے نتیجہ میں صلح ہوئی جسے فتح مبین کہا گیا ہے۔ اگلے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ عمرہ کا سفر کیا اور آپ کا یہ خواب پورا ہو گیا۔(۵) یہ تمثیل انجیل متی، باب ۱۳ میں موجود ہے۔

مَعْكُوفًا	روکتے ہوئے	مَعَرَّةٌ	لاعلمی میں	حَمِيَّةَ	قوم کے بارے میں تعصب

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ	بسم الله الرحمٰن الرحيم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ [1] وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ. إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ. إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ. وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ [2] فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ. وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ. فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

(۱) یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ بعض بدو مدینہ آئے اور بڑی بدتمیزی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات کے باہر آوازیں لگانے لگے۔ یہاں انہیں سرزنش ہے اور مسلمانوں کو آداب کی تعلیم ہے۔ (۲) تفاسیر کی بعض کتب میں اس آیت کے تحت ایک جعلی روایت درج کی گئی ہے۔ اسے نظر انداز کر دینا چاہیے۔
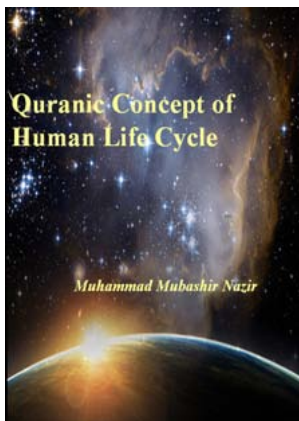
مطالعہ کیجیے!

انسانی لائف سائکل کے بارے میں قرآن کا تصور کیا ہے؟

http://www.mubashirnazir.org/PN/R0001-Life.htm

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ [1] عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ.

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا [2] وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ.

قَالَتِ الْأَعْرَابُ [3] آمَنَّا ۖ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ.

قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ؟ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ.

(۱) مذکر کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ مرد و خواتین دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں عام طور پر مذکر صیغے سے خطاب کیا جاتا ہے جس میں مرد و خواتین دونوں سے خطاب ہوتا ہے۔ جہاں خاص خواتین کو خطاب کرنا مقصود ہو، وہاں مونث صیغے میں خطاب کیا جاتا ہے۔

(۲) عرب قبائل میں بکھرے ہوئے تھے اور ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔ اس کی کچھ جھلک آپ نے جاہلی شاعری میں دیکھ لی ہے۔ اسلام نے انہیں ایک قوم بنا دیا۔ اس سورت میں ان چیزوں سے اجتناب کی تلقین ہے جو نفرت پھیلاتی ہوں جیسے باہمی فخر کا اظہار، مذاق اڑانا، دوسرے کی خامیوں کا تجسس کرنا، غیبت کرنا، بدظنی کرنا وغیرہ۔

(۳) یہ عود الی البدء کی مثال ہے۔ سورت کا آغاز عرب دیہاتیوں کے ذکر سے ہوا اور اب بات کا رخ پھر ان کی جانب ہو گیا ہے۔

مطالعہ کیجیے! ایک انتہا پسند اور ایک اعتدال پسند میں کیا فرق ہوتا ہے؟

http://www.mubashirnazir.org/PD/English/PE02-0015-Extremist.htm

لَا تَجَسَّسُوا	تجسس نہ کرو	لَا يَغْتَبْ	غیبت نہ کرو	لَا تَمُنُّوا	احسان نہ جتلاؤ

اگلا لیول

الحمد للہ آپ نے اس کورس کے تمام پانچوں لیول مکمل کر لئے ہیں۔ اس کورس کو مکمل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مزید سیکھنا چھوڑ دیں۔ مسلمان کو گود سے لے کر قبر تک تعلیم حاصل کرتے رہنا چاہیے۔ عربی زبان کے بارے میں اپنے علم کو مزید بہتر بنانے کے لئے چند مشورے پیش خدمت ہیں:

- قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کیجیے۔ کوشش کیجیے کہ پوری ایک سورت، ایک ہی بار میں پڑھ لیں۔ اس کے معانی میں غور کیجیے۔ جو تشبیہ، تمثیل، استعارہ، کنایہ، التفات آپ کے سامنے آئے، اس میں غور کیجیے۔ خود کو قرآن کا براہ راست مخاطب سمجھیے۔ ترجمہ کو براہ راست نہ پڑھیے۔ پہلے آیات کا معنی خود سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ نئے الفاظ کو لغت میں دیکھیے۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد ترجمہ کو دیکھیے تاکہ اپنی سمجھ کو آپ چیک کر سکیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا عربی میں مطالعہ جاری رکھیے۔ اوپر بیان کردہ طریقے سے اسے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔
- عربی کی جتنی کتب ہو سکیں، پڑھتے رہیے۔
- عربی اخباروں کی کم از کم اہم سرخیاں روزانہ پڑھیے۔ بہت سے عربی اخبار انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔
- عربی کے ریسرچ میگزینز کا مطالعہ کیجیے۔ بہت سے ایسے میگزین انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔
- عربی لغات خاص طور پر لسان العرب کا مطالعہ کرتے رہیے۔
- اعراب القرآن اور بلاغت القرآن کے موضوع پر کم از کم ایک کتاب پڑھیے۔ اس سے آپ کو علم النحو اور علم البلاغت کے اصولوں کے اطلاق کا موقع ملے گا۔ بہت سی ایسی کتب www.waqfeya.net پر دستیاب ہیں۔

- اگر آپ عربی میں تحریر سیکھنا چاہیں تو اس کے لئے یہ کام کیجیے:
  - ایک عربی پیراگراف کا اردو یا اپنی مادری زبان میں ترجمہ کیجیے۔
  - عربی کتاب کو بند کر دیجیے۔
  - اب اس اردو ترجمے کا دوبارہ عربی میں ترجمہ کیجیے۔
  - اپنی عربی تحریر کا موازنہ اصل کتاب سے کیجیے تاکہ آپ پر اپنی غلطی واضح ہو سکے۔ چند ہی دنوں میں آپ دیکھیں گے کہ آپ عربی میں لکھ سکتے ہیں۔
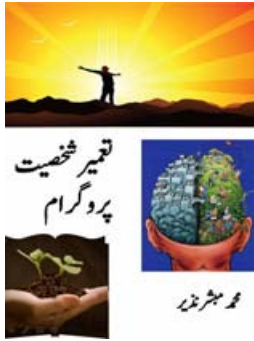
سیکھنے کا عمل کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اوپر بیان کردہ طریقے کو ساری عمر جاری رکھیے۔ اللہ تعالی ہمیں اپنے دین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالی ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

مآخذ و مراجع

اس کتاب کی تیاری میں ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:

القرآن و الْحديث

- القُرآنُ الكريْمُ
- الْمؤطَا لِمَالك ابن أنس
- الْجامع الصحيح، للإمام بُخاري
- الْجَامِعُ الصَّحِيحُ، للإمام مسلم
- سُنَن أبي داود و ترمذي و نسائي وابن ماجة

علم الصرف و الْنحو

- أسباق النحو ، حَميد الدين الفراهي
- آسان عربي گرامر، لطف الرحْمن خان
- عربي كا معلم ، مولوي عبدالستار خان
- كِتَابُ الصَّرف ، حافظ عَبدُالرَّحْمَن أمرتسري
- قواعد اللغة العربية المبسطة ، عبد اللطيف السعيد
- الْنَحوُ الأساسي ، دكتور أحْمَد مُختار عمر ، دكتور مصطفى النحاس زهران ، دكتور محمد حَمَاسَة عبداللطيف
- الْنَحوُ الوَاضِح ، علي الْجَارِم و مُصطَفى أمِيْن
- الْقَوَاعِدُ الأسَاسِيةُ لِلُغَةِ الْعربِيةُ ، السيد أحْمد الْهَاشِمِي

علم البلاغة

- البَلاغةُ الوَاضِحَة، علي الْجَارِم و مُصطَفى أمِيْن
- جواهر البَلاغَة فِي الْمَعَانِي و البَيَان و البَدِيع ، السيد أحْمد الْهَاشِمي
- أسرار البلاغة ، للجرجاني

تعليم اللغة العربية

- تعليم اللغة العربية ، جامعة الإسلامية بِمدينة الْمُنورة
- العربيةُ بَيْنَ يَدَيك، دكتور عبد الْرَّحْمَن بن إبراهيم الفوزان، دكتور مُختار الطاهر حسين، محمد عبد الْخالق محمد فضل
- دُرُوسُ الْلُغَةِ العربِية لِغَيْرِ الْنَاطِقِيْنَ بِهَا ، الْدكتُور ف. عَبدُ الرَحِيم

الأدب العربِي

- أزْهَارُ الْعَرَبْ، محمد بن يوسف السورتي
- دَرَاسَةُ البَلاغَة الْعربِيةِ فِي ضَوءِ النَّصِّ العربي ، الدكتور عبدالله بن أحْمد العطاس
- الْجَوَانِبُ الإعْلامِية فِي خُطُبِ الرَّسُول صلي الله عليه وسلم ، سعيد بن علي ثابت
- مُخْتَارَات من أدَبِ العَرَبْ ، أبو الْحَسَنْ علي الْحَسنِي النَدوي
- صُوَر من حَياة الصَّحَابة ، الدكتور عبد الرحْمَن رأفت باشا
- تاريخ الأدب العربِي، الدكتور عبدالْحليم الندوي

قاموس و غَيْرهم

- الْمَورِدْ قاموس عربِي إنكليزي ، الدكتور روحي بَعَلْبَكي
- القاموس لشركة صخر لبَرَامجِ الْحاسب
- تاج العروس، السيد محمد مرتضى الْحُسينِي الزبيدي

مصنف کی دیگر تحریریں www.mubashirnazir.org پر دستیاب ہیں۔

مایوسی سے نجات کیسے؟

محمد مبشر نذیر
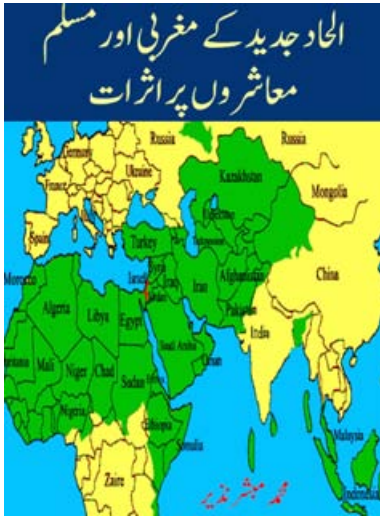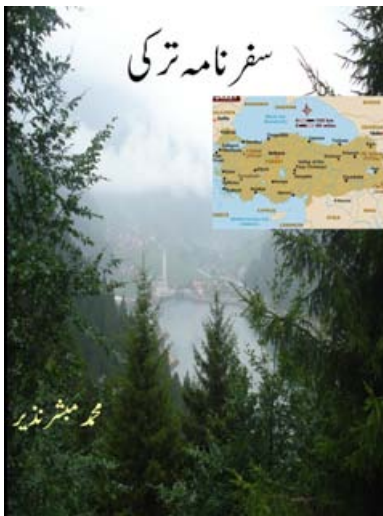
Personality Development Program
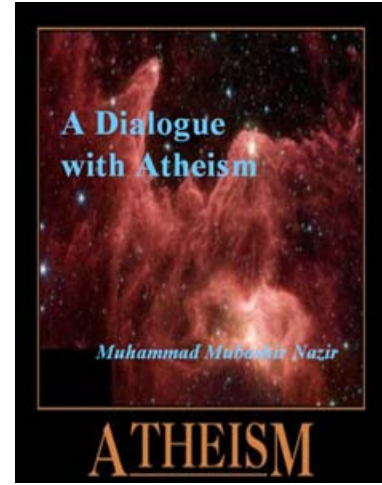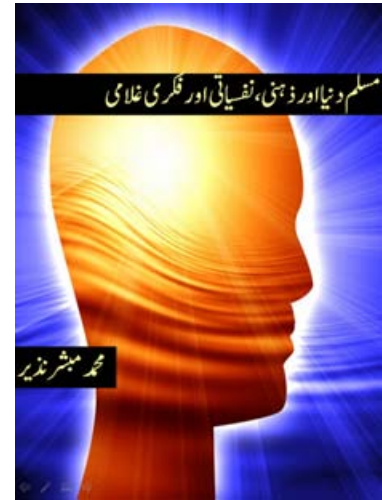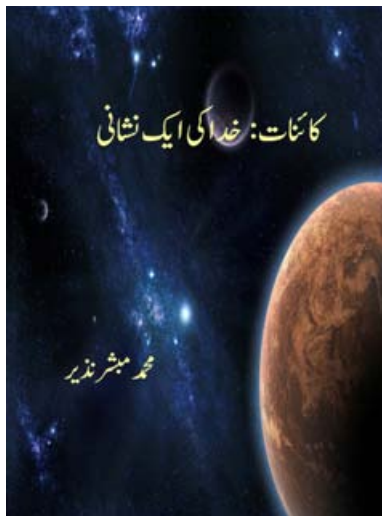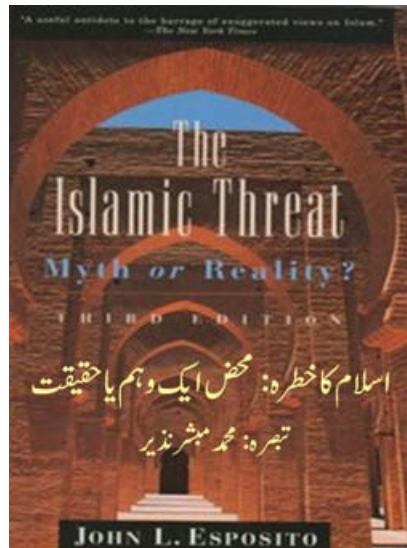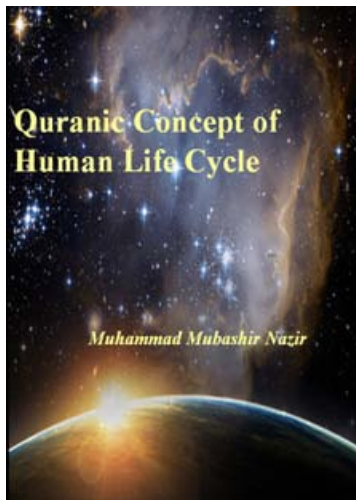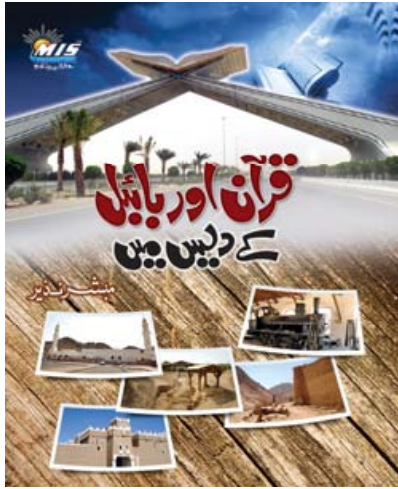
Muhammad Mubashir Nazir

مصنف کی دیگر تحریریں www.mubashirnazir.org پر دستیاب ہیں۔

مصنف کی دیگر تحریریں www.mubashirnazir.org پر دستیاب ہیں۔